

ما شمار اند لا قوتہ الا بالہ

الحمد لله رب العالمین الہدایت کا مرقا الذی فیہ شہادت بعض عوامین جو انوٹری نظام میں کیا کرتے ہیں



نزد الشقاق فی جوار السیف

ایہ تمام محققان محمد عبدالرحمن حاجی محمد رشید خان غفور و تربیت یافتہ ہیں اور ان کا خط و کتابت

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ فَضْلِهِ وَتَوَالِهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَهُ لِنَهْتِكُنَّ بِاَفْعَالِهِ
وَنَقْدِي بِاَفْعَالِهِ وَعَلٰی اِلٰهِ وَاصْحَابِهِ الَّذِيْنَ تَخَلَّفُوْا بِاِخْلَاقِهِ وَاقْتَبَسُوْا مِنْ نُورِهِ
جَلَّ اِلٰهُ بَعْدَ حَمْدِهِ مَلُوْهُ كَيْتَا هُوْنَ كَيْتَا هُوْنَ كَيْتَا هُوْنَ كَيْتَا هُوْنَ كَيْتَا هُوْنَ كَيْتَا هُوْنَ
دریافت ہوا کہ بعض نماز و قحان علوم عقیدہ و نقلیہ نے توہمات و بلیو و لون اور گریل و شارب اور
مستبر و ہم و غیر ہم اور قوانین مجرب و حکام وقت کو دیکھ کر حکم الناس علی دین الملوٰثیہ چاہا کہ
استرقاق کو جو دین محمدی میں منصوص اور متفق علیہ اور بالاجماع ثابت و براتباع و تقلید تو ہم پرست
اور امر کو وقت کے اوسکے جواز میں کلام کریں چنانچہ ایک سالہ موسوم بہ تیسرۃ الاسلام عن حضرة الائمة
والغلام اس باب میں تالیف کر کے اپنی صدق و طبیعت سے جھوٹے موتی نکال کر اپنے پیروں کو
عطیہ اور انھوں نے افتخار لایا و درۃ التاج بنایا اور باوجود دعا و اسلام کے اس میں ایسے مضامین لکھے
ہیں کہ جن سے صراحتہ اور اشارۃ الزام شرک اور فسق کا اکابر دین اور علما و انبیاء عظام پر
عامر ہوتا ہے اور انبیاء الوعظ سے لیکر عوام اہل اسلام تک کوئی مطعون سے نہیں بچ سکتا چو کہ
اسیہ زمانہ وہ ہے کہ جو شید علم پر وہ میں اگیا اور اندھیرا ہل کلام میں چھا گیا ہر مخبر صادق کی
جو خبر جو پیش نظر ہو ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً یبتزعه من العباد و لکن یحصل العلم

بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رؤساً لجهالهم فافضلوا فافتوا بها
علمه فضلووا واضلوا بتحقیق اللہ قبض نہ کر لیا علم کو چھین لینے کی طرح پر کہ چھین لے اوس کو
بندوں کے دلوں میں لیکن قبض کر لیا علم کو بسبب قبض کر لینے علما کے ایمان تک کہ جب باطنی پھیر گیا
کسی علم کو تو ٹھہرا دینگے آدمی بزرگ جابلوں کو تو سوال کیے جا دینگے و جو پس فتویٰ دینگے بغیر علم
پھر خود گمراہ ہو گئے اور ان کو گمراہ کر دینگے لہذا بہت خوف اللہ کا پایا کہ اگرچہ بعض عینین کہ اکثر عینیم نام فرما تے تھے
پر محض ازراہ عقیدہ کے ایمان لا گمراہ ہو جاوین لہذا اس خاکسار روزہ بیدار نے اوسکے شبہات
و اہمی کی رو میں بیدار نہ مختصر لکھا انعام اسکار و الشقاق فی جواز الاسترقاق رکھا
واللہ الموفق الی الصداقۃ و صنفہ البیدایۃ و الیہ النہایۃ

* مقدمہ *

جاننا چاہیے کہ انسان ایک نوع جو جنس حیوان کے روح انسانی کہ جسکو نفس نامطہ اور جوہر ملکی اور
درک کلیات کہتے ہیں اسنے اوسکو سائر انواع حیوان سے جدا کر دیا جو اور خصائص ہمیشہ جسد سائر
حیوانات میں بسبب اشتراک جس کے ہمیں بھی موجود ہیں جسد راحہ اس کو حاصل ہو رہے کیا جس
انسانی ہی کے حاصل ہو آزادی جو اسکی صفت ہو وہ بھی صرف بسبب روح انسانی ہی کے ہو غور کرو
کہ اگر آزادی بخلاف انسانیہ کہ ہوتی تو سب حیوانات کا یہی حال ہوتا لیکن باتفاق موافق و مخالف
لازم پائل ہو فالملح و مشلہ پس ظاہر ہوا کہ آزادی بخلاف خصائص نفس ملکی کے ہو نہ نفس ہی
اور اوسکے متعلقات کے اور جاننا چاہیے کہ اوس جوہر ملکی کو خدا تعالیٰ نے عالم نفس ہمیشہ کا بنا یا جو
نفس ہی اور جو اس عشرہ کہ متعلق نفس ہی کے ہیں بوساطت نفس ہی کے تابع اوس کا کیا ہو پس صفت
آزادی جو انسان کو حاصل ہو یہ ترجیح و اطاعت نفس ملکی کے جو قدرت زیادہ ہے و اطاعت نفس ملکی کی
و یہی سبب کہ آزادی میں رہی یہاں کہ نہایت اعتدال سے خودیہ جمعی علی اگر مطلقا ملکی کو حصہ متصف ہو جاوے

تو ممکن ہو و رکھنا مکناناً علیاً و ماقتلوا یقیناً بل لعلہ اللہ الیمہ
کہ تا فکرتی فکانت قات قات میں کو اودتی ما یرال عبدی یتقر بالی بالتوفل

حتیٰ احببتہ فاذا احببتہ کنت معہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ الیہ
 یطش بہا واجلہ الیٰ عیسیٰ بہا لیکن جب نفس میں نفاذ اختیار کر کے نفس ملکی کو منسوب کیا اور وہاں
 ہو گیا تو مفقہد از مزام اور اعتصام کہ میں طاعت نفس ملکی اور سکون حاصل تھا یا ممکن الحصول اور وقوع
 الحصول تھا سب محروم رہ گیا اور دیگر انبیا میں جس کے ساتھ ملحق ہو گیا ملک اور نفس بھی بدر ہو گیا
 کہ جو اعتقاد اس میں تھی اوہن فی الامل تھی ہی نہیں پس وہ تو معذور ہیں مگر اسے خود اپنی کوتاہی
 زائل کر دیا اس واسطے کلام حکمت التیام میں ایسے نفاذ کے حق میں وارد ہوا ان ھم لا کا کھڑ
 بل ھم اصل سبب لگا اور اسی سبب سے ان کو بکثرت الدواب تعبیر کیا گیا ان شر الذی وابت عند اللہ
 الذین کھڑوا فھم لا یقینون اور جب دیگر انواع میں انبی حیوانات کے ساتھ ملحق ہو گیا
 تو وصف آزادی جو خصائص نفس ملکی سے ہوتا تھا اور صفات کمال کے اوس کے زائل ہو گیا اور دیگر
 حیوانات کے بموجب کلام حکمت التیام والذین کھڑوا فھم لا یقینون ویأکلون کما تأکل الانعام
 تمتع محسوسات اور خورد و نوش کا بندہ ہو کر قابل تکلیف ہو گیا اور ج طرح پر کہ اور حیوانات بسبب
 اور قید کے مملوک پکڑ نیوالے اور قید کر نیوالے کے ہو جائیں اس طرح پر قید اور اخذ اور تسلیم اور
 مملوک ہو جانے کا بھی سبب کامل ہو گیا غرض کہ بسبب نفاذ اور غلبہ نفس ہی میں اور غلبہ ہو جانے
 جو ہر ملکی کے جو جو صفات کہ جو ہر ملکی کے جسم حیوانی میں ہوتا ہے کہ جو جب حریت و عصمت تھیں
 کنارہ گر گئیں اور بعد ان کے زوال اور کنارہ کرنے کے یہ صورت نوعیہ بھی تباہ تر شل دیگر انواع
 جس کے قابل تکلیف ہو گئی اور بسبب زوال عصمت حریت کے تفریق اور ان کا اعتقاد و نقل و مذہب و مذہب
 اور ہی راہی ہوا انبیا غی ظام کی بموجب حی خالق انواع موجودات کے قل ما یعلم بکفرک فی کفر
 کما کفر اور یہی اور یہ حکما اور علما اہل اسلام کی اور یہی اسی ہوا کا ہر صفہ تہنیں اور میں کی اور یہ
 پہلے ہی راہی تھی مجتہد عصر کی بھی کہ اسکان ہند کو کتر مینڈک اور کثیرے کھوڑے سے تصور فرما کر
 بہت آئے تھے علی گڑھ کی سوئی کے اخبار میں چھپوایا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ انھوں نے بنا بنا کر
 کے علوم محسوسات دینوسی ایسا تجویز فرمایا تھا ہم برہما ہی جہل و غفلت کے علوم ادبیہ معارف و توحید کے

<p>نظم</p> <p>یک گرو با جمله علم و عقل موجود همچو حیوان از علم و زبری نیم خرد و ناکمل سفلی بود زین دو گانه ناکدامی بر فرد شهوت را غالب پس کسرت آدمی شکل اندو است شدند نقش آدم لیک منی جبریل گویند از آدمی خود او ز زاد وصف جبریل و ایشان بود خرد شود چون جان و بی آن خود زانکه بانی کان نذر و هست در جان باریک کارها کند جامهای ز گشتی را با نشت با نجوم و طب علم فلسفه اینهم علم نبای خست خوانده علمش استمان پذیرد لاجرم اسفل بود از افلیین بپوش از پستی و آن انوت کرد زو چو استعدادش کان بهرست سکت و ستمش افزون شود</p>	<p>نظم</p> <p>نظم کبر کس بقدر بهمت اوست از لعل غیمه که افرشتی یک گروه دیگر از دانش تخی از فرشته نبی و نبش نرسد تا که امی غالب آید و زبرد از لاک این بشر و آزمون این بشر هم ز استحقاق بهت شدند همچو عیسی با ملک طلق شده از ریاضت تیر و ز جود و جهاد خشم محض شهوت طلق شدند مرده گرد و شخص کو بی جان شود جسم گردد جان چو او جان شود او ز حیوانات جان افزون کند آن ز حیوان و گر ناید پدید خرد کارهای علم پندرسد ره به مقسم آسان نیستش بهر بقای حیوان چند روز صاحب دل مانند زایا و شش زانکه استعدادش بی زبرد عذر را اندر بهیمی روشنی است اگر بلا در خور دکان افزون شود</p>	<p>نظم</p> <p>ایا بنحویز که این مصرع عنکبوت از طبع عقاد ذاتی آن فرشته شد مانند جبر وجود این سوم هست آدمی و بشر نیم دیگر ناکمل علوی بود عقل گر غالب شود پیش فروزون از با علم این بشر زان کابرست یک گرد مستغرق طلق شده رسته خشم و هوا و قاتل قسم دیگر با جزان طلق شدند تنگ بود آخانه و آن صف فراغ گردد چون طبع را خان رود این سخن حق است صوفی گفته است مکر و تبیسی که او مانند تبیر دور ما از قعر دریای نیستن که تعلق با همین نیستش که عباد بود و گا و دهرست علم راه حق و علم نریش ترک او کن لاجب الافلیین باز حیوان را چو استعداد نیست بهر عقایدی که خورد و مغر خست</p>
--	---	--

جب یہ امور مدہ ہو چکے تو اب ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ مجتہد ہر کی طرف توجہ ہوتے ہیں اور اس بات کو
 جانچتے ہیں کہ انہوں نے جس قدر دلائل عقلیہ کھے ہیں آیا کچھ بھی مطابقت قواعد عقلیہ اور استدلالات
 معقولہ سے رکھتے ہیں یا سب لغو اور بطل اور بے اثر یا از قسم توہمات و تعلیلات ہیں واللہ اعلم
 الی الحق والصلوب **قال** غلام نے انسان کو ایک سستی بنایا ہر کہ جسکی فطرت میں آزادی رکھی
اقول ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ آزادی ذاتیات انسان نہیں اور یہ مخلص جنسی سے ہر
 بلکہ مخلص جو ہر ملک سے ہر کہ اس کے ذریعے بحالت تعینت کے جسم حیوانی پر مشروط ہوتا ہے اور اسباب
 بنیاد کے زائل ہوجاتی ہر **قال** اسکو دعویٰ عقل ازادی شعور پیدا کیا **اقول** عقل کے کیا مدارج
 اگر ہر کلیات اور جزو کے لئے نفس ملکی تعبیر کیا ہو تو مغلوب ہو جائے عقل کل اور غائب ہو جائے نفس
 بہیمیہ کام آئے نہ سزاوارت اسکا ہر کہ یہ صورت نوعی بھی ہو اور احکام بہائم ہو وہی ملکہ ان سے زیادہ اوپر
 تشدد کیا جاوے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ذشعور ہونا کیطرح حیران ملک نہیں جقدر حیوان
 ذشعور ہیں اور شاع عشرہ سب میں موجود ہیں حالانکہ سب قابل تملک ہیں **قال** اسکو تمام
 قویاں ہری اور باطنی عطا کیے ہیں **اقول** یہ بھی کچھ مخلص انسانی سے نہیں کل حیوانات کو
 حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہیں **قال** ان کے استعمال کی انکو قدرت بخشی ہو **اقول** کل
 حیوانات کا یہی حال ہے کچھ خصوصیت انسان کی نہیں **قال** ہر کام کے شروع کرنے کی توجہ اور اس کے
 انجام کی سوچ اسکو دی ہو تاکہ ہر کام کا آغاز اور انجام خود سوچ لے **اقول** اگر تفسیر کیا نہیں
 کیا جاوے جیسا کہ لفظ ہر ولات کرتا ہو تو غلط محض ہو کیونکہ بعض امور کے آغاز کی توجہ اور اس کے انجام
 سوچ کچھ بھی انسان کو نہیں دیا گیا چنانچہ یہ امر بدیہی ہو اور اگر تفسیر نہ کرے کہ جو تفسیر سمجھا جاوے تاکہ ہر ایک
 حیوان پر صادق آتا ہو کچھ مخصوص ساتھ انسان کے نہیں ہر بعض امور کا آغاز و انجام ہر ایک حیوان خود
 سمجھتا سوچتا ہے بلکہ بعض امور کے اور ان میں بعض حیوان انسان پر فائق ہیں **قال** اسکو ایسی
 فطرت پر بنایا ہر کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزوں کے مہیا کر نیکا جائید ہو **اقول** یہ بھی بدیہی البطلان
 ہر انسان نفس کل اشیای موجودہ کیطرت مختلف ہو نہ اس کے مہیا کر نیکی احتیاج رکھتا ہو اور بقصد

تسلیم نہ تھیں اسلئے ہر لازم آتا ہے کہ ایسا تھیں اسلئے تو کہ محتاج ہو بطرف تمام اشیایں موجودہ ممکنہ
 کی برخلاف سارے حیوانات کہ وہ اکثر اشیایں موجودہ یا ممکنہ سے مستغنی ہیں اور اگر الفاظ سے قطع نظر
 کر کے یہ سمجھا جاوے کہ مدعا یہ ہو کہ انسان ایسی غفلت پر مبتلا گیا ہو کہ جو چیزیں کہ اس کے واسطے ضروری ہیں
 اور کہ خود مہیا کر سکتا ہو تو یہ بات کچھ خصائص نوع انسانی سے نہیں ہر حیوان کا ایسا ہی حال ہے
قال خود خدا نے فرمایا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اس کے لیے جو اس کے جسکی وہ خود کو نہیں کرتا ہو
 کچھ نہیں ہر اقوال حتمی نہیں کہ آیت تملوہ میں قصر الموصوف علی الصفۃ ہو کہ جس کچھ دعا استدلال
 حاصل نہیں ہوتا ہلکوس مقام میں تشریح معانی آیت کی ضرورت نہیں **قال** پس یہ تمام باتیں اس پر
 دلالت کرتی ہیں کہ اس پتہ کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ تپلا خود اپنا آپ الگ ہر اقوال جن
 مقدمات پر کہ مولف نے نتیجہ ترتیب دیا وہ سب مقدمات ہل ہیں ان میں سے ایک مقدمہ بھی نتیجہ
 نتیجہ کا نہیں نہ بطریق قیاس اتفرقی نہ بطریق قیاس استثنائی پس جو توہیات اور تخیلات کے کلامات
 کسی دعا کے نہیں ہو سکتے مقدمات نتیجہ کو اور کسی امر پر محمول نہیں کر سکتے اور اگر یہ امور مذکورہ
 نتیجہ نتیجہ ہلکے ہوں تو سب حیوانات کا ایسا ہی حال ہو کہ تپلا ہونا ان کے جنس کی ذاتیات سے
 ہوا و عوارض مذکورہ اقسام عرض عام کے ہیں جیسا کہ مذکور ہوا ہم بھی کہتے ہیں کہ حریت از نظری
 کیونکہ پیدائش انسان کی غفلت ہلام یہی ہو کہ جب اسلام زائل ہو گیا تو اس کے زوال میں کیا ایجاد
 ہوا اور خدا اس قول مصنف کا کہ وہ خود اپنا آپ الگ ہے ظاہر ہو جاری ملت میں کوئی خود اپنا
 بھی ملوک نہیں اور کو اختیار نہیں کہ وہ اپنے تئیں کسیکے اختصایع وہ ہر کے کسی دوسرے کا ملوک کر دے
قال غلامی ان تمام چیزوں کی باریوں کہ ملوک صانع کی مرضی کے برخلاف ہو اور اسلئے خدا کی مرضی کے
 مطابق نہیں ہو سکتی **اقول** یہ کلام بھی نہایت رکاکت بلکہ غلط بات ہے چون کہ گوئیہ ابتدا رتق
 ہوا اصلا صانع کی مرضی کے برخلاف نہیں بلکہ عین مرضی خالق سی ہوا و نتیجہ مولف کا صرف ایسے
 مقدمات پر مبنی ہو کہ محض اقسام توہیات اور تخیلات ہیں اور چونکہ غلامی ابتدا رتق اور سرج م کے
 کہ بالا اتفاق متنافی غفلت اور مرضی خالق کے خلاف ہے خواجہ وار د ہوا ہو کہ بعضی احوال کے

اصرار کرنے لگے کہ باوجود پند و وعظ کے رو براہ منہوسے ملک پر مقابلہ و مقابلہ پیش سے تو کیا
 اوس نفاوت کی پادشہ سے اونکو محفوظ رکھنا اور اونکے اخلاق و زریعہ کی اصلاح میں کوشش نہ کر لے
 نزدیک عین اتفاقاً حکمت و صلیت ہو اکیسب لانس ان یترک سگٹا شاکلا ان الله
 عن یغذو انتقام ذلک جن یناھو یغیرہم اور خوب سمجھ لیجیے کہ یہ اتفاق جو ہماری شریعت کے
 مطابق ہوا ان برخصا لوں کے حق میں نہایت مفید اور شرف و عزت حسد اور موجب تہذیب و تہذیب کے یہ کیا
 آپ ازراہ غلبہ تو بہات و تنجیلات فاسدہ سمجھ رہے ہیں یا دیکھیے کلام حکمت الیتام صاوی علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کو عجب اللہ من قوی عیقا دون الی الجنۃ بالتاسل رواہ البخاری وہ قوم جو آپ کے
 اعتقاد میں ازلیس و مذہب ٹھہری ہوئی ہو انھیں اگر اکو باب نفاوت میں ملاحظہ فرمائیے حجر دوم
 اور انشراح ملکیت اموال منقولہ اور غیر منقولہ سے اور عدم ملک کا سبب بضرحت تمام تجویز فرماتے ہیں
 حجب میراث ہی نہیں بلکہ غبطی میراث جو عجب بھی بدتر ہو واجب ٹھہرتے ہیں مخطوۃ فاطمہ علی ام تو
 القبرہ روا نہیں تھے مگر استعمال احکام غلام میں زیادہ تر قواعد شریعت غرائے تشدد اور بے لگہ کرتے
 ہیں دیکھیے باب ششم پیل کوڈ اور دیگر احکام متعلق اس کے قال جبکہ خدا خود الامام کو چکا ہو چکا کہ
 عبید اللہ وکل نساکم احاء اللہ کہ تمام مرد میرے غلام ہیں اور تمام عورتیں میری لونڈیاں ہیں
 تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کر خوش ہوتا کہ لا واللہ یا اللہ انت محدک لا شریک لک انتی اقول
 آپ کی اس تقریر کے جواب میں تو صرف یہ قدر کافی ہو کہ جب خدا تعالیٰ اپنے رسول قبول کی زبان سے
 وہ باب غلاموں اور کنیز کو بیچ کے ہوا کہ یہ امر فرماتا ہو کہ لیقل غلامی و جاتی پی چاہیے کہ کہے کہ غلام میرا
 اور جو بکر می میری پس وہ کوئی شخص ہو کہ خدا سے متعال کے حکم کے برخلاف اپنی طرف سے ایک حکم
 جاری کر نیکا اور وہ ازراہ تعلی کے کہ لے لیا حکم اکہ میں اس امر کو پسند فرما دیا کہ اپنے بندوں پر کسی
 بندہ کو اپنے سے زیادہ مالک بالاتر بناو سکا لا واللہ لا من لہ الحکمہ وھو لکم لک امین لا انکم
 ولا مانع لقتضائہ و غرضی شریعہ کہ صنف عالی قدر نے جن کلمات سے یہاں استدلال کیا ہو یہ کلمات انجیز
 حدیث مسلم کی مصنف نے پوری حدیث نہ لکھی ہم اس کو لکھتے ہیں عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ

لا یقول احد کہ عبدی و امتی کلمہ عید اللہ و کل لسان کہ اما اللہ و لکن لبقل غلامی جاتی
 الحدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ کہ کوئی تم میں سے یہ الفاظ بندہ میرا بندہ میری
 تم سب خدا کے بندے ہو اور سب عورت تمہاری خدا کی بنیدان ہیں لیکن یہ کہو کہ غلام میرا اور
 جھوکر میری امرا اور چونکہ لفظ عبد اور امتہ کا مفہوم متضمن ہر معنی غایت مذلل کو اور وہ مخصوص
 صرف واسطہ خداوند تعالیٰ کے انداز ان الفاظ کے استعمال سے نہیں فرمائی گئی اور جن معانی میں کہ ان کو
 استعمال میں لایا جاتا تھا ان معانی کے استعمال کے واسطے جو اور الفاظ تھے ان کی اجازت دی گئی پس
 اس اجازت میں صریح کے برخلاف اگر کوئی مجتہد بھی فتویٰ سے تو یہ اجتہاد بمقابلہ صریح کہ ہو جب سلب
 مسئلہ اصول مرد و عورت اور عامل و سکا کی طرح ہر مفہوم سمجھا جاوے گا تنبیہ اس تقریر پر مجتہد عالمی قوس کے
 غور کرنا چاہیے کہ اس صاف نسبت اشراک باوند کی مجوزین استرقاق کی نسبت ظاہر ہو حالانکہ خود
 باعتبار مجتہد سب انبیاء کی کرام مجوز اسکے رہے ہیں خود مجتہد کا یہ دعویٰ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 باتباع رحمہ جہانیت مجوز استرقاق ہے پس ظاہر ہوا کہ حیدر مجتہد کا یہ کہہ کر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 صرف دو سال اور چند ماہ او آخر عمر میں اشراک باللہ سے محفوظ رہے باقی تمام عمر ان کی اشراک باللہ
 گزری واہ کیا خوب حمایت اسلام کی فرامی دہتی بخیر خود دشمنی ست قال کہ زادی جو ہر ایک
 انسان کا قدرتی حق ہو غلامی ٹھیک ٹھیک اس کو بر باد کرنے والی ہر اتنی اقول ہم نہیں
 سمجھتے کہ قدرتی حق سے کیا مراد ہو اور یہ حق کس پر ہو اور یہ حق کیا ہو تاکہ کسی جرم سے زائل بھی
 ہو سکتا ہو یا نہیں اور انسان اس حق کا استحقاق کس سبب رکھتا ہو اور یہ استرقاق خاصہ مذکور
 چنی ہو ان سب امور کی تفصیل کچھ محل باتوں کے کچھ فائدہ نہیں ملے ہر اتنا قال قدرتی حق
 بر باد کرنا اصلی ظلم اور ٹھیک انسانیت ہر اتنا اقول یہ قول یہ قول برائی ہو اور ملت اسلام میں مسلم ہو اور اس
 کلیہ پر بہت مسائل متفرع ہیں چنانچہ یہ مسئلہ اسی بنا پر مبنی ہو کہ غلامی نبی ہو اور بر باد کر دینے
 حق تصدیقی اور اختیار کفر و شرک کے کہ اگر الکبار اور ظالم عظیم ہو کہ لا شریک لہ باللہ ان الشریک کلمہ
 عظیم اور جب ہر ترکیب اس ظلم عظیم کے ہو تو خود انھوں نے اپنی حسرت آپ بر باد کردی

وَمَا ظَلَمْنَا أَشْءًا وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ لَئِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا يُغَيِّرُوا مَا بِكُمْ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ قَالُوا بَلْ
 إِنَّمَا السَّيِّئُونَ فُطْرَانٌ كَاظِمُونَ وَهُوَ قَوْلُ بَرِئَتِ سَلَمَہُ اور ہم بھی کہتے ہیں کہ اس ظلم کے
 اور کما کے سبب یہ لوگ سزا کی غلامی کے منہ دار ہوئے **قال** مگر خدا کیسے تصور کا قصیدہ نہیں ہو سکتا
 انتہی **اقول** آئین کچھ شک نہیں ان کے غلام ہو جائیں گے خدا تعالیٰ پر کچھ الزام عائد نہیں ہو سکتا جو
 نے اپنے حق کو اپنے ہاتھوں پر یاد کر دیا خدا نے انہیں کچھ ظلم نہیں کیا تو فی کل نفس ما کسبت
 وھم لا یظلمون حیرت یہ ہو کہ مصنف نے غلامی کو کس طرح مستزئم تصور فرمایا ہے حقیقی سمجھا جو ظالم
 اور کو معلوم نہیں کہ حیرت اقسام حقوق اللہ پر یا حقوق العباد پر یا سن و میر حق استعرا و برن جو حق العباد
 پر اور بری غلط فہمی یا زور و باغث اسکا ہو کہ بنیاد وجود فاسد و دیوار ناپائیدار قائم فرمائی ہو واضح ہو کہ
 استخراج ملک شرعیہ کی واسطے علماء امت مہدیہ بہت کوشش و عینا طے ساتھ از روی دلائل عقلیہ و نقلیہ
 قیام محکمہ قائم کے محمد ﷺ کو اہم کما نام فرما لیا کہ انہوں نے... فرما دیا ہے اور ہر تواضع فرمایا اور
 یہاں سے جتنی توفیر ممکن ہے کی ہو سراسر بر خلاف اوس نص سے جو دیکھتے ہیں مستحقہ ضعف از روی
 میزان کی سیطرہ چاروں کے مقدمات سے لازم نہیں آتے مقاصد ان کے از روی دلائل صحیحہ کے کئی تفصیل فن
 اصول میں جو مدلول کسی لفظ کے نہیں صاف ظاہر ہو کہ سبب ناواقفی کے فن میزان اصول کے محض
 تقلید اور جوہ فاسد اور توہمات کے چھین چھین گئے ہیں **قال** سمجھنا کہ اگر غلام آرام اور سانس
 رکھے جاوین اور رحم و محبت سے پرورش کیے جاوین تو کوئی برائی نہیں غلطی اور سراسر دھوکا اور غلامی
 فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہے اور انکو بد سلوکی سے رکھنا اور گناہ ہے جس کوئی خیر قدرتی گناہ ہے نہ
 خوفناک نہیں انتہی **اقول** امت اسلام میں حقوق مالیک بہت حسن و خوبی سے منضبط ہیں ان کے
 مراعات کی ہر چیز علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیطرہ سے تاکید شدیدیہ ہو کہ کچھ تم خود دکھاؤ ہنر و ہنر
 دکھلاؤ پھناؤ اور جو کام کام اوپر گران ہوا ہو اسکی تخلیف انکو نہ و محنت کے کام نہیں ان کے ساتھ خود دیکھ
 ہو کہ وہ کام کرو تمہارا نہیں ہے ایسا کام ملو اوپر کی سیطرہ کی تمت نہ لگاؤ انکو ماننا نہ چاہیے اگر کوئی چاہے
 غلام کو اسکو تو گناہ اور سکا یہ ہو کہ اسکو آزاد کرے ورنہ مالک کو مستد و فرخ کا ہونے کا اگر کیلئے

کئی ملکوں کیلئے ہون کہ باجم قرابت کتھے ہون تو اوںکو ایک دوسرے جہانہ کرے اگر ستر مرتبہ کہیں نین
 خطا کرے تو برابر گزر کرے اور یہ سب امور اعدیث صحیحہ سے ثابت ہیں ترمذی اور ابن ماجہ نے
 روایت کی ہے عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنة سبیلاً لکن
 بہشت میں نہ جاویگا وہ شخص جو غیظ کی لکھا اپنے مالیک سے ابو داؤد نے رافع سے روایت کی ہے
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسن الملكة یمن وسوء الخلق شوم فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے
 مالیک سے خوش خلقی کرنا جو وہ مبارک ہو اور جو غیظ کی کرنا جو وہ بد بخت ہو محمد ازراہ کمال سوار و فرائے
 ہیں کہ یہ سب غلطی اور دھوکا ہے العباد باللہ نعم حاصل اوںکی تقدیر کا یہ ہے کہ غلام بنا قبیح لذاتہ اور بالذات
 گناہ جو پس یہ رعایات جنکی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید شریعی کی موجبہ وال اس قبیح ذاتی کے مینن جو مینن
 پیغمبر فرماتے ہیں کہ حسن الملكة یمن وسوء الخلق شوم اور غلامی خود قدرتی گناہ ہیں
 لکھا ہون کہ یہ سب غلطی صنف کی ہے اور باعث اس غلطی کا ثقلیہ کما ان اور ناقضی علم حاصل
 سے ہوا وہ غرض کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے لذاتہ قبیح اور گناہ ہے کسی شریعت برحق میں کبھی جائز نہیں ہو سکتی مثلاً
 کفر کہ کبھی کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا حالانکہ خود صنف صفحہ ۱۰ پر توہین کے سفر لویان باب ۱
 دوسرے ۴۴ نفاہت ۴۴ کے مطابق حکم خدا کا عبارت فارسی نقل فرماتے ہیں اوںکا ترجمہ اردو میں
 کتاب میل مطبوعہ ۱۹۹۷ء مطبع مرزا پور سے لکھا ہون تھا اسے غلام اور تجھاری لونڈیاں جنھیں تم رکھو
 چاہیے کہ ان قوموں کی ہوں جو تمھارے اس پاس رہتی ہیں تم انکو سے غلام لونڈیاں مول لینا
 اور انھیں کون اسے بھی جو تم میں بود و باش کرتے ہیں اور انکے گھر ان میں سے جو تمھاری زمین
 میں پیدا ہوئے ہیں مول لے لے دو وہ تمھاری ملکیت ہونگے اور تم انھیں میراث کے طور پر رکھو کہ لو کہ تمھارے بعد
 تمھارے لوگوں کی میراثی ملکیت ہو دین دیا بد کہ تمھارے بروے ہیں لیکن تم اپنے بھائیوں کو جو
 بنی اسرائیل ہیں ایک دوسرے سختی کر کے کھٹ مٹ نہتی اور بین الکلام میں خود صنف ہب اصرار سے
 سعی عدم تحریر ہیں اور ہب ہی شادی کے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ضامین جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جاب
 مولیٰ عم یرثہ انہی سے ہیں با تحریف و تبدیل کتب ہیں میں موجود ہیں اس واضح ہر اکہ مطابق

مصنف کے حکم غلامی کی جبراجم تو ریت میں حسب تصریح مذکور بالاباکے مذکور جو من جانب اندر موجب
وہ نہ الیٰ طریق سے تو تو اسکو تیس لایا تھو نامہ نہ ممنوع ہوا اللہ کا نام یہاں لکھنا شکار و شکار

لَیْسَ الْفَوَاحِشُ مَظْهُورًا وَمَا بَطُنَ وَابِدًا وَالْبَغْيُ بِغَيْرِ حَقٍّ وَطَائِفٌ مِنَ الْمُسْکِرِ
الکچھ صفحہ ۸۲ ملے دوم تہذیب الاخلاق نسبت مطبوعہ اجاوی الاولیٰ شمسہ اجری میں خود مصنف
لکھتے ہیں کہ سننے اس قانون قدرت کے مخالف کا کچھ تدرک کیا سو ہی عم نے اسکو جائز رکھا ہی عم
نے اسکی نسبت ایک حرف بھی نہیں کہا انتہی میں کوتاہیوں کہ تو ریت وضع ہو کہ برائیم نے بھی
اسکو جائز رکھا ہو دیکھو قصہ سارہ و باجرہ ہیں سمجھنا چاہیے کہ اگر ہم سے لیکر عی عم تک سب انہیں
الصلوۃ والسلام اسکو جائز رکھا پس تین حال سے خالی نہیں کہ جناب ابراہیم عم سے لیکر عی عم تک
جس قدر انبیاء کی کرام کردے اسکو قانون قدرت پر تہد بھی علم تھا جس قدر کہ جناب احمد خان جسکو یہ یاد ہے کہ
کن کے کہ جو بڑے معاصی پر پختہ ہوئی ہو اور فی نفسہ سخت پاک اویج لائے ہو اسکو منع کیوں لینا سبوت ہے یا نہ
سید احمد خان جس سے تہذیب کا زمین شق اول و ثانی تو ہرگز اسکو تسلیم کرنے میں کیونکہ اگر اسکو تسلیم
کیا جائے تو قطع نظر اور قبا اور مال عصمت اور ہل دنیا عرم کے یہ گناہ خود خدا سے حساب قانون قدرت پر کیا
کہ انبیاء عم کو چاہا کہ مخالف قانون قدرت و تبع ذرات کے ارتکاب سے ممانعت فرمائے بر خاتم کے اپنی
کتاب واجب الاتباع میں اسکا فرم فرمایا اگر قانون قدرت پر عمل کریں تو سبب مخالفت تو شرعی کے خلاف
التغیر میں اور اگر کتاب واجب الاتباع پر عمل کریں تو سبب مخالفت قانون قدرت کے اقیع
الیقاع اور کیہ ہر کے مرتکب ٹھہرتے ہیں کیا قانون قدرت کو کہنا قانون کے خلاف واجب الاتباع کے خلاف
ہو اور جب دونوں میں پہلی اصل میں تو ہر ایک شق ثالث ہی متین ہو کہ اس شق کے اعتبار پر تہذیب الامر
میں ٹھہرتا ہو کہ جناب احمد خان صاحب غلو تہذیب و خدا کا ہر شے پرست خواہی ہر شے میں خائن
ہو کہ بہتر نہ آفاب یاد چینیہ مدار سب تہذیب مصنف کا سپر ہو کہ ان الامر طری کا عموماً لکھا ہے
حالانکہ یہ سب سہرہم اور غلطی کے التبعات اور بیوہ ابی المر جائز نہیں اور بہتر ہے جو ائم شرعیہ جائز رکھتے
ہو کیسے جو ان حیاتیات انسانی اور فطری ہیں جو ان کے لئے لازم و واجب ہے ان میں مگر وہ

حدود و قصاص کے واجب ہوا اور پہلے پر غلامی کو جو بیچ لڑا تھے لایا کہ وہ بھی خطا سے خاش اور کھلی ہوئی
 غلطی ہو کہ قاتل اور کاسکیر چیر سب مخالفت و لائل شرعیہ کے معذور نہیں ہو سکتا قال غلامی تمام
 اخلاق انسانی کو خراب کر دیا لیکن جو انتہی اقوال ظاہر برصفت کے نزدیک وہ اخلاق کہ جن پر بطور
 سزا کے غلامی تصریح ہوئی اور وہ اخلاق مقدارِ حریج از ہم اخلاق پسندیدہ اگر مصنف ذرا بھی غور
 کرتے تو ہرگز ایسا نہ فرماتے البتہ یہ واضح ہو کہ غلامی مصلح اخلاق و رویہ پر نہ مخرب اخلاق صاحبہ قال
 غلاموں کی حالت اور ادنیٰ عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کر کے حیوانی حالت میں آجاتے ہیں
 انتہی اقوال ظاہر وہ حالت چیر غلامی تصریح ہوئی جو مصنف کے نزدیک حالت ترقی ہو اور یہ مہنگا
 بالبدیہ غلط ہو اور خلاف مشاہدہ ہو اور اس سے اجناس صحیحہ کے نسبت ہو کہ عقل و عادات و اخلاق غلامان
 صلی مصنف کے اندر تک کے خادمان آزاد و بکھرے مصنف صاحب بھی بدراج اچھے تھے اور مصنف صاحب
 فرمادیں کہ یہ آیت ان ھو لکھا کا لکھا و بل ھم اصل سید لکھا کسی بدست میں نازل ہوئی جو آیا
 غلاموں کی نسبت میں یا مالکون کی قرآن مجید میں خدا تعالیٰ جنکو حیوان خصال فرمایا جو لوگ ملک کر تھے
 پس جاننا چاہئے کہ حیوان خصلاتی غلامی کو لازم نہیں بلکہ ایسا اوقات غلامی باعث اسکی ہو گا کہ وہ
 حیوان خصلاتی سے نکال کر ذہل و ضلالت کا لیلہ انسانی کر دے عجب اللہ من قوہ یقادون اللہ الجنۃ
 بالاسلاسل گر سخت مشکل یہ ہو کہ مصنف ابھی تک یہ بھی نہیں جانتے کہ کمالات انسانہ کیا ہیں اور
 خصلات حیوانیہ کیا ہیں تہذیب اخلاق کیا ہو مخرب اخلاق کس کو کہتے ہیں عقل کیا چیز ہے اور قوم
 کیا ہے عہد و اثر و گون و دارند قوم و قال اور جو لوگ غلام بناتے ہیں وہ جبر اور انصاف
 انسان کو جو اشرف المخلوقات ہو تنزل کی حالت میں ڈالتے ہیں اقوال شرف انسانی کو تو خود
 اونچوں پہلے ہی زائل کر دیا اور اپنے اوپر خود ظلم کر کے مرتبہ انسانی سے پہلے ہی تنزل میں آگئے
 اسی سبب کہ تو اپنے پرستار تجویز ہوئی و صا اظلمنا ھم و لکن مظلوما ھم نفسہم قال غلامی کی تاثیر
 انسان کے تمام قدرتی قویٰ جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا اور عقل و تہذیب و ایمان اور ادنیٰ حالت
 پر مبنی ترقی کی جگہ ترقی کرنا قدرت بنائیوائے تا حدیٰ طلق کی مرضی ہو رہی ہوئی ہوئی ہوئی

صانع غلط ہو کوئی قوت جاتی رہتی ہو خواہ اس غلامی میں کچھ فرق نہیں آتا جارج جسمانی
 جائے نہیں جتنے صانع قدرت جس کام کو واسطے آدمی کو پیدا کیا ہو کوئی چیز اس کی مانع نہیں ہوتی۔ مان
 مال امتناع دنیوی زاد اور حاجت اصل یہ اپنے واسطے جمع نہیں کر سکتا اور اسراف کی قدرت نہیں رکھتا
 سویر و دونوں امر مافی قانون قدرت نہیں اگر غور کیجا تو یہ حالت او کی نسبت محبوبان جس دم کے
 جو بموجب بابت ششم میل کوڑے محبوب تھے ہیں ہزار ان ہزار درجہ بہتر ہوتی ہو **قال** محنت و شقت
 اوٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان میں اس طرح اود سے پیدا کی ہو کہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
 صرف کرے غلاموں میں بالکل معدوم ہوتی ہو کیونکہ ان کی کوئی محنت اور نکلے لیے نہیں رہتی **اقول**
 اگر وہ بھلائی اور ترقی مراد ہو جس کے واسطے انسان پیدا ہوا ہو تو حسب تقریر مصنف کی غلط محض ہو اس کی
 نسبت حقدیر یا صفت معبادت میں ان کی محنت و شقت ہوگی ہرگز انہیں کی ترقی اور بھلائی کی
 باعث ہوگی نہ کسی دوسری اور اگر ترقی اور بھلائی دنیوی جو تا مطلق نظر مصنف اور مقصود بالذات
 ان کی ہو مراد ہو تو یہ قول مصنف کا کہ محنت و شقت الی قولہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
 صرف کرے انتہائی قطعاً ممنوع ہو اگر مصنف اس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی رکھتے ہوں تو نہیں کریں جیسا
 سے کچھ کام نہیں چلتا و معائنات بے لانا زبان کا ضرور ہو **قال** محبت و الفت جو انسان کی
 زندگی کی جان ہو اور سپردین و دنیا و دونوں بھلائی منحصر ہو غلامی کی حالت میں بالکل مردہ جاتی
 ہو رہتی **اقول** کلیۃ غلط ہو کہ انسان اور غیر انسانی خاصہ غلامی کا نہیں متضامی بہت بعض نا اہل و کابر
 چنانچہ بہت آدمی اس طرح کہ وجود میں علاوہ بران کمال انسانی تو محبت خالق اور انسانی و اسرار
 میں ہو اور یہ میں میں دنیا کی بھلائی منحصر ہو اور یہی انسان کی زندگی کی جان ہو جب یہی پیتر سے
 مردہ ہو گئی تو یہ غلامی کے اگر دوسری محبت و الفت مردہ بھی ہو جاوے تو ہو جاوے و ہر چہ اگر سر
 گذشت چہ یک نذرہ چہ یک دست و من عدا کی تہذیب اور اس کا سب کے آپ تقدیر میں ان کے قواعد بھی
 نظر فرمائیے کہ جو بعض اوقات رنگ بھی اپنی بھلائی کے لیے کچھ محنت نہیں کر سکتے **قال** حلفانہ انہیں
 محبت از دلی سے پیدا ہوا ہو کہ وہ بھی غلاموں کو سہل نہیں ہوتا **اقول** یہ بھی محض غلط

قال اور کما از دواج خوشی جانوروں کے ازدواج سے کچھ زیادہ رتبہ نہیں رکھتا **اقول** یہ بھی غلط اور تائید ہل ہے **قال** اولاد کی محبت اور ان کی پرورش کا جوش جتنا جانوروں میں ہو غلاموں میں اتنا بھی نہیں ہوتا **اقول** جتنا غلط ہو پرورش اولاد اور جوش محبت جتنا انسانیت میں ہو وہ غلامی اور آزادی پر نہیں پس یہ قول بھی مصنف کا محض غلط اور خلاف شاہد ہے **قال** غلاموں میں ولولہ ہمدردی کا کسی سے بہانہ کہ اپنی اولاد بھی مطلق نہیں ہوتا انتہی **اقول** سہرا مغالطہ اور غلط ہے اکثر مواقع پر غلاموں نے ہمدردی میں اپنے آقاؤں کے ایسے کار نمایاں کئے ہیں کہ انادو نہیں ہو سکتے مشہور خبر ہو اور چند پرچہ ایسی لکھنا مطلب جو عہد کی ہو کہ بعض بلاد میں ہر سال صد ہجہ نو زائیدہ شکر من پر پانچ تاج ہیں اور ان جزائر میں جو یہ صفت ہمدردی کی اور محبت اولاد کی ہو کیا وہ بھی تو زبان ہی میں **قال** ہونا ہونا اس کی ایک مشہور صفت ہو جاتی ہے **اقول** تعجب ہے کہ دعویٰ کہ تقلید کا اور تقلید پرانے کہ افراد عوام کی تقلید کی بنا پر استدلال یہ کہنا کہ بیوفائی ایک مشہور صفت غلامی کی ہو جاتی ہے **قال** مگر یہ بھی ہے اور اگر مصنف مل میں غور کرتے تو سمجھ لیتے کہ حد استرقاق ابتدائے ستر بیوفائی ہی کی ہو کہ جب عہد فطری کو توڑ کر غایت درجہ کی بیوفائی اختیار کی تو مستوجب سزا و استرقاق کے ہو گئے **قال** اکیس ایک قدرتی خوشی ہو وہ غلاموں کی کل معدوم ہوتی ہے **اقول** اکیس کسی خوشی ہو کہ اس کی صفت ہو کچھ سوچ سمجھ کر فرماؤ اور کب بالکل معدوم ہوتی ہے یہ کلیہ بھی اچکا اور اصول اہل اسلام کے سراسر غلط اور ناواقف ہو مسائل اصول سے فلا یطیل الروح ما الکیۃ النکاح والحیۃ واللذہ نہایت تعجب ہے کہ خیاب مصنف اس قانون قدرت کو غلامان شرعی کی بابت میں تو بہت کام میں لارہے ہیں مگر محسوسان قید و رنگ کی نسبت ایک اعتراض بھی اس قانون قدرت کی بنا پر نہ بیان پر نہیں لگتے **قال** جو کہ غلام منجبر ہوئی کھائے اور کپڑا پہنے کے کوئی حقوق دنیا میں اپنے لیے نہیں رکھتے ایسے وہ اور ان تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کو دے کر پر پیدا کیے ہیں ناواقف رہتے ہیں **اقول** کیا قریب تغیرہ شرعیہ ہو کہ مقدم کو تا کی سطر جملہ غلام نہیں پس اس کو لازمی ہو کہ سطر پر نہیں کہہ سکتا اگر اتفاقہ کہوں تو وہ کلیہ بھی صحیح نہیں البتہ خبریہ

کہا جاوے تو یہی تو اور سطر الشیخ ہو کہ کچھ غیبی مصنف نہیں ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے
 اس پر اگر کوئی مدعی اسلام اصرار کرے گا تو بہت سے غلام ایسے نشان دوں گا کہ انکی فتنہ و افلاق میں کسی مسلمان کو
 شک نہیں قال اور اس سے انکی کچھ قدر نہیں اقول یہ بھی غلط تو نہیں جو یہ علم غرضی ہو انکی جان میں
 قدم نہ لکھو بلال حبشی اور زید بن حارثہ کس قدر فضل و عفو و جلال اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل
 کرام کے نزدیک عزت و اور صاحب قدر اور ایو جمل وغیرہ کفار باوجود نہ ملوک ہونے کے کہتے
 بقدر اور ذلیل تھے قال اور گناہ اور دوسروں کی حق تلفی اور طرح طرح کے جرائم دینی اور دنیوی
 کے مجمع بن جاتے ہیں اور اپنے نفس کو کسی طرح ضبط میں نہیں رکھ سکتے اقول ار کتاب جبرائیم
 دینی نبوی اور آلاء و حقوق اور پیروی نفس مارہ کی بابت ہم مصنف کو ہی حکم قرار دیتے ہیں دوسرے
 خود ہی از روئے انصاف کے فراوان کہ یہ اخلاق و معیہ کن لوگوں میں مبت ہیں اور یا دوسرے لوگ
 غلام ہیں یا غیر ملوک اور جبرائیم دینی میں مصنف کے نزدیک یا دوسرے جرم بھی داخل ہو کہ جسکو قرآن مجید میں
 بلفظ حکم عظیم اور احادیث نبوی میں بلفظ الکبر الکبار تعبیر کیا گیا ہو اور کسی طرح ار کتاب نہ اور نیز
 اگر نامحررات شرعیہ سے ایسا بھی کچھ بخوڑی مبت جرم دینی میں داخل ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو خود
 مصنف صاحب فراوان کہ یہ امور زیادہ تر غلاموں میں پسے جاتے ہیں یا غیر ملوکوں میں انکے کھول کے
 ضبط صحیح دیکھیں کہ جبرائیم دنیویہ کے متعلق حقوق عباد سے ہیں اور عقلاً و ظلاً مستوجب اجر و احد و دوزخ
 و قصاص ہیں ان بلاد میں اس زمانہ میں کس کس سے شایع ہیں یا نہ ملوک ہیں یا غیر ملوک
 لگے اسے آخر صفحہ ۱۸۱ کے مصنف نے ملکہ رضا میں فرمایا ہو اور جہولے اقوال کو از راہ غلط فہمی یا غلط فہم
 چھاپٹھرایا ہو بالبدیدہ اور حکم بدہیات اولیات غلط محض ہو اور اس قدر صریح البطلان ہو کہ اس کے
 ابطال میں ہر ایک حرف بھی کھنڈ و نہیں قال صفحہ ۱۸۲ اس پر جرم سنگدل پرچہ چھپو
 انکی ماون کی آغوش سے جدا کرنا بجز انتہی اقول آپہن نہ بھریے قانون قوم مہذب کو یا دوسرا
 مہر کرے دیکھے کہ محبوبان دوام کے آغوش سے نادان بچے جدا کر کے انکو بجزائر و ریاست
 شور کو بھیجا جائے یا لیس دن بعد وضع حمل سے بچے کو آغوش مادر سے جدا کر کے مادر کو بچا ہنسی

و بیجائی کہ اگر اس معاملہ خاص میں دامن اسلام اس ہیرجی کی گرد سے پاک ہوجاویں مابین
 یہ امر سخت ممنوع ہوا اور ہرگز بازنہین اور صنف آدمی ہی بھرتے ہیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 ایسے لوگوں پر لعنت کرتے ہیں عن ابی ہریرہؓ قال لعن رسول اللہ صلعون فرق بن الولد
 وولده وبنی الاخ وبنی اختہ رواہ ابن ماجہ والذرقطنی لعنت کی ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اوس پر جو تفریق کرے درمیان باپ اور اس کے بیٹے کے اور بھائی اور بہن کے عن محمد بن یوسف
 قال کان النبی صلعم اذا اتی بالسبی اعطی اهل البیت جمیعاً کراہیۃ ان یفرق بنیہم و
 ابن ماجہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کراونکے پاس قیدی بکڑے ہوئے آتے تھے تو انکی
 گھروالوں کو کھلوا دیا کرتے تھے بسبب پسند کرنے اس بات کے کہ تفریق کریں اوکے درمیان بین
 عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الحنۃ سیئئ للملکۃ قالوا یا رسول اللہ
 الیس اجرتنا ان هذه الامۃ اکثر الامم صلعم کی ہر عتائی قال نعم فاکرموہو کرامۃ
 اولاد کو و اطعموہم مائتا کلون قالوا فما تنقصنا من الدینا قال فرس ترتبطہ تقابل علیہ
 فی سبیل اللہ و عملوک یکتفیک فاذا صلی فہو اخوک رواہ ابن ماجہ و ابی ہریرہؓ عن رسول اللہ
 نے کہ داخل نہ ہوگا بشت میں اپنے ملوکوں کے ساتھ برائی سے پیش آتا ہو کہما لو کو بیچے اور رسول اللہ
 اپنے بغیر بھوکو نہ دی تھی کہ اس کے پاس غلام اور تیاغی بہت ہونگے کہا بان پس چاہیے کہ اگر کم کرو
 اوکھانا نہ اگر کم انبی اولاد کے اور کھانا و انکو اس خیر میں سے کہ تم کھاتے ہو کہما لو کو بیچ کر کیا
 چیز خریدنا کی جو بھوکو نفع دیتی ہو فرمایا کہ گھوڑا جسکو باذمو تو جہاد کرتا ہوا و سپر خدا کی راہ میں اور غلام
 کفایت کرے جسکو پس جو وقت کم از پڑ ہو وہ تیرا بھائی ہو عن ابی ایوب قال سمعت رسول اللہ
 صلعم یقول من فرق بین والد و ولد ہا فرق اللہ بینہ و بین احبہ فیوم القیمۃ رواہ
 الترمذی والداری جب تفریق کی درمیان والدہ اور اولاد کی تفریق کر گیا اللہ ان میں اور اس
 پیادوں میں قیامت کے دن عن علیؓ قال و ہب لے رسول اللہ صلعم غلامین اخو فی حب
 احدہما فقال لے رسول اللہ صلعم یا علی ما فعل غلامک فخریہ فقال بڈہ رڈہ رواہ الذرقطنی

و اس کا حکم کا علی بن نے جسے مجھ کو پیش کر کے اس کا حکم دیا کہ وہ اس نے دو غلام بھائی بھائی میں بچا پیسے
 نہیں سے ایک کو پس کہا مجھے بھیجے اس کا حکم دیا کہ وہ اس نے دو غلام بھائی بھائی میں بچا پیسے
 خبر دی پس فرمایا کہ بھیجے اس کو قاتل دشمنوں یا کافر کے ساتھ لڑائی کی قیدی عورتوں
 اور بچوں اور مردوں کا غلام بنانا اور بیویوں میں کسی بیوی کو کہ نہیں کرتا لڑایا کافر مونا اور
 قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہیں کر سکتا **اقول** مجتہد دہر کے نزدیک حقوق اس قدر ہی ہیں
 اور خصہ خاصہ کفر تو ایسا خبیث جرم ہے کہ جس کوئی حق کا ذکر زائل نہیں ہو سکتا اگر یہ عقیدہ غلط ہو
 اور بلا دلیل جو اہل اسلام کے نزدیک بوجہ حکم خدا تعالیٰ **لَا تَشْرِكُ لَكَ عِظِيمٌ** کے اس زیادہ
 کوئی جرم نہیں اور اس کے سبب عصمتیں زائل ہو جاتی ہیں جیسا کہ پر بیان کیا گیا ہے **وَأَنَّ**
الْكَافِرَاتِ لَآ يَسْتَكْفُرْنَ عبادۃ اللہ تعالیٰ **وَالْحَقُّوْا اَنْفُسَكُمْ بِالْبَہِا ثَمَنٍ** عدم النظر والتامل فی
 آیات التوحید جازا **ہم** لہ تعالیٰ **بِجَلَدٍ** عید عید **تَمْلِکِیْنِ** ہندالین **عَبْرَتِ** الہام **لِیَعْلَمَ**
 لہ یشت لراق علی السلہ اور غیر فرات ہیں کہ غلام بنانا اور بیویوں کو کہ نہیں کرتا لڑایا کافر مونا
 قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہیں کر سکتا یہ بھی غلط فہمی جو باطنی طور پر بیان جنگی تصریح اور
 نہ کی جو حال اور کیا اور گزریا اور دعویٰ اقلع زوال آزادی کا محض مدیل جو ملک بوجہ قویہ
 سابق کے باطل جو آزادی عین یا خفوات انسان نہیں ہو کر انسان کے مبادیہ اس کے دیکھو سبب جنوں
 حق قدرتی یعنی عقل البدیہ یا مادہ تھا جو پس آزادی میں کیا جو عقل سے زیادہ ہو کہ جس کے سبب آزادی کا
 زوال متغیر ہو اور داخل تحت قدرت کے بھی نہیں ہو اور ہم اور جوہ زوال عصمت حریت کو مکرر بیان
 کر چکے ہیں اور اب تک صنف کی تقریر سے یہ امر بھی صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ آزادی حق قبل حقوق انسان
 یا حق قبل حقوق العباد بھی ہے کہ قسم اول سے تو نہیں پس تین ہوئی قسم ثانی اور چہ کہ توحید لیلان کہ
 جس کو کفار نے ضائع کر کے ہنگامات امین نہایت سرگرم ہوئے حقوق اس میں جو حق صنف
 کس موئیدہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کافر مونا حق آزادی کو زائل نہیں کر سکتا کیا ان کے نزدیک حقوق
 العباد علی الحقوق اللہ علی البہا سے زیادہ مستحکم اور قوی ہیں عدم مراعات حقوق امیر و ایشیت

جرم ہو گا وہی مندرجہ ذیل کی توحصیت ہی کیا ہو اگر جرم طلاق انسانیت سے بھی خارج کر دیتے ہیں یا کچھ
 آیات سے جہاں مذہم القومہ والے لکھنا اللہ کو لکھنا اور چار سائین کا قال فرض کر دیتے ہیں
 تصور وادھون مگر عورتوں کا کیا تصور ہو اقول ظاہر کفر وشرک جو خدا تعالیٰ اور کافیا علیہم الصلوٰۃ
 والسلام کے نزدیک ظلم عظیم اور اکبر الیکبار ہو مصنف کے نزدیک کچھ جرم نہیں یا اگر تو بہت ہی حقیر
 وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اہل جرم تو کفر وشرک ہی ہو اور اونا اور مقابلہ اور مقابلہ کرنا سنا تہ نصیحت کرنے
 والوں اور خیر خواہوں کے جرم بالاس جرم ہو اور یہی وجہ ہے کہ وہ مذہبی نسبت بیاعت مقابلہ اور
 مقابلہ یا قتال مقابلہ و مقابلہ کے علاوہ سزا و رقت کے سزا و قتل بھی جائز رکھی ہو قال شاید
 اونکا یہ تصور ہو کہ وہ کافر ہیں مگر معلوم ہو چون کا کیا تصور ہو اقول شاید کہ کیا معنی مصنف کو
 باوجود دعویٰ اجتہاد و ہنوز بھی باقیین علم نہیں کہ شرع محمدیہ میں رقت کی بنا کیا ہو یہی اطفال
 سوال اونکا یہ ہے کہ اونہیں جو قاتل ہو اور قاتل اگر گرفتار ہو سیکے مسلمان ہو گیا ہو تو وہ قریق نہیں
 ہو سکتا لان الصبی فی اول حالہ عدلیہ العقل فی الاخر ناقص العقل فلا ینع صحتہ القول
 والفعول حتی یصح اسلامہ اور اطفال میں جو بہت صغیر اور غیر عاقل ہیں تو وہی جمیع احکام شرعیہ
 میں تابع کنائرمیں اور ظاہر حال اونکا شاید اطفال و اطفال دار حرب کے ہو لکن اگر کوئی اسکے باب میں
 مسلمان ہو گا تو رہا نہ ہو بھی اوسکی طبیعت میں مسلمان سمجھے جاوے گیے و من اسلام مذہم فی دار الحرب
 آخر بسا اسلامہ نفسہ لان الاسلامینا فی ابتداء الاستیاق واولادہ الصغار لا یتھم
 مسلمون باسلامہ تبعایا اگر کوئی کچھ بغیر حفاظت باب کا فروج کے بطور لقیط کے پایا جاوے گا تو وہ
 قریق ہو گا علاوہ بران استیاق تہ لیل اور تحقیر ہو اون لوگوں کے جنھوں نے حد سے زیادہ تحقیر اور سزا
 حقوق اسکی کی ہو اور حکمت کاملہ مقتضی اوسکی ہوئی کہ اوسکی سزا ایسی تجویز کیجاوے کہ موجب کمال
 ذلت ہو پس اگر تحقیر و تذلیل اونکی بھی بدرجہ غایت بدرجہ استیاق اونکی اور اونکے اولاد و صفاری
 کیجاوے تو کچھ ظلم اور خلاف عقل نہیں ہو قال جو امور کو نوٹ دیوں اور قیدی عورتوں اور گینا
 اہل صحت کے نام جا رہے ہیں کیا وہ حقیقت میں نیک سمجھے جاتے ہیں اقول کیا یہ فالطی

تقریر ملت اسلام پر سیطرہ کا ازام غایر کر سکتی ہو گیا یہ بناوٹ بے اصل اور غلط بحث کی طرح محکم الزام
 اہل ایمان پر وہ سرکشی جو تقدیری عورتوں اور بیگناہ اہل عصمت کا یہاں کیا تذکرہ ہو رہا ہے ان تو صرف
 بحث لوندیوں کی ہر چیز پر سبب ہر شک حرمت حق اللہ کے بہت بگاڑا ہوا ہے جو اپنے حقوق کی عصمت
 اپنے انھن ذائل کردہ اور مستوجب تحقیر اور تذلیل کی بہین اب رہی یہ بات کہ مباشرت ساتھ
 ملکات کی طرح ہر مہینہ مصنف دعویٰ کرتے ہیں کہ کام قبیح ہو کر کوئی دلیل ایسی نہیں لاسکتے مگر
 زبان پر دعویٰ صریح ہاں ہے کہ یہ قبیح مباشرت صرف اس محل میں ہو کہ ملک متعلقہ سے خالی ہو اور چونکہ
 ملک متعلقہ مکانات میں بسبب عقد نکاح کے اور ملکات میں بسبب ملک رقبہ کے ثابت ہو پس
 ادعا قبیح ہر ایسے بے اصل و ہاں محض ہو اگر ملک رقبہ میں قابل قبیح کے ہونگے تو بالضرورة ملک
 میں بھی قبیح کا قابل ہونا پڑے گا کیونکہ وجہ رفع قبیح دونوں میں مشترک ہے مصنف کی تقریر سے یہ بھی
 ظاہر ہوا کہ اگر وہ ظاہر صریحہ پر اذخونہ بن جائے پس وہ کج سرن ایک غیر شرعی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
 اس گناہ حقیقی اور تبیع ذاتی سے معصوم ٹھہرایا ہو مگر در پردہ اہل کفر بھی تمت ارتکاب ام قبیح
 ذاتی کے لگائے بغیر نہ باز اسے کہ خود صریحہ پر لکھتے ہیں کہ ماریہ قطیہ بخور زنی کی گناہ ارتکاب
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحسین اور اوفسے اس ہم پیدا ہوئے پس بالبدیہہ دعویٰ مصنف سزاوارک
 کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مرکب ایک ام قبیح ذاتی اور جرم قانون قدرتی کے ہوئے اور یہی
 ظاہر ہوا کہ مرقومہ صفحہ ۱۲ محض زبانی تھی کہ حال اس کا تھوڑی سی دیر کے بعد کھل گیا مگر صریح
 بوی ہر نیزم پدید آید و دو قال کیا وہ باتیں حرکات بہائم سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتی ہیں
 اقول کیا مصنف کے نزدیک یہ امر تبہ ہو کہ ہر ایک صاحب عقل و ایمان خوب جانے کہ مصنف کی سب
 بیلیل اہل باتیں محض دیکھا دیکھی مگر ایمون کی ہیں قال کیا وہ کسی مذہب کے ہے ہونے اور خدا کے
 دیکھنے ہونے پر دلیل ہو سکتی ہو اقول جاہلانہ تقریر ہو احکام فرعیہ کی رستی مذہب پر کون دلیل
 لانا ہو مگر ان جب سستی مذہب کی اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو جواز ہر تفاق نارستی مذہب
 دولت پر اصلا دلیل نہیں ہو سکتا قال وہ دنیا کی آنکھ میں اس مذہب اور اہل مذہب کی نیکی کا

ماشا وکلا لکھ لکھ کے لیے بھی یہ بات نہیں مافی جاسکتی کہ چنانچہ مذہب جو خدا کی طرف سے اور تہا
 اوہین ایسے امور جائز ہوں **اقول** دینا میں جو صاحبان عقل و ایمان میں مثل انبیاء عرم اور ان کے
 اتباع اور دیگر حکماء نامی ہیں ان کے نزدیک تو استرقاق جو بہر جب قواعد شرعیہ کے کسی سطر چھو عتقا
 قبیح نہیں دیکھو حضرت ابراہیم عرم بلکہ شروع دنیا سے حضرت یسعی عرم تک یہ قول مجتہد دہر بھی یہ امر جائز
 ٹھہرا گیا اور امیر بنامی جواز استرقاق کے لیے جو از رو کفوض صریح تراجم توریت مقدس عر تو یہ فرما
 باج ۲ درس ۳۴ غایت ۶۴ کہ جو خود مصنف نے صفحہ ۱۱۱ پر نقل کیا ہے اور جسے بھی امیر لکھا ہے تو بات جو
 کج کسی نبی نے تکذیب توریت کی نہیں کی خود مصنف تبیین الکلام میں تراجم کے مضامین کو ایک جگہ پر
 اور سچا مانتے رہے اور جواز استرقاق کی سبیل تک انھوں نے بھی توریت کی تکذیب نہیں کی اور بصراحت تمام
 تراجم کو سالم از شا بھت تحریف و تبدل سچا قرار دیتے رہے اب جو یہ فرماتے ہیں کہ ایک لمحہ کے لیے بھی
 انھوں نے ناقص کلامی پر جو کیسا لمحہ کہ روز تالیف تبیین الکلام سے تالیف رسالہ انہما کے سب سے
 تمام نہ ہو چکا تھا کیسا لمحہ کہ ابراہیم عرم بلکہ شروع دنیا سے اب تک ختم نہ ہو چکا کیا یہ انبیاء سے نبی استرا
 توریت مقدس کو جھوٹا مانتے تھے کیا وہ اس درس کے برابر تکذیب کرتے رہے ہیں جس نے
 بطور فرض محال کے یہ بات فرض کی کہ مصنف کے زعم فاسدین جواز استرقاق از رو قرآن کے
 منسوخ ہو گیا لیکن تا روز نزول قرآن تو کئی ہزار برس توریت مقدس کے نزول کو گذر چکے تھے اور
 سب دینا کے اہل ایمان اور اہل عقل نے یہاں تک کہ فلاسفہ یونان فی بھی اس حکم جواز استرقاق میں
 مجھ اعتراض اور غور کیا اور اس بنا پر کہینے اس مدت مدید تک ملت مولیٰ عرم کی نسبت نہیں کیا
 کہ یہ ملت جھوٹی ہے اور خدا کی طرف سے نہیں جیسا کہ مصنف فرماتے ہیں پس ظاہر ہوا کہ یہ تقریر مصنف
 کی سراسر مغالطہ اور بیدلیل محض صرف بتقاید بعض بیہودوں جاہلوں کی ہے اور خود مصنف کے
 تقریرات کے برخلاف ہوں اگر لفظ دینا اور اہل دنیا کو ان معانی پر محمول کیا جاوے جو مصرعہ
 مرقومہ ذیل میں مراد میں تو یہ قول مصنف کا ہو گیا کہ میں اعمین قبول ہوا ہوں خود اول مدعی
 اس کے میں ع حسیست دینا از خدا تعالیٰ بدن ع اہل دنیا کا فران مطلق اندر ع ہست بلکہ اہل

واقعہ میں ایسے ایسے آدمی اس قسم کے توہمات کو یقینات ٹھہرا کر غفلتی کتابوں اور اوسکے پیرو
انکار کرنے لگتے ہیں **قُلُوْهُم مَّحْضٌ قَرَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا** **قال** نہایت افسوس ہو کہ ان
باتوں کو سوچا سمجھا ہوا ہے اتنی **اقول** کہ جو بھی نہایت افسوس ہو کہ ان مور کو بغیر غور نہ دیکھا جاوے
اور بتقلید مجذبین کے توہمات و تجملات کو اس قسم یقینات ٹھہرا لیا جاوے یہاں تک مصنف نے اپنے عقیدہ میں
وحشیات کو عقلیات تصور نہ کر اوروں کی بنا پر مشکوک ہو گیا کہ سب عقلی کی ہو اگر اس عقلیات میں
بحث کرتے ہیں خواہ مخواہ فراتے ہیں **قال** یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور
عیسائی نے کچھ نہیں کہا اتنی **اقول** یہود کو سب کے غلامی کو جائز سمجھنے اور کچھ جاہل وہی
موسے عرم نے جب ان کو فرمان یزدی سنایا پس اگر وہی اوس کو جائز سمجھتے تو اور کیا کرتے اور جتنا
عیسائی عرم نے جو نسبت اوسکے ایک حرف بھی انکار کا نظر پایا تو وہ بھی بے اختیار محض تحس
خداوند تعالیٰ کا جو کچھ توریت میں تھا اوسکے برخلاف بدون حکم خداوند تعالیٰ کے کس طرح حروف انکا
زبان پر لاسکتے تھے مصنف کے الزام کا جواب انکے پس میں موجود ہے **سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ بِهٖ**
ان اقول مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ حَقٌّ مَا قُلْتَ لَهٗ مَا اَمْرٌ لِّيْ بِهٖ **قال** اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جو کچھ اوسکی نسبت کیا اوس کو کہنے نہیں سمجھا اتنی **اقول** بڑا تعجب ہو صاحب کرام کہ باوجود وہی نسبت
کامل کے لغات عرب اور یونانی ثاقب اور صفائی ظاہری و باطنی اور مصاحبت صاحب حمی اور دیگر
کمالیات علیہ کے مطلب اور کلام خدا اور رسول کو استقدر بھی نہ سمجھ سکے کہ حقدار ایک ایسے شخص نے
سمجھا جو لغات عرب بھی محض ناواقف ہر طریق استنباط اسل شرعیہ سے بھی نااہل محض ہائی غیر
مگر تھوڑی دیر کے بعد خوب معلوم ہو جاوے گا کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوسکو
کہنے سمجھا اور کہنے نہیں سمجھا **قال** خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان پر بعض قدر ثنی احسان بیان میں
یون فرمایا **اَلَوْ جَعَلْنَاهُ عَيْنَيْنِ ۙ لَآ سَاۤءَ وَتَقْنِيْنَ ۚ وَهَدَيْنَاكَ الْبَغْدَادَ ۚ فَلَآ اُفْحَمُ الْعُقَبَةَ ۚ فَمَا**
اَدْرَاكَ مَا الْعُقَبَةُ ۚ فَكَرِهْنٰۤى ۚ كَيْدًا مِّنْ اَوْسُكُوْا وَتَكْنِيْنَ ۚ نٰنِيْنَ ۚ اور ایک زبان اور دو ہونٹ
اور کیا نہیں تباہیہ بنے اوسکو دیکھا یون کہ سنے پھر وہ نہیں بھلا گا کہ با ناگھائی کو تو بھلا تاہی

الحسنه كرمي الله نوره من حسناته
التي افاض بها علي عباده الصالحين
استجابوا له في كل حاجه وطلبوا
منه العفو والرحمة والبرهان
فانهم كانوا يفتقدون اليقين
في كل شئ فاجابهم الله بآياته
وآثاره التي لا تحصى ولا تعد
ولا يمكن ان يحيط بها العقل واللب
ولكنها كانت دلائل على عظمته
وجلالته وتعالى عن كل خلق
ومخلوق ومنه ما لا يعلم الا هو
وما لا يدرك بالحواس والاشياء
التي هي في عالمنا هذا وما لا
يمكن ان نفهمها الا بما يشبه
ما نحن فيه من الاشياء والاعمال
والايمان بالله تعالى وحده
هو الذي جعل هذه الدلائل
ليبين لنا عظمته وجلاله
وتعالى عن كل خلق ومخلوق
ومنه ما لا يعلم الا هو وما لا
يدرك بالحواس والاشياء التي
هي في عالمنا هذا وما لا يمكن
ان نفهمها الا بما يشبه ما نحن
فيه من الاشياء والاعمال والايمان
بالله تعالى وحده هو الذي جعل
هذه الدلائل ليعلمنا عظمته
وجلالة وتعالى عن كل خلق
ومخلوق ومنه ما لا يعلم الا هو
وما لا يدرك بالحواس والاشياء
التي هي في عالمنا هذا وما لا
يمكن ان نفهمها الا بما يشبه ما
نحن فيه من الاشياء والاعمال

کہ وہ کیا گھاٹی ہو وہ غلام کا آزاد کرنا جو انسی اقول ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کو معانی لغت عربیہ پر
 اعلیٰ شیعہ آریہ کریمہ میں جو کلمہ نجدین تشبیہ نجد آیا اور سکا ترجمہ کرتے ہیں دو گھاٹیوں کے ساتھ مالک ترجمہ
 سرسرا غلط ہو گیا گھاٹی کجا نجد لغت عرب میں ماوہ ن ج و مشعر ہو اور پھر سنی علماء اور مذہب کے کرام
 برضلاف مفہوم گھاٹی کہہ کر کہتی اور رضا اور سکولازم ہو کہ قال الجوہری نجد ما انقطع عن الاضر
 والجمع بنجاد ونجد والجد منہ قواہد فلان طلاع الجدا اذا كان ساميا معالی لا موزال
 الشاسوق قد قصر القل الفتی دون ہمد و قد کان لولا القل طلاع الجدا الجدا لعل القل انقطع قال القسین
 الخ منہم جاع نجد کبک و یقال نجد فلان الدعوة رفع الصوت فیہا پس ترجمہ نجدین کا وہ ہیں
 جو مصنف نے ازراہ ماوہ نقیبت کے لغات عرب کے گھاٹی و کلمہ ترجمہ یہ ہو کہ وہ گھاٹی ہے اور سکول و نور اور بلند
 یعنی دونوں راہوں کو اور کہ جدا جدا اصناف ظاہر ہیں ایک دوسرے سے تشبیہ نہیں ہو ایسے ہی کلمہ جو آ
 میں وارد ہو اور سکا ترجمہ بھلا لنگ جانا لکھا حالانکہ ہم سب بارودہ کے ترجمہ اتمام کا بھلا لنگ بھی ہو
 نہ باعتبار اشتقاق کے بھلا لنگ جانا صحیح ہو اتمام کے معنی ہیں داخل ہونا ہو و مشواری
 یقال لغت الفرس الغرض فالفهم والغرض انهم ایتھ دخلہ ومنہ قیل لہ تعالیٰ
 فلا فحتم العقبۃ یعنی لنگسا گھاٹی میں مراد یہ ہو کہ عامل ایسے عمل کا ہوا کہ انجوس پر مشوار ہو عمل غور
 کہ کمان اتمام اور کمان بھلا لنگا شہر صلاح کار کجا وین خراب کجا و ہین قوت وہ اور کجاست نا بجا
 یہاں تک مختصر بیان تھا غلطی نہ لغت کا اب بیان غلطی اشتقاق کا سنئے کہ اتمام صیغہ ماضی اور سبب
 دخل حرف نفی کے معنی ہو بطور فرض محال فرض کیا جاوے کہ معنی اتمام بھلا لنگ ہیں پس بھی اتمام کا
 ترجمہ یہ ہو چکا تھا کہ نہ بھلا لنگا اوسنے یا کہ کہتے تھے نہیں بھلا لنگ گیا یہاں تشبیہ ترجمہ یا بشرط وجہ نہیں
 جسکے سبب ہم ماضی کے معنی میں تصریح کر کے بجای بھلا لنگ بھلا لنگ جانا بولتے اور ترجمہ تک قیوت کا
 غلام آزاد کرنا بھی غلط ہو یہ ترجمہ اسکا ہو چھوٹا نا اگر دن کا اور وہ عام ہو غلام کی آزاد کرنا سے
 ایسے مجوس کے چھڑنے پر بھی اطلاق اسکا ہوتا ہو جو بیب دین یا اور حق عبد کے مجوس ہوا اگر نصیر
 الفاظ ہو کہ ہوا سطرت توجہ بہت کم ہوتی ہو اگر اس مقام پر مختصر بحث الفاظ ضروری تھی تاکہ ظاہر ہو جاوے

اذنتهم من سبعين لغة اتم خیر ہوا و اگر مہا علی اللہ تعالیٰ اور بچے کا بڑا اور علم کے حال سے
 مذاہبی کتب قدس میں خبر دیتا ہو **مَحْجُوْلُ الرَّسُوْلِ** کہ وہ لایق ہیں معاشرہ کثیرا علی الکفار و سبنا نبینہم
 ترجمہ کیا ہے کہ ان کو خدا کے فضل و احسان سے محروم کر دیا گیا ہو و جو بھی ہم میں سے ان کے لشکر و طاقت
 مثلہم فی التوتیر و مثلہم فی الخیل و کثیرا من شطرتہم فاشعلوا فاستعلوا فاستعلوا
 سؤوہ فیجب الزنازع لکیفیہ لہم الکفا و علی اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات شیئہم معصو
 و اجر عظیم ہا اس است کریمہ اور معصوم کی نسبت لفظ بختی کا زبان پر لانا اور اس کے سب علماء اور کلمہ
 پیر و رسوم جاہلیت کا کہنا مخالفت خدا اور پیغمبر خدا پر کیا کریمہ باندھنا ہی **قال** مگر یہ من خدا اور خدا
 رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیر کے تقلید سے غلطی میں نہ پڑینگے بلکہ یہاں
 ممکن ہے اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے **اقول** اگر مہتا کا اثر طوائف اہل اللسان سے اسی آئندہ
 میری نئی از دل کہ عاشق است و طوبی ملک اربابان تو بادل موافق است مگر کچھ میرے فریق
 بلحاظ علم و فضل و رفیعہ و توسع خیاب کی جو وہ بھی عرض کرتا ہوں کہ جناب سامی کو بجز تقلید کے کچھ نیا
 نہیں فاسکتا اہل الذکر ان کلمہ کا تعلیم سے ترسم میں کبیلی اعرا بے ہو لیکن یہ کہ تو میری
 ہر کتاب است ہم بھی آپ کے تحقیق کی خوبی کا امتحان لیتے ہیں آپ کی ہر ایک دعویٰ کو جانچیں گے
 اور آپ کی تحقیق کا ہر جگہ اعلان کریں گے وہاں التوفیق اور اس وقت اتنا اور بھی کہتے ہیں کہ آپ
 اکثر مقامات میں بلیک ایسے لوگوں کی تقلید کریں گے کہ انہی مجتہدین میں بھی داخل نہیں اور نہ تو
 ہم آپ کو چھک کر سلام کریں گے مگر ہم ان اساتذہ و اسطہ اتمام حجت کے قرآن و حدیث ہی سے
 شہادتیں **قال** باب اول اس باب میں کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب میں غلامی کا
 عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی غلام بناتے تھے اتنی **اقول** یہاں ایک بات کہنا چاہتا ہوں
 کہ ہم پر لازم ہے تو اسے تقلید اور تقلید کے ثابت کر چکے ہیں کہ کفر و شرک سے عصمت حضرت حریت
 زائل ہو جاتی ہے اور اس میں وہ کمال کہ جس کے باعث وہ قابل ملک نہیں ہو جاتی نہیں بتا رہا ہوں
 یہاں ہم مطلق الفاظ کے قابل ملک ہو جاتا ہے جو بجز جبر یا یہ مغلوب ہو کر مملوک غالب کے ہو جاتا ہے

اسطرح پر یہ آدمی سمورت ہوا ہم سیرت بروقت استیلا کے ملوک ہو جاتا ہوں کفر و شرک علت مال
 حرت حریث ہوا و غلوب اور متولی ہو جانا سب ملکیت ہوا و سب اصل عقلی ہو کہ حیرت شائع نے
 نبی و رقیب تقایم کی ہوا و اصل سے کہیں تجا و زہنین کیا گیا نہ اعتبار اسلام میں نہ احباب
 یا مرفا ہو یا تو اب ہم اقول مجتہد و ہر تو جہ کرتے ہیں قال زمانہ جاہلیت میں سکس صورت
 ہوا ان لوڈی غلام نبیے ہاتے تھے چنانچہ اسکی تفصیل ہوا اول وہ لوگ جو اپنے میں کب سچا لیتے
 تھے اقول یہ بات ثابت نہیں شاید یہاں ہوتا ہو مجتہد و ہر کہ کہیں یہ بات ثابت ہوئی ہوگی بھیجی
 ہم یہ کہتے ہیں کہ قول غیر ثابت کو ہم سید پر تسلیم کر نیگے اور عہد اسلام میں تو ایسے رقیب کا ہم
 قطعی انکار کرتے ہیں اگر مجتہد صاحب کے پاس کچھ وجہ ثبوت اسکی ہو تو پیش کریں قال دوم وہ
 السن لڑکے لڑکیاں جو اونکے باپ سے خسران جاتی تھیں اقول ایسے ہر تراق کو منبر
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر گز جاز نہیں کیا ملک بجز اطلاع پانے کے حکم اونکے آزاد کرنا نافذ
 فرمایا چنانچہ ابوداؤد نے جو حدیث اس باب میں نقل کی اوس سے ہمارے بیان کا ثبوت ظاہر ہو
 عن سلامة بنت معقل امرأة من خاتمة قيس عيلان قالت قد ربي عني في الجاهلية فباعني
 من الحباب بن عمرو بن عوف ولد له عبد الرحمن بن الحباب ثم هلك فقال
 امرته الا ان والله تباعين في دينه فانيت رسول الله صلعم فقلت يا رسول الله اني امرأة من
 خاتمة قيس عيلان تدعي عني المدينة في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو بن عوف بن عوف بن
 فؤاد بن عبد الرحمن بن الحباب فقالت امرته الا ان والله تباعين في دينه فقال رسول الله
 صلعم من لي بالحباب بن عمرو بن عوف بن عوف بن فؤاد بن عبد الرحمن بن الحباب فقال يا رسول الله
 تدعي عني فاقوني لعمركم منها قالت فاعتقوني وقد علي رسول الله صلعم رقيق ففهم
 مني غلاما سلامة بنت معقل سے جو ایک عورت تھی قبیلہ خاتمة قیس عیلان سے جو ایسے ہر کہ کہیں
 کہ یہ چچا مجھ کو زائد جاہلیت میں لایا اور بیچ ڈالا او نے مجھ کو جاب بن عمرو بن عوف بن عوف بن
 ہاتھ پس جسے میں اوس سے عبد الرحمن بن حباب کو بھیج کر گیا پس کہا صاحب کی عورت نے کہ

اب تو خدا کی قسم جو کبھی جاوے گی حجاب کے قرضہ میں پس انی میں غمیر خدا کے پاس پس کہ فیہ ای رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک عورت ہوں قبیلہ خندقیہ میں عیلام میں سے میرا چھاننا عجاہلیت میں
جھکوا لایا پس چھاپا اوسنے مجھ کو حجاب بن عمر و بھائی ابوہمیر کے ان میں چھاپا میں اوس سے عبد الرحمن
حجاب کو پھر مر گیا حجاب تو کہما حجاب کی عورت نے کہ تو خدا کی قسم جو کبھی جاوے گی حجاب کے دین میں
پس فرمایا میں غیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون جو حجاب کا ولی یہ کہما گیا کہ وہ کا ولی بھائی اوس کا
ابوہمیر بن عمرو ہی پھر بلا بھیجا اوس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس فرمایا کہ آزاد کردا پس
عورت کو پھر جس وقت کہ تم سنیو بات کہ کوئی قریب میرے پاس کیا تو آتیو تم میں تو اس کے عوض میں کو
دیو لگا کہما سلام نے پھر آزاد کر دیا اوسھوں نے جھکوا و آیا ایک یقین میں غیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پاس تو میرے بدلے میں اؤ کو دیدیا ایک غلام یہاں کہ یہ ام خوب عیام ہو کہ جو استرقاق بطور
نا جائز زمان جاہلیت میں ہوا تھا اوس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز جائز نہیں رکھا
بلکہ مجبور دریافت ہونے اوس حال کے حکم اوس کے آزاد کیا نافذ فرمایا قال سوم و غمیر اس کے
یا اڑکیان جگہ کی گئی جگہ کار یا چور کر لے آتے تھے اقول یہ بھی جھوٹی بات ہے عرب میں اگر چہ شر
کفر کا عجب بہت بڑا تھا مگر اکثر افعال ہر ذیلہ مثل سر قہ اور دغا بازی وغیرہ کو بلحاظ اپنی شرافت
علو بہت کے بہت بُرا اور حنت معیوب سمجھتے تھے اور اسلام نے کبھی ایسا استرقاق جائز نہیں رکھا قال
چہام وہ خکوہ زہرستی ڈاکہ زنی بارہ زنی کے طور پر کڑلاتے تھے اقول یہ بھی جھوٹا لوہا
استرقاق بھی کبھی اسلام میں جائز نہیں ہوا قال جہم و شہر کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ میں
بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہو جاتا تھا اقول اس کا حکم اور حکم اسلامی حرب کا و امداد
کیونکہ اس میں بھی سبب قیت اور سبب ملکیت پائے گئے پس اس قسم کا استرقاق اسلام میں صحیح ہے
قطابق ضابطہ مذکورہ کے جائز ہو قال ششم وہ مرد و عورت بچے جو لڑائی میں قید ہوتے تھے
ایسی عورتوں کے ساتھ شہر کین عرب مجبور اؤ کے گرفتار کر کے بہاشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے
اقول چونکہ یہ استرقاق مطابق ضابطہ عقیدہ نقلیہ کے تھا لہذا اسلام نے بھی اس کو جائز رکھا اور

کہ یہ بات زائد جاہلیت میں منہج ہو کہ مجھ کو گرفتار کرنے کے باشرت جائز رکھتے ہوں گو کہ مجھ پر کچھ
 دوسرے کوئی دلیل پیش نہیں کی اگر اسلام قبل از ہجرت باشرت جائز نہیں کبھی چنانچہ یہ بات روایات مفصلہ
 سے جو حسن ابی داؤد میں ہیں ثابت ہو عن ابی سعید الخدری ورفعه ان قال انما یأکل اوطاس لا یصلح لہ
 حتی یضغ و لا یختر ذلک حمل حتی یخض حیضہ ابو سعید خدری سے روایت ہے اور بھونچا دیا او بھونچے اور
 روایت کہ الضی غیر مضموم تک بھونچا دیا (تتبع من غیر صلہ علیہ السلام نے فرمایا سبایا ہی اوطاس کے
 حق میں کہ نہ باشرت کیا ہو کہ حاملہ جب تک کہ وضع عمل نہ کرے اور نہ غیر حاملہ جب تک کہ حیض سے فارغ نہ ہو
 عوجش الضافی عن رافع بن ثابت الاضارعی قال فاما فیما خطیباً قال انما یأکل اوطاس لا یصلح
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم حنین قال لا یحل لامرئین من باللہ والیوم الاخران یعنی معاہ زوج غیرہ
 ایتان الحمالی ولا یحل لامرئین من باللہ والیوم الاخران یقع علی امرؤ من لہی حتی یستبہا ولا یحل
 لامرئین من باللہ والیوم الاخران بیع مقما حتی یتیم یوفی عن ثابت انصار سی نفس صفائی روایت ہے
 کہ کھڑے ہوئے ہم میں یوسف بن ثابت خطبہ پڑھتے تھے کہا او بھونچے کہ آگاہ رہو کہ میں نہیں کہتا ہوں
 تم سے مگر جو میں سننا ہو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وہ ہر مہینہ کہا او بھونچے
 کہ نہیں حلال ہو واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ بات کہ دیو سے اپنا پا
 غیر کی کھیتی کو مراد لیتے تھے باشرت حاملہ عورتوں کی اور نہیں حلال ہو واسطے کسی آدمی کے
 جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو کہ باشرت کرے کسی عورت کے ساتھ سبایا میں ہے جب تک آبہ انکری
 اور نہیں حلال ہو واسطے کسی آدمی کے جو یقین رکھتا ہو خدا اور قیامت کے دن کا کہیجے وہ کوئی چیز
 غنیمت کی جب تک کہ وہ تقسیم ہو جائے اس بیان ثابت ہوا کہ اسلام سے پہلے طرق استرقاق تھے
 مجتہد دھرم کی خواہ و عرب میں جاری ہوں یا نہ ہوں کوئی طریقہ بجز طریقہ استیلا کی جائز نہیں رہا وہ
 باقی طرق اگرچہ اکثر ان میں سے عرب میں جاری ہی نہیں تھے مگر بالفرض اگر جاری بھی ہوں تب بھی اسلام
 میں کبھی نہ لگا دیا نہ نہیں ہوا ملک اگر کبھی اونہیں سے کسی طریقہ پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو طاعن نہ ہو
 قوی ہو کہ انہوں نے کہا کہ یاقال فرزدق شاعر زائد جاہلیت کا اسطرچہ نخر و سیاں کرتا ہوا

[illegible]

اونکے بتوں میں مگر یہ کچھ چارہ پناو پس اگر کچھ چارہ پناؤ تو دھو ڈالو اور کھاد اور اونیں کھاو
قال احرام کی حالت میں گھروں کے دروازوں کے گھروں میں نہ آنا اقول اگر چہ یہ ترمذی و ابن ابی شیبہ
 مگر پھر بھی اصل ثابت نہیں کہ اہل اسلام میں رواج اسکا ہوا ہو پھر دیکھو کیسی تاکید سے اور کیسی تصریح سے
 اسکی مخالفت فرمائی کہ لیس البیہان فان البیہان من ظہورہا ولکن البیہان من التفی والتفکیر
 میں بولایا اول توجہ فعل کو وہاں چاہتے تھے اسکی نسبت فرمایا کہ یہ فعل جلالی کی قسم سے نہیں
 بعد از ان حکم فرمایا کہ گھروں میں دروازوں کے آؤ یعنی اس فعل کو کہ کہ اچھا نہیں ہو ترک کیے کہ یہ راویان
قال برہنہ ہو کر طواف خانہ کعبہ کرنا اقول اسکو بھی کبھی خدا اور خدا کے رسول نے جائز نہیں کہا
 مشرکین میں یہ روایتی مگر کسی مسلمان نے قبل از ہجرت ایسا کیا اور کس تاکید اور کس تاکید
 اسکی مخالفت فرمائی گی عن ابی ہریرۃ قال بعثتہ ابو بکر فی الحجۃ الی اقرۃ البقی صلعم علیہ قبل
 حجۃ الوداع یوم النحر فی رطامہ ان یؤذن والناس لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوفن
 بالبيت یریان متفق علیہ ابو ہریرۃ کہ میں کہ بھیجا حکو ابو بکر نے روزِ نحر اوس حج میں کہ صبح اونکو
 ابھر کر کہ بھیجا تھا غیر صلہ اسعلیہ واد وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے ساتھ لیکر دے کہ آگاہ کرے
 سب آدمیوں کو کہ اس جس کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ٹکڑا
 عن ابی ہریرۃ قال بعثنی ابو بکر فی تلک الحجۃ فی مؤذنین بغنم یوم النحر یؤذنون منی
 ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبيت یریان قال حمید بن عبد الرحمن ثمران
 رسول اللہ صلعم علیہ برابط البیہان فان البیہان من ظہورہا ولکن البیہان من التفی والتفکیر
 یوم النحر اہل منی بدوۃ وان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبيت یریان رواہ
 البخاری فی کتاب التفسیر ابو ہریرۃ کہ اس سال حکو ہمراہ گئی آگاہ اور اطلاع کرے اور
 ابو بکر نے روزِ نحر بھیجا کہ آگاہ کر دین لوگوں کو کہ اس سال کے بعد حج کو نہ آوے کوئی مشرک
 اور نہ طواف کری بیت کا کوئی ٹکڑا کہ اس میں پھر بھیجے اونکے بھیجا پھر صلہ اسعلیہ واد وسلم نے علی
 کو کہ آگاہ کر دین آیاتِ شکر پڑا سے کہ ابو ہریرۃ پہلے اطلاع دیدی علی نے نحر کے دن بھیجے

لوگوں کو سورہ بقرہ کے مضمون کی اور اسکی کہ نہی کرے اس سال کے بعد کوئی شرک اور نہ طواغیت
 بیت اللہ کا کوئی بگاڑ نہ ہو کرے کہ تعدد تاکید و تشدد اور اعلان کے ساتھ یہ حکم جاری فرمایا گیا **قال**
یہود بنی اسرائیل یہ امر صرف بنی اسرائیل پر ہی ہوتا تھا بلکہ بعض شریعہ میں
 بھی جاری تھا اور جب ہماری شریعت میں حرام کیا گیا تو دیکھو کسی صراحت سے حکم مانعت نافذ ہوا کہ
یہود بنی اسرائیل اور پھر جو ان کہ میں ایسی صورت جمع بین الاختین کی دیکھی گئی تو اس وقت حکم
 کر دینے ایک کام اور ہوا عن النخاع بن فیروز الدلیلی عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ فیما
 و تحی الخان قال اخذتہما شئت رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ فی زور و یلی کہتے ہیں
 کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں اسلام لایا اور میرے گناہ میں دو عورتیں بہنیں بہنیں ہیں فرمایا کہ ایک کو ان سے
 اختیار کر لے دیکھ کیا حکم صریح نافذ ہوا اور تبادلاً و بقا برگزاد و سکورہ از کھا گیا **قال** باب کی جو روکو
 اپنی جو رو بنالینا **اقول** دیکھو کسی صاف مانعت وار و جو و لا نکحکم لہما نکح ابائکم اور پھر تاکید
 شدید دیکھیے عن البراء بن عازب قال مررت فی خالی ابوہ و بنہ دینار و معہ لواء فقلت یرمیک
قال یعنی النبی صلعم الی جبل تزوج امرأۃ ابیہ اثمہ براسہ رواہ الترمذی و ابو داؤد و بر بن
 عازب کہتے ہیں کہ گذرے میری طرف کو مامون میرے اور انکو پاس ایک نشان تھا میں نے کہا کہ کہاں
 جاتے ہو کہا کہ کچھ بھیجا ہوا ہے میرے والد و سلم نے ایک آدمی پر کہادے اپنے باپ کی جو رو کو گناہ
 میں کر لیا کہ لاؤ میں اسکا سر علاوہ بران یہ دستور کبھی شراف عرب میں جاہلیت میں بھی تھا چنانچہ
 بیان اسکا آگے آدیا **قال** مستنبی کی جو رو کو بعد طلاق کے بھی محرمات میں جانا **اقول** باب
 کیسی صراحت سے حکم نافذ ہوا **اول ما جعل ادعیاءکم و ابائکم و امہاتکم و امہاتکم و امہاتکم**
و طرأ و جنتکم لکم لا یكون علی المؤمنین حرج فی ادویاج ادعیاءکم اذا قطعوا عنکم
و طرأ قال یہ تمام میں جاہلیت کی ایسی تحین کہ زمانہ اسلام میں بھی جب تک امتناع نہیں آیا اور عمل میں
اقول یہ بھی غلط کسی صحابی نے نہ ہر نہ ہو کہ طواف نہیں کسی نے باپ کی زوجہ سے نکاح نہیں کیا ان
 ای شخص نے جسکا ذکر روایت باب و بن عازب میں ہوا کیا تھا کہ اس کے تدارک کا حکم اس وقت جاری

اور تحقیق نہیں کہ آیا وہ کوئی شخص تھا یا وہ کوئی مسلمان ہونے سے تھا یا کوئی منافق تھا یا کوئی دیکھا
 ہے نہ والا تھا **قال** اس طرح غلامی کی رسم پر بھی جب تک آیت حریت نازل نہیں ہوئی کچھ تھوڑا سا عمل
 ہوا **اقول** یہ سب ناواقفی مصنف کی ہے جو از غلامی کا جملہ رسوم جاہلیت کے نہیں تھا خود مصنف
 معترف ہیں کہ مولیٰ عرم نے اس کو جو جائز رکھا عیسیٰ عرم نے اس کی نسبت کچھ نہیں کہا اور ہم اوپر ثابت
 کر چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم عرم کے زمانہ تک یہ شروع دینا سے اب تک غلامی کا جو از با اختلاف جدا ہے
 اور جب انبیا عرم اس کو جو جائز رکھتے تھے آئے ہیں اور کتب سماویہ سے اس کا جو از ثابت ہو تو اس کو جملہ
 رسوم جاہلیت کے سمجھنا غلطی ہو اور یہ جو کہتے ہیں کہ غلامی کی رسم پر کچھ تھوڑا سا عمل رامہ بواسطہ
 مخالفہ ہر تھوڑا سا عمل رامہ کیا غشی جس شدت سے عمل رامہ غلامی پر تھا ایسا کسی چیز پر عمل رامہ تھا
 اور کبھی خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کبار نے اس کے عدم جو از کا حکم نہیں دیا
 قرآن مجید میں اس کی مخالفت میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اور جس آیت کا نام مصنف نے آیت
 حریت رکھا اور کبھی خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ان کے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے اس کو
 بلفظ آیت حریت تعبیر نہیں کیا نہ بعد اس کے نزول کے غلام و کنیز آزاد کر دیے گئے بلکہ جو حال
 قبل از نزول آیت مذکورہ کے تھا یہ تصور عمدہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی وہی رہا اور رسول
 میں جو خیر القرون بموجب فرمان خیر البشر ہیں کسینہ امتناع غلامی کا اس آیت سے نہیں سمجھا جتنا
 امت اور ایہ طہار اہل بیت نے کبھی ایسا گمان نہیں کیا باوجودیکہ فہم لغات عربیہ اور سہنہ
 احکامات شرعیہ میں تا سرتست گاہ رکھتے تھے اور امتثال احکام قرآن اور سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم پر صد سے اندر سرگرم اور صاحب تقویٰ و ورع تھے پس مجبور و کدینے ایک ایسے شخص کے کہ زبان
 عربیہ واقف ہوئے طرق استنباط احکام شرعیہ سے آگاہ ہوئے صاحب تقویٰ و ورع اور نہ پابند سنت
 اس کو بلکہ لفظ آیت حریت تعبیر کرنا بلا سے احماد میں مبتلا ہونا ہو غور کرنا چاہیے کہ ہر گاہ بموجب اعتقاد
 مصنف کے غلامی قبیح لذات ہو اور شرک با اللہ اور فطرتی گناہ اور مخالف قانونِ رب کے ہو پس ایسے کا حکم
 جھوٹا دینے میں اتنی تاکید اور تہذیب اور تصریح بھی نہ ہو جقدر کہ برہنہ طوائف کرنے اور دیوانہ

گو کر گھیریں جانے کی باب میں ہوئیں اور ایسے گناہ ختم کے ترک کر انہیں ایسا حکم محل صادر ہو کہ خود
 باعتراف مصنف مرقوم صغیہ اللہ کے اوسکو آج تک باوجود انقصاء و قرب تیرہ سو برس کے کیسے نہ سمجھا اور
 ایسا گناہ فطرتی مخالف تین قدر ترقی قبیح لذاتہ شہہ شہری صرف حدوثاً ممنوع ہوا اور بقا علی حالہ جائز
 رکھا جاوے ایسی الکب الکبار کی اس قدر بھی تغلیظ تحریم نہ ہو جیسے کہ شراب خواری اور نکاح محرات کے سوسے کہ
 حدوثاً اور بقا رہے ہر طرح چھوڑا دیے گئے اور حدوثاً اونسے ارتکاب پر حدود کے جاری ہونے کا حکم انہوں
 اور بقا شراب پھینکنا اور کسی ظروف و اس کے بوڑوا دینے کیے جمع بین الاختین جہان دیکھا تقریباً
 گئی یہ عجب گناہ فطرتی مخالف تین قدر ترقی ہو کر بقا تھا و اسکو حسب اعترا ف مصنف بھی جائز رکھا گیا
 اور حدوثاً نادر ہر کوئی حد مقرر ہوئی اور تفریق کا حکم دیا گیا نہ اوسکی مخالفت میں ایسا صاف و صریح حکم کیا
 کہ اوسکو قرون ثلاثہ اور اوسے باجائز سمجھا ہو بلکہ حکم بھی ایسا مجمل دیا کہ بقول مصنف اوسکو دیکھی صحابی نے
 سمجھا نہ ایذا الہییت نے نہ کسی عالم و مجتہد نے یہاں تک کہ وہ گناہ برابر تمام انتہ حد میں سب قرون
 میں شائع اور ذیل میں راجس سمجھنا چاہئے کہ یہ سب مخالطات مصنف کے ہیں اگر واقعہ میں یہ امر گناہ فطرتی
 ہوتا اور شارح کو ازال سے ناپسند ہوتا تو تورات میں اوسکے چاروں کا کیوں حکم بھیجتا احمد ابراہیم رحم سے
 احمد محمد رحم از روی حکم تشریفی کے اوسپر عملدرآمد کسطر چہر تہا اگر شارح کو اوسکی مخالفت مقصود ہوتی
 تو ہر طرح اور ممنوعات کے تحریم کے احکام صاف و صریح عام فہم بھیجے اسکا بھی ایسا ہی حکم صریح بھیجتا
 جس طرح اور ممنوعات کے چھو انہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے
 کوشش و تاکید و تشدد فرمایا امین بھی اون سب سے زیادہ فرماتے تھے نہ کہ یہ گناہ حسب اعتقاد مصنف ہے
 بلکہ کہ ہر گناہ کہ ایسا نہو اپس صاف ظاہر ہو کہ یہ سب خیالات باطلہ مصنف کے محض تقلید بعض توہم
 پرستوں کے ہیں اب ہم مجتہد و ہر کی اس تقریر پر ایک الزام اونپر وارد کرتے ہیں یعنی ہر گناہ کہ مجتہد کے
 نزدیک چٹون طریق مذکورہ پر غلامی عرب میں شائع تھی اور اوایل اسلام سے شہہ شہری نہ تھے
 چٹون طریق اسلام میں بھی رائج رہی اور جس آیت کو مجتہد بلفظ آیت حریت تعبیر کرتے ہیں ظاہر ہو
 کہ مستغنا و اسکا تفسیر مجتہد پر اسقدر ہو کہ جو لوگ لڑائی میں بعد از خان کے پکڑے جاویں اور انکا

استرقاق منوع ہے پس اس آیت کو بموجب تفسیر مجتہد کے بھی صرف تعلق خاص قسم شرم سے ہوا اور باقی
پانچ قسموں کے قبول مجتہد وہ پانچوں بھی سنیہ جہری تہم اسلام میں جاری تھیں کہ بموجب تفسیر مجتہد کے
بھی تعلق نہیں پس ان پانچ قسموں کی غلامی کسی شخص کی ہوسے ناجائز اور منوع ہوئی جو چیز کو غیر مجتہد
علیہ وآلہ وسلم کے روبرو ہلاکار جائز و رایج تھے خواہ کیسے چاہے ہوا و سکی تحریم کی واسطے بلاشبہ و شک کی
نفس شرعی ہرگز نہ دیکھا کہ مجتہد اس نفس شرعی کا نشان دین ورنہ سب اجتہاد و کد و جہاد انکی مخصوص کیا
ہوئی جاتی ہے **ہو قال** مگر اوس کے بعد ہرگز نہیں ہوا **اقول** یہ بھی محض غلط ہوا و بیان اسکا بحث نہیں
آیت میں مفصل عنقریب آوے گا **قال** اس میں کچھ شک نہیں کہ قبل نزول آیت حریت کے جو غلام موجود
او کو اسلام نے دفعہ آزاد نہیں کیا اور نہ اوس کے اوں تعلقات کو توڑا جو بموجب ہم جاہلیت ان میں
ملکہ آئندہ کے غلامی کو معدوم کیا اور موجود غلاموں کے لیے بہت سی تدبیریں اوس کے رفتہ رفتہ آزاد کرائی گئیں
اقول مگر اسکا جواب کیا ہے کہ خود غیر مجتہد علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو جائز رکھا ماری قبیحہ تازمان قات
بنیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی حریم رہیں یہ قسم بنایا میں بھی امر برابر بموجب حکم بنیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جاری رہا اور نزول آوے کر میرے پیشتر تو خود باعتراف مصنف بھی کہ عنقریب ذکر اوسکا آوے گا
معدوم کر دینے غلامی آئندہ کا حکم نہیں دیا بیع و شرا غلاموں کی بدستور جاری ہی اگر سیکنا نام معدوم
کرنا ہوا اور اسیکو تیسرا اعدام مصنف کے نزدیک کھتے ہیں تو مصنف کونم کی خوبی ہے **ہو قال** جہاں کہ
انتظام ہرگز واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی ملک کی اور خصوصاً عرب کی کسی ملک کی سببوں پر
اور غلاموں کے تعلقات اوس کے آقا و ان سے ایک عجیب ہی قسم کی اور نہایت پیچ و پچ تھے تمام نوڈیان اور
غلاموں کا دفعہ آزاد کرنا ایک مشکل اور کثرت مختلف قسم کی خرابیوں اور وقتوں بلکہ انواع اقسام
کے گناہوں کا سورٹ ہوا اسلئے دفعہ او کو کھانا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تھا **اقول** سراب دھوکا او
انگوٹات خرفات کی تفسیر ہم ایک جملہ بھی یہ نہیں واقفان اصول انتظام دن اور اہل تاریخ
خوب جانتے ہیں کہ تعلقات اہل عرب کے غلاموں کے ساتھ اور بلاد کے آقا و انکی نسبت کچھ زیادتی تھی
چنانچہ یہ امر خود تفسیر مصنف مرتبہ صفحہ ۱۸ سے جو کلام تورات لکھی ہے صاف ظاہر ہے تعلقات عرب و ہالی

وجواری سے کچھ زیادہ تعلق نہیں اور تعلق ازدواج اور تعلق معاملات ربا وغیرہ سے تھے کہ ہر ایک شخص
 کفار سے اوپر ترک نہ کرنے میں عصبیت کے ایسا سرگرم اور آماجیگت فساد تھا کہ قتل و اسیر جی ربا و
 مال منافع اور بھلائی دینی تو قبول کرتا تھا مگر چھوڑ دینا مذہب کا کسی طرح پرگوارا کرتا تھا دیکھیے اسکو تو ترک ہی
 کر دیا گیا تو نہ تصور تو ان ابراہیم اور اسمعیل عرم کا جو نافرمان گنہگار تھے جن اور دیگر تائیل کا عرب پر کیا غلامی
 کی نسبت کم کران کر لیا تھا کہ انکو دفعہ پہلے چر کر دیا گیا شرب خوار کی کو یہاں تک دست کھتے تھے کہ ان
 اس کے برابر اور کوئی چیز غریب نہ تھی چنانچہ طرفہ بن عمرو البکری شاعر زمانہ جاہلیت کہتا ہے شعر
 فلو انکلت من لذة الفتی و جدك لم لعل عتی قام عتی دی و فتنهن سبقی العاذلات لشدته
 کبیت مثنی ما قلن الماء نرید و اسکو دفعہ مذکر دیا گیا سو لینے کا رواج کیا کچھ کم تھا کہ اسکو ایک سخت
 قطع کر دیا گیا تعلق ازدواج کا کیا بہ نسبت تعلق غلامی کے کچھ کم کر کے بعد نزول آیت تحدید چار کی جس کے
 نکل میں چار کرنا یہ عورتیں تھیں تفریق کرادی گئی عمر ابن عمر ان غیلان بن سلمۃ الشغفی اسلم
 و له عشرة نسوة فی الجاهلیۃ فاسلمن معہ فقال النبی صلوا علیہم اسکا اربعہ و فاراق سائر
 رواہ احمد والترمذی ظہن صاحبہ غیلان بن سلمۃ اسلم لائے اور انکی دس جو عورتیں جاہلیت میں
 بھی سب اسلام لائیں اس کے ساتھ پس فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دسے ہمارے اور اسکو
 چھوڑے جہاں کہیں وہ رہیں ایک شخص کی نکاح میں تھیں ایک کو چھوڑ دیا گیا جب ایسے امور دشوار چھوڑا
 دیئے گئے اور ایسے ایسے تعلقات محکم قطع کرادئے گئے تو بجا بلانکی علاقہ غلامی کے کیا حقیقت تھی کہ وجود
 مخالفین قدرت و قیام ذاتی کے باقی رکھنا اسکا شائع کو گوارا ہوتا اور اتقان علم تاریخ و جغرافیہ
 کہ اس زمانے میں بہت کم ایسے آدمی تھے کہ جن کے ملک میں غلام اور کینرین نہ ہوں اور اس جماعت قلیل
 مرضی کے موافق اگر کوئی حکم عام نہ ہوتا تو اس کی طرح کا منظر کسی خرابی اور وقت اور پیدا ہونی کسی
 گناہ کا ہرگز تھا و کچھ اس سے زیادہ زیادہ جو عموماً عرب کے خواہشوں کے موافق تھے بے دھڑک ترک کر دیا گئے
 انہی کیا خرابی اور وقت اور کونسا گناہ غلو میں آیا جو اس میں حقیر کے چھوڑنے سے ظہور میں آتا علاوہ اس کے
 اپنی ذات مقدس اور بعض اصحاب کبار کی نسبت جو نہایت ہر طبع تھے کیا گناہ کا منظر تھا کہ اسکو چھوڑ دیا

اور ایسے ایسے اصحاب بطبع کو آزادی غلامان موجودہ کا مکمل نظر مایہ بھلا اگر عوام کی نسبت کمتری فرمائی کہ
خیال تھا تو اپنی ذات اور اصحاب کبار کی نسبت تو کسی قسم کا منظر نامہ فرمائی کا اصلاح تھا علاوہ بران ایسے
و قایع ہم آئید و ثابت کرینگے کہ مالکان رقبائے اپنی محکوم کو آزاد کیا گیا پھر جملہ اعدائے اسلام نے
آزاد کرنا اور نکالنا اور بھراؤ کو قریب بنا دیا متہد حسب فراموشی کی ایسی حالت میں کس گناہ اور فساد
منظر تھا کہ آزادی رفیقوں کی جائز نہ تھی گئی اور بہت دور سابق اور کو ترقی ہی رہنے دیا اور واقفان
اصول انتظام مدینہ پر مخفی نہیں کہ اصول انتظامیہ مدینہ کا ایک کلیہ ہو گا اگر وہ امر متضاد واجب الذم ایسے
دیش ہوں کہ ایک دفعہ سے خفیف اور دوسرا بہت بھاری ہو اور ایک کی دفع سے دوسرا کا ظہور لازم
توہر تفسیر بلا تامل ترجمہ تمام بطرف دفع اگر ان کے بلا لحاظ ظہور خفیف کی کیجاوگی اور چونکہ غلامی تفسیر
صنف کے قدرتی گناہ ہو اور کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہیں اور جبر تمام بیرون اور بلا غلامی
اور وجہ تخریب اخلاق مالکون اور مورث فسادات گونا گوں کی بڑیں اگر وہ واقعہ شارع کو قطع موقع
اوسکا منظور تھا تو ایسے بے فساد عظیم اور گناہ فحیم کے مقابلہ میں خیال خفیف گناہوں کا کہ ہر نہی مطابقت
تفسیر صنف کی ہی ہے اور اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی کیونکہ کیا گیا کیا اصول انتظام مدینہ پر شارع حل علی
صنف کے برابر بھی آگئی تھی مگر اصل یہ ہے کہ ہاند اور علوم کے علم سیتا مدینہ پر بھی خیاب متہد کو اطلاق نہیں
قال بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبر و راج جو غلامی کے معدوم ہونے میں
کوششیں کریں وہ بھی اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکے کہ آئندہ کی غلامی کو مذکور اور موجودہ غلاموں کی فوری فترت
آزاد ہونے کی تدبیر کی اقول خیاب آپ تو صفحہ ۸۸ تہذیب الاخلاق مطبوعہ حیدرآباد اول شمس الحجری ۲
کے سطح خرم میں بہت فرصت و اتہزاز کے ساتھ رطب اللسان ہیں اور افتخار اسے گرم بیان ہیں کہ
دار الحکومت قوم انگیز کو یہ فخر ہو کہ جو کوئی دہان قدم رکھتا ہے اس وقت سے آزاد ہو گو وہ کب کا غلام ہو
کیونکہ جو اس سرزمین کو یہ فخر ہو تو بجز حصول یا حدوث اس فخر کے آزاد ہو جانا غلامان
موجودہ سرزمین کو کہ ان کا دشمن لازم آیا پھر بیان آپ کس طرح فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکے
بہت سی بیانی آپ کے سامان دلیل اس کی کہ آپ بالیقین حسب اقتضا و مقام بلا لحاظ ظہور امر واقعی کے

جیسا دل میں آتا ہو تو فرماتے ہیں گویا کعب بن زہیر کہی کے شان میں لکھتا ہے شعر
فَمَا تَكُونُ عَلَى حَالٍ تَدُمُ بَهَائِهِ كَمَا تَكُونُ فِي أَفْرَاجِهِ غُولٌ بِدَوْرِهِنْ مَبْرُكٌ كَأَنَّهُ يَهَانُ تَذَكُّرُهُ
کیا جو اونکی سب تدبیریں مانند تدابیر دیگر امور کے سراسر خود غرضی اور مسلل بالعرض ہیں دیکھے کہ ضرورت
کھدو کا لوٹ کے واقع ہوئی اور غفور ملائق اس کام کے ہم نہ پونچھے تو کس دھوم دھام سے غلاموں کا
خرید و فروخت جاری تھی کی حالانکہ قبل اس ضرورت کے مخالفت کی گئی تھی مجھ بعد رفع ضرورت کے دفعتاً انداز
اور سکا کیا گیا اور چونکہ جواز ضرورت غلامی کا اون کے کئی قانون کی رو سے پایا نہیں جاتا پس مخالفت صحیح و شرع
اور لینے کا روضہ است کے بلکچر اور دفعہ کے بلکچر کے صاف و صریح آزاد کر دینا غلامان موجودہ کا ہی اگر شرع
بھی یہ منظور ہوتا کہ غلامان موجودہ آزاد کر اسے جاوین تو کیا چیز منع تھی کہ اسی طرح پر احکام جاری کیا
جاتے تھے نیز اگر گو کہ لفظ غلامی سے مصنف کے مدوح و مبرہت متاثر ہوتے ہیں مگر نہ لفظی کچھ نہیں
نہیں کہ جسے حالات قیدیوں کے عموماً علی الخصوص مقیدان دایمی کے بجز خرید و فروخت کے اور کس چیز میں
حالات غلامان شریعہ سے بہتر ہیں جب قدر قبیل غلیہ مخالف قانون قدرت کے مصنف نے اوپر
رقم فرمائے ہیں سب اوغین بدرجہ اتم پہنچے ہیں پس گو کہ وہ مدبر بحسب ظاہر کچھ پی کہیں مگر
فی الہی بخیر حکم غلامی میں اونکو بھی کچھ غدر نہیں اور علمدار امدادوں کا برابر اوپر ہر حال الہی دانی
تدبیر و نین اور بانی اسلام کی تدبیر و نین اتنا فرق تھا کہ اونکی تدبیریں زیادہ تر مادی چیزوں کے
علاقہ رکھتی تھیں اور بانی اسلام کی تدبیریں زیادہ تر روحانی چیزوں کے متعلق تھیں اقوال علیہ السلام
سراسر عمل پر ظاہر امرادیہ ہو کہ مبران مصنف نے حکم عدم جواز بیع و شرا اور آزادگی غلاموں کا جاری
کر کے اسکی عدم امتناع سزا جسمانی تجویز کی اور شارع نے وہ حکم جاری کر کے عدم امتثال کی سزا
صرف روحانی ہی تجویز کی کچھ تعزیر اور سپر قایم نہ کی اگر یہ یاد ہو تو سراسر غلطی ہر شارع نے کوئی حکم
عدم جواز احداث غلامی اور آزاد کرنے غلامان موجودہ کا جاری ہی نہیں کیا اور احداث اور انکساع غلامی
نہ کوئی حکم تعزیر جسمانی کا نہ عقوبت روحانی کا صادر فرمایا **قال** اسے غلاموں کی مالکون کو
وحی کی سچ سمجھایا کہ غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پکاری چیز اس کے نزدیک نہیں تھی

اقول اول تو یہ روایت اور کتب میں جبکو صنف نصف ۱۶ اور پر سنجہ معتبر است کے شمار کیا ہو کر گزرے
 بلکہ درجہ سوم کی کسی کتاب میں ہو کر چٹکی نسبت صنف باتباع شاد ولی الصد رحمة اللہ علیہ لکھتے ہیں
 کہ ان میں جو موضوع ضمیمہ میں شامل نہ آیا اس مضمون سے بھی مماثلت احادیث غلامی کے اور ابطال اقبال
 غلامی لازم نہیں آتا البتہ فضیلت اعتقاد کی مانند اور بعض نوافل کے ثابت ہوتی ہو سو ہر ایک حساب
 عقل خود سمجھتا ہو کہ ثبوت فضل کسی عمل فضل کا شلزم ثبوت وجوب اس عمل کا نہیں بہت نوافل کا
 بہ نسبت انہی فضیلت ثابت ہو کر اس فضیلت سے وہ نوافل درجہ وجوب کو نہیں پہنچتی **قال** اور
 بعض گذار ہو چکے کفارہ میں برودہ آنا اور نیک حکم دیا **اقول** اس تو ثبوت غلامی واضح ہو اگر واقعہ
 غلامی اصل اور اہل ہوتی تو آزاد کرنا اور آزاد ہونا برودہ کا کفارہ میں کس طرح پر تصور ہو سکتا تھا
 محل اتفاق و توثیق ہی ہو اگر توثیق کا متحقق نہ ہوتی تو کیا آپ کے نزدیک احکام حکیم و دلائل مطلق بے محل صحیح
 ہوتے ہیں غور کیجئے کہ چونکہ وجود شراب کا اقرار اوحد و تائید تھا اور ایسے ہی نکاح محرمات منکوحہ
 باہلیت اور زیادہ برچار منکوحہ کا حد و قیاد اہل کیا گیا لہذا چھینک نہ ختم شراب اور نظریہ حرمت
 مذکورہ کی کسی کفارہ میں تجویز نہیں کی گئی اگر واقعہ میں عند الشرع رقیق بھی فی الاصل باطل ہوتی
 تو منار کفارات میں اعتقاد تجویز کیا جاتا **قال** صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام مکار اپنی قیمت سے آزاد کر دینی
 چاہے تو اقرار نامہ لیکر آزاد ہو چھوڑ دو **اقول** کیا خوب ترجمہ کیا صنف نے آئندہ میکا والذین یستحقون
 الکتاب ہمما ملکات ایمان لکم فکا یتبعوھن علیکم فیہم خیرا یعنی جو لوگ تم سے ملو گین
 چاہیں کہ کتاب ہونا تو کتاب کرو اور انکو اگر عیاد نہ ہو انہیں بہتری سکات اس غلام اور کنیز کو کہتے ہیں
 کہ مالک کی اور اس کے در بیان میں یہ قرار پایا کہ اس قدر روپیہ اگر دے تو آزاد ہو جاوے جو قیمت
 وہ اس قدر دے یہ تمام و کامل دیکھ لگا تو آزاد ہو جاوے لگا اگر کچھ بھی بدل کتابت میں دے جاوے گا تو وہ
 آزاد ہو گا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الکاتب عبد ما یجلی
 من کتابتہ حرہم رواہ ابوہریرہ عن ابراہیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ کتابت غلام ہر جہانیک
 کہ اوپر ایک درم بھی باقی رہا کہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ

قال من كاتب عبدہ علی ما یرا وقیۃ فادھا الا عشرۃ اوراق اوقال عشق دنا نیر عشق فحق رفیق
 سراجہ اللہ صلی و ابوہ اجد و ابن لہ جہ جیسو او تیبہ پر اپنے غلام کو کہ کتاب کیا پچھا و اگر دیکھو اسے
 مگر باقی رہ گئے دس اوقیہ یا دس دینار اور پھر وہ عاجز ہو گیا تو وہ غلام ہی کو فقط مصنف نے ترجیح دی
 جزا کا ترجیح کیا اور شرط کا ترجمہ ایک محض چھوڑ دیا پھر کا ترجمہ ہم کا ترجمہ یہ کیا کہ اقرار نامہ لیکر چھوڑ دو حالانکہ
 چھوڑ دینا معنی آزاد کر دینا موقوف ہو اور پروا تمام و کامل بدل کتاب کی اور چھوڑ دینے کا ذکر بھی
 میں نہیں قال ایسے غلاموں کو جسکے مالک کو بیعت لیکر آزاد کر دیا وعدہ کیا ہو خیرات دینے اور بیعت
 پر رغبت نہ لائے وہ اقول چندہ کا ذکر کسی آیت یا حدیث میں نہیں ہو مگر مان و اس کے منافع خیرات
 دینے کی تصریح نہیں قال بعض ملہین ایسی مقرر کرین کہ انہیں لونڈیاں ان خود بلانا آزاد کیے آزاد ہو جاوے
 اقول وہ حالت ام الولد کی ہو یا ملکیت ذی رحم محرم کی ہو قال ایسے مساعہدہ یا اقرار کہ حقین سامعی
 اشتباہ مساعہدہ یا اقرار آزادی کا ہو منبر لہ مساعہدہ و اقرار کامل آزادی کی قرار دیا اقول اس صورت کی
 شرح مع سند کے مصنف پر واجب تھی اب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سب تہمین متفق ثبوت رقیقت کی شرطیں
 نہ بطلان اصل رقیقت کی اس میں کچھ کام نہیں کہ آزاد کرنا غلاموں کا شراعت عظیم ہو اصل سلام میں کوئی نکتہ
 اس میں کہ اگر ترتیب ہونا اور آزادی سکول بطلان رقیقت کی سید طرح نہیں ہو سکتا بلکہ اس
 دلیل ثبوت رقیقت کی ہو کیونکہ محل متفق رقیق ہو اگر رقیق نہ ثابت ہو تو متفق بحیل ہو اور اس پر کچھ ترتیب
 ہو سکتا اور بھی نہیں جو نہ ثابت ہو کہ قصود شامع یہ نہیں ہو کہ اعتناق عموم ہر شریعہ واجب ہے یا یکہ رقیق صرف
 یعنی ہر قسم جاہلیت ہو اور شرعاً باطل ہو بعض حکم یہ ایسا ہوا ہو کہ مالک نے غلاموں کو آزاد دیا، پر دیا اگر
 شامع اس آزادی اور تدبیر کو جائز رکھا اور اس اعتناق و تدبیر کو ناپسند کر کے بہ طور غلاموں کو
 رقیق ہی رکھا حسن عمران بن حصین ان رجلاً اعتق ستۃ مملو کین لہ عندہ حق تم لو یکن لہ مال
 غیرہم ندعا بہم رسول اللہ صلی علیہ وسلم تلافی انہم اقرع بینہم فاعتق اثنين و ادق اربعة
 و قال لہ فیک لشدیداً و ادواہ سلم ایک آدمی نے چھ مملوک اپنے آزاد کیے اپنے حریف کے وقت کے تیرے
 اور اس کے پاس اور کچھ مال تھا پل ان مملوکوں کے تین حصہ کیے غیر حصہ لہ علیہ و اگر وہ سلم نے

اور پسندیدہ صادر فرمائے ہیں اور میں کچھ تخصیص موجودہ کی نہیں ہر قال غلاموں کے مالکوں کو
 مناسب سے زیادہ خدمت لینے سے منع کیا **اقول** چنانچہ ہم اوپر اسکو مفصل بحوالہ سند مرفوع لکھ چکے
 ہیں **قال** یہ حکم دیا کہ وہ لوٹری غلام کم کرنے بکارسے جاوین **اقول** سرسرا فرماؤ کہ ملک کے
 یہ فرما کر لیکھ غلامی و جادیتی چاہیے کہ کسے غلام میرا اور لوٹری میری چنانچہ بحث اسکی اور پر گزری
قال انکو شل اپنے کھلایا پھانسیا جاوے انکو اور کیکے رشتہ داروں کے جدا کر لیا جاوے یہ احکام لیے بنجیہ رحم
 بھرے ہر سے تھے جن سے غلاموں کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے
 بھائی بندی کی حالت پر پہونچ گئی تھی **اقول** علاوہ ان احکام کے چند حکم اور بھی نہی بیان کیے ہیں
 یہ سب احکام واقع میں ایسے بنجیدہ و پسندیدہ ہیں کہ اگر مراعات اونکے کی جائے اور پوری پوری
 تعمیل ہووے تو جس قدر قباحات حالت غلامی کے مصنف نے اوپر لکھے ہیں سب مرفوع ہو جائیں
 اور ہماری شریعت میں غلامی سے رتبہ اخرۃ اسلامی میں کچھ قنزل نہیں ہوتا عن ابی ذر **قال قال**
رسول الله صلعم اخوانکم جلعہ **اللہ** تحت ایدیکم **فرج** جعل **اللہ** اخاہ تحت ید یرہ **فلیطمعہ**
ما یا اکل و لیلہ **سہ ما لیس** **لا یکنفہ** **من العمل** **ما یفلان** **کلفہ** **ما یفل** **فلیعینہ** **علیہ** **تفوق** **علیہ** **تھار** **کی**
 ہیں کہ خدانے انکو تو حاسے ہاتھوں کے نیچے کر دیا ہے پس جس شخص کو خدانے اسکے بھائی کے ہاتھوں کے
 نیچے کیا تو چاہیے کہ کھلاوے اسکو جس چیز میں سے کہ آپ کھاتے ہو اور پہناوے اسکو جو پہنتے ہو
 اور نہ تکلیف دے اسکی اسے کام کی جو اوپر و نیچا ہو اور ایسی تکلیف دے تو خود اسکے اس کام میں عانت
 کرے **عن ابی بکر الصدیق** **قال قال رسول الله صلعم** لا یدخل الجنة سئی الملكة **قالوا**
یا رسول الله **اللیس** **خبرتنا ان هذه الامّة اکثر الامم مملو کین** **وتیأمنی** **قال نعم** **فاکرمهم**
ککرامۃ اولادکم **واطعموهم** **ما کان کلکم قالوا** **فما تنفعنا من الدنيا** **قال فرس** **ترتبطہ**
تقاتل علیہ فی سبیل اللہ **وملوک یفیک** **فاذا صلی فھو اخوکم** **رواہ ابن ماجہ** **بنین** **افتر**
ہوگا بہشت میں جو اپنے ملوکوں کی بری طرح رہتا ہو کہ اسکو گونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جتنے تو ہر کو یہ خبر دی تھی کہ اس استے پاس غلام اور یتیمی بہت ہونگے فرمایا ان پس انکو لاپ کر اس

رکھو جیسے اپنی اولاد کو نکھلاؤ اور لوگوں کو چھوہ آپ کھاتے ہو کہا لوگوں کا کیا چیز دنیا کی یہ کو نفع بخشی ہو فرمایا
 کہ گھوڑا جسکو یا زخمی تو کہ جاؤ کہ رہا ہو اور غلام کہ تیری کفایت کرے پس جیب وہ ناز پڑتا ہو
 تو تیرا بھائی بھی اتنا احادیث سے واضح ہو کہ یہ وجہ حکام شریعت اسلام کے غلامی کی حالت میں
 کوئی خرابی جو موجب وارت اخلاق اور تکلیف غلاموں کی ہو نہیں ہو اور اخلاق اسلامی جرجن
 امور کی مصلحت کے متعلق ہر مصلحت ان کی ان کے ساتھ بھی لازم ہو اور برادرانہ معاملہ اور نسب بھی
 برتنا لازم ہو تعلیم و تربیت میں ان کی ایسی ہی کوشش چاہیے جیسے کہ اولاد کی تربیت و تعلیم میں
 کوشش کی جاتی ہو پس علمائے ان امور کے میں کہتا ہوں کہ معاملات اہل اسلام کے اپنے غلاموں کے
 ساتھ جیسے کہ شریعت اسلام میں واجب العمل میں ہزاران ہزار درجہ بہتر و پسندیدہ ہیں نسبت معاملات
 قوم تہذیب یافتہ مروجہ مسند کے جو ساتھ نگاروں اور ملازموں بلکہ ساتھ صدر الصدور
 اور تحصیلداروں اور دینی حکمرانوں کے وقوع میں آتے ہیں اور ہر شخص اس سے خوب واقف ہو غالباً
 کہ مصنف بھی اس کا انکار نہیں کرتا **قال** مگر قرآن مجید میں جو متعدد جگہ لونیوں اور غلاموں کا
 ذکر آیا ہو بعض جگہ ان کی نسبت کچھ احکام بھی بیان ہوئے ہیں اور ان سے لوگ تعجب ہونگے کہ
 اگر غلام ہی مدوم ہو گئی تھی تو وہ احکام قرآن مجید میں کیوں آئے تھے **اقول** اس میں کچھ
 نہیں اور کوئی شخص انکار کا نہیں کر سکتا کہ زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اکثر غلام
 و سہرا میں ہو کفار گرفتار ہوئے اور لونی اور غلام بہت جگہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 کہ میں حکم فرما کر بنائے گئے اور قرآن میں لونی اور غلام کے بعض احکام موجود ہیں پس اگر
 ہر خلاف قیاس لذات اور مخالف قانون قدرت ہوتا تو ممکن تھا کہ ایسے ایسے احکام کہ ثبوت و جواز
 استحقاق پر مبنی ہیں قرآن میں صادر ہو سکیں اور اگر ان کا شرعی کونسلو یہ ہوتا تو زمانہ
 جاہلیت کے غلام اور لونیوں کی آزادی کا حکم بلا شک و شبہ نافذ فرماتا اور زمانہ علم و نزول
 میں ہرگز کسی کو غلام اور لونی نہ بناتا اور اگر غلامان زمانہ جاہلیت کی نسبت کچھ حکم
 نہ دیتا تو زمانہ علم و نزول میں تو ہرگز احداث اس امر قبیح مخالف قانون قدرت کا روانہ نہ ہوتا

حالاً کہ خود شایع نے زمان نزول معیظم میں اسیرین کفار کو لوبہ بنی غلام بنایا اور اس کے بعد غیر صالحین
علیہ السلام نے مسلمان مکہ خدا تعالیٰ کا تباہی انچا پھر واقعہ مسجد مجری میں انبیت بنی قریش کے کھج کے علم میں
روایت ہے کہ قال (یعنی سعد بن معاذ) ان القتل مقابلہ تہم و تہیبی ذلیم قال فقال النبی
صلوہ قضیت حکم اللہ سعد بن معاذ نے حکم کیا کہ قتل کیجئے باوین لڑنے والے کو سکے اور لوگوں
غلام بنامی جاوین ذریعہ انکی تباہی غیر خدا صلوات اللہ علیہ الہ وسلم نے کہ فیصلہ کیا کہ شمشیر تلخ حکم خدا کے
اور ذوق غول شمشیر مجری عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلوات اللہ علیہ و علیہ وسلم نے بیت جیشا
الی اوطاس فلحقہ دوا فقال تلہوہم و ظہرہم و اعلیہم و اذابہم سبایا فکان ناما ام ایجاب
رسول اللہ صلوات اللہ علیہ و علیہ وسلم نے غنیا فہن من اجل ارجھن من الشریکین فانتل اللہ فی ذلک
و الحصان من النساء اذما ملکات امانا لکرمی فہن اہم حلال اذا انقضت عدتھن ان صحیح ہے
علیہ و کہ وہ علم نے روز بخیر کج اویس پس اراکی ہوئی بنو نمون اور غالب ہو سکدا اور بنو سبا باہر نکلتے
سبایا کو کھجہ انہی اصحاب غیر صلوات اللہ علیہ و کہ وہ علم میں صحیح میں پڑے انکی مباشرت سے بیت جیشا
ہونے انکے کے شریکین میں پس اذاری نہ لے یہ کہ حرام میں بنو نمون و بنو مین گرچہ انکے
میں ہاتھ تھا کہ انکی کہ نہ نکو حال میں جب عدت انکی گذر جائے فقط اسی طرح پر اور بنو نمون و بنو مین
مفسر نے اس کے جواب میں بڑی غلطی کی اور دھوکا کھایا کہ فرماتے ہیں قال اس خبر نے بڑے بڑے
عالمون کو دھوکا دیا اور غلطی میں ڈال دیا کہ صحیحہ لہنا چاہی کہ وہ تمام احکام و نصیحتیں موجودہ نو زیون اور
غلاموں کی انبیت میں جو بموجب رسم باہلیت اور قبل نزول تاثیریت کے غلام ہو چکے تھے اور جبکہ اسلام
بھی آنا و نہیں کیا تھا انہی اقوال یہ سراسر غلطی ہے جو چیز کہ حکیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ و کہ وہ علم و حکیم
خدا تعالیٰ واقع ہوئی اور کہ رسم باہلیت کہنا تا متر جمالت کی واقعہ بنی قریش میں بنو سبا کے صلوات اللہ علیہ و کہ وہ علم
نے مسات یہ فرمایا کہ قصہ حکم اللہ یعنی فیصلہ کیا کہ بموجب حکم خدا کے پس حکم انہی غیر یعنی خداوند تعالیٰ
کو بموجب باہلیت کہنا کیا انہی رسم بنو سبا کے کہ قصہ اللہ عظیم کی اور جسکی نسبت بنو سبا خدا
صلوات اللہ علیہ و کہ وہ علم کہ اسے کہ حاصل اللہ حق اندیکر اہریت کہ خدا نے تمہاری ملکیت میں انکو

کیا ہوا وہی نسبت یہ کہنا کہ ہر جہاں ہم جاہلیت کے یہ بات تھی صاف غلطی ہے کہ خدا کی شہرانی ہوئی بات کو
 ہم جاہلیت ٹھہراتے ہیں یہ حدیث اور پر تمام گھی گئی ہو اور واقعہ اوستا و سوانن بعد فتح مکہ کے ہو
 اور جو مصنف کہتے ہیں کہ آیت **وَلَمَّا كَانَتْ أَجْدُ وَتَقَاعِدُ** کہ جسکو اونھوں نے غلطی سے با نام حریت
 مسموم کیا ہوا زمانہ میں نازل ہوئی پس ہر گاہ یہ ثابت ہوا کہ اشتقاق واقعہ اوستا و سوانن
 بعد نزول آیت کریمہ کے ہو تو یہ جہاں مصنف کا کہ قبل از نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے الخ
 سر اسر غلطی ہو علاوہ بران اعتراض تو مصنف پر یہ کہ اگر غلام و لونڈی نہ بنا تھیں لہذا اور گناہوں
 قدرت اور تمام نبیوں کی خبر ہو تو قطع نظر از انکہ غلامی و عہد جاہلیت کے زمانہ علم نزول وحی میں قطع
 کیونکہ ان کا اور کس طرح پر بقول مصنف رمضان ششہ ہجری تک یعنی واقعہ علم نزول وحی تک اس پر
 عمل در آمد ہوا ایک جھوٹا کہی کہ جو بعثت میں میں تھوڑے سے فہم و بصیرت حجتہ الوداع یعنی آخرت میں
 میں پڑی گئی حضرت علیؑ نے باطل علیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر نہایا چنانچہ ذکر اسکا عقیر بگا
 کیا جس طور پر کہ حضرت ابراہیم عوم اور موسیٰ عوم و عیسیٰ عوم اور دیگر انبیاء علیہم السلام عوم اس پر ہم فہم لڑتے تھے
 امین قدرت کے حقیقت فتح سے بقول مصنف مطلع نہو کہ اسکو جواز رکھتے ہیں کیسی ہی عوم مصنف علیہ
 علیہ وآلہ وسلم بھی اس کے قبیح ذاتی اور محض اتیر عوم سے ناواقف رہو اگر فی الواقع شارع کو قطع غلامی کا
 منظور تھا تو اسکو کیوں رواج دیا اور کیوں اس کے باب میں ایسے احکام کہ مبنی اوپر ثبوت و جواز
 حق کے ہیں نافذ کیے تنقاص قبیح ذاتی اور مخالفت امین قدرت تو یہ تھا کہ غلامان زمانہ جاہلیت
 بھی آزاد کیے جاتے اور اگر انکو دفعۃً آزاد کیا تھا تو آئندہ کو تو ہر جہاں تم شریعی کے کیس کو لڑو
 غلام نہ بنا یا جائے عجیب جواب کہ منادی تو یہ فرمائی جاو کہ ڈھب امر الحجاب ہلیۃ اوٹھ گیا اہمیت کا
 اور **لَا تَمْسُكُمُ النَّفْسُ بَعْدَ الْمَوْتِ** کس قدر بڑا ہوا اسم فسق عبدیابان کے اور با انہی وہ رحم نہا
 اور فسوق جو بقول مصنف جہاں تمام نبیوں اور طرفی گناہ اور مخالفت حق ثبوت ہو قائم رکھا جاو
 اسکا کچھ جواب مصنف نہیں دیتے اور اور طرف کو پس دیتے ہیں پھر یہ جو کہتے ہیں کہ غلامان موجود
 آئندہ اسکو وہ غلام ہیں جو زمانہ جاہلیت کے غلام تھے یا وہ غلام ہیں جنکو اسلام نے محکم ثبوتی

غلام بنایا تھا یا دونوں مراد میں موصوف کرنا اور انکا بعضات ذیل کہ جو بہ وجہ سم جامعیت قبل نزل
 اہمیت حریت کے غلام ہو چکے تھے جنکو اسلام نے بھی آزاد نہیں کیا تھا قرینہ اسکا یہ کہ مراد قسم اول میں
 اگر قسم اول ہو تو محض محکم اور بدلیل ہے اور اگر قسم دوم و سوم ہو تو لازم تھا کہ ضبط جبر پر کیا تھا
 کہ جنکو اسلام بھی آزاد نہیں کیا تھا یہ بھی کہتے کہ جنکو خدا اسلام نے غلام بنایا تھا **قال** چنانچہ
 اول تمام آیتوں میں جنہیں انورڈی غلام کا ذکر ہر ایک بھی ایسا لفظ نہیں جو آئینہ کے غلامی پر سکون
 ہم بہ لفظ رقیبت مستقبلہ تعبیر کریں گے دلالت کرتا ہوا **قول** چونکہ رقیبت مستقبلہ ایک لفظ متدرجہ ہے
 لہذا اونکو لازم تھا کہ اس لفظ کی تعریف کرتے کہ اس سے کیا مراد ہو کر آیا ثبوت رقیبت زائد مستقبلہ
 مراد ہو یا حدوث رقیبت زائد مستقبلہ میں مراد ہو اور زائد مستقبلہ کس نام کے اعتبار سے ہو یا انشروع
 اسلام سے جو دائرہ قبل ہو وہ مراد ہو یا زائد ہجرت سے جو مستقبل ہو یا رمضان شمسجہری یعنی قوم کے
 جو مستقبل ہو وہ مراد ہو یا وہ زمانہ جزو نزل ہر ایک ایسے جہین کوئی حکم نسبت بقیقون کے جو مستقبل ہو
 مراد ہو سکی تصریح ہرگز نہ واجب تھی چونکہ مصنف نے اسکو محمل لکھا ہے پس ہم ہر حق پر ہر جا کہ گفتہ
 کریں گے واصلہ فوق الی الصواب **قال** اس مقام پر ہم اپنے اس مباحثہ کے اثبات کے لیے قرآن مجید کے
 تمام آیات کو نقل کرتے ہیں جنہیں کوئی ایسا لفظ آیا ہو جو غلامی پر دلالت کرتا ہو اور تمام دنیا پر اپنے
 اس دعویٰ کی تصدیق ظاہر کرتے ہیں کہ انہیں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو رقیبت مستقبلہ دلالت
 کرتا ہو **قول** آگے تصدیق کا ظہور تو جزا امتناع میں ہو سچا اور دنیا داروں کے جنھوں نے دین کو
 دنیا کے حصول کے لیے برباد کر دیا ہو کوئی عاقل دیندار آپ کی تصدیق نہیں کر سکتا اگر ہم بعد ان
 آپ کی غلطی کی تمام عالم میں تشہیر کرتے ہیں **قال** لفظ ملکیت یہ لفظ پندرہ آیتوں میں آیا ہے
 اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا جو جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہیں کرتا **قول** یہ مصنف کی
 ناواقفی ہر لغات عرب سے اگر صیغہ ماضی شرط و جزا خبر میں بعض حرف شرط کے واقع ہو گا تو بلا
 معنی استقبال کے ویگا **قال** اسد قسم **فَإِنْ حَضَرَ أَكَلِ يَتِيمًا أَضْرَدَ اللَّهُ نَكَاحًا عَلَيْهِمَا**
فِيمَا أَفْتَدَتْ بِهٖ اگر خوف کو تم کہ نہ قائم کریں گے صود خدا کو تو نہیں ہو گا و اس میں جو مذکور ہے

و د عورت و کا فاذا ابکعت احکامن فلا جناح علیکم فیما فعلکن فی انفسکم من المأمور
 بھرحسب ہونج جاوین وہ عورتیں اپنی مدت کو تو نہیں ہو گناہ تمہارے با بین جو وہ کرے کچھ عورتیں
 بلا جی فان خرجن فلا جناح علیکم فیما فعلکن فی انفسکم من المأمور بھرحسب ہونج جاوین
 تو تیر کچھ گناہ میں اس میں جو اپنے حق میں وہ کریں با جی قال الشاعریہ اذا مت فالغنی عیا
 نا اھلہ و شقی علی الحیب یا ابنہ و بعدہ سوا اس کے بعض مواقع اور بھی ایسے ہیں کہ تفصیل اور ان کی اصلاح
 ضرور نہیں **قال** قطع نظر اس کے اون آیتوں کے معانی بھی کسی طرح پر قیوت مستقبلہ پر اشارہ نہیں
 کرتے **اقول** ایک آیت کی تفسیر کے ضمن میں اس امر کی بحث مفصل اور کی گئی ان آیت **قال**
 آیت اول سورہ نسا فان خلفک الا لقد لو اوفوا احدک او ما ملکک ایما نکلو اسے تھارے
 فرما تا ہر اگر متعدد جو روین کرنے میں اس بات کا تکوڑ ہو کر بار بار کھسکے تو ایک ہی عورت
 یا اس سے جسکے مالک تھارے ہاتھ ہو چکے ہیں نکاح کرو **اقول** اپنے کوئی دقیقہ تحریر معنی کلام الہی میں
 پنچھوڑا خوب اپنی تصدیق دینا پر ظاہر کی مقدار دعویٰ کے دلیل تکوید دعویٰ کی بھی خود ہی بیان
 فہدیٰ اب سینے تفصیل اپنے تحریر کی خفتم صیفہ ماضی ہر خان بخان خواسے اپنے اپنی عیب لوشی
 فطر سے لغلی ترجمہ کیا یا کو لغت عرب کا علم نہیں اس کے معنی یہاں کیسے حرف ان شرط کے یہ میں کہ اگر تو
 کو تم اسکا کہ ہر بری نہ کرو گے تو ایک ہی عورت یا کو چکے مالک ہو دین ہاتھ تھارے پس خفتم بعضی
 مستقبل اور ایسی ہی ملک بھی معنی مستقبل ہو علما ہی لغت کا بالاتفاق یہ قول ہے کہ لکھو ایضا ای
 ان واذا التعلیق امر لغیرہ فی الاستقبال کان کل من جملة کل فعلیہ استقبالیۃ
 معنی کلمہ فواحدۃ بالرفع والنصب دونوں طرح پر پڑھا گیا ہو قرأت نصب پر معنی یہ ہیں کہ اختیار
 کرو ایک ہی کو یا چکے مالک ہو دین ہاتھ تھارے مصنف نے جو اسطور پر ترجمہ لکھا ہے کہ ایک ہی عورت سے
 یا اس سے جسکے مالک تھارے ہاتھ ہو چکے ہیں نکاح کرو چنہ وہ غلط ہے اول تو ترجمہ ملکیت کہاں
 جگہ اسطور پر کہ جسکے مالک تھارے ہاتھ ہو چکے ہیں میرے غلط ہے اگر ملکیت کا اسطور پر ترجمہ ہے
 میں تو خفتم کا بھی اسی طور پر ترجمہ کریں اور اس طور پر کہ میں کہ اگر در چکے ہو تم حالانکہ یہ فعل

اور لغو ہر ثابنا لینا افعال مذکورہ کا معنی ماضی بعید یا تفریک کے خلاف لغت عرب کے ہر دو بیان
ملکیت اور درمیان ما افتدت اور فاعلین جب کا بیان اوپر گذر اچھے فرق نہیں ہو جس طور پر
بموجب قاعدہ زبان عرب کے ما افتدت اور فاعلین کے معنی ماضی کے مراد نہیں ہو سکتے اسی طور پر
ملکت بھی معنی ماضی کا نادر نہیں ہے سکتا نا انشا قطع نظر اس کیت کے کہ حسین بیان بحث
ہو کہ اس میں حرف شرط منع ارادہ ماضی کا ہو عموماً جملہ آیات میں کہ جہاں ذکر ماضی کے لگایا اندہ ماضی کا
نسبت زمانہ نزول آیات مذکورہ کے قطعاً باطل ہو کیونکہ وہ سب آیات ایک زمانہ میں نازل نہیں ہوئیں
مثلاً یہ سورہ معارج مکہ ہر والذین هُمْ لَكُمْ رَحِمٌ وَظُنُّوا عَلٰی اٰزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ اَنَّهُمْ غَيْرُ مَلْكٍ وَهُمْ يَنْتَبِهُونَ وَكَذٰلِكَ فَانْزَلْنَاكَ
هُمُ الْعَادُونَ یعنی جو لوگ کہ اپنی شر نگاہوں کی حفاظت کر نیوالے ہیں مگر اوپر اپنی ازواج
یا جنکے مالک ہو دین ہات اوں کے تو دوسری ملامت کردہ شدہ نہیں پس جنہوں نے قصد کیا سوا اوں کے
تو وہی قصدی کر نیوالے ہیں انہیں قصہ ہر جواز عدم محافظت کا اوپر ازواج اور مالکت ایسا
یعنی جو لوگ سوا ازواج اور مالکت ایسا کی محافظت فرج کی نہیں کرتے وہ گنہگار ہیں پس اگر ملکیت
ایہم کے یہ معنی سمجھے جاویں کہ جنکے مالک ہو چکے ہیں ہاتھ ان کے اس کیت کے نزول سے پیشتر تو وہ
عدم محافظت جس کا ذکر آیت میں ہو مقصور ہو گیا اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو قبل از ہجرت
پہنچے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے او قبل از نزول سورہ معارج کے مملوک ہو چکے ہیں اور بعد از نزول
آیت کے جو مملوک ہوئے ان کا سر یہ بنانا جائز نہ ہو گا بلکہ جو ایسا کر لگیا وہ بموجب کم آیت گنہگار ہیں
داخل ہو گا پھر وہی آیت جب دوسری مرتبہ سورہ مومنون میں قبل از ہجرت نازل ہوئی اور تفسیر
بھی کلمہ مالکت ایسا ہم چوس حسب تفسیر مجتہد ہر کے لازم آیا کہ اس دوسری آیت کی نزول سے
پیشتر جو مملوکات مملوک ہو چکے ہیں ان کا سر یہ بنانا جائز ہو اور جواز عدم محافظت مذکورہ مقصور
ازواج اور اون مملوکات پر جو اس دوسری آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہیں پس اولیٰ تو
خود انھیں دونوں آیتوں میں تعارض ہو گیا کہ آیت اولیٰ میں جواز عدم محافظت مذکورہ

مقصود ہوا زواج اور اون ملکات پر جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر ملک ہو چکی تھیں
اور دوسری آیہ میں مقصود ہوا پر ازواج اور اون ملکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے
پیشتر ملک ہو چکی تھیں خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر ملک ہو چکے ہوں خواہ اوس کے بعد
بعد ان سورہ نسا کی آیت میں جو دوسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمہ مملکت یا ملک و اسطے
جواز تسری کے اس آیت میں بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو ملکات اس آیت کے نازل ہونے سے
پیشتر ملک ہو چکے ہوں خواہ پہلی دونوں آیتوں کے نزول سے پیشتر ملک ہو چکی ہوں یا ان کے بعد چلی ہوں
پس فقیر جو پہلی دونوں آیتوں میں مخصوص تھا باقی نما اور کثرت اون دونوں آیتوں کی معارض
ہو گئی اسی طرح جس آیت میں کہ واسطے جواز تسری کلمہ مملکت ایمان واقع ہو ایک دوسری کے
معارض ہو چکی جاوے گی اور چونکہ آیت اولی میں تسری مقصود تھی اور پانچویں ملکات کے جو پہلی آیت
کے نزول کے وقت ملک ہو چکی تھیں تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تسری
آیت کے نزول تک اور تسری آیہ کے بعد چوتھی کے نزول تک ہذا الی غیر ذلک جب تک کہ زمین
ملک ہو زمین اور بطور میرہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کے تصرف میں آئیں وہ سب
نا جائز ہوں اور سر یہ بنائے ولے ان کے گنہگار ہوں کیونکہ ما بین نزول ہر دو آیتوں کے جو زمانہ
وہ زمانہ مانفت تسری اور ملکات کا جو حکایت اولی کے نزول کے بعد ملک ہوئے ہوں
پس سب ظہور ان قبائل کے ارادہ زمانہ ماضی کا نسبت زمانہ نزول آیات بالہیہ ہاں ہوا اور کلمہ
مملکت ایمان بھی نسبت زمانہ نزول آیات کے مہا مقصود نہیں بلکہ صیغہ ماضی جو ان آیات
اور ان کے امثال میں واقع ہوا اسے تحقق ہونا صفت ملکیت وغیرہ کا زمانہ بھی میں نسبت تحقق
مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہو جیسا کہ امثال ان آیات میں ہو مثلاً لا تیکونوا کما کانوا
کے معنی یہ ہیں کہ نہ تحقق ہو و کلاخ تمہارا اون طور توں جو اوس وقت سے پیشتر یعنی تمہارے
نکاح سے پیشتر تمہارے ابا کے نکاح میں آئی ہوں نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمہارے ابا کے
نکاح میں آچکی ہوں کیونکہ ان معنی کا اعتبار سے نکاح میں لانا اون عورت کا جو بعد نزول آیت

مذکورہ آبا کے کلام میں آئی ہوئی جائز تھہر گیا اور یہ بات بالاتفاق جملہ مجاہدین ہی طور پر
 معنی ملکات ایسا کہ آیات تنازعہ میں بھی متعین ہو گئی کہ جو محمولات کہ قبل از مباشرت تھاری
 ملوک ہوئی ہیں ان کے ساتھ مباشرت جائز نہ ہو وہ معنی جو مجتہد صاحب نے دل سے گزربے ہیں کہ
 نزول آیات سے پہلے ملوک ہو چکی ہیں اور بحث اسکی مفصل معنی آیت تاکفا کا اندر میں غریب
 آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اگر مجتہد صاحب فرماویں کہ مراد ہماری یہ ہے کہ جس قدر کہ تفسیر میں نزول
 متن و فدا سے پہلے ملوک ہو چکی ہیں ان آیات سے مقصود ہیں تو یہ بات لغو اور اصلاً قابل
 التفات نہیں کیونکہ یہ سب آیات نزعم مجتہد صاحب کے قبل از آیت متن و فدا کے مازلی چکی ہیں
 پس ان آیات کا کوئی کلمہ اوپر زمانہ اس آیت کے جو ان آیات کے نزول تک نازل نہیں
 ہوئی تھی کسی طرح پر دلالت نہیں کرتا علاوہ بران چونکہ آیت متن و فدا زمانہ مستقبل میں
 آیات مذکورہ سے نازل ہوئی تو اس تقدیر پر حکم آیات مذکورہ کا بلا قید و باجم زمانہ مستقبل
 بھی شامل ہو گا پس تفسیر ملکات ایسا جو مجتہد صاحب نے اسطور پر کی ہے کہ مالک ہو چکے ہیں
 ہاتھ تھکے بالبدیہ غلط ہو جاوے گی وہو المطلوب اور اس صورت میں اگر آیت متن و فدا
 موجب عدم جواز ملکیت کی ہوگی جیسا کہ مجتہد صاحب کے زعم جملہ میں ہے تو تعارض دیکھا
 اوں آیات اور آیت متن و فدا کے لازم آوے گا اور لامحالہ اوں آیات کو فسوخ ٹھہرایا جاوے
 پس بالضرورة نظر اس امر پر ضرور ہوگی کہ آیا آیت متن و فدا نسخ اول آیت کے ہو سکتی ہے یا نہیں سو قطع
 اور امور کے جنکلیان بہ نسبت تقدیم و تاخیر آیات کے کہ آوے گا ہم یہ بحث نہیں کہ آیت
 متن و فدا نسخ اوں آیات کی نہیں ہو سکتی اسلیئے کہ آیت متن و فدا در باب وجوب
 متن و فدا کے محل ہے کیونکہ کا لایا اصلاً اوپر وجوب متن و فدا کے دلالت نہیں کرتا کہتا ہے
 کہ مادہ منع جمع میں عمل ہو اور ہو سکتا ہو کہ متن و فدا کا حکم حکم جواز ہو پس ہر گاہ کہ آیت
 نسبت عدم جواز استرقاق کے محل ٹھہرے تو ان آیات کی صفا ہر الدلالة اوپر جواز
 استرقاق کے ہیں کیسی طرح پر نسخ نہیں ہو سکتی اور بیان زمانہ نزول آیات کا اوہ بیان

اس اجال کا عنقریب دیکھا انتشار امدت کا بھر ترجمہ فلاح کے آگے آگے ملک کا ایسا ملک کا
جو اس طور پر لکھتے ہیں کہ ایک عورت سے یا اس سے جس کے مالک تمھارے ہاتھ ہو چکے ہیں نکاح کرو
یعنی فعل فاعل فاعل متقدر کے واحدہ او مالک ایسا کہ کو اس کا فعل ٹھہرتے ہیں سراسر غلط ہے
کیونکہ نکاح مولیٰ کا اپنی کنیز سے شرعاً ثابت نہیں اور کا فہم ہانے اس کے عدم جواز کا فتویٰ بیکار
علامہ بران مقصود آیت تو یہ ہے کہ اگر خوف اس امر کا ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی عورت سے
نکاح کرو تا کہ خوف عدم عدل نہ ہو کہ ایک منکو حین عدل اور عدم عدل کا کچھ حتم مال نہیں
یا ملکات کو سریرہ کو لو کہ وہ عین عدل واجب نہیں مصنف کے ترجمہ سے یہ امر لازم آیا کہ در صورت
خوف عدم عدل یا ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا ایک کنیز سے نکاح کرو اگر واقع میں مرد اشاع
کی یہی ہوتی کہ جیسا استدعا ترجمہ مصنف ہو تو ابھی قدر کافی تھا کہ ایک ہی عورت سے نکاح
کر لو کلمہ واحدہ تو ایسی حالتیں دونوں کو متناول تھا پھر مالک ایسا کہ کی کیا حاجت تھی
اور یہ اطناب مغل ہر کہ یہ خلاف بلاغت قرآن ہو اور اگر مقصود ترجمہ مصنف یہ ہو کہ کسی ملکات
غیر اشخاص سے نکاح کرو تو یہ بھی صحیح نہیں ہو سکتا ایسے کہ اگر کئی ایسی ملکات نکاح میں جمع ہو گئیں تو
اونکے درمیان میں بھی عدل فرض ہو گا اور بس خوف کے بنا پر یہ حکم نافذ ہوا وہی خوف
پیش آوے گا غرض کہ کسی طرح پر ترجمہ مصنف کا صحیح نہیں اور ایسی دلیل مائل ہے کہ موجب تشریح
معانی عالیہ ہے برہوت اویل قرآن مسکنی + پست و کشادہ تو معنی منی قال آیت دوم
اسی سورت میں ان بعد صاحب نے دوسری جگہ فرمایا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ لَا مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ
مُحْصَنِينَ كَيْفَ تَرْضَوْنَ تَمْرَ وَهَرَشْتَهُ وَارْعَوْتُمْ جَنَابِیَانَ ہوا اور آزاد عورتیں حرم
کی گئیں ہیں مگر وہ جو تمھارے ہاتھوں کی ملک ہو چکی ہیں خدا نے یہ حکم تم پر لکھ دیا اور انکے
سوا جتنی ہیں وہ تمھارے لیے حلال کی گئیں ہیں اس طرح پر کہ تم اپنے مال کے بے نیسے
مہر کے نکاح کرنا چاہو پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو آہ اقول اس آیت کا ترجمہ بھی سراسر

غلط لکھا ہے اور تاثر خلاف لغت عرب کے چنانچہ شرح اوسکی غریب کیجاویگی مگر پتہ شرح مطلب
 لیکن ایک امر کا ضرور پہنچنی یہ ترجمہ مصنف نے صرف تفسیر ایک قول ضعیف مرقہ تفسیر امام فخر الدین
 کے لکھا ہے اور سوا تفسیر کے کوئی دلیل اپنے پاس نہیں یا تو باریں شور و شور ہی کہ کسی مجتہد اور جامع
 صحابہ خیر القرون و ائمہ اہل بیت کی بھی تقلید نہ کر سکیے یا اس کے بجائے کہ ایک قول ضعیف کی تقلید سے
 راہ رست کو چھوڑ دیا اور صدق مثل شور و حریت من لظہر و وقف تحت لیلہ اربطہ
 شاعر فاما ہو غیر قید فافقاد اپنے تئیں بنا دیا ہمارے اور اس کے لنگو تقلید نہیں ہم فقہین
 کے مذہب کو بلا لائل شرعیہ تقلید اور عقلیہ ثابت کرتے ہیں مصنف کہیں تو اپنے تئیں مجتہد بٹھراتے ہیں
 اور کہیں ایسی جان چڑاتے ہیں کہ تقلید قلدان نجات دہن ہے۔ **۵** قصائد کو علی حال تدمیم بجا
 کما تملک فی اقوالہ اغول سوہم انکے سب مقولات کو خاص انھیں کے مقولات سمجھیں گے اور انھوں
 اپنی طبیعت سے پہلے کہے ہوں یا تقلید لکھے ہوں اور استدلال جو بر بنا و تقلید فخر رانی یا اور کسی
 ہوگی ہرگز اوسکو منظور نہ کریں گے بلکہ اوسکی طرف ذرا بھی توجہ نہ کریں گے آدم بر مطلب مصنف نے جو معنی
 محسنات آزا و عورتیں لکھی ہیں لغت عرب میں محسنات کے معنی آزا و ہرگز نہیں اور ایسے ہی ایک
 معنی احسان کے اسلام لکھے ہیں یہ بھی غلط ہیں ان معنی میں بھی یہ لفظ اصلاً نہیں اور اگر چاہو تو بھی
 معنی اوس کے ہیں مگر محسنات بمعنی آزا و احسان بمعنی اسلام کہیں نہیں آیا پس مناسب اس مقام
 صرف وہی معنی ہیں یا عفاف من قولہم احصت المرأة اذا عفت واحصنها زوجا
 فی محصنة ومحصنة قال الشاعر وثديا مثل حق العاج حصنا حصنا ناعرا کیف
 اللامسینا بامزواج من قولہم احصن الرجل اذا تزوج فحسنت بفتح
 الصاد قال الشاعر احصن المصح من عبیدہم ۵ تلاک افعال الکرام الوکعة
 امی زویجہیں ترجمہ محسنات کا لفظ آزا و ہر بنا و خلاف لغت اور ہر امر غلط اور استدلال مصنف کا
 آیت قل الذین یؤمنون اللھم احصنکم یا قیا یا جمعة شہداء نا جلد وہم نمازیں جلد
 محض فاسد برآیت ثلوثہ میں بھی کلمہ المحسنات بمعنی عفاف ہی ہرگز ایسا نہ تو تہذیب غیر غلط

مقصود ہوا ازواج اور اون ملکوکات پر جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر ملکوک ہو چکی تھیں
اور دوسری آیہ میں مقصود ہوا پر ازواج اور اون ملکوکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے
پیشتر ملکوک ہو چکی تھیں خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر ملکوک ہو چکے ہوں خواہ اُسکے بعد
بلکہ ان سورہ نسا کی آیت میں جو تسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمہ مملکت یا ملک و اسطے
جواز تسری کی اس آیت میں بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو ملکوکات کہ اس آیت کے نازل ہونے سے
پیشتر ملکوک ہو چکے ہیں خواہ پہلی دونوں آیتوں کے نزول سے پیشتر ملکوک ہو چکی ہوں اہل ذلک کے جعلی ہوں
پس یہ توضیح پہلی دونوں آیتوں میں مخصوص تھا باقی نزول اور یہ آیت اون دونوں آیتوں کی محاسن
ہو گئی اسی طرح جس آیت میں کہ واسطے جواز تسری کلمہ مملکت ایمان واقع ہو ایک دوسری
محاسن ہوتی جلی بابو گی اور چونکہ آیت اولی میں تسری مقصود تھی اور انھیں ملکوکات کے جو پہلی آیت
کے نزول کے وقت ملکوک ہو چکی تھیں تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تسری
آیت کے نزول تک اور تسری آیہ کے بعد چوتھی کے نزول تک ہذا الی غیر ذلک جتنی زمین
ملوک ہوئیں اور بطور سریرہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کے تصرف میں آئیں وہ سب
نا جائز ہوں اور سریرہ بنانے والے اونکے گنہگار ہوں کیونکہ ان میں نزول ہر دو آیتوں کے جو مانہ کر
وہ زمانہ مانعت تسری اون ملکوکات کا جو آیت اولی کے نزول کے بعد ملکوک ہوئے ہوں
پس بسبب ظہور ان قبائح کے ارادہ زمانہ ماضی کا بہ نسبت زمانہ نزول آیات بالسریرہ طائل ہو اور کلمہ
مملکت ایمان بھی نسبت زمانہ نزول آیات کے صلا مقصود نہیں بلکہ صبیحہ ماضی جو ان آیات
اور انکے مثال میں واقع ہو اونسے تحقیق ہونا صفت ملکیت غیرہ کا زمانہ ماضی میں نسبت تحقیق
مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہو جیسا کہ مثال ان آیات میں ہو مثلاً لا تکتھبوا لکم ابائکم
کے معنی میں کہ نہ تحقیق ہو کہ نکاح تمھارا اون عورتوں کا جو اس وقت سے پیشتر یعنی تمھارے
نکاح سے پیشتر تمھارے ابائے نکاح میں آئی ہوں نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمھارے ابائے
نکاح میں آچکی ہوں کیونکہ ان معنی کا اعتبار سے نکاح میں لانا اون عورت کا جو بعد نزول آیت

مذکورہ آبا کے کج مین آئی ہوں جائز ٹھہر گیا اور یہ بات بالاتفاق جہل و بڑبڑا ہی ضرر پر
 معنی مالکیت یا کج آیات تشارع میں بھی تھیں ہو گئی کہ جو ملکات کہ قبل از مباشرت تھاری
 ملکوت ہوئی ہیں ان کے ساتھ مباشرت جائز ہو نہ وہ معنی جو مجتہد صاحب نے دل سے گزرتے ہیں کہ
 نزول آیات سے پہلے ملکوت ہو چکی ہیں اور بحث اسکی مفصل سننی آیت تاکثر المفسرین غرض یہ
 آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اگر مجتہد صاحب فرمادیں کہ مراد ہماری یہ ہے کہ جہت و کیز میں نزول
 متن و فدا سے پیشتر مراد ہو چکی ہیں ان آیات سے مقصود ہیں تو یہ بات لغو اور اصل قابل
 التفات نہیں کیونکہ یہ سب آیات بزم مجتہد صاحب کے قبل از آیت متن و فدا کے مازل ہو چکی
 پس ان آیات کا کوئی کلمہ اوپر زمانہ اوس آیت کے جو ان آیات کے نزول تک مازل بھی نہیں
 ہوئی تھی کسی طرح پر دلالت نہیں کرتا علاوہ بران چرنک آیت متن و فدا زمانہ مستقبل میں
 آیات مذکور سے مازل ہوئی تو اس تقدیر پر حکم آیات مذکورہ کا بلا قید و باصوم زمانہ مستقبل
 بھی شامل ہوگا پس تفسیر مالکیت ایمان جو مجتہد صاحب نے اسطور پر کی ہے کہ مالک ہو چکا ہے
 ہاتھ تھکا بالبدیہ غلط ہو جاوے گی و بہ مطلوب اور اس صورت میں اگر آیت متن و فدا
 موجب عدم جواز ملکیت کی ہوگی جیسا کہ مجتہد صاحب کے زعم جہل میں ہے تو قعارض میں
 اون آیات اور آیت متن و فدا کے لازم آوے گا اور لامحالہ اون آیات کو منسوخ ٹھہرایا جائے گا
 پس بالفورۃ نظر اس امر پر ہوگی کہ آیا آیت متن و فدا نسخ اون آیات کے ہو سکتی ہے جو ان میں سے قطع
 اور امور کے جملہ بیان بہ نسبت تقدیم و تاخیر آیات کے آگے آویگا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آیت
 متن و فدا نسخ اون آیات کی نہیں ہو سکتی اس لیے کہ آیت متن و فدا در باب وجوب
 متن و فدا کے مجمل ہے کیونکہ کلیہ اصلا اوپر وجوب متن و فدا کے دلالت نہیں کرتا کیونکہ
 کہ مادہ منع جمع میں متحمل ہو اور ہو سکتا ہو کہ متن و فدا کا حکم حکم جواز ہو پس ہر گاہ کہ یہ نسبت
 نسبت عدم جواز استرقاق کے مجمل ٹھہرے تو اون آیات کی جو ظاہر الدلالة اوپر جواز
 استرقاق کے ہیں کسی طرح پر نسخ نہیں ہو سکتی اور بیان زمانہ نزول آیات کا اوجہ بیان

صحت ممکن ہو کر کوئی دلیل و قرینہ اس کے اختیار کرنے کا نہیں بلکہ قرائن لطلان لفظ کو مٹا
 موجود ہیں پس یہ کہ کیا ضرور ہو کہ ایک گڑھے ہوئے معنی مصنف کے کہ قرائن لفظی و معنوی اس کے
 خلاف ہیں تسلیم کریں اور معنی چہارم جو مصنف اسلمن لکھے ہیں وہ بھی غلط ہیں اور یہ جو
 لکھے ہیں کہ علما خفیہ اور دیگر علما کو جو اس جگہ اخصص کے معنی اسلمن لینے پڑے ہیں اسکا
 یہ سبب ہو کہ اگر یہ معنی نہ لیں تو ان کا ایک دوسرا مسئلہ جم مصنفات کا جو پیر سے ہل کر گر پڑا
 یہ بھی ایک باوجود ہوائی بات ہو علما خفیہ نے احسن کو معنی اسلمن نہیں لیا اور شیخ طیبہ اجتہاد امام
 ہمام ابو حنیفہ کا ایسا نہیں ہو کہ اہل ہوائی ہو اندری سے اسکا ایک پتہ بھی جنبش کر سکے
 اصل کتابت وفق محمد فی السیاح مصنف کو اگر کچھ تنگ ہو تو جس مسئلہ کی نسبت بیان جملاً
 کچھ زیادہ گوئی کی ہو اور سپر بھی خوب دل کھول کر جو کچھ اعتراض کرنا ہو کر چلیں ہم ان کو علما
 خفیہ کی طرف سے جواب دینگے اب ہم ان دلائل و قرائن کا بیان کرتے ہیں کہ حنفیہ ثابت
 ہوتا ہو کہ ترجیح آزاد جو مصنف نے لکھا ہو بالکل غلط ہو کیونکہ المصنفات مستثنیٰ منہ ہو اور اس
 دیکھنا کہ مستثنیٰ ہو پس یہ معنی ہونے کے حرام کی گئیں آزاد عورتیں مگر ملکوکات اور یہ معنی دوسرے
 فاسد ہیں ایک یہ کہ مستثنیٰ جنس مستثنیٰ منہ سے نہیں ہو حالانکہ اصل استثنائیں ان قصاں ہو
 اور کوئی وجہ حسن انقطاع کی کہ جسکے سبب مستثنیٰ منقطع لایا گیا باقی نہیں جاتی دوسرے یہ کہ لازم
 کہ کوئی حرم حلال ہو کیونکہ جب سبب حرام ہو گیا تو آزاد اور اس کے ملکوکات ہی رہ گئیں
 واللازم ہل فاللزم و م مثلاً اسکے جواب میں مصنف از راہ مخالف کے بناوٹ کرتے ہیں اور
 لکھتے ہیں کہ لا کما ملکات ایما نکح جو اس روایت میں آیا ہو اس سے کوئی دلیل ہی کے مستثنیٰ
 ضرور ہی نہیں ہیں اسلئے کہ نکاح کے سبب جو ملکیت ہو جاتی ہو اور سپر بھی ملکیت یا نکاح کا اطلاق
 ہوتا ہو اور جو عدوان و اج کی خدائی چارے سے جائز کرنے ہیں اور سپر بھی ملکیت کا اطلاق
 ہوتا ہو اقوال شاید کہ کسی اور زبان میں ایسا ہوتا ہو عربی میں تو ہو کر نہیں ہوتا جو کہ
 کچھ بھی داخل زبان عربی میں ہو وہ خوب جانتا ہو کہ ملک میں کا اطلاق ہو کر نہ ہو کر نہ آزاد اور اس کے

ہوتا ہے حرار منکوحات پر اگر کہیں کلام عرب میں آیا ہو تو نشان دیجیے اور بڑے تعجب کی
 بات ہو کہ اسکی سند میں آپ فول فخر رازی کو پیش کریں فخر رازی عرب عبار ملک مختصر میں بنی بن
 اینہ نجات و لغت میں بھی ادا کو کوئی نہیں جانتا پس اگے قتل سے اور پناہات منی لغت کے دلیل لانا
 سرسری اور محض ہے سودی و گر کیا کریں کہ الغریق بقتشبت بجل حشیش یہاں تک تو بیان ہوا
 مخالفت لغت کا اب آگے اشی شرح فساد معنی اور لزوم ضعف تالیف کی کی جاتی ہے آپ فرماتے ہیں
 کہ اس آیت میں ابو جہان الاملاکت ایسا کہ آیا ہو اس کے معنی یہ ہیں پہلے یہ کہ اس مراد وہ تعداد ذکر
 جو اصل تھا نے ہماری ملک کردی ہو یعنی چار تا زاد و عورتوں تک تو اب آیت کے معنی یہ ہوئے
 کہ تم پر آزاد و عورتیں حرام نہیں مگر اتنی کہ جتنی خدا نے تمہاری ملک کردی ہیں یعنی چار تو
 اس آیت میں تو صرف اسی ایک جگہ الاملاکت ایسا کہ آیا ہو آپ کیونکر یہ فرماتے ہیں کہ جہاں
 الاملاکت آیا ہو کہ جس سے تعدد وقوع کل الاملاکت ایسا کہ اس آیت میں پایا جاتا ہو خدا کو یا کہ ہر
 اپنی طرف سے اس آیت میں اور کہیں یہ کلمہ بڑھا دیکھو اور اگر مراد یہ ہو کہ جہاں قرآن میں
 لفظ الاملاکت ایسا کہ آیا ہو اس کے یہ معنی ہیں تو صرف منالطہ و دروغ ہو کہ الاملاکت ایسا کہ
 کہیں بھی ملک نواح مراد نہیں بلکہ ملک ہیں یعنی رقیبت ہی مراد ہو مجبوجہ کہ لفظ الفاہ
 عموم سے ہو کہ عادی و جمیع مقامات اپنی کو قال تعالیٰ **لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي**
الْاَرْضِ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخْفَوْا بِمَا تُحِبُّوْنَ كُمْ يَرِ الْاَلٰهُ نَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسٍ
وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسٍ اَوْ اٰوْحٰلْ لَّكُمْ مَّا وُسْرَ اَوْ ذٰلِکُمْ قَال طہ عمر بن عبد اللہ لکنہ
 شرفا زکنت لا تسطيع دفع منبتی فدعنی ابا و دھام ملک یدعی قال رھبر بن
 ابی سلمیٰ شعر فلا تکمن اللہ ما فی صدورکھو الخفی وھما ایکتم اللہ یعلم و قال
 یسید بن ربیعۃ العامری شعر فاقتم بما قسم اللیالی فاما قسم الحلا و بیننا
 علامہ ابو قال ابی الطیب شعر والھجر اقل لے ما اکابد الغریق فما الخفی من البطل
 پس اس صورت میں مطابق ترجمہ صنف کے معنی آیت کے یہ بھی کہ حرام کی کہیں تم پر سب آزاد

عورتیں مگر کل وہ آزاد عورتیں کہ جب تک تم مالک ہو چکے ہو یعنی جو نکاح میں تھا اسے اچلی ہیں
 و احباب مجتہد صاحب خوب کہتے کہ معنی اپنے اجتہاد کی جو بیان فرمائے کہ جس سے کہی از خلا
 شرع لازم آئے اول یہ کہ مثلاً کسی شخص کے نکاح میں زیادہ چار عورتیں آگئیں تھیں وہ بموجب حکم
 نص صریح کے مطابق آپ کے اجتہاد کے ملال ہیں خلافاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم ایسی حالت میں فرماتے ہیں امساك اربعاً وفادق سائرہن نامائے مثلاً کسی شخص کے
 نکاح میں ایک ہی آزاد عورت تھی تو بموجب آپ کے اجتہاد کے اور تین حرائیک اور سیر حرام بنیں
 خلافاً فیہ تعالیٰ کہ وہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ كُنْ مِنْكُمْ اُولُوْا اَمْثَالِ الْكَوْثَرِ فَمِنْ اُولٰٓئِكَ مَنَعْتَنِيْ وَتَلَكَ تَلٰكُ
 وَبِاٰتِیَ نَاسِئَا اِذَا كُنْ مِنْكُمْ اُولُوْا اَمْثَالِ الْكَوْثَرِ فَمِنْ اُولٰٓئِكَ مَنَعْتَنِيْ وَتَلَكَ تَلٰكُ تَمَّا دَسَنَ
 نکاح ہی نہیں کیا تھا تو لازم آیا کہ وہ کسی حرمہ سے نکاح ہی نہ کرے کیونکہ حرائیر آپ کے اجتہاد کے
 بموجب قاطبہ حرام ہیں سبزاون حرائیر کے کہ وقت نزول آیت تک منکوحہ ہو چکی تھیں اور چونکہ
 ایسے حرائیر کا ابجد نکاحوں میں قیامت تک مستمع نہیں ہو سبب نہ پا چو جائے ایسے حرائیر کے سب
 نکاح مابعد محرمات کے ساتھ وجود میں آئے اور آپ نے جو کلمہ کا یہ ترجمہ کیا کہ (اثنی) یہ تو
 ضاعظہ بیان پر کلمہ موصول بمعنی اللہ تعالیٰ یا اگتھی کے ہو تو آپ ہی کے اجتہاد کے موافق
 ترجمہ کلمات آیت کا یہ ہوا کہ حرام کی گئیں آزاد عورتیں مگر وہ جو عورتیں کہ خدا نے تمہاری ملک
 کر دی ہیں کلہا کیسی طرح پر عدد پر دلالت نہیں کرتا علاوہ بران ستمنی منہ دولت مصنیات
 یہ تعداد مصنیات پس استثناء اعداؤ کا ذوات ہے کہ یہ خلاف ظاہر ہے کہ یہ کی تقریر ردائیل سے یہ امر لازم آیا
 کہ تعداد مملوک یعنی منکوحہ ہوں کیونکہ جب اپنے ہاتھ لے کر کوئی تعداد اٹھا دیا تو جو عاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 صلہ کے جماع میں بھی اس کی طرف عائد ہو اور وہی مفعول ملکیت کا قرار پایا پس یہی مملوک
 حالانکہ یہ امر بالبدیہ ہے کہ یہ کیونکہ تعداد مملوک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی ذوات معدودہ
 تو مملوک ہو سکتی ہیں مگر تعداد مملوک نہیں ہو سکتی اور اس مقام پر آپ نے ترجمہ ملکیت کیا کہ ملک
 بھی برخلاف اور مقامات کے اور بھی برخلاف الفاظ کے فرمایا کہ و کما ترجمہ بیان میں پر کلمے ہیں

کہ خدا نے تمھاری ملک کر دی ہیں حالانکہ یہاں ملک ملکات اور مذہب ملکات اور مذہب ملکات
 ملکات کا یہاں تک کہ خدا پس محمد کو معنی مزید فیہ کے تھوڑا آپ ہی مبتدیان کا کام ہو بعد تحریف
 معنی ملک اور دیگر تحریفات کے بلحاظ کلمات آیت کے ترجمہ اس طور ہونا چاہیے کہ مگر اتنی کہ معنی کے ملک
 ہوئے ہیں ہات تھا کہ یعنی اتنی کہ معنی نکاح میں آئیں ہیں تمھارے یا آپ کی ہیں نکاح میں تھا کہ
 اور ان دونوں صورتوں میں یہی قباحت جو عینا دہر لکھی ہو عائد ہوتی ہو اور اگر ملک کو جو
 استقبال کے لیا جاتا تو یہ معنی ہو دینگے کہ حرام ہو ہیں تہہ آزاد عورت میں گرا و سقدہ کہ حقدہ تھا کہ
 نکاح میں آئیں تو اس صورت میں اس مقدار کی تفسیر جو بلا غلط چار کے ہو غلط ہو لفظ ماکو اچھے
 بمعنی تعداد کے لیا ہو چونکہ تعداد مخصوص چار ہی کے ساتھ نہیں ہے پس لفظ ماکو بمعنی مخصوص چار کے
 ساتھ نہیں ہو سکتا بلکہ ایک سے لیکر نہرا اور اس زیادہ تک کو شامل ہو اگر آپ یہ کہیں کہ نہرا
 یہ ہو کہ اس قدر جس قدر حلال کی ہیں خدا نے واسطے تمھارے اور وہ زیادہ چار کہیں ہو
 تو ہم کہیں گے کہ یہ دوسری مخالفت لغت کی ہوئی یعنی ایک تو پچھلے ہو چکی تھی کہ ملک میں کو
 بمعنی نکاح لیا دوسری یہ ہوئی کہ ملک کو معنی حلال کر نیے تھوڑا یا تیسری یہ ہوئی کہ لازم کو بھی
 متعدی تھوڑا یا کچھ بھی ہو کماں تک قیود پر قیود لگاتے اور مخالفت لغت کی کرتے
 چلے جاؤ گے آپ کی ان توجہات اور تاویلات واسطے کلام مجرب نظام کہ جس کے معارف عرب
 عربا رہا جہز میں ضعف تالیف میں نہایت درجہ کے حد ابتداء کو پونہ چار
 برہو تاویل قرآن میں کہنی و پست و کثرت از تو معنی سنی و کردہ تاویل لفظ بکر را
 خویش را تاویل کج نے ذکر را ایسی ہی خود مختاری پسند ہو تو اتباع کتاب اللہ سے دست کش
 ہو کر اپنی ٹوٹی ٹھکانی کی مسجد جدید بنائیے اسلام کو بدنام نفرمایے شھر گرتو قرآن میں غلط
 خوانی و بڑی رونق مسلمانوں کے علاوہ بران ہم یہ کہتے ہیں کہ دلیل تحدید چار اس آیت
 سے پہلی ہی یا پچھلی اگر بعد کو ہو تو تفسیر آپ کی یہ لفظ یعنی چار صریح غلط ہو اور اگر وہ دلیل
 پیش کی ہو تو لازم آیا کہ اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہو گئی کیونکہ لفظ ماکو عام ہو اور حکم عام کا یہ

کہ موجب حکم ہی اپنے جمیع شمولات میں بالقطع اور جب خاص سے متاخر ہو تو ناسخ خاص کا
 ہو سکتا ہے چنانچہ اسی بنا پر کہ رسالہ محل مختلفہ میں بیت طَعَامُ الَّذِينَ أُفْرِغُوا عَلَيْهِمُ الْكُفَّابُ
 محل لکھو کو ناسخ آیت حرمیت مختلفہ کا ٹھہرایا ہو پس اس حالت میں بھی تفسیر اس کی بلفظی
 چار غلط محض ہو سکتے کہ معنی فسوخ تفسیر ناسخ کے نہیں ہو سکتی پس ان وجوہ بخوبی ثابت
 ہو گیا کہ ایسے تعداد اور ملک جیسے نکاح مراد لینا محض تحریف اور سورت ابتدال کلام
 معجز نظام پر بیان تک بیان تھا و بعد اول کا اب بیان دوسری و تیسری کا شروع کیا جائے
 مصنف فرماتے ہیں کہ دوسری یہ کہ آزاد عورتیں تیسرے حرام ہیں مگر وہ جن میں اندک لگے تھاری ملکیت
 مقرر کر دی ہو اور یہ ملکیت جب ہوتی ہو کہ جب ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہوں اور تمام
 شرطیں جو شریعت میں نکاح کے لیے مقرر ہیں پوری ہوں **اقول** اس توجیہ میں بھی
 اکثر امور میں مثل توجیہ اول کے قباحت ظاہر ہیں اور علاوہ بران یہ تفسیر آیت کی انہیں
 در حقیقت اپنی طرف سے ایک کلام فاسد گر ٹھہراؤ سکو کلام الہی ٹھہراؤ نہایت قطع نظر اور حالت
 کے چونکہ لفظی ترجیح آیت کا آپ کے اجتہاد کے موافق اس حق پر یہ ہوا کہ حرام کی تکلیف تیسرا
 عورتیں مگر دنیا نکاح تھا سہ سکا تھ مطابق شریعت محمدی کے باجماع جمیع شرائط شرعیہ
 ہوا ہو یا ہو چکا ہو پس مثلاً اگر کسی کا فر کا نکاح کا فر سے ہوا ہو اور بعد از نکاح کے دونوں ملنا
 ہو گئے تو لازم آیا کہ وہ عورت اور سپر حرام ہو جاوے اور تفریق افکی در میان میں کر دیا جاوے
 کیونکہ ظاہر ہے کہ نکاح کفار کا مطابق شرع محمدیہ باجماع شرائط شرعیہ نہیں ہوتا واللہ اعلم
 باطل شرعاً فاعلم لازم مسئلہ چارویں صفحہ ۱۱۷ میں معترف ہیں کہ اس جگہ یعنی اس آیت میں
 خدا تعالیٰ نے جو عورتیں اور رشتہ دار عورتیں حرام ہیں اور جو حلال ہیں ان کا بیان
 فرمایا ہے لہذا اس سے ظاہر ہے کہ شرائط اور حضور ولی و شہود کا کچھ تذکرہ آیت میں نہیں
 اور مذاہ کے واسطے سیاق آیت کا ہو پس تفسیر آیت کی اس طور پر جو آپ نے کی کہ جس سے
 صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سیاق آیت واسطے شرائط نکاح کے بھی ہو کر نہ یہ تفسیر کہ کے خلاف ہے

آپ کا احترام کے بعد اس کے مصنف نے عبارت فخر رازی میں اس طور پر نقل کی فہذا الاول فی
 تفسیر قول الامام ملک ایمانکم وھو المختار ویدل علیہ ولی تعالیٰ والذین ھو لیس وھم
 حافظون لا علی اذواجہم اذوا ملک ایمانکم وھو المختار ویدل علیہ ولی تعالیٰ ملک الیمن عبادۃ عشیات
 الملک فیہا فوج ان یکدن ھنا مفسر ابن اللہ لان تفسیر کلام اللہ بکلام اللہ اقرب
 الطرق الی الصدق والصاب اتنی اور اس کی بنا پر کہتے ہیں کہ پس ہی (یعنی دوسری)
 ٹھیک تفسیر جو خدا کے کلام الامام ملک ایمانکم کی اور اسی کو حافظون نے اختیار کیا ہے اور اس کی صحت پر قرآن
 دوسری آیت بھی دلالت کرتی ہے سورہ مومنون میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنی عمرو
 نہوت کی نگہبانی کرتے ہیں بجز اپنی جو ردوں کی یا ان کی جگہ ملک ان کے ہاتھ پر چکے ہیں اس میں
 میں اللہ صانع ہاتھ کی ملک سے مسلمانوں کی ملکیت کا ان میں ثبات ہونا مراد دیا ہے پس وہی ہے
 کہ اس آیت میں بھی یہی مراد ہی ہے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری
 آیت سے نہایت ٹھیک سے سچائی اور دوستی پر چلنے کا ہوا قول عجیب اجزا ہے کہ فخر رازی
 کچھ اور کہتا ہے آپ کچھ اور بھی فرما رہے ہیں شہر رازی عند لیب مالان نہ منہا مجھے کہ انشا
 اوج اور سے رہا ہے تو کچھ اور گارہی ہے وہ کہتا ہے کہ ہذا الاول یعنی پہلی صورت آپ اس کو وجہ
 ثانی پر محمول فرماتے ہیں اور اگر وہ اس جگہ عبارت تفسیر کہ یہی حد زیادہ جمل اور بڑے بڑے
 کوئی معنی اس کے صحیح بن نہیں سکتے مگر اس قدر ظاہر ہے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ جو معنی مملکت ایمانہم
 کی آیت والذین ھم لیس وھم حافظون لا علی اذواجہم اذوا ملک ایمانکم وھم
 وہی یہاں بھی مراد یعنی چاہیں ہم بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں اور جہت دھرنے بھی اس کو مانیں
 پس اب کچھ جھگڑا باقی نہیں رہا صرف یہ بات کہ کبھی چاہیے کہ آیت مذکورہ میں مملکت ایمانہم مراد
 ازواج منکوحہ ہو سکتی ہیں یا نہیں ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہو سکتیں کیونکہ مملکت ایمانہم نہ بدو حرف
 تردید یعنی آیت کے تیسم ازواج واقع ہے اور ائمہ عین قسیم امر کا نہیں ہو سکتا آیت کے یہ معنی ہیں
 اور وہ لوگ جو اپنی سرکاروں کی نگاہ رکھنے والے ہیں مگر اپنی ازواج یا اپنے جگہ ملک ہیں

ہاتھ اوتارنے پس ظاہر کہ ازواج اور مملکت ایمانہم دونوں ایک نہیں ہو سکتے اور جب اس بیت میں ہونا
 مملکت ایمانہم کا غیر ازواج کے ظاہر ہوا تو باتفاق فخر رازی اور ہمارا اور مجتہد و ہر کے لازم آیا
 کہ اور آیات میں بھی مملکت ایمانہم سے ازواج مراد نہ لیں اور یہی ہر مدعا ہمارا اور اس سے ظاہر
 بطلان سب تاویلات فاسدہ مجتہد و ہر کا و الحمد للہ رب العالمین اب ہم کہتے ہیں کہ یہ جس قدر مجتہد
 و ہر نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے مختار امام رازی نہیں بلکہ یہ سب اقوال ضعیفہ ہیں جو امام نے
 تفسیر میں نقل کیے ہیں اور جو مختار امام ہر اور انھوں نے اپنی تفسیر میں اس کے ثبوت لکھا ہے
 کہ یہ معنی مراد لینے واجب ہیں مجتہد و ہر نے اس کو یک قلم چھوڑ دیا ہم اس کو نقل کرتے ہیں
 قال الامام ہم قوله تعالى وَالْحَصْنَاتُ مِنَ الْإِسْلَامِ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ یعنی ذوات الاذواج
 والدلیل علی ان المراد ذلک انکے تعالیٰ عطف الحصنات علی العورات فلا بد من ان یکون
 الاحصان سببا للعورة و معلوم ان المحرمۃ والعفاف والا سلام لا تاثر لہ فی ذلک
 فوجبان یکون المراد منه المروجة لان کون المہمة ذات زوج لہ تاثر فی کونھا
 محصنة علی الغیر انتہی قول خدا تعالیٰ وَالْحَصْنَاتُ مِنَ الْإِسْلَامِ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
 میں مراد الحصنات سے شوہر و عورتیں ہیں اور دلیل اس پر کہ وہی مراد ہیں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ
 محصنات کا عطف محرمات پر کیا پس ضرور ہے کہ احصان سببیت وہی حرمت کا اور یہ بات معلوم
 کہ حریت اور عقیقہ ہر اور اسلام کو کچھ تاثر حرمت میں نہیں ہے پس واجب ہوا کہ محصنات سے شوہر
 عورتیں ہی مراد لیں اور اس لیے کہ ہونا عورت کا شوہر دار اس کو تاثر نہ ہو غیر شوہر پر حرام ہونے
 میں دیکھو قول مختار امام کا تفسیر محصنات میں ہے جس کو کہتے ہیں کہ یہی معنی مراد لینے واجب
 ہیں اور دلیل قوی اس معنی کے ارادہ کو ثابت کرتے ہیں یہ وجہ محصنات کے یہ معنی قرار پانے
 تو پھر بالبدیہ واجب ہوا کہ مملکت ایمانہم کے معنی ملکات ہیں یعنی کنیزیں ہی ٹھہرائی جائیں
 جب یہ معلوم ہو چکا کہ مصنف نے جو الحصنات کو بعضی آزاد اور ملکات کو بعضی منکوحات لیا ہے ہر
 خلاف تحت اور موجب روارت کلام مجتہد نظام اور مورث قباحت غلیظہ کا جو جواب ہم دیکھتے ہیں

کہ مصنف جو اوپر ارادہ منی شوہر دار کے طعن فرماتے ہیں یہ طعن اور نکاح بجا ہی یا بجا ہی ہوا لہذا اس کے
 اتوال پر قولاً تو لگا لگتا کرتے ہیں **قال** اس کیت میں جو لفظ محصنات کا ہے اس کے معنی اکثر
 مفسرین نے شوہر والی عورتیں لیے ہیں اور مملکت ایسا لکھ کی لفظ سے یہ مراد لی ہے کہ وہ جو لڑکی ہیں
 قید ہو آئی ہوں اور ان کے کافر شوہر دار الکفر میں ہوں اتنی **اقول** سہنے اوپر ثابت کرنا
 کہ اس مقام میں از روی لغت عرب کے محصنات کے صرف دو ہی معنی ہو سکتے ہیں تیسری کوئی سنی
 نہیں یا شوہر دار یا عفاف اور چونکہ خود مصنف بھی اس جگہ عفاف مراد نہیں لیتے تو پس
 اب بجز شوہر دار کے اور کوئی معنی باقی نہیں ہے اور بالضرورة لازم آیا کہ اس جگہ بھی محصنات
 صرف زنان شوہر دار ہی متعین ہوں اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ ملک میں نکاح کے
 معنی میں کہیں نہیں آیا لکھ بولیل ایک کریمہ والدین **ہم لفر وجہم حادظون** لکھ لکھ لکھ
او ما مملکت ایما **نظم** از دواج اور ملک کہیں یا ہم نسیم اور بنائیں ہیں پس جو معنی ملک لکھ
 کے کافر مفسرین نے لکھے ہیں ہر اینہ مطابق لغت عرب کے ہیں یہ معنی ایسے نہیں کہ جیسے
 مصنف نے دل سے گڑھے ہیں اور اعتبار ہونے شوہر دار کا دار الکفر میں جو کیا گیا ہے وہ
 بلحاظ و تشناہ واقعہ نزول آئیہ اور حدیث مشہور کے ہے جس کو مسلم نے اور دیگر اصحاب نے بنے
 طرق متعدد ذکر وایت کیا ہے اور بھی بولیل اور احادیث کے کہ جن میں بھی اختلاف نہیں ہے اور
 ایک عورت کے فراموش دوم دون کی ہر چنانچہ ہم یہاں احادیث و واقعہ نزول آیت کے کہ
ان رسول الله صلعم یوحنین بعث جیشا الی اوطاس فلقی عدوا فقاتلهم و
ظہرو علیہم فاصابوا لہم سبا یا فکان الناس من اصحاب رسول الله صلعم یحیی
مغشیبا انھن من اجل ازواجھن من الشریکین فانزل الله عزوجل فخلات المحصنات
من النساء لاما مملکت ایمانکوا یفرض حلال لہم اذا انقضت عدتھن و من اہل
انحری و رفعناہ قال سبا یا اوطاس لا تقوطا حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل
حتی تحيض حیضة رواہ ابی داود و عن روفیع بن ثابت الانصاری قال ققام

فیما خطیباً قال اما انی لا اقول کم الاما سمعت رسول الله صلعم یقول یوحى
 قال لاجل الامر امن بالله والیوم الاخران یسقی ماء ذبح غیره یعنی اتیان الحبال
 ولا یجل الامر ان یؤمن بالله والیوم الاخران یقیم علی امراته من السبی حتی لیستبرأها
 الحدیث رواه ابو داود والترمذی بمعناه پس ظاہر ہوا کہ یہ تفسیر تادمہ مطابق لغت عرب اور
 مطابق وحی صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر اور کسی دلیل عقلی کے بھی خلاف نہیں
قال اس گٹھری ہوئی تفسیر سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ لڑائی میں حج عورتیں شوہر والی یا بچے
 شوہر والی بکٹری جاویں وہ لونڈیاں ہیں اور اون سے بہائم کے مانند مباشرت کرنی درست
اقول خلاصہ اس تفسیر غیر معقول مجتہد کا صرف دو امر ہیں ایک یہ کہ یہ تفسیر کا مفہوم نہیں
 کی گٹھری ہوئی ہو دوسرے یہ کہ یہ مباشرت مثل بہائم کے ہر سو امر اول تو منی اور پرکمال غلطی
 کے ہر کیونکہ اس تفسیر میں کوئی ایسی بات نہیں کہ خلاف لغت عرب ہو محضات کے معنی
 لغت میں مزدیات ہیں ملک میں کے معنی بھی مطابق لغت ہیں اتنا بھی متصل ہر قطع
 نہیں کہ جسکو خلاف اصل کہہ سکیں لفظ کو محمول اور پر اعداد اور شرائط کے نہیں کیا گیا
 پھر کوئی چیز اس تفسیر میں ایسی ہو کہ جسکی بنا پر کوئی کہہ سکے کہ یہ تفسیر گٹھری ہوئی ہر امر دوم کا
 جواب یہ کہ یہ مباشرت مانند بہائم کے البتہ اس وقت ہو سکتی تھی کہ انقطاع کلی در میان شوہر
 کافر اور زانیہ سبک نہ ہو جائے یا اعتلا عامین لازم آتا حالانکہ تفسیر مذکور ہر دو لونڈیوں سے
 کسی امر کے مستلزم نہیں اگر اس مباشرت کو مصنف تقلید بعض توہم پرستوں کے مثل بہائم سمجھا
 ہیں تو مباشرت مطلقات اور شوہر مردہ عورتوں کو بھی ایسا ہی سمجھیں **قال** اگر جس شخص کو
 خدا نے مذلات تقلید سے بچایا ہو گا اور خدا کے کلام کو اس ادب سے جس کا وہ حق ہو دیکھے گا تو یقیناً
 کرے گا کہ اس آیت کی سیعرا نہیں **اقول** تفسیر کا مفہوم یہ کہ منی بقلید سمجھنا جمل ہر وہ تفسیر ایسی
 نہیں کہ مصنف کے تفسیر فارسی کے مانند بفلاف لغت منی پر تقلید داند موجب گمراہی ہو وہ
 ایسی نہیں کہ کلام مجرب نظام کو اس نے ضعیف التالیف کر کے مرتبہ عالیہ اعجاز سے سادہ کر کے

مشک سدرت اور انبدال میں مانند تفسیر ضعف کے ڈال دیا ہو تفسیر الہی نہیں کہ شغل تفسیر ضعف
 ازراہ بے ادبی کے اوسمین قیود بالا قیود پڑھا کر اور اصل نظم میں اصلاح اپنی طرف دیکھ کر نہایت
 کی بوجھادی گئی ہو یا نیمہ نسبت اوس تفسیر کے ایسے ایسے کلمات زبان پر لانا اور اپنی تفسیر کو
 جو تمام تر غلاف لغت اور بناوٹ کی تقریر اور تکریم قیامات چند و چند ہو اوس سمجھنا سنا
 گر اہی اور تا ستر جبل ہر قال نہ اوسمین ادا کی کی قیدیوں کا کچھ ذکر نہ ہوا ان غفلتوں کی سبب
 اقول ہر گاہ کہ واقع نزول آیت مذکورہ انا قیدیوں کا اور تخرج موبنین کا ہر جہاں بیان
 مسیحیہ جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا اور اور معانی الفاظ بظہان معانی جو تفسیر سے کہے
 ہیں اور کچھ نہیں جیسا کہ فصلا گذرنا تو جبل ضعف کا ہر جہاں ایسا فرماتے ہیں شعہ
 گر بنید بر وز شہر چشم چہ چشمہ آفتاب راجہ گناہ چہ فہم سخن گر گفت مستمع
 قوت طبع از شکوہی چہ ایسات اذا عذر الطاع بالجلال کچھ عذر قبا بالظہار عذر
 وطولت الارض السحاب کسفاہر چہ فاخترت الشہب المحی الجاہل وقال السحاب التمام انت
 خفیة وقال الدجی لا جہل لولک حائل چہ فیا موت زلزل الحیوة ذمیمہ ویسا
 جدی ان دھوکہ هائل قال پس جو لوگ کہ در الحسنت من النساء سے شہر دار عوین
 وادیتے ہیں ان کے پاس اوسکی کیا سند ہر اقول سند لغت موجود نہ احادیث صحیحہ موجود
 چنانچہ بیان اونکا اور گذر چکا حیرانی ہو کہ آپ اور کس قسم کی سند چاہتے ہیں آپ کی وہ مثل ہر
 کہ قاضی نے تو بہت ہر بار پرین ہی نہ ہاری قال اسلیہ کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معنی معنی
 سلسلہ غلطیہ کے اخذ کرنے کو مقرر کر کے لیے کوئی دلیل عقلی نقلی چاہیے سو یہاں بخبر انہی قیام
 سے ایک بات کہہ دینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہر نقلی اقول معنی لفظ اوس مفہوم کو کہتے ہیں کہ
 واضح لغت سے اوس لفظ کو واسطے اوس مفہوم کے بنایا ہو پس جو مفہوم ایسا ہو کہ واضح نے
 وہ لفظ اوس کے واسطے نہ بنایا ہو اوس مفہوم کو معنی لفظ ہر کہ نہیں کہہ سکتے جس طرح ہر کہی
 شخص مفہوم آزادی کو معنی محضات و آزادی مفہوم نکاح کو معنی ملک میں شہر و دیو تو یہ نقل

اہل کاسی طرح پر لائق تسلیم کے نہیں ہو سکتے نہ واضح ہے اور ان الفاظ کو واسطے ان معانی کے
 وضع کیا ہے کسی اصطلاح خاص یا معن عام میں نقل کیا گیا ہے جب یہ بات معلوم ہوئی تو ہم
 کہتے ہیں کہ لفظ محضات کے دو ہی معنی ہیں ایک زمان شوہر دار دوسرے عفاف اور یہ بھی ظاہر
 ہے کہ الفاظ متعدد المعانی جہاں کہیں بولے جاتے ہیں تو ہر ایک موقع پر ایک ہی معنی نہ سمجھا سکتے
 متعدد کے واسطے جاتے ہیں سب معانی معا ایک محل پر مراد نہیں ہو سکتے اور اس جگہ تہذیبی اور
 مصنوع کی ایک معنی یعنی عفاف تو باتفاق مصنف اور مفسران عالی قدر کے مراد نہیں تو انصاف
 لازم آیا کہ زمان شوہر دار ہی مراد لینی جاوے اور یہ جو فرماتے ہیں کہ ایک سلاخیہ کے کاغذ کرنے کو
 انہی پر اونکا گمان غلط ہے مفسرین ہم اندھ قالی کا یہ کام تھا کہ اپنے دل سے کوئی مسئلہ شرعی گھڑ کر
 اسکی تائید کے واسطے قرآن میں تاویل کریں اور انھوں نے جو جو معانی کلمات قرآن کے از روئے
 لغت عرب کے تھے اور احادیث نبوی اور ائمہ مؤید تھیں بیان کیے بعد ازاں ان کو کسی مسئلہ شرعی پر
 اوپر تر شرح ہوا تو وہیں اونکا کچھ اختیار نہیں اور یہ جو کہتے ہیں کہ بخلاف قیاس کے انہی بھی جہاں
 اونکی تفسیر میں قیاس کماں ہے مگر مصنف نے جو تفسیر کی ہے البتہ وہ نہ شرعی نہ قیاس فاسد ہے
 چنانچہ قول اونکا دلیل صریح قیاس کی موجود ہے کہ اوں جگہ محضات آزاد عورتیں مراد ہیں تو
 اس جگہ بھی وہی مراد ہیں اب ہم بغرض اس امر کے کہ محضات کے ایک معنی حرائر بھی ہیں
 مصنف پر آمادہ اونکی تقریر کا کرتے ہیں کہ جو لوگ والمحضات من النساء آزاد عورتیں مراد
 لیتے ہیں اونکے پاس اسکی کیا سند ہے اسلئے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسئلہ
 عظیم (یعنی ابطال رقیبت و شری کی) اخذ کرنے کے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی سے یہ بیان نہ
 اپنے قیاس سے ایک بات کہہ رہے ہیں کہ کوئی عقلی دلیل ہے عقلی اب فرمائیے جناب آپ اسکا
 کیا جواب دے سکتے ہیں معنی تو آپ کو جواب مقبول دے دیا اور دلیل عقلی اور نقلی دونوں بیان
 کر دیں اب آپ دلیل عقلی یا نقلی پیش کیجیے قال علاوہ اسکے اگر اہل کاسی کے لڑکے
 ہی مراد لیں جاوے تو بھی آپ کے معنی یہ ہونگے کہ تہذیب آزاد عورتیں حرام ہوئی ہیں مگر وہ آزاد عورتیں

جو پہلے از تحسین گلاب تھاری لوندیان ہو چکی ہیں انتہی اقوال مراد یا مانا کیا سنی مکت
ایا کہ ہے اس گلاب بجز نوند کوئی کہ اور کچھ مراد ہی نہیں جاسکتے دیکھ کر یہ آیت اللہ تعالیٰ تعالیٰ
حافظان کا علی از و جہ حق تمام ملکات آیتا تھو حرمین بہ سبب توسط حرف تردید کے
مکرر یا مکت یا نام سے رونج سکود مراد نہیں ہو سکتیں بلکہ لوندیان ہی مراد ہیں جس بقول
مستند خباب کے واجب ہو کہ اس آیت میں بھی وہی مراد ایجا دین ایسے کہ تفسیر قرآن کی ایک آیت کے
درستی سے نہایت شبہک رستہ سجائی اور درستی پر چلنے کا ہر علاوہ بران اپنے یہ الفاظ
اور کچھ آیتا تھو حرمین گلاب تھاری لوندیان ہو چکی ہیں اس عبارت کا ترجمہ فرمایا غایت الاحتمال
کہ اب ترجمہ اس طور لار دین کہ تفسیر از او خود تین حرام ہوئی ہیں مگر جو تھاری ملک ہو چکی ہیں سمجھو
کہ یہ پیشی بسبب انقطاع استثناء کے علاوہ کیسے ردی ہیں خیر اس بحث کو چھوڑ دے اور سچے کہ
عموماً کوئی تفسیر کا یہ لفظ ہو کہ (ہو چکی ہیں) ہننے نام بھی وہی گلاب ہو چکی یہ معنی ہے کہ تزلزل آیت بنا
سے پیشتر ہو چکے ہیں اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ آیت بعد واقع او طاس کے اور بعد ملک ہو جانے
سیا او طاس نازل ہوئی ہو جو یہ ہجری کے او آخر شوال میں واقع ہوا تھا پس سبایا او طاس
بھی صدق لوندیان ہو چکنے کی ہو مین یعنی اس وقت سے بھی لوندیان ہو چکی تھیں اور
چونکہ ہم یہ بھی اور ثابت کر چکے ہیں کہ سبایا او طاس میں زمان منعم و ابھی تحسین میں مصنف کو
تفسیر مصنف میں پر کیا اعتراض باقی رہ گیا اور چونکہ بحسب زعم مصنف آیت انا ما منا بعد
و انا فذلک الذی نفع کہ یعنی ۱۹۱۰ یا ۱۹۱۱ رمضان شہر ہجری میں نازل ہوئی ہو اور یہ واقعہ بعد اسکے اواخر سال
میں ہوا اور بموجب فرمان صاحب معلوم کے سبایا لوندیان و غلام نبال گیس لغو ثابت ہو گیا کہ آیت انا ما منا
و انا فذلک الذی نفع کوئی ایسی بات نہیں کہ ان وقت آیت کے ہو جو غیر کہ دیگی تفسیر اس کی انا ما منا قال
انسان کے اور ان تقلید میں ضعیفی سے لایا اور اسکے دل کو اس سچائی اور حقیقت سے جو مذہب اسلام میں ہر شخص
تو اس کا مطلب ہے کہ کچھ وقت قبل اس وقت کہ فقر کو اصلاح لوندیان میں بعض ائمہ کے خود کہتے ہیں کہ اگر انسان
مگرہ گولن کی تقلید میں خود لایا اور اس کی اس وقت کہ یہم سے جو مذہب اسلام میں ہر شخص کو سچائی میں جابو

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ حَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ الَّذِينَ يَرْتَوُونَ
 الْكَافِرَ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ فَلَاحِبَالِي اُون بَرَنُونِ جَوَابِي نَارِ زِيْنِ خَشُوعِ كَرِيْمُولِ بِنِ
 اور وہ جو لغو باتوں سے بچنے والے ہیں اور جو رکوع دینے والے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہ
 کی نگاہ رکھنے والے ہیں مگر اپنی ازواج پر یا اون پر جسکے مالک ہوں ہاتھ نہ لگائے پس بیشک وہ
 ملاست کردہ خندہ نہیں ہیں پس جس شخص نے قصد کیا سو اس کے وہی زیادتی کرنے والے ہیں
 اور فلاح بابی اون لوگوں کے جو اپنی امانات و عہد کی رعایت رکھنے والے ہیں اور جو لوگ
 اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں یہی لوگ وہ وارث ہیں کہ وارث ہونگے فردوس کے
 وہ لوگ ہمیشہ اس میں رہنے والے ہیں دیکھئے کہ کس تاکید سے خدا تعالیٰ نسبت مکرمان اوس
 بے لحاظی کے فرماتا ہے ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِكُمْ فِي الْإِيمَانِ ۝ اُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝
 میں ہوتی تو آپ سمجھتے کہ تعریف مسد الیہ کی موصولہ کے ساتھ آیت اُولَٰئِكَ هُمُ
 الْكَافِرُونَ میں اور پھر ناک یہ ضمیر فصل یعنی ہم کی کہ باب اُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ سے ہو
 اور پھر توصیف ساتھ اَلَّذِينَ يَرْتَوُونَ الْكَافِرَ دُوس اور پھر ناک اُن کے ساتھ ہونے کا
 خِلْدُونَ کی سبب ترک فصل کے باب لاریب فیہ سے ایسی نہیں ہو کہ کوئی شخص جو قرآن پر
 ایمان رکھتا ہو نسبت اُس کے یہ کہہ سکے کہ اس کا کچھ بھائی تھا تھوڑی ہی غور اسی آیت کے مضمون کے ذریعہ
 کہ لغو امور سے بچنے کی تلوع اَللَّغْوِ مَعْرُضُونَ کہین صاف نص فرمائی اور لغو کو کون فلاح ٹھہرایا
 یا تعجب ہو کہ الہی بے لحاظی کو جس کو نکاح جرم آئین قدرت لازم آتا ہو باعث دفع مہل
 فَاتَّقُوا اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ کا قرار دیا اور انھیں بے لحاظوں اور مکرمان جرم آئین قدرت
 اور جرم فطری اصول تمام جرایم کو وارث فردوس برین ٹھہرایا کیسی بے لحاظی اور کیسا
 جرم آئین قدرت و فطری ہو کہ وبال اسکا لغو امور کی برابر بھی نہیں غرض کہ تسری اور تفریق
 و حال سے خالی نہیں یا مشروع تھا یا ناشروع اگر ناشروع تھا تو معمول پر انبیا عرم اور صحابہ
 رضوان اللہ علیہم کاجنود جناب مالت کا جسے اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح بردہ اور اگر مشروع تھا

تو نام شروع کب ہو گیا اگر کہیں کہ رمضان سہ ہجری میں جس دم ہو گیا تو پکا یہ قول
 غلط ہو گیا کہ یہ آیت جس میں یہ بیان کلام ہو شوال سہ ہجری میں نازل ہوئی ہو اور اس کے حسب
 پیغمبر مسلم نے احادیث مستری کے بعد ہندو کی وہی چنانچہ بحث کی فصل تیسری کی یہی چھوڑا گیا
 آیت کریمہ کے ترجمہ میں بطور اصلاح قرآن کے بطور محرفان تو ریت بخیل ایک یعنی لکھا کہ اس کے بعد
 یہ مابین فقرہ لکھا ہو کہ اس زمانے کی رسم ہو جب قمر میں آجکی ہیں (فرمائیے کہ فیقفہ
 لایسے طبع زاد ہو یا کسی آیت کا ترجمہ ہو یا کسی حدیث کا یہ فقرہ آپ کا تحریف معنوی ہو اور
 قرآن مجید اس سے محفوظ ہو جناب آپ تو بہت اصرار اور شد و سہ کرنے تین اون آداب انون میں
 رکھتے ہیں کہ جو کلام انہی کو بہت ادب کما تھہ دیکھتے ہیں پھر یہ کیسی بے ادبی ہو کہ کلام مقدس
 قید پر قید فقرات پر فقرات دل سے گھر کر ڈھلتے جاتے ہیں شہر جامی چیلان سیرنی ازا
 داسی و بجز وہ تو ایسے داغ نثر حبسیت چا اور یہ جواب کہتے ہیں کہ اس سے کوئی حکم مستقیم کا
 اہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ قیامت قبل آپ کس زمانے کے اعتبار سے چاہتے ہیں جب زمانہ
 آیت مذکور قیامت جائز تھی تو یہ بات کہے ذمہ ہو کہ اس زمانے کے بعد حکم مانع کا ثابت کیجیے
 ورنہ اس طرح یہ تو بہت گنجائش انکار بہت سے شروعات کی بجاوگی ہو حسب خود آپ معترف ہیں کہ جانشین
 جو کچھ کہ قبل اس آیت کہہ چکا تھا اس کے جائز رکھنے کو یہ فرمایا پس جو اناد کا نار و زوال آیت بموجب
 خدا تو خود آپ ہی کے اعتراض ثابت ہو گیا اب اس امر میں کہہ سکیں کہ اقوال پر کلام دہا کہ یہ آیت
 میں خدا کی نازل ہوئی ہو یا بعد اس کے اور جو چیز کہ حکم خدا جائز ہوئی آیا اس کو سببی برہم جانتے گناہ و اگر
 یہ نار و اسوہم ثابت کیجئے میں کہ یہ آیت شوال سہ ہجری میں یعنی بعد از نزول آیت میں مذکور نازل
 ہوئی ہو اور یہ بھی ہرگز نہیں کہہ سکتے ہیں کہ جو چیز حکم شارع جائز ٹھہرائی گئی اس کو سببی برہم جانتے گناہ و اگر
 اور بہت ہی بیجا ہر حال اس کی نظیر سی سورۃ میں اور اسی جگہ موجود ہو کہ اہل عرب اپنے باپ کی جود کو
 جود و بنا میں کچھ قباحت نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ اس سے پہلے جو ہو چکا وہ ہو چکا
 چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی مت نکاح کرو ان عورتوں کے جسے تمہارا باپوں نکاح کیا مگر جو کچھ

کہ پہلے ہر چکا یعنی وہ اس امتناع میں داخل نہیں لاکھنچو علیہا لکھ اباؤ کو دوسرا لکھ لاکھ کا وہ لکھ
 اقوال حال تنہا معتد عصر کا مسائل شرعیہ کو نظم کتاب سنت سے تو بہت ہی وضاحت کے ساتھ
 دریافت ہو چکا مگر یہ کہ انتقاد اس کا تھا کہ کسی موقع پر اونکے قیاس کو بھی امتحان کیا جاوے چنانچہ اب وہ
 موقع آگیا مخفی رہے کہ یہاں بحث اسکی نہیں کہ حرمت بعد الاباحۃ یا الاباحۃ بعد الحرمت شرعاً جائز ہو
 یا نہیں اس کے عدم جواز کا کوئی شخص اہل اسلام میں قائل نہیں ہو اور اسکا بھی کوئی شخص مت اہل نہیں کہ
 جب تک وہ شہ و حریم نہیں ہوئی تھی اور اسکا ارتکاب موجب گناہ تھا یہاں بحث اسکی ہو کہ جو مسلسل
 ایسا ہو کہ اسکو انبیاء عسرم نے جائز رکھا اور اسکا انکار کیا اور آپ بھی اسکو علی میں
 لائے ہے اور کتب ماویہ میں تصریح اسکی اجازت دی گئی اور اس کے احکام بیان فرمائے گئے آیا وہ قسم
 میاں شرعیہ ہو یا نہیں اور اطلاق رسم جاہلیت کا اور سپر جائز ہو یا نہیں دوسرے یہ کہ جو
 فعل کتاب میں قدرت کے خلاف اور لذائذ قبیح ہو اور تمام برائیوں کی جست ہو آیا ممکن ہو کہ انبیاء عسرم
 عامہ اس کے ترکیب ہوئے ہوں تیسرے یہ کہ متعذر محررہ لذائذ سے بعد حرمت کے شرع میں ثابت ہو
 یا نہیں چوتھے یہ کہ جو شرعیات انبیاء سابقین میں مباح تھی اور اسلام میں بھی مباح ہی اور صحابہ کرام
 پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خود پیغمبر بھی اس کے مباشرت سے اور کتاب اللہ میں بھی اسکی اجازت
 صراحۃ دی گئی تو آیا بدولت قیام دلیل شرعی کے جو ناخوشی ہو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ وہ اہمیت
 باقی نہ رہی صورت بقیس علیہ تبدعہ کے یہی کہ بیشتر عرب منکوحہ پدر کو اپنے نکاح میں لائے تھے چنانچہ
 شامع نے فرمایا نکاح کرو اور ان عورتوں سے جن سے تمہارا باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو کچھ کہہ چکے
 ہو چکا یعنی وہ امتناع میں داخل نہیں انتہی اقوال وہ چار صورتیں جو بحث طلب ہیں ان میں سے
 کوئی ایک صورت بھی ایسی نہیں کہ اسکو صورت بقیس علیہ پر قیاس کر سکیں اور بقیس علیہ کو نظیر بقیس کا
 قرار دے سکیں نسبت و بدل کے یہ وجہ ہو کہ نکاح باپ کی زوجات کا کسی ملت میں جائز نہیں ہوا
 اور کسی نبی نے اسکو جائز نہیں رکھا تو ریت میں کتاب اجمار باب ۵ اور سن ۱۱ میں
 صاف مخالفت اسکی موجود ہے معاذ اللہ کہ خود کوئی پیغمبر اسکا مرتکب ہوا ہو یا حضور

کسی شخص کے بلا انکار ظہور میں آیا ہو خود قرآن شریف سے ثابت ہو کہ یہ نخاح پیشتر ہی سے نفس
 اور موجب غضب الہی ہوا لہذا کان فاحشۃ و قحشا ساء سبیلہ یعنی کہ نخاح کو ناسا تھ باب کی
 جو رو و دن کے تھا نفس اور غضب اور بری راہ شروع ہوئی اس سے بہت پرہیز کرتے تھے اور
 اسی سبب سے جو کوئی ار ازل میں سے ایسا کرتا تھا تو اس نخاح کو نخاح المقت یعنی نخاح مغضوب
 اور اس نخاح کرنے والے کو اور اس کی اولاد کو مقتی کہتے تھے پس یہ قول مہربان کا کہ
 عرب ایسے نخاح میں قباحت نہیں سمجھتے تھے تاہم عربی اور عبرانی مرکب کے ہر دوسری
 صورت قنارہ کو بھی کچھ تعلق مقیس علیہ سے نہیں کیونکہ ایسے نخاح کا کبھی کوئی نبی خود تکبر اور
 تکبر کی اجازت دی تیسری صورت کا حال یہ کہ قبل از تحریم قرآن بھی ایسے نخاح سے کبھی تمتع
 جائز نہیں ہوا چنانچہ ان کے بعد از تحریم تمتع جائز ہو چنانچہ ہم نے اور ایک حدیث نفی کی جو
 یہ مضمون ہے کہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر فرمایا پس
 قیاس مجتہد کا ہر گز قیاس مع الفارق ہو صورت چہاں کسی طرح پر مطابق صورت مقیس علیہ
 کے نہیں پس قیاس مجتہد عصر کے بلا حاشیہ وار کا قیاس کے ہر شخص پر چاروں پر ہر ایک اس ظاہر ہوتا ہے
 کہ ہنوز وہ شرائط ارکان قیاس سے بھی واقف نہیں اور باقیہ نادان قضا کے اپنے تین مجتہدین
 ہیں اب رہا کلام الاکما فقد استکف میں اگر اس کو استثناء متصل تصور کیا جاوے اور کلام
 جو ان کے پر داخل ہو عام کہ متبادل ہو شکوحات سالہ اور باقیہ اور مستقبلہ کو کیا جاوے اور ان
 سالہ کی نسبت سے کیا جاوے تو یہ معنی ہو سکے کہ نہ نخاح کرواؤن عورات کو جسے تمہارے اپنے
 نخاح کیا مگر منجملہ ان کے ان کو جو مر گئے ہیں تو یہ کلام از قبیل باب لا عیب فیہم غیر ان سنیہم
 ہن فلول من قراع الکتاب حتی ابغض القار اور حتی کلیم الجمیل فی سیم الخیاط سے ہو گا
 یعنی کوئی صورت اجازت ایسے نخاح کی نہیں مگر ایک صورت نخاح کی ساتھ گذشتہ گان کے
 اور چونکہ یہ محال اور تمتع ہر سبب کسی طرح کوئی صورت جو ان کی باقی نری اکثر مفسرین ہی طرح
 آیت کی تفسیر کی ہو اور مختار علامہ شمشیری اور یہی تفسیر ہی چنانچہ وہ تفسیر کشان میں لکھے ہیں

فراسے جاوین کرانکہ کان فاکحتہ بی سہلکاء و ساء سبیلکادہ کیونکر باقی رکھا جاتا ہے
 اگر کان کو از باب کان اللہ علیہا لیا جاوے تو غش اور وقت کج نظم جمیع از منہ میں ثابت ہے
 اور اگر مبنی ماضی لیا جاوے تو ثبوت قیج کا زمانہ ماضی میں لفظ کان ظاہر ہو اور جو چیز کہ ایسی
 قیج زمانہ ماضی میں ٹھہر چکی ہو تو وہ ہماری شریعت میں کسی طرح پر باقی رکھنے کے قابل نہیں اور
 چونکہ کلمہ سائر جملہ افعال ذم کے ہوا و فعل فعل ماضی کا ماضی سے نقل کر کے معنی حال واسطے انشاء فرما
 لایا گیا ہے تو مذموم ہونا اس قسم کے کلام جمیع از منہ ماضی و حال قبل میں خود آیت ہی ثابت
 ہو گیا اور جو چیز کہ فی نفسہ ای مذموم ہوا و مذموم ہونا اور سکا ایسا ظاہر ہو کہ کفار عرب بھی اس کو
 مذموم اور معقوت سمجھتے ہوں تو اس کی بقا کا شرع میں کسی طور پر حکم نہیں ہو سکتا یہاں تک جاتے
 والخصائص والاسماء الاما مملکت ایمان لکھتے ہیں کلام تھا ختم ہو چکا اور مجتہد عصر کا حال
 و باب اعتبار معانی اور نعم قرآن وحدیث اور واقعیت لغت عرب اور صحت و فساد و قیاس
 کے جیسا کچھ ہر خوب ہی کھل گیا اب بطور فائزہ کے ایک مختصر بات لکھتا ہوں کہ خود مجتہد عصر کے
 اقرار سے ثابت ہو چکا کہ زمانہ نزول آیت نہ اہل استرقاق اور تسری ممنوع تھی اور یہ قرآنی
 اس کے جو اثر پر مطلق تھی پس اگر وہ اپنے دعویٰ تحریم میں سچے ہیں تو ایسی نص قرآنی
 جس سے صحت استرقاق و تسری کی ثابت ہو اور اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہو نشان
 دین میں نہ یہ سب دیکھو ان کے جدال جا بلانہ اور خودی معاذانہ سمجھی جاوے گی اب ہم تفصیل و جزو
 بیان آیات مذکورہ کے مطابق قواعد و اصول فقہ کے لکھتے ہیں اور آئندہ ہر ایک آیت
 کے ذیل میں شرح اس کی کرتا ہوں کہ انٹ رائسڈ لکھا جاتا ہے کہ نظم باعتبار ولایت کے
 اور پر مبنی کے چار قسم ہیں پہلے ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم ظاہر اور سکو سمجھتے ہیں کہ اس کے صیغہ مراد
 اس کی سامع کو ظاہر ہو جاوے بلا احتیاج طلب تامل کے اور نص وہ ہے کہ ظاہر پہلے سامع
 کلام حکم کی وضاحت زیادہ ہو چکا اور مفسر وہ ہے جو نص پر بھی کچھ وضاحت زیادہ دیتی ہے
 اس طرز پر کہ احتمال تاویل تخصیص باقی نہیں اور محکم وہ ہے کہ مراد ایسی واضح ہو کہ احتمال تاویل

وخصیص وفتح بھی باقی زیر حبس دریافت ہوا تو متحقق ہوا کہ اس آیت اولیٰ یعنی ان خفتمہ الا
 تھل لوانا بئیر القسۃ فعاً احدیۃ انکما ملککم ایما انکما درازتم ظاہر ہو ثبوت ملکیت میں یعنی
 رقیبت میں اور نص ہو نکاح ملکات میں اور اس آیت ثانیہ یعنی والخصنات من اللسۃ الا انکم ملککم
 ایما انکما ظاہر ہو ثبوت ملکیت میں میں اور مفسر جو ازوطی ملکات میں اس لیے کہ احتمال تاویل
 تخصیص نسبت بیان احادیث مذکور بالا کے منقطع ہو گیا قال آیت سوم اللہ تعالیٰ نے سورہ
 میں فرمایا ہر وقت کہ کسی عظیم مرتبہ کو کہ ان شیخ الخصنات اللو عنات کفر فاملککم
 ایما انکما من قتیۃ انکما ملککم عنات اور جو کوئی تم میں سے بخوبی مقدور نہ تھا ہو کہ مسلمان آزاد
 عورت کو بیع نکاح کرے تو جو عورتیں تمھارے اہل کی ملکیت ہو چکی ہیں ان میں سے جو مسلمان کر یا
 ہیں ان کو نکاح کرے اقول یہ آیت بھی ظاہر ہو ثبوت ملکیت اور رقیبت میں نص ہو نکاح
 ملکات میں اور اس آیت میں بھی کلوا ملکات ایما کہ ہر جو کس آیت میں تھا اس آیت میں ملکات میں
 مبتدا ہر کہ صلاہ اور سکالہ فعلیہ یعنی الم یطع انہی پس بموجب ضابطہ مفسر معلوم ہو کہ بنی اور کور متضمن
 معنی غلامی سبب سے اور کسی خبر میں حرف فاکالانا جائز ہوا اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جب
 افعال ماضی مضارع یا معنایہ خبر ماضیہ واقع ہونگے تو معنی استقبال کے مفید ہونگے دیکھو کہ
 بسبب دخل لم جائز کے معنی ماضی ہو اور باوجود ماضی ہونیکے مفید معنی استقبال ہو چنانچہ خود محمد
 اور سارے مجرب بلغظ ماضی نہیں فرماتے پھر میں حیران ہوں کہ ملکیت کو کیوں بلغظ ماضی کے مجرب
 کرتے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ جس طرح پر ملکیت کے معنی ملکیت ہو چکا ہے گھڑتے ہیں اسی طرح پر ملکیت
 کے معنی مقدور نہ کر چکا ہو کیوں نہیں گھڑتے پھر اس سچائی اور ٹھیک سادہ سے جبکہ تفسیر
 مقدور میں ہمت امر سے اختیار فرمایا تھا یہاں کیوں برگشتہ ہو گئے اور کلوا ملکات سے برخلاف
 اس سچائی کے چھو کر بیان مراد لینے لگے اور ہر گاہ کہ اس آیت میں خود مجتہد ہونے کی معنی مراد
 لیے ہیں جو مفسر نے آیت مقدمہ میں لکھے ہیں تو غالب ہے کہ اگر یہ مقدمہ میں جو کچھ نسبت نہیں
 مایہ تقدیر کے طعن تشنیع کی ہو اس دل میں شرا کر تو یہ کہیں گے قال آیت چہارم واعبدوا اللہ

ہاتھوں کی ملک ہو چکی ہیں اور میں سے جنکو اللہ نے تجھ کو دیا ہے اقول یہ آیت ملک میں اور میں سابقہ
ملکوکات میں مفسر ہو سبب تحقیق فعل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ کسی طرح کی تاویل کی گنجائش باقی نہ رہی
قال اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لازم و اج کے کوئی احکام
خاص نہیں تھے بلکہ جس طرح کہ عرب میں اندولاج کا دستور تھا اوی طرح پرانہ و اج یہاں تھا اقول
غرضی زہر کہ ایام جاہلیت میں جو جو کام عرب کرتے تھے سب ممنوع اور نامشروع تھے بلکہ بعض
امور طریق انبیاء عام کے اور فی نفسہ مستحسن تھے مثلاً نفس حج و عمرہ و تقایات حاج و عمارت
مسجد حرام اور مروت اور شجاعت اور اکرام و اطعام عیال اور خیرات اور امثال انکے اور بعض
امور محض سم جاہلیت تھے بعد جاری ہونے دین متین کے جناب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے رسوم جاہلیت کو یک نخت مٹروک کر دیا اور جو امور کہ منی براتباء انبیاء عام کے
تھے اوں کو جاری رکھا اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جناب سالت تاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
کسی ایسے امر کے ہوے ہوں جو محض منی بر رسوم جاہلیت تھا اور نہ کسی ایسے امر کے کرنے کا
کیونکہ حکم دیا اور بقدر افعال اور اقوال جناب سالت تاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق
بہ عبادات و جواز و عدم جواز معاملات شرعیہ کے تھے سب ہو جب وحی کے تھے اور کمتر
ایسا ہوا کہ از روی اجتہاد کے بھی کوئی حکم صادر فرمایا اگر کبھی اجتہاد میں کچھ خطا ہو تو یہی
وقت یا بہت جلد از روی وحی کے آگاہ کر دیا گیا پس فسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قائم رہنے سے ہر ائمہ معصوم تھے اور یہی حال ہر سب انبیاء عام کا پس جو فعل مستحق حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر خالی اس سے نہیں کر یا مباح شرعی ہر یا مستحب شرعی ہر یا واجب
یا فرض ہر اور ہر گز ہر گز نہیں ہو سکتا کہ کوئی فعل جو غیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منی بر رسوم
جاہلیت کے ہو کیونکہ ہو سکتا ہے اس لیے کہ انکی نسبت تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا لَعَلَّ
خَلْقَ عَظِيمٍ اور فرماتا ہے وَمَا يَخْلُقُ مَعْنَى الْهَوَىٰ اِنَّ هُوَ لَذَاكَا فَعِلْيَ اُنْوَاعٍ اور
فَرَمَاهُمْ لَا تُطِيعُ الْكَافِرِينَ وَالْمُشْرِكِينَ اِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا وَاَتَيْنَهُم بِالْبُحْرِ

إِلَيْكَ مِنْ نَبِيِّكَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُنِيرًا وَنَذِيرًا قَدْ جَاءَكَ
 إِلَهُ اللَّهِ بِأَذْنٍ وَسِرَاجًا مُنِيرًا إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْآيَاتِ ظَاهِرَةٍ وَسِرَاجٍ مُنِيرٍ كَالْإِذَاتِ
 رُشْنٍ أَوْ جِلْدَةٍ تَارِكِيُونِ كَارُوشْنِ كَرْنِ وَالْأَجْرُ عِلْمٌ جَابِلِيَّتٍ كَاكَ سِرَافِئِيلَ وَنُقُيْضِ أَوْ سَلْمَى
 كَسِطْرٍ حَبِيبٍ قَائِلٍ يَوْسُفَ هَارُونَ مَحَالٍ يَوْمَ كَرِجٍ بِرِصْلَةٍ عَلَيْهِ وَكَهْ سَلْمَى رِسْمٌ جَابِلِيَّتٍ كَعَالٍ
 يَا أَوَّلِي كَيْسِكُو أَجَازَتِ دِينَ جَبِ يَوْمَ تَحْقُوقٍ يَوْمَ تَوْبَةٍ قَوْلٍ مَصْنُوعٍ كَاكَ جَبِطٍ مَسْجِدٍ عَرَبٍ مِينِ
 أَرْوَجٍ كَاكَ وَتَوْرَتَهَا أَوْ سِي طَرَحَ حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ الْوَلَمُ كَاكَ جَبِ أَرْوَجٍ هُوَ تَحْصَا سِرَافِئِيلَ
 إِسْحَادٍ عَرَبٍ مِينِ نَخَاجٍ كَعَالٍ وَتَوْرَتَهَا نَجْمَةٌ كَعَالٍ وَتَوْرَتَهَا نَخَاجٍ أَنْبِيَاءُ عَرَمٍ كَاكَ
 أَوْ رُفُورِ إِيْمَانٍ أَوْ رُوحِي أَوْ عَقْلٍ كَامِلٍ سَعَةِ إِتْحَانٍ أَوْ سَكَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ الْوَلَمُ كَاكَ وَتَوْرَتَهَا
 هُوَ أَوَّلِي طَرَحَ وَنُحُونِ نَايِطِ نَخَاجٍ كَعَالٍ أَوْ رُوحِي أَوْ عَقْلٍ كَامِلٍ سَعَةِ إِتْحَانٍ أَوْ سَكَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ الْوَلَمُ كَاكَ وَتَوْرَتَهَا
 كَعَالٍ مَوْجِبٍ رِسْمٍ عَرَبٍ كَعَالٍ وَتَوْرَتَهَا قَمْعٌ كَرُودِ نَخَابِ مِينِ عَائِشَةَ سَعَةِ رَوَايَتِ هُوَ
 إِنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ أَرْبَعُ أَنْوَاعٍ فَالنِّكَاحُ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يُنْظَرُ إِلَى الرِّجْلِ
 إِلَى الرِّجْلِ وَلَيْسَ لَهَا نَبْتَةٌ فَيُصَدَّقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحُ الْخُرْكَانِ الرِّجْلُ يَقُولُ لَا مَرْتَدًا
 طَهْرَتِ مِنْ طَهْرَتِهَا رُسْلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضَعِي مِنْهُ وَتَقْبِرُهَا زَوْجَهَا وَلَا يَمْسُهَا
 أَبَدًا حَتَّى تَبْنِي حَمْلَهَا مِنْ ذَلِكَ الرِّجْلِ الَّذِي يَسْتَبْضَعُ مِنْهَا ذَاتَيْنِ حَمْلَهَا أَصَابَهَا
 زَوْجَهَا إِذَا حَبِبَ فَاِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نِكَاحِ الْوَلَدِ فَكَانَ هَذَا النِّكَاحُ نِكَاحُ
 الْإِسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحُ الْخُرْكَانِ الْخُرْكَانُ الْعَشْرَةُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْءِ كُلَّهُمْ
 يَصْبِيحُهَا فَذَا حَمَلَتْ وَرَمَتْ عَلَيْهَا لِيَالِي بَعْدَانَ تَضَعُ حَمْلَهَا أَرَبِلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ
 رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَخْتَبِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لِحَمْدٍ قَدْ عَمِرْتُمْ الَّذِي كَانَ مِنْ
 أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدَتْ فَهِيَ بِنَاتُكَ يَا فُلَانُ لَيْسِي مِنْ أَحِبَّتِ بِاسْمِهِ فَيُلْحَقُ بِنِوَلَدِهَا
 لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرِّجْلُ وَالنِّكَاحُ الرَّابِعُ نِكَاحُ النَّاسِ الْكَثِيرِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى
 الْمَرْءِ لَا تَمْتَنِعُ مِنْ جَاءِهَا وَهِيَ الْبَغَا يَا بَنِي عَلَى أَبَوَيْهِمْ رَايَاتُ تَكُونُ عَلَمًا

فسن ادا دهنن دخلهنن فاذا حملت احدی من ووضعت حملها جمعوا لها و عولم
 القافله ثم الحقوا لدها بالذی یرون فالتا طبر و جمعی ابنه لا یمتنع من ذلك
 فقلت اعبت محمد صلعم الحق هدم نكاح الجاهلیة كله الا نكاح الناس
 نكاح زمان جاهلیت بین چار قسم كا تھا ایسا و نیس یہ تھا جواباً و بیون کا ہر پیغام کرتا تھا
 ایک آدمی دوسری سے اوسکی ولی یا بیٹی کا پس مراد کرتا تھا اوسکا بچہ نكاح میں لاتا تھا اوسکو
 اوسکا ایک اور قسم كا تھا کہ جب عورت حیض سے طاهر ہوتی تھی تو اوسکا شوہر کہتا تھا اوسے کہ فلا سے
 شخص کو بلا بھیج پھر اوس سے مباشرت کرو اور کنارہ کرتا تھا اوس سے خاوند اوسکا اور نہ برائت
 کرتا تھا اوس سے ہر گز عیب تک کہ ظاہر ہو جاتا تھا حمل اوسکا اوس آدمی سے اور یا کرتا تھا
 واسطے رغبت کے بجانب ولدین اور تھا یہ نكاح نكاح استیضاع اور ایک اور نكاح تھا کہ جمع ہوتے
 تھے آدمی دوس کا کم اور ایک عورت پر داخل ہوتے تھے اور سب اپنے مطلب کو پونچھتے تھے
 اوس پس جب وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کیا اور بعد وضع حمل کے کچھ راتیں گزریں
 تو اوس نے اون سب کو بلا بھیجا پس کوئی اون میں سے باز نہیں رہ سکتا تھا آٹھ عیب سب سے
 عورت کے پاس جمع ہو جاتے تھے تو کہتی تھی وہ کہ تحقیق جانتے اپنا کام اور تحقیق جانی ہوئی
 پس یہ مولود بیٹا یا لڑکے فلان شخص نام لے دیتی تھی وہ سب کو پسند کرتی تھی پس لاحق
 ہو جاتا تھا اوسی شخص سے بچہ اوسکا نہیں طاقت رکھتا تھا و آدمی کہ اوس بچے کے لائق
 کرتے سے باز رہا اور نکل چو تھا یہ تھا کہ جمع ہوتے تھے بہت آدمی اور داخل ہوتے تھے
 عورت پر نہیں بچتی تھی وہ اوس سے جو اسکے پاس آتا تھا اور ایسی عورتیں زانیہ ہوتی تھیں
 قائم کرتی تھیں اپنے دروازہ پر جھنڈے کہ وہ اونکی علامت اور نشان ہوتے تھے
 پس جس نے قصد کیا وہ اوپر داخل ہوا جب حاملہ ہوئی اون میں سے کوئی اور وضع حمل کیا
 تو سب جمع ہوئے اور بلا یا قیافہ والون کو پھر لاحق کر دیا قیافہ والون نے اوسکے بچے کو
 جس سے اونکو نظر پڑا پس مل گیا وہ اوسکے ساتھ اور کھلا یا گیا اوسکا بیٹا وہ باز نہیں

اور ہر ایک نام فی جو دیکھو صحاح جہدہ میں مذکور ہے کہ الخی الخراج والغنیۃ یعنی فی کے معنی ہے
خراج اور غنیۃ تیسرا من الخی الخفیۃ والخراج فونت الغنیۃ واستغاثت وانما ما الله
یعنی فی کے معنی ہے غنیۃ اور خراج مجتہدین تحت الغنیۃ واستغاثت وانما ما الله
صحاح نو خراج غنیۃ اور غنیۃ داود قال فان الله على المسلمين ما ان الکھام
فواستغاثت ما ان الله على رسولہ من انزل انزل واستغاثت هذا المال ای اخذت
سینا جہدہ وغیرہ ما ان الله على رسولہ من انزل انزل القرض کے لئے مجتہدین ہیں کہ
تختہ مجتہدین رسول پر اہل القرۃ سے کیا جناب کے نزدیک وہ مال فی جو فی النصیر کے اصول
سے آیا تھا وہ غنیۃ بطور تختہ کے بھیجا تھا کیا آپ کے نزدیک اوپر ذکر کئی زمین ہوئی تھی مجتہدین
ہوئے مجتہد کے مال پر مشہور سند اصول کا ہے کہ التجار فی غنیۃ ویعیب یعنی مجتہد خطا بھی کرتا
اور جواب کہ بھی ہو پھر ہم آپ مجتہدین کے نصیب سے توبہ نصیب میں محض صدق سیکھے
ہوئے کے واسطے اپنے تئیں مجتہد ٹھہرایمے آپ کا اجتہاد سے تو مقلدون کی تقلید ہی ہزاران ہزار
بہتر ترجیح پر ہر شک تو خند و گناہ گاری ما و احکم الی اسد بھیر اور رکھیے اس بات کو
کہ قوقس بادشاہ مصر نے فرمایا تھا اور حکم تو ریت قدس رقیۃ ممنوع نہیں بلکہ جواز اسکا
منصوص ہے اور اسکا بھیجنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لینا اور انکو سیر نہانا
بوجوب رسم عرب کے تھا بلکہ مطابق وحی اور طریقہ براہیم عوم اور طریقہ دیگر انبیائے سابقین
علیہم السلام تھا آپکا یہ طعن کسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عام نہیں ہو سکتا قال
اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ فَمَا آفَاؤُ اللَّهِ حَكِيمٌ اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ اس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا اقول چونکہ وہ تصرف متصرف
ملکیت پر ہو تو جب اس تصرف کو خدا تعالیٰ نے جائز رکھا تو حکم پر یہ نہایت ہے کہ خدا چاہے
ملکیت اور رقیۃ کو درست رکھا اور جب خدا تعالیٰ نے اسکو جائز رکھا تو پھر کسی مجال
کہ اسکو ناجائز کر دے اور چونکہ مجتہد عصر بیان خود متصرفین کہ خدا نے بھی تفسری جائز بھی

تو وہ تشری باتبع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تشریحی کے منجملہ عریات کے ہو گئی
تہ داخل عریات قال اس کے بعد طلاق ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح
رقیت مستقبل کا ثبوت نہیں ہوتا اقول مگر رقیّت کو بچہ بھی جائز رکھا دیکھو یہ آیت میں
ازدواج آئندہ کی ممانعت ہو اور میں حلال ہونے کیسے کہان کا حکم مخصوص ہو لایقہ لاک
النساء عن بعد ولا ان تبیکل یمن ان ذواج قالی انجبک حسنہم الامسا
حکمت یمنیذک نہیں حلال ہو چکو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ اوکے بدلے اور کرے
اگر چہ پسند آیا ہو چکو اولاد کا سن مگر مال ہیں وہ عورتیں جنگا مالک ہو اور ہا تھیرا پس
اس آیت سے اگر چہ ممانعت نکل جدید ثابت ہوئی مگر استدامت حلال ہونے کیسے کہان
اور استدامت ملکیت و رقیّت میں زمان آئندہ میں بھی مثل زمانہ رستہ کے کچھ فرق
نہیں آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہیں پس ثبوت استدامت رقیّت میں تا رقیقات
کسی طرح کا شک و شبہ نہیں اور یہ جو کہتے ہیں کہ کیسے طرح رقیّت مستقبل کا ثبوت نہیں
یہ بھی غلط ہے چنانچہ بحث اسکی مفصل آو گئی قال بعضے لوگ انار کے سنی غنیمت یعنی اڑائی
کی لوٹ کے کہنے ہیں اور اسپر یہ دلیل آتے ہیں کہ لڑائی میں لوٹ کے وقت جو عورتیں
ہا تھہرین وہ لونڈیاں ہو جاتی ہیں اقول ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ فی لغت عرب
میں یہی غنیمت ہو اور غنیمت عام ہو کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھ آئے یا بعد فوج کشی کے
انفار اہل اسلام کے عرب یعنی وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑ کر بھاگ جاوین اور لڑائی
بات آوے صحیح بخاری میں علی سے روایت ہو قال کانت لی شراف من نغبی من
الغنم یوم بدو کان البنی صلحوا عطا فی ما افاء اللہ علیہ من الخمس یومئذ
دیکھو غنیمت پر پر اطلاق لفظ فی کا کلام افصح فصحا عرب اور اعلم الناس میں موجود ہے
دوسری حدیث بخاری میں انس سے منقول ہوا اناسا من الانصار قالوا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم افاء اللہ علی رسول اللہ صلح من اموال ہوازن الحدیث دیکھو

یہاں لفظ فی کا نسبت غنیمت ہوا ان کے جو بعد جنگ و قتال شہید کے ہاتھ آئے تھے وارث
 کے سوال بنی تغیر کی نسبت خبر فوج کشی ہوئی تھی اور حسب اہل اسلام سے دے لینے تمام
 جھوڑ کر بھاگ گئے تھے خدا تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اَكْبَرُ رِسُوْلِهِ مِنْ اَهْلِ الْقُرْبٰی فَلِلّٰہِ
 وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰی اَمْحٰی وَالسَّاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ سَلٰمٌ مِّنْ اَبْنِ عَرَبٍ
 روایت ہو کہ ابْنِ النضیر و قریظۃ حار ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم قریظۃ و من علیہم حتی حاریت قریظۃ بعد خلائق قتل ہوا
 و قتل نساء و اولاد و ہوا و صولہ و صولہ المسلمین الا بعدہم ثم حقار رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فاسلموا الحدیث یہاں جو لفظ مار بوا واقع ہوا اس سے مراد یہ ہو کہ قبل اسکے کہ اوپر لشکر
 اسلام کا غم ہوا اور بخونچ مغرورہ خدیق میں معاونت کفار مکہ کی کی تھی اور او نکاس و رکعبین
 اشرف ایک جماعت ہوا کہ کیا یوسفیان سردار کفار مکہ کا خلیفہ ہوا تھا اور سلم بن عمر بن اخطاب
 سے روایت ہو کہ کلثم اصحاب بنی النضیر مآ افاء اللہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ المسلمون بخیل و لا رکاب الحدیث اور چونکہ لفظ اجاتیہ مآ افاء اللہ علی رسولہ
 میں واقع ہوا عام ہو پس آئندہ بدولت و دلیل تخصیص کے سبب یا اور دیگر چیزوں کو متناول ہے اور پھر
 اوسکے بعد جو یہ فرمایا کہ فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰی اَمْحٰی وَالسَّاکِیْنِ وَابْنِ
 السَّبِیْلِ اس سے ثابت ہوا کہ فی ملک و امانات مصر و آیتہ متلوہ کے ہو پس یہ بقول علماء کا جو حضرت
 اعتراف کرتے ہیں ہر آنہ یہ بموجب حکم نفس قرآن اور امانات نبوی اور مطابق سنت عرب کے ہو
 اور کوئی جرح اور اعتراض اوپر وار نہیں ہو سکتا قال گریہ دلیل ان کی دو دوسرے غلط و غی
 اول سلیے کہ رعائی کے قیدیوں کی نسبت خاص حکم ہو چکا ہو کہ وہ احسان کر کر یا فدیہ لیکر چھوڑ
 دیے باوین اقوال یہ دوسرے دو وجہ باطل ہو اول یہ کہ آیت اِصْلٰہُ اَمْحٰی و اِصْلٰہُ اَمْحٰی
 سے کسی طرح یہ لازم نہیں آتا کہ من و مذہب علی سبیل منع اخلو عموما واجب ہو یا نہ ہو یا کسی شخص
 سے کسی شخص کی انتہا تعالیٰ دوسرے یہ کہ یہ مذکورہ اگر مفید ہر عورت و عورت ہر اور قبل از واقفیت بنی النضیر

اور بنی قریظہ اور خیبر کے نازل ہوئی جو تو ہر آیت سورہہ کہ کا قتلوا المسلمین کہین حیث
 وَبَدَأْتُمْ لَكُمْ وَهُوَ حَذَرٌ وَهُوَ وَحْشٌ وَهُوَ وَحْشٌ وَهُوَ وَحْشٌ وَهُوَ وَحْشٌ
 فعل صاحب وحی علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو بہ نسبت سہل انجی قریظہ و خیبر کے لہو زین گیا
 ششوی ہو گئی اور اگر بعد ان واقعات کے نازل ہوئی جو تو واقعات مذکورہ کی نسبت جو
 قول صحابہ کثیر مطیع پر عمل اعتراض نہیں کیونکہ ہر گاہ آیت مذکورہ تا وقوع واقعات مذکورہ
 نازل ہوئی نہیں ہوئی تھی تو اسکی بنا پر یہ بات نسبت واقعات مذکورہ کہنے کہ لڑائی کے
 قید پر کج نسبت خاص حکم چکا ہو صریح نہ جا جو صرف یہ امر قاتی رہا کہ آیت مذکورہ مانع آیات
 سورہہ براءۃ اور اقوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو سکتی ہو نہیں
 ہو سکتی بہت عنقریب آویگی انشاء اللہ **قال** دوسرے اسلئے کہ انار کے معنی اڑائی کے
 لڑائی نہیں ہیں بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہ فی ہوا قول یہ قول مصنف کا
 مسلم غلط ہو اور خلاف لغت اور خلاف قرآن ہو کا انا اللہ علی رسولہ کے یہ معنی کیسی غریب
 ہو سکتے کہ جو کافروں کو دیا خدا کے رسول کو انار کے معنی اڑو سے لغت ہم ثابت کر چکے
 ہیں کہ غنیمت دینے کے ہیں پس وہ کون ہو کہ انا اللہ کے معنی یہ کچھ غنیمت دی کہ انار نے بلکہ
 انا و میری یہ معنی ہیں کہ خدا نے غنیمت دی صحیح بخاری میں روایت ہو عن عثمان قال کان
 اموال بنی النضیر قنافاء اللہ علی رسولہ تھا مال بنی النضیر کا اس قسم کا کہ فی کیا تھا اللہ
 نے اپنے رسول پر فرمائیے خباب مجتہد صاحب کیا بنی النضیر نے اپنا مال خود حضرت صلعم کو
 دیا تھا **قال** خباہجہ بجا الانوار میں لکھا ہو کہ القئی ما حصل للمسلمین من اموال
 الکفار من غیر حرب ولا جہاد واصلہ الرجوع فی وہ چیز جو کافروں کے مال
 سے بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانوں کے ہاتھ آئے **اقول** سنا اہل آپ کے یہاں کو
 باطلان تمام باطل کرتی ہو آپ نے تمہاری کہ میں نے گڑبے تھے کہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہ فی
 ہوا اور سند سے یہ ظاہر ہو کہ جو کچھ اموال کفار سے بغیر جنگ و جہاد کے ہات آئے وہ فی ہوا

آپ ہی انصاف کیجئے کہ کجا اگر فاروقین اور کجا ہات آوست دونوں میں بہت فرق ہو کہ معنی ثانی
 متناول ہیں غنائم کو نہ معنی اول سے مجتہد کو درازم و قدیمہ فرستے نکود اجتماع و شش
 تقدیری لازم آمد بگیان اور یہ جو سبھا را الانوار میں ہو کہ من علیہ جوبہ جہا را دوسے معنی دہی
 ہیں جو پہلے اور پر رکھے ہیں یہاں مجتہد عصر نے یہ الفاظ سبھا را الانوار کے (واحد الرجوع)
 نقل کیے مگر ترجمہ اسکا چھوڑ گئے کہ یہ الفاظ تقریر آئندہ مجتہد کو چڑ پیر سے ہا کر خاک کے برابر کیے
 دیتے ہیں **قال** القہر کبھی کبھی مجاز غنیمت کے مال پر بھی فی کا اطلاق ہو جاتا ہو مگر جبکہ اصلی
 معنی بالکل صحیح اور درست اور مطابق واقع کے ہوں تو مجازی معنی کے اختیار کر لینے کو کوئی حق
 نہیں جو انتہی **اقول** اس تقریر سے مجتہد عصر کے بہت صاف ظاہر ہو کہ اختیار مجتہد صاحب
 محبت حقیقت و مجاز کے کوچہ سے محض ناواقف ہیں سو ہم انکو آگاہ کرتے ہیں کہ لفظ فی
 کلام عرب میں بمعنی رجوع اور سراج و غنیمت اور سایۂ آفتاب اور اوچند معنی کے آیا ہے کلام سے
 صاحب مجمع بکار اور بعض اور علماء کے معلوم ہوتا ہے کہ اوست کے نزدیک یہ لفظ از قسم الفاظ
 نہیں بلکہ حقیقت بمعنی صحیح اور دیگر معانی میں منتقل ہوا اور یہی مطلب ہو اس کا یہاں سبھا را الانوار
 کہ اصل الرجوع یعنی اصل میں یہ کلمہ موضوع ہو واسطے مفہوم رجوع کے اور دیگر معانی میں منتقل ہو
 مگر مجتہد صاحب اسکو یہ سبب ناواقفی علوم عرب کے کچھ بھی نہیں سمجھے اور اگر سمجھتے تو خدا جانتا کیا غلط
 سمجھے اور جب خود عبارت مستندہ مجتہد صاحب سے ظاہر ہو کہ اصلی معنی فی کے رجوع میں
 تو یہ فرمایا اور کفار کہ جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہوں تو مجازی
 معنی اختیار کر لینا کوئی وجہ نہیں جو قابل تائید و ظاہر ہو کہ اصلی معنی یعنی مفہوم صحیح اسکو
 کیسے چھوڑ دیتے ہیں سکتا اور اگر کسی ہیر پر سے اسکو تھما دے یہ ہر مجتہد صاحب مجمل
 کرینگے تو اس سے بہتر طریق پر برامات مناسب حقیقت و مجاز کے ہم اسکو غنیمت پر محمول
 کر سکتے ہیں اور اگر معنی اصلی اسکو رجوع کے اور کچھ سمجھ رہے ہیں تو یہ انکی نا فہمی جو **قال**
 علاوہ اسکے تمام آیت میں ہاں موجودہ صورتوں کی نسبت احکام میں جو سخت ساری علیہ السلام

تو وہ تشریٰ باقیع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تشریٰ کے منجملہ شریعت کے ہو گئی
 نہ داخل سیاست قال اوس کے بعد مطلقاً ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح
 رقیقہ مستقبلہ کا ثبوت نہیں ہوتا اقول مگر رقیقہ کو بھر بھی جائز رکھا دیکھو جس آیت میں
 از وواج آئندہ کی مخالفت ہو اور میں حلال ہونے کی نیکون کا حکم منصوص ہو لا یصل الیک
 اللیساء من بعد و لا ان یشکک لک من الذواج قال اعجبک حسنہن الا ما
 ملکک یمسک نہیں حلال ہیں چھ عورتیں اس کے بعد اور نہ یہ کہ اوس کے بل اور کرے
 اگر چہ پسند آیا ہو چھ اور ان کا حسن مگر حلال ہیں وہ عورتیں جبکہ مالک ہو اور ہا چھ تیرا پس
 اس آیت سے اگر چہ مخالفت نکل جیہ ثابت ہوئی مگر استدانت حلال ہونے کی نیکون
 اور استدانت ملکیت و رقیقہ میں زمان آئندہ میں بھی مثل زمان گذشتہ کے کچھ فرق
 نہیں آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہیں پس ثبوت استدانت رقیقہ میں تا رقیقہ است
 کسی طرح کا شک شبہ نہیں اور یہ جو کہتے ہیں کہ کی طرح رقیقہ سے قبلہ کا ثبوت نہیں ہوتا
 یہ بھی غلط ہے چنانچہ بحث اسکی مفصل آو گئی قال بعضے لوگ انار کے معنی غنیمت یعنی اڑنی
 کی لوٹ کے کہتے ہیں اور اسپر یہ دلیل لاتے ہیں کہ اڑانی میں لوٹ کے وقت جو عورتیں
 ہا تھارویں وہ لونڈیاں ہوجاتی ہیں اقول ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ فی لغت عرب
 میں معنی غنیمت ہو اور غنیمت تمام ہو کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھ آئے یا بعد فوج کشی کے
 کفار اہل اسلام کے عرب سے بغیر وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑ کر بھاگ جاویں اور ہلاک
 ہوت آوے صحیح بخاری میں علی سے روایت ہو قال کانت لی شادف من نصیبی من
 المغنم یوم بدو کان البنی صلعم اعطانی مما افاء اللہ علیہ من الخمس یومئذ
 دیکھو غنیمت بدر پر اطلاق لفظ فی کلام افاء نصحا عرب اور اعلم الناس میں موجود کر
 دوسری حدیث بخاری میں انس سے منقول ہوا اناسا من الانصار قالوا رسول اللہ
 صلعم حین افاء اللہ علی رسول اللہ صلعم من اموال ہوازن الحدیث دیکھو

یہاں لفظ فی کا نسبت غنیمت ہوا زن کے جو بعد جنگ رتال خرید کے لٹھ آئے تھے وارث
 ہموال بنی نضیر کی نسبت خیر فوج کشی ہوئی تھی اور عبداللہ سلام سے وہ اپنے مقام
 بحوزہ کر بھاگ گئے تھے خدایتعالیٰ نے فرمایا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ
 وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالسَّاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ سَلٰمٌ مِّنْ عِنْدِ رَبِّكَ
 رُوٰی تَعْرَکَ اَنَّ یَحْوَذِی النضیر وقریظۃ حار ہوا رسول اللہ صلعم فاجلی رسول اللہ
 صلعم بنی النضیر اقر قریظۃ ومن علیہم حتی حاریت قریظۃ بعد خلائک فقتل رجلا
 وقتم نساء واولادہم واصلوہم بنی المسلمین الا بعضهم یحقوا رسول اللہ صلعم
 فامنہم فاسلموا الحدیث یہاں جو لفظ مار بوا واقع ہوا اس سے مراد یہ ہو کہ قبل اسکے کہ اوپر لشکر
 اسلام کا غزم ہوا اور پیونج مغزوہ خندق میں معاویت کفار مکہ کی کی تھی اور اوں کا سردار کعب بن
 اشرف ایک جماعت چہرا لیکر ابوسفیان سردار کفار مکہ کا خلیف ہوا تھا اور سلم بن عمر بن اخطاب
 سے روایت ہو کہ کلمت اصل بنی النضیر ما افاء اللہ علی رسولہ صلعم صحابہ عربی جنت
 علیہ المسلمون بخیل ولا رکاب الحدیث اور چونکہ لفظ احوالہ ما افاء اللہ علی رسولہ صلعم
 میں واقع ہوا عام ہو پس آئندہ بیون دلیل تخصیص کے سبایا اور دیگر چیزوں کو متناول ہے اور پھر
 اوسکے بعد جو یہ فرمایا کہ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالسَّاکِیْنِ وَابْنِ
 السَّبِیْلِ اس سے ثابت ہوا کہ فی ملوک منافع مصرحہ آئینہ منلوہ کے ہیں پس یہ قول علماء کا جو بعض
 اعتراض کرتے ہیں کہ آئینہ بموجب حکم نص قرآن اور امداد نبوی اور مطابق نصت عرب کے ہو
 اور کوئی جرح اور اعتراض اوپر وارد نہیں ہو سکتا قال گر یہ دلیل اوکی دو وجہ سے غلط ہو
 اول اسلئے کہ رائی کے قیدیوں کی نسبت خاص حکم آپ کا ہو کہ وہ احسان کر کر مایہ لیکر چھوڑ
 دیے جاویں اقول یہ وجہ دومہ باطل ہے اول یہ کہ آیت اِصْلَاحًا مِّنْ اَعْدٰۤیْكُمْ وَمَا فِیْہَا
 سے کسی طرح یہ لازم نہیں آتا کہ من و فدیہ علی سبیل منع اخلو عموما واجب ہے چنانچہ بحث اسکی مختصرا
 آج سے کی ثالث اللہ تعالیٰ دو سر یہ کہ آئینہ مذکورہ اگر مفید حصہ فرمے جو تہذیب اور قبل از و النضیر

[illegible]

بی بیان ہوتی ہے یہ سب بہنوں کو سہرا اور حلال کہیں چھوے وہ عورتیں جن کا مالک جو اہمیت تیرا ہون
 سے کہ خدا نے بطور نسی کے تنگ کو دین بہن اور حلال کہیں چھوے کی بیٹیاں اور چھو بیٹیاں کی بیٹیاں اور بیٹیاں
 امون اور خالا کو کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی اور حلال کی بیٹیاں وہ عورت جو حلال
 ہو اگر چھوے اپنی بیٹیاں کو اگر ارادہ کرے پیغمبر اور کو نکاح کرنے کا خاص کر واسطے تیرے سوا اور
 مسلمان کے دیکھو حسین جو بیٹیاں کہ نکاح میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا چھوے حلال
 ان کے سوا عورت کا بھی حلال نہیں مسکوکات میں قید بہنیں ہر کہ اور سوقت حضرت کی سر پہ
 جس طرح ہر ازواج میں قید تھی اور ان کے سوا چھوے کی بیٹیاں اور چھو بھی کی بیٹیاں اور خالہ کی بیٹیاں
 اور امون کی بیٹیاں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی یہ وہ بھی ان
 اور ان کے سوا وہ عورت بھی حلال تھی جو بلا مہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنا
 چاہے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان کے ساتھ نکاح منظور ہو فقط اور اس آیت میں
 سب عورتات تسعة موجود ہیں اور عورت حلال نہیں اور تبدیل بھی حلال نہیں یعنی اوہ نہیں سے
 ایک کو طلاق دیکر سب اس کے دوسری نکاح میں لا دین اور اس طرح ہر نصاب تسعة میں کچھ بڑی
 منوہی تو یہ بھی درست نہیں کلمہ النسا عام ہے کلمہ بعد لفظ ہی سقوط الاضافہ اسی سبب نبی
 علیہ السلام اور رضوان الیہ حسب قاعدہ انوار کے محذوف ہر دلالت کرتی ہے اور سب ختمہ محبر در صل
 پہن کی کہ مرجع اسکا بجز تسعة موجودہ عام نسا یعنی منکوحات تسعة موجودہ اور غیر منکوحات
 ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ تبدیل غیر منکوحات کے باغیر منکوحات معنی محض ہے اور ہر چند کہ تبدیل
 مستلزم نکاح عورت غیر موجودہ کا سوا تسعة موجودہ ہے کہ کلام لایکل او کو بھی متادل ہے اور
 بظاہر جملہ الا ان تبدیل بہن من انہ واج کا سبب کافی ہے لایکل ایک ال کے کچھ فائدہ نہیں معلوم
 ہوتا لیکن ان کے اہل سے واضح ہے کہ جہاں مذکورہ کیا نہیں ایسی کہ جب تقدیر رضوان الیہ (التسعة) ہو
 تو خفی جملہ اولی کے یہ ہیں کہ نہیں حلال ہیں جنکو عورتیں بعد ان نو کے کہ اس جہاں سے ظاہر ہوا کہ
 نصاب ازواج جس طرح پر ہمارے حق میں چار ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تو ہیں

مگر بجا عدد کے یا احتمال قوی باقی رہا کہ جس طرح پر مکتوب تبدیل ازواج اس قید کے ساتھ کہ جو
 موجودہ چار ستر زیادہ منوجاویں جائز ہو بغیر صلہ اللہ علیہ واکہ وسلم کو بھی تبدیل ازواج اس قید کے
 ساتھ نوے سے زیادہ منوجاویں جائز ہو اس احتمال کے قطع کرنے کے واسطے جملہ فلا ان تبدل
 بعد من ازواج الایگیا پس ظاہر ہوا کہ جملہ مذکورہ خشو و ازمنین ملکہ بقید معنی جدید ہو کہ جملہ
 اولی سے حاصل تھے اور چونکہ بجز تقدیر تسع اور سب تقدیر دن پر جائز تھیں خشو و ازمن ہوا جاتا ہے اور
 کلام مخبر نظام اس قسم کے خشو و ازمن سے محفوظ ہو بلکہ تکلفی و بیان کے نزدیک یہ سلسلہ مسلم ہے
 کہ التناہی فی من التناہی یعنی افادہ معنی جدید کا مستبر ہو تا کہ اس سے اور جب کوئی لفظ
 محتمل کی دوسری معنی افادہ معنی جدید کا ہوتا ہے تو اس کو دوسری معنی پر مکتوب ہی کے کرتے ہیں
 بجا اظہار قرآن یہ بات واجب ہوئی کہ مخبر لفظ التسع کے مضاف الیہ طرف کا اور مخبر تقدیر کیا جاوے
 غرض کہ جب دونوں قریبہ قوی اسہر و دلالت کرتے ہیں کہ مضاف الیہ طرف کا کلمہ التسع ہو اور دلالت
 استثنا ہو نہ اس سے تو اب ہم یہ کہتے ہیں کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہیں مطلقاً بلکہ عورتیں بعد ان
 نوے کے اور نہ یہ کہ سب تو ان نوے سے اور ازواج کو اگر چہ پسند آیا ہو مگر جو اس کے مطلقاً نہیں
 وہ جیسا کہ مالک ہوا ہے یا مستثنیٰ اس سے تسع موجودہ تو بسبب قید من اور جبکہ حکم لایحیل سے محفوظ
 رہیں اور حکم عدم تبدیل مخصوص ہوا ازواج تسع موجودہ کے ساتھ اور کمترین بسبب استثنائے
 حکم لایحیل سے اور بسبب خصوصیت ازواج کے حکم فلا ان تبدل کا ہر میں جب یہ امور سے
 تو اب ہم کہتے ہیں کہ آیت اولے یعنی یا ایہ الذین آمنوا لا تحلوا لکم الاہل من نساء من
 اور ملکات یمن اور سوا او سکے اور عورات بھی جن کا بیان آیا مذکورہ میں ہے سب مطلقاً نہیں
 آیت ثانیہ میں مخبر نہ اس جو جگہ اور ملکات یمن کے باقی سب حرام ہو گئیں آیت اولے میں وہ باقی
 تحت احلنا لکم داخل تعین اس آیت میں تحت لا تحل لکم میں داخل ہو یمن کا تعین ہے
 کہ محبت و محرم یعنی اہلنا اور لا تحل کو مضمون واحد تصور فرماتے ہیں حالانکہ مضاف
 دونوں آیتوں میں تو یہ نسبت چند صنف کے ایجاب و سلب کا فرق ہے قال اس آیت کے

ابتداء میں مطلقاً عورتوں کے حلال نہ ہونے سے فرمایا تھا **اقول** بیشک کہ ایسا عام ہر ایسے کو جمع
معرف باللام جو گراہتا اور بھی آپ کو کھننا لازم تھا کہ قید میں بعد سے منکوحات موجودہ حکم میں
نہیں **قال** مگر الامت کہنے سے وہ عورتیں بستہ ہو گئیں جنہیں ان پہلی آیت میں ہوا
ایسے کہ مملکت مینیک اوس ملکیت کو بھی شامل ہو جو یہ سبب نکل جائے **اقول** آقا اللہ علیک کے
مصل ہوئی ہو **اقول** اول تو یہ بات غلط محض ہے کہ ملک میں ملک نکل کر بھی شامل ہو
بلکہ ہم اور پرست کر چکے ہیں کہ دونوں باہم متباہین ہیں یا ایک سابقہ میں نکل ساتھ بنایا گیا
اور نبات خالات اور احوال اور دیگر چیز صفت کے جائز تھا وہ مملکت کہنے سے کس طرح پڑتی
ہو گئیں اور نہ تو مملکت کسی طرح پر صادق نہیں آتا تو ملوک تھیں نہ فی الحال نکل میں
پہنچے اسد علیہ واکہ وسلم کی تحسین پھر وہ کس طرح پرستہ ہو گئیں **قال** اس پرستی معنی
یہ ہو لا یحل لک النساء من بعد و لا ان تبدلن من اول و لا یحل لک
ممن ھن الا ازواجکم الیہ انیت اجدھن او مما ملکت یمینک
تھا **اقول** لا رحا اللہ علیک خدا التک کیف تلوی لسانک
بکلمات ترد ما علی کتاب اللہ لیحسب الناس من الکتاب وما ہی
من الکتاب فنقول علی اللہ ما ینزل بہ سلطاناً تا و تبدل من تلقاء
نفسک ما لم یسطع الرسول صلعم ان یبدل لہ کما قال تعالی قل ما یكون علی
ان ابدا کہ من تلقاء نفسی ان ابعث الا ما یؤتی الی **قال** معنی یہ ہو کہ کہیں
حلال ہیں تجھ کو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ اولیٰ جو روایات کے اور جو روایں کرے اگرچہ
اور کما حسن تجھ کو اچھا لگتا ہو مگر تیری وہ جو روایں جن کا مہر تو دے چکا ہو اور جو تیرے ہاتھ کی
ملک ہو چکی ہیں اور نہیں سمجھو کہ اللہ نے تجھ کو دیا جو **اقول** معتبرہ عصر نے مضامین طرف کی تقدیر
غیر غائب کی جس کا ترجمہ یہ لفظ (اسکی) یعنی بعد دیا بعد دیا مگر پھر بھی یہ معلوم ہوا
کہ جس ضمیمہ کی ایسا ہی نسخہ ہیں یا اور کچھ اگر اور کچھ ہو تو اس قدر کی دلیل کیا ہو اور

لزم خشو اور بیکار ہونے کا نشانہ کا جسکی بحث مینا اور پرکھی ہو کیا جواب ہو اور ضمیر غائب ہو
 مرجع لفظ یا تقدیر کھان غائب ہو گیا اور جس کی ضمیر متصل کا مرجع جو مقدر متجاوزین تھے ان کے
 چونکہ تذکرہ جو ردون کا اوپر نے لفظ یا تقدیر یا یہ اضافہ اس طرح صحیح ہوا پھر کلمات
 (تیری وہ جو ردون جبکہ مرلوسے چکا ہو) اپنے کھان سے بڑھا آپ کو کچھ بھی خاک کا خوف آیا
 جو اپنے ارادہ اصلاح کلام پاک کا کیا بیان تو کوئی موقع تقدیر کا بھی نہیں ہو جو ہم سمجھیں کہ
 اوس مقرر کو آپ لفظون میں لائے ہیں **يُحْيِي فُؤَادَ الْكَلَمِ عَنْ مَوَاضِعِهِ قَوْلًا لَدُنْ**
يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ پھر جو اپنے
 لکھا کہ اور جو تیسے ہاتھوں کی انہیہ اور کس لفظ کے معنی ہیں آیت میں تو یہاں حرف واو
 نہیں یہ بھی اپنے دل سے گڑا پھر عربی میں لفظ او جس کے معنی یا ہیں گڑتے ہو اور وہیں
 اور جو ترجمہ حرف واو کا ہو نہ او کا لکھتے ہو اور پڑتے ہیں ازواج کو داخل مالکت مینک قرار
 دیتے ہو تفسیر عربی میں مالکت مینک کو قسم ازواج ٹھہرتے ہو تفسیر اردو میں بھی او کو
 ازواج پر مکتوف کرتے ہو کہ جس سے تغایران دونوں درمیان میں ظاہر ہوتا ہو عجیب
 کشمکش میں پڑے ہوئے ہو جائد کو خاک اور اگر چہ انا جانتے ہو **ثُمَّ يَدْعُوا فُلَانًا لِيُطْفِئُوا**
نَارَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نَارِهِ فِيهِ الْفُطَا کہ جنکا تو مہرے چکا ہو اور جس کو
 اللہ نے بجھے دیا ہو آیتیں کھان ہیں اس آیت کے کلمات اوس آیت میں اوس آیت کے
 کلمات اس آیت میں ملا کر مانند اہل کتاب کے قرآن کی تحریف کے محتہ بنے ہو یا دفرائے عید
وَرَأَى كَمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ لَقَدْ تَسْمِعُوا الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ وَكَانَ مِنْهُمْ لَقَرِيظًا
يَكُونُ أَلْسِنَتُهُمْ بِالْكِتَابِ لِحُسْبُوهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُمْ إِلَّا كِبَابٌ
وَقِيلَ لَنْ تَهْتَدُوا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُمْ إِلَّا عِزَابٌ لَنْ تَهْتَدُوا لَنْ تَهْتَدُوا لَنْ تَهْتَدُوا
الْكِتَابَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ بیکہ اور میں ایک ذریعہ کہ کتاب خدا کے ساتھ اپنی زبان کو جو
 دیتے ہیں تاکہ تم سمجھو اور سچ کو کتاب سے مالا نکرہ نہیں ہو کتاب خدا سے اور کتبہ ہیں کہ وہ خدا

طرف سے ہر حال کا نہیں ہو وہ خدا کی طرف سے اور بولتے ہیں خدا پر جھوٹ حالانکہ خود بھی
 جانتے ہیں پھر کہنے پر بیشتر معنی نمی کے یہ گہری تھے کہ تھخانے کو عرب کی زبان میں نمی
 کہتے ہیں اور سنسکرتی کو افار کے معنی میں کیوں بھول گئے بلایا خدا مغموم تھخین
 کے مطلقاً نے خدا پر اکتفا کرنا پاک ہر ادا کے خلاف ہر حال آیت پانزدہم و لا یستعملون
 و لا یصلحون ایما تھخین اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ عورتوں کو اپنی عورتوں کے اور جب کے
 مالک انہیں ہاتھ ہو چکے ہیں ماسے آگنا نہیں اقول یہ آیت بھی ظاہر ہو ثبوت ملکیت
 میں اس آیت اور ایشتم اور دہم میں ہم یہ تنصیر کرتے ہیں کہ مثلاً کسی ایذا
 مماثل مقوس نے بطور تحفہ کوئی چھو کر یا غلام کسی امیر مومنین کو دیا یا مہو جب اس سے
 عرب کے کہ جبکہ مطابق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کبار بقول آپ کے
 غلام و کنیزوں کے مالک ہو چکے تھے اس عرصہ میں کوئی شخص مالک ہوا تو اس کے پان
 آپ کیا فتویٰ دیتے ہیں اگر آپ یہ فتویٰ دینگے کہ وہ مالک و مٹکانہیں اور وہ تحفہ اور غلام
 و کنیز و مملوک نہیں اور اور احکام ملا کو کج جو قرآن میں ہیں وہ بھی اوپر جاری ہونگے
 تو ہم کہینگے کہ جو طریقہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جاری تھا اس کا بند کرنا
 آپ کے اختیار میں نہیں جب کہ خدا فرماتا ہو کہ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُولِ اللّٰهِ اَسْوَا مِمَّا
 تَوَّاب کا اجتہاد جو برخلاف اس کے ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا بلکہ سبب مخالفت کتاب اللہ
 تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسا جہد ہرگز مذکور نہیں ہر اگر آپ یہ کہیں ہا تھا
 خلاف کتاب اللہ کے نہیں اس لیے کہ آیات مذکورہ میں الفاظ ماضی کے واقع ہیں اس لیے
 وہ احکام شرعیہ جو تفرع ملکیت پر ہیں مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہیں تو ہم
 کہینگے کہ یہ جواب آپ کا چنڈ و جغلطی اول یہ ہے کہ تفرع احکام کا ملکیت ماضیہ مستلزم
 خصوصیت کا ساتھ ملکیت زمانہ ماضیہ کی نہیں اگر کوئی دلیل خصوصیت کی ہو تو بیان
 کرو تاہنا ہمنے مانا کہ تفرع احکام کا مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہر مگر نفس ملکیت

میں کی خصوصیت کی کیا دلیل ہو تاں زمانہ ماضی اس کے نزدیک کونسا زمانہ ہو کر یا وہ زمانہ
 جو پیشتر نزول آیات مذکورہ سے ہو یا وہ زمانہ جو پیشتر تفسیر احکام سے ہو مثلاً آیۃ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
 حَسْبُ عَذَابِ الْكَافِرِينَ اَزْ وَلِجُجْتُمْ اَوْ هَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ میں جو لفظ ملکیت بصیغہ
 ماضی واقع ہو اس سے کونسا زمانہ ماضی مراد ہو کر یا وہ زمانہ جو پیشتر نزول آیت سے ہی مراد ہو یا وہ زمانہ
 ماضی مراد ہو جو پیش از عدم حفظ فروج ہو یعنی تحقق ملکیت میں کا قبل از نزول آیت شرط ہو یا
 ملکیت میں کا قبل از مباشرت شرط ہو شق اول باطل محض ہو کہ چونکہ آیت مذکورہ مکلف ہو اور بلا شرط
 کہ مضمون قرآن کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا پس ہر گاہ جو پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بعد از ہجرت سب یا اپنی فقیر اور غنیہ اور اوطاوس وغیرہ میں
 عدوت ملکیت کا تحقق ہوا اور جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماریہ قطیبہ کو بعد ملک بدر لایا
 قبول دہیہ قوتس سنہ ہجری میں سہرہ یا یا تو ظاہر ہوا کہ شق اول ہرگز ہرگز مراد نہیں
 ملکیت ثانی ہر تحقق اور تعیین ہو اور اگرچہ آیت مذکورہ فی نفسہ دونوں شقوق کو محض بھی کہہ سکتا
 حقوق بیان فعل خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے بحضور و اجازت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شق ثانی میں مفسر ہو گئی کہ کسی
 تاویل تخصیص کی اوس میں گنجائش نہ ہو اور کچھ خصوصیت ساتھ زمانہ ماضی کے باقی نہ ہو
 اور سب توجہات آپ کی محض بے اصل و باطل ہو گئیں اگر آپ یہ کہیں کہ مراد ہماری زمانہ پہلا
 سے وہ زمانہ ہو جو قبل از نزول آیت اَلْمُؤْمِنَاتُ اَلْمُؤْمِنَاتُ اَلْمُؤْمِنَاتُ کے ہو تو ہم کہیں گے کہ آپ کا قول
 یہ ہو کہ اَلْمُؤْمِنَاتُ اَلْمُؤْمِنَاتُ اَلْمُؤْمِنَاتُ جو ہجری میں نازل ہوئی ہو اور ان آیات میں سے
 اکثر آیات قبل از سنہ ہجری بلکہ بعض آیات قبل از ہجرت بلکہ عظیمہ میں نازل ہو ہیں پس
 وہ آیات نظر ماوکل تھا کی طرح ہر سنہ ہجری جو بھی دلالت نہیں کرتیں چہ جا اگر اسکی
 قبلیت یا بعدیت ہر دلالت کریں اگر آپ یہ کہیں کہ آیات مذکورہ اَلْمُؤْمِنَاتُ اَلْمُؤْمِنَاتُ اَلْمُؤْمِنَاتُ
 خدا کے نسخ ہو گئے ہیں تو ہم کہیں گے کہ یہ قول آپ کا باطل ہے چند وجوہ اول تو یہ کہ ادا

نسخ ہونے کی آیت انا انزلنا القرآن وانا انزلہ اگر محض بدلیل صرف محکم اور قول زبانی بلکہ باطل محض ہے چنانچہ
 بحث اسکی خفیب کی دیکھی انشاء اللہ کے دو حصے یہ کہ بغرض محال اگر آیت مذکور کو نسخ سمجھا جائے تو
 تو صرف اس امر کی نسخ ہو سکتی ہے کہ مخالفین متخنین کو قیق کیا جاوے یا انکو قتل کیا جاوے اور ہر ارا
 استفتا اوس سے متعلق نہیں بلکہ استفتا نسبت اون ملکوں کے ہے جو بطور رہبر کے ملکوں ہوں یا
 جنکی خلائی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقول آپ کے بموجب رسم عرب کے جائز کھی تھی یہ جواز جو جب
 حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اسکا حرام کرنے والا کون ہے یا کوئی قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا ہے یا کوئی آیت قرآن کی ہے یا کوئی پیغمبر نبی جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 آپ کے زعم میں پیدا ہوا یا آپ ایسے رئیس المجتہدین اپنے زعم میں ہیں کہ جسکو نسخ احکام رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نسخ احکام قرآن کا منصب حاصل ہے یا دیکھیے اس عید کو ماکان
 یومین کا مؤمن کہ اذا قضی اللہ ورسولہ امر ان یشکک لکم فی شئ من شئ لکم فی شئ من شئ
 آخرہم ومن یضرب اللہ ورسولہ فقد ضل لا مہیناۃ تحقیق مذکور ہوا کہ انجلی بتا
 ہو گیا کہ کلمۃ المملکت یا حکم یا مملکت یا انہم یا مملکت مینیک جہان قرآن میں آیا ہے مفسر ہی در باب
 حدیث و ثبوت ملکیت کے مذکور ماضی و استقبال میں اور اوس میں کسی تاویل و تفسیر کی گنجائش
 نہیں ہر مان محمل نسخ ہی اور نسخ اوس کا کوئی پایا نہیں گیا پس بعد انقطاع وحی کے وہ آیات محکم
 ہوئیں در باب تناول زبان ماضی و استقبال کے پس قول صنف کا کلمات مذکورہ میں کوئی
 لفظ نہیں کہ قریت مستقبلہ پر دلالت کرے محض ہی اور ہر ہر مخالف آیات محکمات کے ہی
 اور ہر گز ہرگز لائن نفاذ و جواز کے نہیں اور معتقد اوس کا ہر گز مذکور نہیں واللہ اعلم بالصواب
 الصواب والیکم المرجع والکتاب یہاں تک بحث تھی کلمۃ مملکت میں کہ اس سے کیا مطلب
 ہے ایک قاعدہ کا یہ اپنے دل سے گھڑ کر پیش کیا ہے اگرچہ ایسی وہابیات بناوٹ ہے اصل پر ہر گز
 ضرورت تھی اگر ہر کوئی منظر ہو کہ فساد اجتہاد مجتہد عصر کا ان کے مقلدان کو عیاں دکھلا دیں تاکہ وہ
 دھوکے میں نہ رہیں اور خوب سمجھ لیں کہ تمہید قواعد شرعیہ ہر یک کا کام نہیں قطع

نہ ہر کچھ ہر بار فروخت دلبری دانہ	نہ ہر کراہید ساز دسکندری دانہ	نہ ہر کھڑون کراہید دوشنبہ
کلاہ داری و اکین مضر غی دانہ	یہ کام او نہیں ملکا کرام دارث ابیہ عظام کا ہر شخصوں کے حسب جاہ	
اور ہوا انسانی کو خاک میں ملا کر محض حسبہ شہر سعی منبع فراہی ہر اور عبادت و ریاضت و اتباع سنت میں مشغول رہی ہیں اور ان کی سعی خدا تعالیٰ کے نزدیک مشکور ہو کر حکم نشیری جو میراث انبیاء ہر اولیٰ غنائت ہوا ہر ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء		رباعی
سرد غم عشق و الہوس لہند	سوز دل پروانہ کس را ہند	عمرے باید کہ یار کیکنار
این دولت سر پہل لہند	مشنوی	اذکر و انس کار ہر او با نیست
ارجی بر پای ہر قلائس نیست	پیل باز پنج پد و شبان	خواب ہند خطہ ہند وستان
خرنہ بیند یچ ہندستان بچو آ	خرنہ ہندستان نہ کہست لغز آ	قال یہ بات صحیح ہو کہ قرآن مجید
<p>میں بہت سے افعال صیغہ ماضی سے بیان ہوئے ہیں حالانکہ جو احکام ان کے نسبت ہیں زمانہ مستقبلہ کو بھی شامل ہیں مگر افعال انسانی دو قسم کے ہیں ایک وہ کہ جبکہ تحقق وقوع دونوں ایک ساتھ ہیں مثلاً قتل کہ جب وقوع ہوگا اور تحقق بھی ہوگا پس ایسے افعال جو صیغہ ماضی سے بیان ہوں ان کے احکام مستقبلہ کو بھی شامل ہیں کیونکہ اذ تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہو مگر دوسری قسم کے افعال یعنی وہ جبکہ تحقق حکمی ہو تو اذ تحقق لغز بغیر موجود ہونے حکم کے نہیں ہوتا رقییت ایک حکمی شے جو توجیب تک حکم رقییت موجود نہ ہو تحقق تک کسی فعل انسانی سے نہیں ہو سکتا اور حکم رقییت قرآن مجید میں موجود نہیں ہے پس جو الفاظ متضمن معنی رقییت بصیغہ ماضی بیان ہوئے ہیں وہ رقییت مستقبلہ پر حاوی نہیں ہو سکتی اقول قولہ افعال انسانی الی قولہ تحقق بھی واقع ہوگا قابل تماشا ہر تحقق اور وقوع میں کیا فرق ہو دونوں معاہوتے ہیں مثلاً جب وقوع فعل ہوگا تحقق بھی اوسکے ساتھ ہی ہوگا جب فعل واقع ہوا تو ہر ایہہ تحقق ہو گیا ایسی چیز جبکہ وقوع میں آئے تو تحقق بھی اوسکا ہو گیا پس کوئی فعل ایسا نہیں کہ جبکہ تحقق وقوع</p>		

مفارقت کرے اگر آپ یہ کہیں کہ مراد ہماری وقوع سے لغزش وقوع ہو خواہ شرعاً ہو یا نہ ہو اور
 تحقق مراد یہ ہو کہ شارع نے بھی اوس پر یہ حکم کیا ہو کہ حقیقت میں فیصلہ تحقق ہوا مثلاً قتل
 کہ یہ چند خلاف شرع ناحق کوئی کسی کو مار دالے تو شارع بھی اوس پر حکم کرتا ہو کہ حقیقت میں
 قتل تحقق ہوا برضلاف رقیبت کے اگر کوئی مسلمہ حر کو اپنا غلام باجبر نیلے تو شارع حکم
 نہیں کرتا کہ غلام ہونا اوس کا تحقق ہو گیا تو ہم یہ کہیں گے کہ حال نواح کا بھی ایسا ہی ہو اگر کوئی
 شخص اپنے باپ کی منکوحہ سے نواح کرے تو گو کہ وہ نواح شرعاً تحقق نہوا مگر وقوع میں تو بیشک
 پھر بھی آیت محمدیہ میں اوسکو بلفظ ماضی تعبیر کیا گیا ہو حالانکہ وہ صیغہ زمانہ مستقبل کے واسطے
 بھی حاوی ہو کما قال تعالیٰ لَا تَنْكِحُوا آبَاءَكُمْ وَأَبَاءُكُمْ بِسَکْرَةٍ أَوْ بِعَدْوٍ أَوْ بِنِهْیَةٍ
 ملک میں کہ آپ کے نزدیک نہ مانا جائز اور اصول کبار ہو اوسکی نسبت آیت وَالَّذِينَ
 هُمْ لِفُرُجِهِمْ حَافِظُونَ اِنَّهُمْ اِذَا فُجِّرُوا حَصَوْا وَاصْتَوْا وَلَا يَخْفَعُ عَنْهُمْ اِنَّهُمْ لَمُحْضُونَ
 حکم و مبین میں صیغہ ماضی ہو حالانکہ حکم اوسکا زمانہ مستقبل کو بھی شامل ہو کیونکہ اگر
 زمانہ مستقبل کو شامل نہ ہو تو سر یہ نبانا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماریہ قبیلہ کو اور
 سر یہ نبانا اور اصحاب کا سبایا خیر و اوطاس وغیرہما کو حکم استنسا سے خارج ہو جاوے
 اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل سعید و صمیم استغنی عَزَّ وَجَلَّ ذَالِکَ وَلَئِنْ
 هُمْ الْعَادُونَ لَفُجِّرُوا بَعْدَ مَا عَاهَدْنَا لَكَ اَلَا لَظَنُ الْاَیْمَانِ کَفَرُوا وَلَوْ
 کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہو انتہی جناب یہ تو کچھ دلیل اسکی نہیں ہوئی
 کہ اس قسم کے افعال فعل ماضی مستقبل کو بھی شامل ہو ورنہ منحصر ہونا تحقق کا وقوع پر لازم
 اسکا نہیں کہ فعل ماضی اور افعال کا استقبال کو بھی شامل ہو اور چونکہ ملازم تحقق نہیں
 پس یہ بناوٹ بے دلیل آپ کی کسی صاحب عقل کے نزدیک تسلیم کے لائق نہیں ہو قولہ
 دوسری قسم کے افعال الی قولہ وہ رقیبت مستقبلہ پر حاوی نہیں ہو سکتی کیونکہ میں
 ہو سکتی پس کیا دلیل ہو بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ قول غلط محض ہو چنانچہ بیان اوسکا اسی

بہت کثرت سے لکھا اور الٰہی فیروز محمد حافظون ؑ الٰہی آذ و اوجہ
 اوہما ملکات لکھا مفسرین ہر جگہ فرماتے کہ حکایت قرآن مجید میں موجود نہیں انتہی
 یہی غلط فہم اور غلط فہم میں ہر ایک آیت کے بیان کرتے گئے ہیں کہ یہ آیت ظاہر ثبوت ملکیت
 میں اور یہ نص ہوا ہے مفسرین ہر جگہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ آیت ظاہر ثبوت ملکیت
 ہر جگہ ثابت نہیں ہے کہ ساری زبانوں پر لکھی اور یہ بھی نہ جانا کہ زبان اور تھا یا عورت تھی شعر
 چون ہزار زبان تو قدر لکھا ہر شخص کردہ تو دیکھا اب ہم علامہ آیات مذکورہ کے چند
 آیات قرآن مجید لکھتے ہیں جو اثبات قیت میں نص اور مفسرین قال تعالیٰ واعلموا انما
 نکتبکم فی کتابی کان فی حصۃ وللرسل ولدی القربی والیتامی المسکین
 وابن السبی ان کتبت امانتکم باللہ جانواس بات کو کہ جو کچھ غنیمت کرو کوئی شے تو
 تحقیق واسطے غنیمت ہی یا جو ان حصہ او سکا اور واسطے رسول کے اور واسطے قرآن مجید اور
 یتیموں اور مسکینوں اور سافروں کے اگر تم یقین لے ہو اس پر کچھ یہ بھی یہ آیت مفسرین اثبات
 کہ جو کچھ غنیمت میں سے کوئی چیز کیون نہ تو وہ ملوک ہی اگر کلمہ میں شے نہ تو تو بسبب تقسیم
 نص تھی اور چونکہ کلمہ میں شے سے احتمال تخصیص کسی شے کو اس قطع ہو گیا تو اب یہ آیت مفسرین
 اس باب میں کہ غنیمت کے کوئی شے کیون نہ تو تقسیم حیوان ہو یا انسان یا دیگر شے یا اسکا
 ایک ہی حکم ہر اب اس میں کوئی احتمال تاویل تخصیص کا باقی نہ رہا بلکہ احتمال نسخ باقی تھا مگر
 اس کے رد ان نزول وحی میں کوئی آیت یا حدیث یا نسخ کوئی دلیل نہیں ہے اب یہ حکم ہو گیا ہے
 انا بعد فحشا وریباہ وصفا یم کثیرا یاخذونہا وکان اللہ عینہا احکامہ
 یاخذکم اللہ مغانہم کثیرا یاخذونہا فاعجل لکم وھذا غنایت کی غنیمت
 فتح قریب اور بہت غنیمتیں کہ لینگے وہ ان کو اور ہر احد غالب ملکیت والا وعدہ کیا ہے ان
 نے جسے بہت سی غنیمتوں کا کہ لوگ تم ان کو شہنائی کی تمہارے واسطے اس غنیمت کی
 درباب غنیمت خیر نازل ہوئی ہیں اور چونکہ لفظ مغانم جمع ہے کہ الفاظ عموم میں ہر ایک

شخص جو در باب غنیمت سبایا و حیوان وغیرہ کے ارچہ و غنیمت غیر کثیر و وعدہ انما بجمع تھا تو یہاں تک
 اس میں سبایا بھی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں انس سے منقول ہے کہ قال صلی اللہ علیہ وسلم العجم قریبا
 من خیر من یغسل ثم قال اللہ اکبر خیر لہا اذ انزلنا بساکتہ قوم فساء صباح
 المذذین فخرجوا یسعون فی السکک فقتل البقی صلحہ المقاتلہ و سبی الذریتہ
 و کان فی السبی صفیۃ فصارت الی و حیتہ الکلبی ثم صارت الی البقی صلحہ ف جعل
 عتقہا صدقہا اور دو تہری روایت بخاری میں ہے سبی البقی صلحہ صفیۃ فاعتقہا
 و تنجہا فقال ثابت لانس ما صدقہا قال اصدقہا نفسہا فاعتقہا سنن
 ابو داود و میں روایت ہے کہ کان للبقی صلحہ سہم بدعی الصفی ان شاء عبد او ان شاء
 امہ وان شاکفہا یا اختارہ قبل الخمس پس مسبب بحق بیان غنیمت کے کہ غنیمت سے
 شمول سبایا کے مفسر ہو گیا کہ احتمال تاویل تخصیص اس میں اب کچھ باقی نہ رہا ہے آیت
 مَا أَفَاءَ اللَّهُ مَحَلٌّ رَّسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فِي اللَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِی الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
 وَالسَّائِلِینَ وَابْنِ السَّبِيلِ غنیمت کہ بطور فرقہ دی اللہ نے اپنے رسول کو اہل قرعہ سے
 پس وہ سب سے اول کے اور رسول کے اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور سافروں کے
 فقط ما در سے یہاں غنیمت ہے کہ کفار عرب اسلام سے بغیر نہ ملائی قتال کے بھاگ جانا
 اور بلا امتیاز تہذیب و غنیمت ہاتھ آجائے و کیوں لفظ خود با قرار محمد صاحب کے مہیوں کہ
 بھی تناول ہو شکوہ میں حدیث میں ابن عباس کے نقل کی ہے عن ابی بکر الصدیق
 قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنة سبی للکفر قالوا یا رسول اللہ صلعم
 اخبرتنا ان هذه الامۃ اکثر الامم مملو کین و یتامی قال نعم فاکرموہم ککرامۃ
 اولادکم و اطعموہم ما تاكلون الحدیث دیکھو نفس میرے اس باب میں کہ نسبت
 استخوان کے اس امت میں لونی غلام زیادہ ہونگے اور یہ بطور انعام کے بیان فرمایا ہے اور
 اسکی یہ ہے کہ جہاں اس امت میں بہ نسبت اور استخوان کے زیادہ ہوگا اور ملک کسری قصبہ

اور راجگان بند وغیرہم کے قہر و جہاد ات آدگی اور سبایا بہت آویگے چنانچہ سفیر مہربانی
 بروقت مقابلہ بادشاہ فارس کے سپہ سالار کھتے ہیں کہ اخبذنا لبینا صلعم عن رسول اللہ
 لکننا انہ من قتل مناصار اللہ الخ فی نعیم لم یضلہا قط و من بقی من اهلک لرقابکم
 خبر دی ہوا کہ ہمارے سفیر نے بطور بنیام کے ہماری رپ کی طرف کہ جو مارا جاویگا ہم میں سے تو جیگا
 بہشت میں اور ایسی نعمت میں کہ اس کے مانند دیکھی ہی نہیں گئی اور جو بچ رہے گیگا ہم میں سے
 وہ مالک ہر گاہ تنہا ہی گرو نوں گا اور اعدائے صحیحہ اس بلب میں بہت ہیں چند حدیث کا بیان
 عنقریب آویگا اور چند بیان لکھے جاتے ہیں صحیح بخاری میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے قال
 قال رسول اللہ اہلت لی الغنائم و در سری روایت میں ابی ہریرہ سے جو قال قال رسول اللہ
 صلعم اصل اللہ لکن الغنائم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ اہلنا انکم جعلہم اللہ تحت
 ایدیکم الحدیث دیکھو ان احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہو کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے واسطے
 غنائم کو کہ جنہیں سبایا بھی داخل ہیں حلال فرمایا ہمارے بھائیوں یعنی نبی آدم کو ہمارے بھائیوں
 یعنی نبی ملوکہ ہمارا اور اوپر ہم حدیث دیکھو نبی انصاری کی فضل کہ چلے ہیں کہ حسین
 سے کہ تم قتل کرنے لڑنے والوں کا اور لونڈی غلام بچاؤریت کا دیا اور پیغمبر اصل اللہ علیہ السلام
 وسلم نے فرمایا کہ لغد حکمت حکم اللہ یعنی تو نے اسی سے حکم کیا ساتھ حکم خدا کے پس میں
 حیران ہوں کہ محمد ص کو کیا ہو ابھی کہ ایسی ہی خصوص مضرت سے روگردانی فرماتے ہیں
 و امرہ الی انس قال انظر قیت یہ لفظ چار جگہ تکرار مجید میں آیا ہو چنانچہ ان آیتوں کو جن میں یہ
 لفظ ہو ہم اس میں کہتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ ان آیتوں میں کسی طرح حکم قیت سے قبلہ مستنبط نہیں ہوتا
 اقول ہم بھی ہر ایک آیت کے ذیل میں تفسیر محمد ص کی کر سکیے اور دوام قیت کو تا
 کر کے قال آیت اول سورہ نسا میں فرماتا ہو و کان یومنین ان یقتل و فہمنا الکفار الخ
 قتل و فہمنا الکفار الخ یہ خبر قبضہ مؤمنین و دینہ مسلمہ قال اہل اللہ ان یقتل و فہمنا الکفار الخ
 قتل و فہمنا الکفار الخ یہ خبر قبضہ مؤمنین و دینہ مسلمہ قال اہل اللہ ان یقتل و فہمنا الکفار الخ

مَوْحِدٌ مِّنْكُمْ لَمْ يَجِدْ فِصْيَامَ عَشْتَيْنِ مِثْلَيْنِ مِثْلًا يَبِينُ لَكُمْ رَبِّ مَوْلَانِ اللَّهُ وَجْهًا لِلَّهِ
 عَلِيًّا أَحْكِمًا مَّسْلَمَانِ كُونَيْنِ بَيْنَكُمْ مَسْلَمَانِ كُونًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا
 لَمَّا بَنَانِي سَ كَسِي سَلْمَانِ كُونًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا
 كَرَسَ اَوْ رُخُونِ بَهَا و سَ اَوْ سَ اَوْ رُخُونِ كُونًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا مَّسْلَمًا
 دُشْمَنِ كِي قَوْمِ بَيْنِ قَوْمِ اَوْ رُخُونِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ
 مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ اَوْ رُخُونِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ
 اَوْ رُخُونِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ مَّسْلَمَانِ
 اس ترجمہ میں چند غلطی ہیں اول (یہ کہ لکھانی سے مراد دیا ہو) ترجمہ صحیح نہیں ترجمہ صحیح صرف
 اس قدر ہی (گلو لکھانی سے) دوسرے (گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک برہ
 آزاد کرے اور خون بہا دیکو اوسکے وارثوں کو) یہ ترجمہ سراسر غلط ہے مقید عصر نے جملہ کتبہ
 جو نبوت و دوام پر دلالت کرتا ہے ساتھ جملہ غلطی کے بدل ڈالا ترجمہ صحیح یہ ہے لکھانی آزاد کرنا
 ایک برہ مومن کا اور خون بہا مومن ہی اوسکے وارثوں کو تیسرے اگر وہ تھا کہ دشمن کی قوم
 میں سے تھا (غلط ہی کان بیان واسطے نبوت کے ہی جس طرح کان احمد علیہ السلام میں صحیح
 ترجمہ قریم لکھا کہ وہ ہی اوس قوم میں سے جو تھا کہ دشمن ہیں) چوتھے (وہ مسلمان تھا
 غلط ترجمہ ہی جملہ اسمیہ مالیہ کو فعلیہ سے بدل ڈالا صحیح یہ ہی (اور وہ مسلمان ہی) غلطی
 کہ لفظ ہی جو تھے ترجمہ میں لکھا ہی اوس سے مراد مخصوص زمانہ سال نہیں بلکہ تقسیم سال
 مقصود ہی کان نبوتیہ کا ترجمہ کے واسطے کوئی لفظ اردو میں موضوع نہیں لکھا لفظ ہی
 اوس کا ترجمہ کیا گیا پانچویں (اگر ایسی قوم میں سے تھا) یہاں بھی کان نبوتیہ ہی مخصوص
 ماضی سے نہیں اور چھ کلمہ ان جو ماضی کو بھی مستقبل کہتا ہی کان ماضی ہی ترجمہ اوس کا لفظ
 تھا کسی طرح پر درست نہیں چھٹے (خون بہا اوسکے وارثوں کو اور آزاد کرے
 مسلمان برہ) یہاں بھی جملہ اسمیہ ہی اوس ہی اس سے پیشتر بھی جملہ اسمیہ ہی اوس کا

ترجمہ صحیح یہی کہ غفلت بہانہ مفروض اس کے وارثوں کو اور آزاد کرنا ہی ایک برہمن کا
تحریر رقبہ بحسب اقتدار النفس صان اور ثبوت رقیبت کے دلالت کرتا ہے کیونکہ بدون ثبوت
رقیبت کے تحقق تحریر تصور نہیں اور چونکہ یہاں جس قدر جملات ہیں سب اور ثبوت اور و ا
وال ہیں تو بد نسبت اس آیت کے یہ قول مجتہد عصر کا کہ اس آیت سے حکم رقیبت مستقبلہ کا ضبط
نہیں ہوا محض غلط ہے آیت میں حکم ہی تحریر رقبہ کا اور یہ حکم باقتدار النفس مثبت رقیبت ہوا اور
چونکہ تحریر رقبہ جملہ اہم ہے کہ وہ ام پر دلالت کرتا ہے اور یہ حکم بھی زمانہ ماضی کے ساتھ مخصوص
نہیں ہے پس جو مال اور مکان زمانہ ماضی کے ساتھ ہو وہی بد نسبت و ا کہ یہ غرض کہ اس آیت سے
اقتدار ثبوت رقیبت کا بلا خصوصیت زمانہ ماضی کے واضح ہو قال اللہ تعالیٰ نسوہ ما ندہ
میں منسوخ یا لا یأخذ کہ اللہ بالتعوی فی ایمانکم و لکن یأخذ کہ یجاء عقد ثم
الایمان فکفار تہ اطعام معسر تو مساکین میں ای سبط ما یطعمون ان اھلکم
ان کسوا لھم ان تحرم یوم رقبہ حصہ لکم یجید قصیام نلثہ ایام اللہ تعالیٰ تمہیں کہتا
تھا ہی بیگانہ قسموں پر اگر کپڑا ہی جو سپر چنے مضبوطی سے قسم کھاتی تھی بھراؤ مسکافہ
دس محتاجوں کو متوسط درجہ کا کھانا کھانا جیسا کہ تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انکو
کپڑا پہنانا یا مسلمان بردہ آزاد کرنا ہے اور اگر نہ تو میں دن روز رکھتا ہوں اقول
بہت ہی غلط ترجمہ کیا یا عقد تم الایمان میں عقد تم یہ زمانہ ماضی ہی مگر مراد ماضی بد نسبت
مواخذہ کے یہ جیسا کہ ہم اور اس قسم کے افعال میں ٹھہرا چکے ہیں ماضی بد نسبت وقت
نزول آیت یا اور کسی وقت کے نہیں جیسا کہ مجتہد عصر نے ملکت ایمان میں خیال بندی کی ہے
پس ترجمہ عقد تم کا اس طور پر کہ مضبوطی سے قسم کھاتی تھی کہ جس کا خاص قسموں ماضیہ کا
تعلق ہو جائے غلط محض ہے ترجمہ میں لم یجد کا بہت ہی غلط لکھا ہو لم یجد فعل متعدی ہی
وجہ المطلوب یجدہ اور کہ قال تعالیٰ لی جک واللہ حقاً بابا حنیفہ دنی احمدی وان
وجہناہ لھن وقال الطیب شعر وقد وجدت مکان القول ذاسعہ عدوان

و جدت لساناً فادلاً نقل مجتہد عمر بن عبدالمطلب و اقصیت کے لغات عرب و سکا ترجمہ
 بلفظ لازمی یعنی (نسل) کیا ظاہر اسباب کلام مجتہد اور نکولاً ذکر مفعول نظر آیا تو یہ سمجھے
 کہ فعل لازمی ہو یہ سمجھے کہ بسبب دلالت ماضی کے کچھ ضرورت نے مفعول کے نہیں ہو علاوہ
 بران مقصود و تعمیم تنویر تہمون کفارہ ہو اور قرضید اس پر دلالت کرتا ہو اگر مفعول خمیر الی جاتی
 تو تعمیم میں ابدی المنظرین اشتباہ ہوا کہ شاید مرجع اسکا وہ ہو جو لفظوں میں قریب ہوا کہ
 اعادہ سبب اس کا کیا ہوتا تو اظہار مغل تھا لہذا بلاغت قرآن تقضی اسکی ہوئی کہ مفعول
 کو حذف کیا جاوے غرض کہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ پس جو شخص کہ نہ پاوے (یعنی بنوں قیسوں) کفارہ
 کہ تو تین دن کے روزے ہیں بیان دلالت اس آیت کا نبوت و دوام بقیت پر مثل بیان
 آیت اولی کہ ہو قال آیت سوم والذین یظاہرون ان من انبیاء الحق یبعثون
 لما قالوا یخرجون ربنا من قبل ان یتیماسا ذلک انما یظہرون ان یم والذین یمتھلون
 حیدرہ عنکم یجئ فصیام شھین متناہین من قبل ان یتیماسا فمن یمتھل یمتھل
 فاطعام سیقین منسکینا جو کوئی تم میں سے اپنی جو روں میں سے کسی کو مان کہہ بیٹھے اور بچو
 بات کہی تھی اوسے پھر چاہے تو آزاد کرے ایک بڑھاپی جو رو کو چھوٹے سے پہلے اس سے
 نکالو نصیحت ہوگی اور افسوس ہوتا ہے جو تم کرتے ہو پھر سکوٹے تو وہ دھننے برابر رو کر کے اپنی
 جھوٹے سے پہلے اور جو نوکر کے تو سائے محتاجوں کو کھانا کھلاو اقول یہ ترجمہ بھی بہت
 غلط ہے اگر تم اوسکی سب غلطیوں کا بیان کریں تو بہت طول ہوتا ہے معنی تھما میں غلطی کی
 ہو معنی بیوقوفوں لما قالوا میں غلطی کی ہو اور اور کلمات کے ترجمہ میں بھی غلطی ہو اگر جس قدر
 غلطیاں کہ اس بحث سے متعلق ہیں اور نکاح بیان کیا جاتا ہے اول آزاد کرے غلط ترجمہ ہو گیا
 تحریر رقیبہ حیات اہمہ جیسا پہلی آیات میں تھا مجتہد نے اوسکو قلیلہ کر دیا دوم تم یکساں ترجمہ
 غلط غلط کیا جیسا پہلی آیت میں غلط کیا تھا بیان نبوت قیت کا اس آیت میں غلط
 آیات سابقہ کے ہو قال آیت چہارم فذ ذریۃ اقول اس آیت کی بیان شروع کتاب میں

ہر چکا ہوا ان سب آیات سے ثبوت غلامی کا شرعاً بلا قید زمان ماضی و حال تو قبل ثابت ہو گیا ہے کہ
 محل تحریر قرین شرعی ہو اگر بموجب حکم شارع کے کوئی شخص ضیق نہ ہو تو اس کی آزادی کافی نہیں ہے
 شلا کسی شخص نے اپنے باپ یا اور ذی رحم محرم کو کیسی کو یا مجبور غلام بنا رکھا ہو اور وہ ان کلمات
 میں اس کو آزاد کر دے تو کفارہ ادا نہ ہو گا پس ان آیات سے ظاہر ہوا اسناد قول مجتہد عصر کا کہ قرین
 موجود کو بموجب رحم باہلیت کے غلام کی نہ بنا رکھا تھا اسے شرعی غلام تھے قال ان تمام احکام
 میں جو غلام نہ ملنے کی حالت میں اور دوسری قسم کے کفاروں کا ذکر آیا ہو اس پر قریب سے فقہ
 معدوم ہونے پر اشارہ نہ کر سکتا ہو اقول بشرطیکہ آپ صاحب اجتہاد صاحب فتاویٰ ہند
 اشارہ غفلت دان ہو ورنہ نہیں ہم آپ کی اسی غلط فہمی کے سبب جہاں کہیں کہنے ترجمہ لم یبرک
 خطے لکھا ہے آپ کی تعلیم کرتے چلے آئے ہیں اب سمجھیے کہ پناہ بخشی شخص کا کسی چیز کو مستلزم معدوم
 ہونا اس کے وجود کا نہیں ہو سکتا اگر یہاں لفظ نہ ملنے کا ہوتا مگر اس کا کہ اپنے ترجمہ کیا ہے ت بھی
 کوئی صاحب فہم یہ اشارہ سنوئی آپ کا سمجھتا کیونکہ یہاں مطلق نہ ملنا نہیں ہو بلکہ آپ ہی کے ترجمہ کے
 مطابق نہ ملنا مفید کسی فرد کے ساتھ ہو اور غلام ہو کہ کسی ایک فرد یا کئی فردوں کو نہ ملنا کسی چیز کا
 مستلزم اس کا نہیں کہ وہ چیز فی نفسہ معدوم ہو جاوے مثلاً دولت ایمان کسی شخص کو نہ ملے یا کوئی
 پناہی یا حج بیت اللہ کیونکہ ملایا اور سننے اور سکونہ پایا تو اس سے لازم نہ آیا کہ دولت ایمان اور حج بیت اللہ
 فی نفسہ معدوم ہو پس آپ نے معنی لم یجد کی تبدیل میں کوشش بھی بہت کی مگر وہ کچھ حاصل نہ ہوا
 آپ کے اس اشارہ پر محتاج نہیں بھی لکھا ہوں کہ آیت اولیٰ میں میسر ہونے رقبہ کا ذکر ہو اور آیت
 ثانیہ میں میسر نہ ہونے طعام ساکنین اور ان کے لباس کا بھی ذکر اور آیت ثانیہ میں ذکر میسر نہ ہونے
 روزوں کا بھی ہو پس مطابق آپ کے اجتہاد سرابا سار کے ان سب چیزوں کے معدوم ہونے پر
 زمانہ مستقبل میں اشارہ نہ کر سکتا ہو اور جب سب امتنان کفارہ کے معدوم ہونے پر اشارہ نہ کر سکتا ہو
 تو ان کے اجتہاد بنے بنیاد کے مطابق لغو ہو جائے احکام الہی اور اینٹ کے لیے سب ڈھانے پر بھی
 زمانہ مستقبل میں اشارہ نہ کر سکتا ہو البتہ اذامہ تھا وہ ٹکڑا ٹکڑا ہوتا تھا مثلاً آپ کوئی مجتہد دوسرا لکھا

معارضہ کر کے یہ کہ آیا وہ منکر کلمہ کی استطاعت منکر وطیلاً کہ ان کی تکلیف اللہ تعالیٰ عنایت
فیہن مما مسکت ایما منکر و من فیما منکر اللہ عنایت میں جو قبول کرے بے آزادہ عورتوں کے عدم
استطاعت نکاح کے حالت میں کثیر کون کے نکاح کا ذکر آیا تو اس سے معدوم ہوئے استطاعت نکاح
زمانہ آزادہ پر زمانہ مستقبل میں اشارہ نکل سکتا ہو پس بموجب اوس نص کے نکاح ساغہ کثیر کون
کے ہی باقی رہا اور چونکہ نکاح وجود منکر کو مستلزم ہو تو وجود کثیر کون کا زمانہ مستقبل میں بموجب
اس اشارہ کے ثابت و متحقق ہو گیا فرمائیے کیا جواب دیجیے گا شعر غلامیکہ آپ جہاں رہا آج
آمد و غلام بہر و نہ مکملہ مستقیم قرآن میں ہے فان لم تحبوا مساؤ فلیکون اصحاباً طیباً
الایہ یعنی اگر دشمن کے لیے تم باپنی بناؤ تو تمہیں کہہ پاؤں مٹی سے یا آپ کے ترجمہ کے مطابق یہ کہنا چاہیے
کہ اگر تم باپنی بناؤ تو تمہیں کہہ پاؤں مٹی سے آپ کے اجتہاد کے مطابق لازم آیا کہ چونکہ اس حکم میں باپنی مذکور
حالت میں تمہیں کا ذکر آیا ہے اس سے زمانہ مستقبل میں باپنی کے معدوم ہونے کا اشارہ نکل سکتا ہو پس اشارہ
اور نکتے تو اور بھی بہت ہیں مگر فرصت کم ہے اور کتاب طویل ہو گئی جاتی ہے و العاقل تکفیه طاشا
اگر عاقلی یک اشارہ بسست قال الرقاب قرآن میں دو جگہ معنی عبد آیا ہے مگر کوئی لفظ بھی
اور ان تینوں کا جنہیں یہ لفظ ہو رقیقت مستقبلہ پر دلالت نہیں کرتا انتہی اقول اگر احکام آیتوں
کے مخصوص کسی زمانہ انہی کے ساتھ ہیں تو بیشک زمانہ مجتہد عصر کا صحیح ہے لیکن اگر وہ احکام در
مستقبل کے بھی ہیں تو آیات کی رقیقت مستقبلہ پر دلالت کرنے میں کیا کلام ہو پس کہنا چاہیے
کہ احکام آیات مذکورہ مخصوص ساتھ زمانہ رضی کے ہیں یا زمانہ آئندہ کو بھی شامل ہیں اگر شق
اول ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا صحیح ہے اور اگر شق ثانی ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا خلاف نصوص و ظواہر
قرآن کے غلط اور اجتہاد مقابلہ قرآن ہے اور یہ لفظ حدیث میں بھی وارد ہے کہ مجتہد صاحب
اوسکو چھوڑ گئے ہم اوسکو لکھتے ہیں بخاری میں منہن حدیث جنگ کسری میں منقول ہے پھر
لکھتے ہیں حتی اذا اکنا بارض العدا خرج علینا عامل کسری فی اربعین ألفا فقال
الغیرة سئل عما شئت قال ما انتم قال نحن اناس من العرب کنا فی سقاء شدید

وبلد سندید غصہ الجلد والنوی من الجحیم ونلبس الوبر والشعر ونقب الحجر والشجر
 فبینا نحن كذلك اذا فی رب السموات ورب الارض الینا نبیا من انفسنا نعرف
 اباه امه فامرنا نبینا رسول ربنا ان نقا تلکھ حتی نقبہ واللہ وحدہ او تقود الخیرۃ
 واخبرنا نبینا صلصم عن رسالہ ربنا انہ من قبل منا مہار الی الحبۃ فی نعیم لم یر مثلھا قط
 ومن بقی هنا ملک وقابکھ الحدیث خلاصہ ترجمہ ہے کہ مغیرہ کہتے ہیں غمزدی ہی ہو کہو ہمارے بنی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے رب کی رسالت سے کہ جو بارہ جاوے گا ہم میں سے جاوے گا
 بہشت میں ایسی عیش میں کہ جسکے مانند کبھی دیکھا ہی نہیں گیا اور جو بیچ رہے گا ہم میں سے
 مالک ہووے گا تمھارے قباب کا یعنی فارس کے لوگ ہمارے غلام ہونگے خیاب مجتہد صاحب
 بیان تو کسی تاویل و تحریف کی گنجائش ہی نہیں ہے ہی قال آیت اول سورۃ البقرۃ البصر
 نے اون باتوں کو جو آیۃ والسائلین وفی القاب میں بیان ہوئے ہیں نیکیاں لگائی اور
 انہیں کہ ساتھ مسافروں اور سالکوں کو خیرات دینا اور بدہ آزاد کرنے میں روپیہ خرچ کرنا نیک
 کام فرمایا ہوا قول پوری آیت یہ ہر کس الیہ ان توکل الی حبی ھک و قبل الیہ فی القاب
 والکن الیہ من امن بالله والیوم الآخر والصلوۃ والکتاب والسیئۃ واتک الیہ من
 علی جہم ذوی القربی والیتا علی والساکین قاتل السبیل والسائلین وفی القاب
 واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ الآیہ نہیں ہے نیکی یہ کہ پھر وتم اپنے مومنہ مشرق و مغرب کی طرف
 لیکن نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لایا خدا پر اور آخر دن پر اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر
 اور مال کو اسکی محبت پر قرابت والوں اور یتیموں اور سکنینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو
 اگر وہ فاقہ بچھڑانے میں اور قائم کیا ناز کو اور دی زکوۃ الآیہ کو کچھ بھی عقل سے وہ نہیں کہہ سکتا
 کہ وہ نیکیاں جن کا بیان اس آیت میں ہے مخصوص زمانہ ماضی کے ساتھ ہیں اور زمانہ آئندہ کو
 نہیں مگر ان مجتہد عصر سے بعید نہیں کہ فرمادیں کہ اس آیت میں لفظ اسن اور اتی اور اقام
 سب صیغہ ماضی کے ہیں اس بنا پر آیت کو مخصوص زمانہ ماضی کے ساتھ ٹھہرا کر زمانہ آئندہ کی بطلت ہے

کوئی بھی وہ ہے جو کوئی ایمان لاچکا ہو اور جسے چکا ہو مال تو اسے واروں اور یتیموں اور مسافروں اور
 اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور قائم کر چکا ہو نماز کو اور جسے چکا ہو زکوٰۃ کو
 آیت کو اور نیکی ایمان اور خیرات اور رقیقت اور نماز پڑھنے اور ادا کرنے کو زکوٰۃ مستقبلہ پر
 دلالت نہیں پس اس کے جواب میں اسی قدر کافی ہو کہ جب آپ کے نزدیک آیت کو نیکی ایمان
 خیرات اور نماز اور زکوٰۃ پر زمانہ تقبل میں کچھ دلالت نہیں اور آپ اور اس سے دست
 بردار ہیں تو ہوا آپ اس آیت میں زیادہ تر کچھ مباحثہ نہیں وصایا کے لئے اے اللہ کے رسول
 قال آیت دوم انما الصدقات للفقراء والمساكين والاعمالین علیہا والو
 ثلثہ یختر فی الزکاۃ سورہ توبہ میں اسد صاحب نے زکوٰۃ کے روپے کا خرچ بتلایا ہے
 کہ کھان کھان خرچ ہوگا ایسے ساتھ بتلایا کہ بردہ آزاد کرنے میں بھی خرچ کیا جائے گا
 اقول احمد شریبان تو مجتہد بھی قابل ہے اس کے کہ آئندہ کو مصروف زکوٰۃ یہ لوگ ہیں
 جنکا آیت میں بیان ہوا اور منجملہ کئے غلام بھی ہیں کہ جس نے آزاد کرنے کے واسطے مال زکوٰۃ
 دیا جاوے گا پس یہ آیت ظاہر ہے وجود لونڈی غلاموں کے باب میں زمانہ آئندہ میں لیکن اگر
 مجتہد بھری کسی دلیل قطعی سے انہی ادا ہو سکے اور معدوم ہو جائے کسی زمانہ مستقبلہ میں ثابت
 کر سکیں تو ثابت کریں مگر یہ اونسے ہرگز نہ ہو سکیگا قال لفظ عبد معنی غلام تین چار
 قرآن مجید میں آیا ہے اور اس سے بھی رقیقت مستقبلہ پر استدلال نہیں ہو سکتا جو آیت
 اول ولعبد مومن خیر من خیر من غیرہ ولو اتعجبکم اسد صاحب نے مسلمان ترکو
 مشرکین کا شادی کرنے کو منع کیا ہے اور بطور تاکید کے یہ فرمایا ہے کہ مسلمان غلام بھی
 مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ مشرک کو اچھا معلوم ہوتا ہو اقول چونکہ یہ آیت جائزہ ہے
 اور جناب مجتہد دہرے بھی ترجیح بجا لا سمد کیا اور جلالہ امیہ دلالت دوام و ثبوت پر
 کرتا ہے پس دلالت آیت کی رقیقت مستقبلہ پر اقلہ من الشمس ہوئی مجتہد دہرے پر لازم تھا
 کہ لفظ اچھا ہی کی جگہ اچھا تھا کہتے اگرچہ نادان فی حدیث سے تو ثابت ہوتی جیسی اور حکم

ہوئی مگر مطلب تو بظاہر ثابت ہو جاتا ایسا ہی آیت دوم یعنی الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْعُزَّةُ بِالْعَبْدِ
 میں جناب مجتہد خود ہی رقیق مستقبلہ کے متفرق میں ترجمہ فرماتے ہیں کہ اگر غلام کو مار کر تو غلام
 مارا جاو اور دعویٰ یہ تھا کہ رقیق مستقبلہ پر استدلال نہیں ہو سکتا معلوم نہیں کہ استدلال
 کس چیز کا نام سمجھتے ہیں اور آیت سوم یعنی صَرَكَ اللَّهُ مَثَلًا لِّكُلِّ كَاذِبٍ مِّنْهُمْ جَعَلَ
 کلام نہیں کرتے یہاں تذکرہ عبد ملوک کا بطور مثل کے ہو بیان کوئی حکم شرعی ملوک کو جو پر
 متفرع نہیں جیسا کہ اور آیات میں ہو قال لفظ اتہ قرآن مجید میں دو جگہ ہو اور کسی جگہ
 بھی رقیق مستقبلہ کا حکم نہیں پایا جاتا اقول یہاں بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ آیات جن میں
 یہ کلمہ ہو صرف زمانہ ماضی کے ہی ساتھ مخصوص ہیں یا نہیں بر شوق اول مجتہد صاحب کا
 اجتہاد صحیح ہو و بر شوق دوم غلط قال آیت اول وَكَأَنَّهُمْ مِّنْ خَلْقِ غَيْرِهِمْ مِّنْ مَّشْرُكَةٍ
 اقول بیان اسکا بعینہ بیان وَكَأَنَّهُمْ مِّنْ خَلْقِ غَيْرِهِمْ مِّنْ مَّشْرُكَةٍ کا ہو قال
 آیت دوم وَأَنَّهُمْ كَالْإِنَّمَاءِ مِمَّنْ عَدَدُوا إِلَىٰ عِبَادِكُمْ وَآمَنَ بِكُمْ وَخَلَعُوا
 مسلمان راندوں کا اور نیک چلن اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا اقول دیکھو یہ حکم
 زمانہ ماضی سے متعلق نہیں بلکہ زمانہ مستقبلہ کی واسطے ہو کیونکہ حکم امر متعلق بزمانہ ماضی ہو ہی
 نہیں سکتا پس متفرع ہونا ایک حکم شرعی کا لونڈی غلام پر ہر اندہ بظاہر الاتیہ دلالت کرتا ہو
 وجود و ثبوت شرعی لونڈی و غلام پر زمانہ مستقبلہ میں قال لفظ فقیات قرآن مجید
 میں دو جگہ یعنی لونڈیوں کے آیا ہو الی قولہ آیت اول سورہ ف کی آیت ہو ذیل لفظ
 مَمْلُکَتِ میں بیان ہو چکی ہو اقول پوری بحث اس کلمہ پر اس جگہ نہیں ہوئی اب ہم
 وہ آیت پوری لکھتے ہیں وَمَنْ كَرِهَ لَكُمْ شَيْئًا فَتَسَلَّطُوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ لَهُمُ الْهَبَاتِ
 الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَمْلُکَتِ أَيْمَانُكُمْ مِنْ قَبْلِكُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
 عَزَّ وَجَلَّ يَأْتِيكُمْ مِنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَاعْلَمُوا
 أَنَّكُمْ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْتِيكُمْ مِنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

فَإِذَا أَحْصَيْنَا فَإِنَّ الْإِيمَانَ بِمَا كُنْصِفُ مِنْكُمْ مِنْ نَصْفِ مَا عَلَى الْخَصَائِفِ مِنَ الْخَلْقِ وَالْخَلْقِ وَالْخَلْقِ
 مِنْكُمْ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَاصْبِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ يَخْفَوُكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ بِكُمْ وَاللَّهُ يَخْفَوُكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ بِكُمْ وَاللَّهُ يَخْفَوُكُمْ
 سُنَنَ الَّذِينَ عَزَمُوا عَلَى اللَّهِ وَيَعُوبُ عَلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَالِمُ حِكْمِهِ وَاللَّهُ عَالِمُ حِكْمِهِ وَاللَّهُ عَالِمُ حِكْمِهِ
 عَلَيْكُمْ وَمَنْ يُدِ الْإِيمَانَ بِمَا كُنْصِفُ مِنَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَحِلُّوا مَيْلًا عَظِيمًا مِنْ اللَّهِ أَنْ تَحِلُّوا
 عَنْكُمْ وَخَلَقَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا هَاسٍ آتِ سَكْرَةٍ وَأَمَلَاتِ مِنْ كَلَامِ كَافِرٍ وَنَزَعِينَ كَيْدٍ مِثْلَ
 اسكے جو کلمات ہیں اور آیات میں واقع ہیں اور میں کلام مفصل یہ چکا ہے جس میں کلام انہیں بھی عز
 گریبان جو بعد بیان جواز نکاح کثیر کے یہ فرمایا وَیَعُوبُكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعْنَةُ
 ہدایت کرتے کو طریق اور لوگوں کے جو تم سے پہلے تھے اس سے واضح ہوا کہ طریق جواز نکاح کثیر کا
 اور اور احکام تم بشری کثیر کو کج جو آیت میں بیان کیے گئے ہیں طریق اور لوگوں کا یہی تھا
 جو ہم سے پہلے تھے اور کلام ہدیکم دلالت کرتا ہے کہ یہ طریقہ خدا کے نزدیک ناپسند
 اور بغض نہیں کیونکہ طریقہ بغض اور غلات آئین قدرت اور فیج کے بتانے کو احکام شرعی
 میں بلفظ ہدایت تعبیر نہیں کیا جاتا بلکہ ہدایت ایسی راہ بتانے کی ضد ہے فرمایا خدا تعالیٰ نے
 وَاحْتَلَفَ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَعَاهِدَتِي يَعْنِي مِرَاو کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور ہدایت نہ کی فَالْتَكَلَّ
 عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى سَلَامَتِي ہوا پس جو تابع ہوا ہدایت کا آمنا فَمَنْ أَتَقَدَّمَ مِنْهُمْ
 فَاسْتَحْبَبْنَا لَهُمُ الْهُدَى ثُمَّ كَوْنُ هَدَايَتِ كِي سُبْنِ بَس دُوسْت رکھا اور نصیحت اندھا پاں
 یعنی اگر ہی کو اور ہدایت فَمَنْ أَتَقَدَّمَ مِنْهُمْ اتَّخَذَ وَلَنْفَسِهِ وَمَنْ خَلَّ فَعَلِكُمْ بِمَا حَسَّ خُصَّ نَے
 ہدایت پائی تو اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہ ہوا تو اس کا ضرر اس کی ذات پر پس اگر اس طریقہ
 میں کوئی بات بھی موجب ناپسندی کے مخالف آئین قدرت کے ہوتی تو ہرگز اس کو
 بلفظ ہدایت تعبیر نہ کیا جاتا اور چونکہ احکام خاصہ کثیر کو کج ہیں اور داخل طریقہ شریعت
 سابقین میں اور وجود و ثبوت رقیبت کے متقاضی ہیں اور ہرگز واسطے زمانہ آئندہ کے
 اور کمال ہدایت فرمائی گئی تو ثبوت رقیبت میں نہ زمانہ مستقبل اور اس کے جواز شرعی میں کیا کلام

باقی رہا اور اسی بیان سے بھی ثابت ہوا کہ کلمہ ملکیت ایسا نیکم سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو زائد اس میں
تصاریف ملکیت ہو چکی ہیں کیونکہ جب یہ طریقہ جاری مطابق طریقہ راشدین سابقین کے قرار پایا
تو اگر حق میں ملکیت مقصور اور پر ملکوکات سابقہ ہی کے ہوتی تو بیشک اس کے حق میں بھی
مقصود اور پر ملکیت سابقہ ہی کے ہوتی اور آئندہ کے لیے ناجائز اور باطل اور فاسد ہوتی
اور اگر ایسا ہوتا تو چونکہ ہم اسے بہت پیچھے ظہور میں آئے ہیں ہمارے حق میں کیونکہ جائز ہوتی اور
چونکہ وہ طریقہ خود انھیں کے حق میں آئندہ کو جائز نہ تھا تو ہوا کہ اسے ناجائز طریقہ کے کلمہ پر
ہدایت فرمائی جاتی اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ کلمہ ملکیت ایسا نیکم مقصور اور پر زمان ماضی کے
نہیں ہے اور جو لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں کہ لوگ ہر آئینہ مصداق **وَبَرُّهُمَا إِلَهُ الْإِيمَانِ نَبَتْ بَعُوثُ**
الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمْلِكُنَّ لِصِبْغَانِ لَكُمْ ظِلْفًا طَاهَرًا میں **وَالصَّوَابُ قَوْلُ**
آیت دوم احد صاحب سورہ نور میں فرمایا ہو کہ **لَا تَكْرِهُوهُمْ فَأَنْتُمْ كَرِهْتُمُوهُمْ** البغاء انہی محبوب
پر برکاری کے لیے جب کرنا **قَوْلُ** یہ آیت بھی ثبوت رقیبت میں ظاہر ہے اور اس آیت میں کوئی
لفظ ایسا نہیں کہ جس سے یہ بات معلوم ہو کہ رقیبت مخصوص انھیں نہیں بلکہ ہر جو زائد
گذشتہ میں رقیبت تھی بلکہ رقیبت مستقبلہ ثابت ہوتی ہے کیونکہ لاکر سو انہی ہے اور نہ ہی مستقبل
کے ساتھ متعلق ہونہ ماضی کے **قَالَ** لفظ غلام و جاریہ قرآن مجید میں تو نہیں آئے مگر حدیث میں
ہیں چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ**
احَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي كَلِمَةً عِبْدُ اللَّهِ وَكَلِمَةُ نِسَاءٍ كَمَا أَمَّا اللَّهُ وَلَكِنْ يَقُولُ غُلَامِي وَجَارِيَتِي
وَفَتَايَ نَقَاتِي وَلَا يَقُولُ الْعَبْدُ بَنِي وَلَكِنْ يَقُولُ سَيِّدِي فِي رِوَايَةِ لِيُقِيلَ سَيِّدِي
وَمَوْلَايَ فِي رِوَايَةِ لَا يَقُولُ الْعَبْدُ سَيِّدِي مَوْلَايَ فَإِنْ مَوْلَاكَ اللَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ كَذَا فِي
الْمَشْكُوتِ ابوبہرہؓ نے کہا کہ خیاب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہو کوئی تم میں سے کیون نہ کہو کہ میرا
غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمہاری عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں
مگر یوں کہو کہ میرا لونڈا میری لونڈیا اور میرا چھوٹا اور میری چھوٹری اور غلام بھی تمہاری نہ کہے

اور رقیقت مراد ف ملک صدر مجبول کا ہونا اوس ملک کا جو صدر معلوم ہو اور سب
رقیقت تو یہ ہے کہ پہلے اول کتاب میں بیان کیا ہو کہ ضرور نہ استیلا وغلبہ اور اگر آپ کو کچھ متاثر ہو
تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہو کہ زوال عصمت حریت اور ان لوگوں کے مستلزم اسکا نہیں کہ وہ ہمارے
رفیق اور ملوک ہو جاوےں مگر جب سب ملک یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہو تو ہرگز نہ وہ سب اپنے
محل میں ہوئے ہوگا اور لوگ ہمارے رفیق ہو جاوےں گے بڑا تعجب ہو کہ آپ نے یہ عبارت ہمارے
نقل کی کہ ان الشریع اسقط عصمتہم جزاء علی جنایاتہم و جعلکتم ارقاء یعنی شرع نے
ساتھ کر دی عصمت ان کی یعنی عصمت آزادی کے سبب جزا ہی گناہ ان کی کی اور کر دیا ان کو رقیق
اور پھر بھی یہ نہ سمجھے کہ سبب رقیقت کیا ہو اور سبب ملک کیا ہو شاید رقیقت اور ملک کثرت و واحد سمجھے
ذات مبراہم من العلم سمان الشہرین استعداد دعویٰ اجتہاد جانا چاہیے کہ تنویر
امیر مقررہ علی الابلتہ کے ہو و نحوہ و حکمی شریع جزاء علی الکفر اصلابہ یصیر المرء
للکائنات و حقیقت ہر ایک انسان باعتبار جوہر انسانی کے تصفیہ ہر بھفتہ آزادی کے ایک ملک و ملوک نہیں بلکہ
حقیقی کے اور اسی جوہر کے اعتبار سے وہ سائر حیوانات و اشرف ہی مگر باعتبار نفس ہی کے
مانند سائر بہائم کے ہیں جب جوہر انسانی مغلوب ہو گیا اور نفس ہی غالب آگیا اور وہ
عمل کرنے لگا کہ جو سائر مخلوق اقتصادی جوہر انسانی کے ہیں تو صفت خیریت اوس میں سے
زائل ہو گئی اور عصمت حریت کہ باعتبار جوہر انسانی کے تھی بسبب مغلوب ہو جاوےں جوہر انسانی
اور غالب ہو جائے نفس ہی کے باقی نہ ہی مثل سائر بہائم کے قابل تملک کے ہو گیا ان میں
لا کا لا کفام بل فم اصل سبب لگا اور جس قدر پاس جوہر انسانی کا خدا تعالیٰ نے اپنے نو
کر لیا تھا اوس سے خدای ہی ہو گیا ان اللہ تعالیٰ میں الشریعین سبب کہ ہم اول کتاب میں فصل
لکھ چکے ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ جو چیز کہ بالقوہ قابل تملک ہو وہ بالفعل بھی ملوک ہو و دیکھو ہا ہم
مخلوق اور طبع و حشیہ بالقوہ قابل تملک ہیں بالفعل کسی بندہ کے ملوک نہیں مگر جو کوئی ان پر
مستولی ہو کر ان کو قید کرے اوس کے ملوک بن جاتے ہیں بسبب اوس کے استیلا کے اسی طرح پر حال کائنات

بہائم سیرت کا ہر کہ عرقہ الملک قابل ملک ہیں جو کوئی اون پر غالب آگیا اور اس نے قید اور اپنے
 قبضہ میں کر لیا اوسیکے ملوک ہو گئے اور یہ بھی جانا جاہی کہ سبب حقیقی ہماری اصطلاح میں اوس کہتے
 ہیں کہ جو حکم کی طرف طریق ہو جیسے سبب غلبہ اور استیلا ایک طریق ملک کا ہی
 بسبب توسط علت اعتنام کے قال اعدو العالی واعلموا انما غنمتم من شئی فان الله
 حاکمکم ولله رسول ولذی الفربانی الایہ کلوا مما غنمتم حلالا طیباً الایہ
 لا عدکم واللہ مع الظالمین تاخذونہا فجعل لکم ہذا الایہ احل اللہ لکم
 الغنائم الحدیث ان آیات وحدیث سے ظاہر ہو کہ غنیمت کرنا موجب ملکیت ہو اور غنیمت کرنا
 مستحق ہونا ہو غلبہ اور استیلا سے بموجب ان نصوص کے پس غلبہ اور استیلا سبب غنائم موجب مستحق
 ہوا تو اب ہم بعض اقوال مجتہد پر توجہ کرتے ہیں قال ان تمام رواہون ظاہر ہوتا ہو
 کہ اگلے عالموں کے صرف غلبہ اور استیلا کو سبب قیت قرار دیا ہوا قول غلط نہی مجتہد کی
 ہو کہ ایسا فرماتے ہیں انھوں نے جس قدر اقوال علما کے لکھے ہیں ان میں غلبہ اور استیلا کو
 سبب ملک تصریح بیان کیا ہو سبب قیت کسی قول میں نہیں لکھا چنانچہ عبارت علیہ
 مع تشریح غلطی مجتہد ہم دیکھ چکے ہیں عبارت بحر الرائق خود مجتہد عصر نے اس طور پر
 نقل کی ہے کہ قال اسباب ثلثہ مثبتہ للملک وہو الاستیلا ورواقل للملک وہو البیع ونحوہ
 وخراتق وہو الارث والوصیۃ اسباب ملک کو تین قسم پر تقسیم کیا ایک وہ کہ مثبت ملک
 یعنی ملک جدید ثابت کرے اور وہ استیلا ہو اور دوسرا وہ کہ خیرتقل کرے ملک کو نہاد
 بیع وغیرہ کے اور تیسری وہ جو مالک کا قائم مقام کرے اور وہ ارث وصیت ہو دیکھو
 صاف لکھا ہو کہ استیلا سبب ملک ہو نہیں لکھا کہ استیلا سبب قیت ہی قال اگر اب ہم کہنا
 چاہیے کہ غلبہ اور استیلا کو جو سبب قیت اور حربے کو مال بیاع ٹھہرایا ہو کیا اسکے لیے
 کوئی نص صریح قرآن حدیث میں موجود ہو یا نہیں اس کا جواب صاف یہ ہو کہ کوئی نہیں
 اقول یہ محض نادانی مجتہد عصر کی ہو کیونکہ آیات قرآن میں صاف حکم ہو انما غنمتم

مِّنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ عَشْرَةَ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ إِلَىٰ غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَلْيَاتِ وَالْأَعَادِثِ
 اُنسے صاف ظاہر ہے کہ غنیمت کو زائد یعنی غلبہ اور استیلا سبب ہو ملکیت کا اور ملکیت تفریح و
 نینمیت کرنے پر یہ قاعدہ ہو کہ جب کسی وصف پر کوئی حکم تشریف ہوتا ہو وہی وصف سبب
 حکم قرار پاتا ہو مثلاً حدیث میں آیا ہو کہ کُلِّ مَا اسْكَنْتُمْ فَهُوَ حَرَامٌ جو چیز کو نشہ لاء تو وہ حرام ہے
 کہتا ہے کُلِّ مَا اسْكَنْتُمْ اَبَاؤُكُمْ وَنَحْلُكُمْ کرو اور اسکو مکہ کو نکاح کیا ہو تو ہمارے باپوں نے پس معلوم ہوا
 کہ نشہ لانا سبب حرمت ہو نکاح کرنا آثار کا سبب حرمت ہر اسی طرح ہر مائع غلبہ و استیلا سبب
 فَإِنَّ لِلَّهِ عَشْرَةَ وَلِلرَّسُولِ الْآیۃ اس آیت و دیگر آیات و احادیث میں غنیمت سبب
 ملکیت ہر اس صورت میں یہ کہنا مجتہد کا کہ اسکا جواب صاف یہ ہو کہ ہمیں سراسر غلط اور تیر
 غفلت ہو آیات قرآن اور زبان عرب سے ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ چند کلامیوں کے اسیر
 ہو کر بغیر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مذہبی غلام بنائے گئے اور ظاہر ہو کہ وہ کفار جن پر ہم
 جہان تک غالب نہیں ہوئے اور غلبہ اور حکم ملکیت کا نافذ نہیں ہوا علیٰ ہذا القیاس کسی
 مسلمان کو کوئی مذہبی غلام نہ بنایا بلکہ دار حرب میں بھی جو شخص مسلمان تھا اوس سے تعرض نہیں کیا
 آخر اسکا کچھ سبب تو تھا اور پھر اسکے اوپر کچھ سبب نہیں کہ دار حرب میں جو کوئی مسلمان تھا
 وہ اصل ملک تھا اور قبل اسکے کہ کفار پر ہم فتح پا کر اؤ کو اسیر کر لیں غلبہ اور استیلا تحقق تھا
 پس صاف ظاہر ہوا کہ کفر و جہنم کی عصمت کو زائل کر دیتا ہو اور غلبہ اور استیلا چاہے
 کہ جسکے سبب ہم اوس بعد و مالعصمت کے مالک ہو جاتے ہیں اگر سوا اسکے کوئی سبب
 مجتہد عصر کی نظر میں ہو تو بیان فرماویں یہ بات نہیں ہو کہ علماء اسلام نے پہلے سبب اپنے
 دل سے بنایا بعد اسکے اوپر حکم غلامی کا تشریف کیا بلکہ اوپر خود قرآن و حدیث اور فعل
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبب ملے اور سبب ملک دریافت کیا ہو اور قرآن
 حدیث سے ہو سبب ملے کفر اور سبب ملک غنیمت کو زائد یعنی غلبہ اور استیلا تحقق ہوا ہو اور خود قرآن
 قیاس سے اسباب تفریق نہیں کیے ہیں حاشا و کلام غور کر لیجیے کہ جس طرح کی تصریح آئی

انہ تعظم اللہ میں عظمت کے سبب ملک ہونے پر ایسی تصریح کسی مجاہد کے نسبت پر بھی نہیں ہے
 جس نے کوئی نامہ ادا کیا ہے کہ جو دیکھنا چاہے کہ یہ کون ہے جس نے سبب ملک ٹھہرایا ہو کیا اس کے
 یہ کہ کوئی تصریح کیا ہو وہ حدیث میں موجود ہے یا نہیں اس کا جواب صاف ہے کہ کوئی نہیں القبتہ
 یہ بات بھی یہ کہ اگر اگلے عالموں نے اپنے ذہن میں جسے مبدیہ کو ملوک باطل کا سمجھ کر ایسا ٹھہرا
 لیا ہو تو غور کیجئے کہ وہ شخص کس درجہ کا نادان سمجھا جاوے گا اور مسئلہ دشمن فہم میں تو ہم ان
 دامادیت سے ثابت کر چکے ہیں کہ سبب ملک غلام غلبہ اور استیلا ہے لیکن آپ کے خلیفہ مدنی نے
 کرتے ہیں کہ آپ نے جو سبب رقیق لونڈی غلاموں کا ابتدائی اسلام میں اتباع رسم جاہلیت
 دل سے کھڑا ہو اور اس بنا پر آپ کا سبب کلام منہی ہو آیا بقول آپ کے اور کے یہی صریح قرآن
 وحدیث میں موجود ہے یا نہیں اس کا القبتہ جواب صاف یہ ہے کہ نہیں قال القبتہ بات بھی
 جاسکتی ہے کہ اگلے عالموں نے اپنے ذہن میں قیدیان جہاد کو لونڈی غلام سمجھ کر اور صرف اپنی
 اس سے اور نہ کسی نفس سے ان کے رقیقت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی اقول یہ ایک غلط فہمی
 کہ تخصیص عالموں کی کرتے ہوئے عالموں ہی نے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم نے قیدیان جہاد کو لونڈی وغلام ٹھہرایا ہے اور یہ بھی آپ کا قول سراسر غلط ہے کہ
 رقیقت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی کسی عالم نے رقیقت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار نہیں دی
 مگر آپ ان کے اقوال کو سمجھیں تو یہ آپ کا قصور ہے قال اور جہان کہیں اور چھوٹے ذرا بھی
 غلبہ اور استیلا کسی قسم کا پایا و مان رقیق کو جا بھی کر دیا مسلمانوں کا حربیوں کو زبردستی
 بکڑانا یا حربیوں کا بطور نذر کے بھیجنا یا حربیوں کا دار الاسلام میں پکڑ لینا سب کو
 جہاد کے غلبہ اور استیلا پر قیاس کر لیا اقول روایت دوم قتادی قاضی خان کو دیکھ کر
 اور بعد سمجھ لینے اس بات کو کہ قول مفتی یہ کیا ہو گفتگو کیجئے اور درباب کفایت کے جواب میں
 حرف زبان پر لائیں یہ آپ کا دہرہ وطن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو دیکھو انہی ہی
 تحریر کو یہ نسبت مآقا علیہ السلام کے اور درباب پکڑے جانے حربے کے دار اسلام میں

جو حرف زبان برلائے ہو یہ بھی بجا ہو اس قسم کے آدمی کو پیغمبر صلعم کے حکم سے قتل کیا گیا
 عن سلمة بن الاكوع قال اتى النبي عین من المشركين وهو في سفر فجلس عند
 اصحابه يحدث ثم انقفل فقال النبي صلعم اطلبوه واقتلوه فقلني سلمة متفق عليه
 آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر میں ایک جاسوس مشرکوں کا او پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم فرمیں تھے پس بیٹھا وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس پھر چلا گیا پس فرمایا
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تلاش کرو اس کو اور مار ڈالو اس کو اگر غرض کہ وہ پکڑا گیا اور مارا
 گیا پس عطا کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محکوم اس کا اسباب متفق علیہ ہر گاہ کہ قتل ایسے
 شخص کا جائز ہو تو شتر قاتل کہ عقوبت قتل سے کتر ہو اس کے جواز میں کیا کلام رہا اور اس کی بھی
 غور فرمائیے کہ مفر و فہ مذہب قوم میں جب کا نام مفسد ہو وہ غلامی سے بدتر چیز ہو یا بخیر وہ ہوتا
 ہو مٹی وہ کاٹا ہو کسی مال کا مالک نہیں ہو سکتا جو کچھ محنت مشقت سے کوئی کام کرے اور اس سے
 متمتع نہیں ہو سکتا مال اس کا ضبط کیا جاتا ہو بطور سیرت کے جو کچھ اس کو پہنچتا ہو وہ ضبط
 ہو جاتا ہو کھانے پینے سونے بیٹھنے اور ٹھنڈے پانی نہ بنیاب کی اس قدر تکلیف اس کو ہوتی ہے
 کہ حد سے زائد نماز و روزہ سے محبور رہتا ہو یا دوست جو روچھو کہ جدا ہوتا ہو نکاح و نہین
 کر سکتا غلامی میں اور اس میں حرف غلام اور حبس کا فرق ہو ورنہ فی النسخ
 توجہ قیود او سپرین غلام پر ہو ہی نہیں سکتی غرض کہ جب محارب میں ہیں کسی شخص کو دے
 پکڑ لیتے ہیں تو باوجود اس قدر تعلی کے کہ ہماری سرزمین کو تاخیر آزادی ہو پھر بھی
 اس کو مٹی غلام سے زیادہ بنا لیتے ہیں جب یہ حال ہو تو پھر آپ کو کیا مجال اعتراض باقی
 رہی اور پھر جواب فرماتے ہیں کہ جہاد پر قیاس کیا ہو یہ بھی آپ کی اوافقی ہو نص صریح
 کے ہوتے ہوئے قیاس کے کیا معنی غری غور کر کے کھا کیجیے قال کیسی تعجب کی بات
 ہو کہ اگلی حکمت عربوں کی اولاد کا طراحدرب میں خریدنا اس لیے جائز قرار دیا ہو کہ اس میں
 بھی غلبہ اور ہستی کی صورت ہو اقول ایسے مختلف فیہ مسئلہ کو اس انداز پر لکھنا کہ جس

یہ بات ظاہر ہو کر اگر کجبار نے ایسا کیا ہو مینی برہمہ اور عمار علیہ السلام پر ہم کو کتنی مین
 کہ ہرگز یہ قول ابو حنیفہ یا شافعی یا مالک یا احمد یا ثوری یا محمد یا ابو یوسف نہ دیکھیں عالم
 علما متقدمین سے نہیں ہو گا ایک استعا جو اس باب میں ملے گا ہم پر مین و او متقدم
 شرف الدین مرحوم نے اس کا جواب لکھا ہے اس میں صاف حکم عدم ملک کا دیا ہے اور
 بر جندی شیعہ متقدم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہی روایت حسن ہے ابو حنیفہ سے اور روایت امام
 محمد بہ سے اور یہی مختار ابو بکر محمد بن الفضل ہے اور بھی صحیح ہے پس یہ کتنا صنف کا کہ
 اگلے علما ایسا کما ہو صاف غلط اور افسر ہے اگر کسینے متاخرین میں اب کو ہونے کو حمل اور پر
 حاکم جو قال اب ہمار علما اس غلبہ اور استیلا کو جو اپنی طبیعت کا شکار ہوا محمول تھا
 یہاں تک دعوت خفی کہ غلبہ اور استیلا کرنے والے پر سلمان ہونیکے بھی شرط تھا کہ وہی اور
 لکھ دیا کہ اگر کافر کوجہی یہ غلبہ اور استیلا پائے تو وہ بھی اس کا غلام ہو جائیگا چنانچہ
 ہر ایک شریف میں لکھا ہے اذا غلب الترك علی الروم فبوعہم واخذوا اموالہم ملکوا
 لان الاستیلاء قد تحقق فی مال مباح وهو السبب کہ جب کفار روم کا ترک پر غالب
 ہو جائیں اور بندہ کی پکڑ لیں اور مال لے لیں تو اس کے مالک ہو جاتے ہیں کیونکہ استیلا
 یعنی غلبہ تحقق ہو گیا مال مباح میں اور وہی سبب ملک ہو اتنی اقول ہم اور بیان
 کر چکے ہیں کہ کفر موجب زوال عصمت حریت ہے اور جب وہ عصمت زائل ہو گئی تو کفار
 مثل بہائم کے قابل ملک ہو گئی اگر ایسا ہوتا تو سبایا نبی مطلق و نبی قریظہ اور سب
 اور اوطاس کے حکم بغیر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک ہو جاتے تھے تعالیٰ کے کس طرح پر مین
 سلمانوں کی ہو جاتیں کیونکہ جو چیز حمل ملک نہیں ہو وہ ملک کسی طرح پر نہیں ہو سکتی
 اور ہم نے مجتہد عصر سے یہ بھی استفسار کیا ہے کہ اگر کفر سبب زوال عصمت حریت نہیں ہے
 تو اس کے نزدیک اور کیا چیز سبب ملک ہو گئی ہے ہم اس بات کو تو ہر حکم
 نہ کرینگے کہ بغیر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض بسبب ہر منہ با تباع رحمہما علیہا

وعداۃ کوئی غلام نہ الیا کیونکہ اتباع رسم جاہلیت سے تپا منسوخ ہو کر قل لا اتبع اهلکم
 فذلک کلمتک اذا و ما کان من المحدثین ؕ قل لانی علی سبیل من ربی وکذبوا
 یہ دیکھیے جس شخص کو یہ حکم ہو کہ صاف محمد کے کہ میں تمہارے خواہشوں کا تابع نہ ہوں گا اگر
 ایسا ہو تو میں ابھی گمراہ ہو گیا اور ہدایت پاچو۔ لون میں نے منوں اور محمد کے کہ میں ایک
 بڑی دلیل پر مشن پر ہوں میں میرے رب کی طرف سے ہی اور تمہارے اوکو چھوٹا لایا ہو تھا انہیں
 تو سیکھیے جبکہ یہ حکم صاف ترک اتباع رسم جاہلیت کا نافذ ہوا و جو شخص یہ حکم خداوند تعالیٰ سے
 کہتا ہو کہ میں تو ایک بڑی دلیل بین خدا و پر ہوں آپ کا ذہن کس طرح پر قبول کرتا ہو
 کہ وہ اتباع رسم جاہلیت کا کر کے ترک گناہ کبیرہ ہو جاو العیاذ باللہ انفس اللہ بغنی
 حکم ان من اللہ انکم الکتاب مفسد لایا میں غیر خدا کی بیخ بناؤں اور حال
 یہ ہو کہ خدا اوتاری ہو یہ کتاب تپہ تفصل دیکھو کیا انکار شد یہ ہو سبات کا کہ اس کتاب
 یعنی قرآن کی ہوتے ہوئے اتباع کسی اور رسم یا حکم کی کیجا و وان تطیع اکذ من فی الاخر
 فیصلو لعل عن سبیل اللہ ان یتبعون ان الظن وان هم الا یتبعی صحت
 اور اگر تو اکثر زمین کے لوگوں کی طاعت کر دیا تو مے گمراہ کر نیسے بلکہ خدا کی راہ سے لوگوں
 خیال ہی کے تابع ہیں اور مے تو اکل بچو چلتے ہیں عن ابن عباس قال قال رسول اللہ
 صلوا انفس الناس الى اللہ نکلۃ ملحد فی الحرم وعتیق فی الاسلام سنتہ لجاہلیۃ
 وطلبتہ اخری مسلم بغیر حق لیہریق دمہ رواہ البخاری فرمایا بغیر خدا صلی اللہ
 علیہ و آلہ وسلم نے دشمن ترین آدمیوں کے خدا کے ساتھ تین ہیں مہر حرم میں اور طلب کندہ
 اسلام میں رسم جاہلیت کا اور سچا والا خون مرد مسلم کا ناحق کہ بٹوے اس کے خون کو روکتا
 یہ بخار سچی ای ایماندار لوگو انصاف سے کہو کہ جبکہ دل میں ایک ذرہ بھی نور ایمان ہو گا بھلا
 وہ یہ بات کہہ سکتا ہو کہ وہ قاصد بدعت و افتر رسوم جاہلیت جسکو خدا تعالیٰ بکلمہ راجح منیر
 بغیر فرمایا ہو اور جس پر وہ کتاب و تری کہ جسکو خدا تعالیٰ توفیقین کو تھا ہی ایسی تاریکی کی طرح

کہ رسم جاہلیت کے پابند تھے مگر ایسے گناہ کا ہوس کہ خلاف کین قدرت اور قیاس لڑا تھے اور
تمام بدیوں کی ہی اور پھر اسے بھی اکتفا نہ تھی یہاں تک سعد بن معاذ نے جو لونڈی غلام
بنائے سبایا کہ بنی قریظہ کا حکم دیا تو یہ کہما کہ تقدیر حکمت فہم حکم اللہ کہ قسم ہے کہ حکم دیا تو نے
انکے حق میں جو جب حکم خدا کے حاشا و کلا العیاذ باللہ و من اعظم نعمین افقر فی علی اللہ
لکذا باؤ قال ان صحتی الکی و کھ یق ح الکی و شیء کو ان شخص ظالم تہی ہوا جسے جس نے افسر کیا
خدا پر جھوٹے کا یا کہا کہ صحتی آئی ہو مجھے حالانکہ کچھ وحی او سپر نہ آئی تھی آہ دم بر سر طلب
چونکہ رقیقت حادثہ کے ثبوت میں کچھ شک و شبہ نہیں ہوا اور اسکا سبب بجز اس کے جو
نقما سے امت نے لکھا ہی اور کچھ نہیں ہوا اور سببیت اسکی آیت قرآن سے ثابت ہو اور خود عصر
نے بھی سبب اسکا بجز ایسے امر کے کہ اس کے قائل کو بجز منافق اور زندقہ کے اور کچھ نہیں
کہہ سکتے بیان نہیں فرمایا تو ہر آئینہ استدلال ہدایہ عظمیٰ کا علی رغم الف ماسدین کی طرح یہ
محل حرج نہیں مجتہد عصر خود ہی الاضاف کریں کہ سبب ملکیت اور سبب یتیت لونڈی
غلاموں کا جہاں و نحوہ نے اتباع رسم جاہلیت دل سے گریہاں عقل اور نقل مستحسن ہے
یا وہ جو صاحب ہدایہ عظمیٰ نے بر بنائے اولیٰ شریعہ کے بیان فرمایا ہی متبرہ ہر خواب
مجتہد صاحب پہلے کہاں صاحب ہدایہ رحمہ اللہ کا سا تو حاصل کر لیجیے تب زبان طعن و

جدال کی دراز کچی قنوی	تا تو غر و دیست در کش مرو	رفت غلام ہی اول ابرہیم شہو
چون نہ سیاح و نہ دریائے	پس مغن خوش از خود رنج	اور قصر بگر گوہر آورد
وزن یا نہ اسود بر سر آورد	کاسے گر خاک گیر در شود	زر بر ناقص چنھا کستر شود
چون بول حق بود آن دست	دست او در کار مایست خدا	جبل پر پیش او دانش شود
جمل شد علمی کہ در ناقص بود	دست ناقص دست شیطان و دست	زانکہ اندر دام مایست دیو

قال باہمہ اب تک فضل الکی سے کسی بزرگ نے یہ نہیں فرمایا کہ حبیبوں کو مال مہلج
کس اصول پر قرار دیا آیا قرآن مجید میں یا حدیث نبوی میں یہ حکم آیا ہی یا حضرت جبریل

اوان بزرگوار پر وحی لائے تھے اقول اوان بزرگوار پر وحی کا انہارا اعتقاد نہیں
 اور نہ خود انکا اعتقاد ہوا نہ خود نے تو صاحب مہی کے افعال اور اقوال سے مرسلہ کو مستنبط
 کیا ہے جیسا وہ خود نے قرآن مجید میں کفار کی نسبت یہ وحی دیکھی اِنْ هُمْ اِلَّا كَاكِبٌ مُّسْتَمِعُونَ
 اور یہ بھی قرآن مجید میں دیکھا کہ خدا کی عصمت سے بری ہو گیا چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بِنُوحٍ
 وَآلِ الْاِمَامِ كَرِيْمٌ اور عقل بھی متقنی اسکی ہوئی کہ جب بسبب غلبہ نفس ہمیں کے جوہر خاص
 حاکم نفس انسانی کہتے ہیں بہت ہی مغلوب کا معدوم ہو گیا تو جو صفت بہی کے جوہر
 طرح پر قابل ملوک ہو گئے ہیں کچھ باقی نہیں رہا اور فعال غلبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی
 اسیکے مؤید پایا کہ بعد غلبہ کے اوہ خود نے اؤنکو لونڈی غلام بنایا اگر سے مال مباح نہوتے
 تو لونڈی غلام بنانا اور نکال سیطرح پر ممکن نہ تھا پس اس اصول پر اوہ خود نے حرمیوں کو مال
 مباح ٹھہرایا اگر آپ کو بتعداد مسائل کتب اصول فقہ کی ہوتی تو آپ ان اصول پر مطلع
 ہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ اب تک کسی بزرگ نے انہر آپ دیکھے لیجئے بیویوں اور اصول فقہ الاسلام
 مے لکھتے ہیں کہ الرِّقُّ مَوْحُوٌّ بِالْحَقِّ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَبْدَلُ مَعْنٰی اَنْهٗ ثَبَتَ جَزْءٌ لِّلْكَفْرِ اِنْ
 الْكَافِرُ لَمَّا اسْتَنْكَفَا عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاسْتَحَقَّ اَنْفُسَهُمْ بِالْبَهَائِمِ فِیْ عِدَمِ
 النِّظَرِ وَالتَّامِلِ فِیْ اٰیَاتِ التَّعْوِیْدِ جَا زَاهُمْ اللّٰهُ تَعَالٰی سَجَلَهُمْ مِّمْلٰكِيْنَ مُّبْتَدِلِیْنَ
 بَعْدَ اِلٰهٍ اِلٰهٍ اٰوْلٰهٖ لَمْ یَنْتَبِ الرِّقُّ عَلٰی السَّلْمِ اَنْتَهٰی وَاَبْرَاقِیْبِیْہِ کہ وہ حدیث نبوی
 جمین اؤنکو مباح ہونے پر نص صریح موجود ہی آپ کو معلوم ہو مگر ازراہ مسائل کے باتوں
 میں ہر پھر کر یہ ہو یدُّوْنَ لِیُطْفِقُوْا اَوَّلَ اللّٰہِ اَفْعَاہُمْ وَاللّٰہُ مِثْلُ لَوْرٍ وَّلَوْرٍ اَللّٰہُ اَللّٰہُ
 چنانچہ قول آئندہ میں پوری بحث اسکی آتی ہے اقول البتہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے یہ فرمایا کہ لڑائی میں لوٹ کا مال اللہ تعالیٰ نے ہمکو مباح کیا ہے اور یہ نہایت عمدہ
 اور بہت ہی خوب اصول ہے مگر انسان کو مال میں داخل نہیں فرمایا غلبہ ہمارے حکم کیس
 سے انسان کو بھی مال سمجھا ہے اقول کلمات طہیات احادیث نبویہ میں حکم شکا

جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ص احو احلت لی الغائم و دو سترى حدیث
 جو ابو ہریرہؓ مروی ہو اس کے کلمات میں اَحْلَ اللہ کُنَا الغائم و رواھا النجا دیے
 یہاں دونوں حدیثوں میں غنائم بلفظ جمع معرف باللام واقع ہو کہ حاوی ہوا ہے جمیع غنائم
 کو پس معنی حدیثوں کے یہ ہیں کہ حلال کی گئی محکوم غنائم اور حلال کہیں غنائم و ستر ہمارے
 سب غنائم جب یہ معلوم ہوا تو ہم نے فرض کیا کہ ان مال میں داخل نہیں مگر حدیث غیر
 صلیہ علیہ وآلہ وسلم میں جو متعدد عرصے لفظ مال اپنی طرف سے برہا و کیا اور نہ حضرت
 جبریلؑ عرم یہ وحی لاکتے مگر اب تک تو نفل الہی سے اظہار اسکا نہیں فرمایا پس شاید انیدہ
 کہیں تو کہیں اور جو نہ غنائم میں آدمی اور گھوڑا اور قاتی اور دیگر حیوانات اور اور شیا
 از روی لغت اور عرف کے داخل ہیں غنمہ غنمہ نفع غافر و غنمہ نفع غنمہ نفع غنمہ نفع
 ابو الطیب شہر بیکر جاعطاک لاجن جمالہ و لکن غنمہ کا بھی صلیہ غنائم
 دیکھو اس شخص میں اطلاق مضموم کا اور شخص متقی پر موجود ہو جس کا ذکر شاعر سابقین ہوشم
 فی کل یوم ذالدمستوف مقدم تقاہ علی الاقدام للوجہ لاجم معلوم و برانی رو
 لغت کے غنیمت میں مراد ہیں جن اپنے ملہای لغت نے ترمیم غنیمت کا لفظ فی کہا جو اور فی
 میں ہر آنہ انسان ہی داخل ہو چنانچہ خود محمدؐ بھی اس پر معترف ہیں اور کتب و سکی اور کثرت
 میں کچھ شک و شبہ اس میں نہیں کہ کفار حربی بھی ہر وقت غلبہ کے داخل غنائم ہیں اور جو غیر
 کہ داخل غنائم ہی وہ ہماری ملک ہو اور ملک حلال ہو پس کفار حربی بھی ہمارے ملک ہیں خدا تعالیٰ
 فرماتا ہو کہ اَنَّا جَعَلْنَاهُ قَرِيبًا مِّنَّا مَنِ اسْتَشَارَنَا فَاَوْفَقْنَا وَكَانَ اللّٰهُ مَعَنَا نَحْنُ احْكَمُ
 یعنی عطا فرمائی او کو فتح قریب اور غنیمتیں کثیرہ کہ لیتے ہیں وہ اس کو اور ہی اللہ غالب حکم والا
 یہ خبر ہے غنائم خبر کی کہ جن میں سبایا بھی نہیں جب یہ بات ثابت ہوئی کہ لفظ مال گواہ اسوا
 مجتہد عصر کا بطور تحریف سے ہو اور حدیث ثریف میں اسکا تہ بھی نہیں اور لفظ غنائم
 جس طرح پر اور بشیا اور حیوانات کو تناول ہو ویسے ہی انسان کو بھی تناول ہو اور حدیث

۱۲۲

نبوی میں اسکی ملت پر نفس میرے ہر توبہ دعا و اور اجتہادات مجتہد عصر کے من اولہ الی آخرہ
سبذافہ باطل ہو گئے اور مغالطات ہونا ہم ایک صاحب عقل پر مانند خمس نصف التور
مستحکم ہو گیا قتل جاکو الحق و در حق الباطل ان الباطل کان حقاً ہم مقصد صاحب دست
کرتے ہیں کہ اسوال حربین جو خود کچے اقرار سے بھی ملک غامضین ہو بیانا ہو یا حکیم ملکیت
غلبہ اور استیلا ہی کی صورت میں ہی باغیر غلبہ اور استیلا کے بھی نافذ ہو مثلاً کوئی خیر حربی یا
ارزاء مسترد یا غایبان کی کچے یا غلبہ ملک جیسے تو ایک ملکیت ہو جاوے گی اگر شق اول ہو تو کچھ
سبب استیلا ہی غلبہ میں کیا غلام ہو اور اگر شق ثانی ہو تو سخت ہر مقول ہو قال بہر حال جو ہو
اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیے کہ غلامی ایک سلسلہ ہو جسکو علماء اسلام کھلا ہی یا اختیار کیا
اقول صرف علماء اسلام ہی اختیار نہیں کیا بلکہ غیر ان اسلام حضرت ابراہیم عرم سے
تا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روی وحی آسمانی کے اختیار کیا ہو اسکی اتباع سے علماء
اسلام بھی اختیار کیا ہی قال مگر اسکو ایک سلسلہ شرعی منزل میں اسد کھنا کیسا جھوٹہ
اور غلام پر کتابرا اہتمام کرنا ہی اقول کس قدر زیادہ تقریر اور جھوٹھی بات ہو تو ریت میں
یہ سلسلہ مسلم قرآن میں یہ سلسلہ موجود پھر ہم نہیں سمجھتے کہ مصنف کے نزدیک شرع کس نام
ہر محل کتاب قرآن عین اللہ ہی اھدی منہا اتبعہ ان کنت منہم فقلین
کہ تو کلام کو تم کوئی اور کتاب کہ ان دونوں یعنی تورات اور قرآن سے زیادہ راہ نیک
ہو کہ اتباع کروں اسکا اگر ہو تو تم سچ اسکے جواب میں کوئی کتاب کہانی تو پیش ہو جسکو کہہ کر
دلیلوں آئیں اور حکام کلکوسن اور سائب وغیرہ کی اسے بڑھکی تقلید سے انبیا پر غلبہ دے
جو پیش کرو گے و اس آقا و پیش نبی آخر الزمان صلعم صحت صاحب الملئہ الخفیہ للبیضا حضرت آبراہ
عرم سے ثبوت اسکا واضح خود مصنف مقررین اسکی کہ تورت میں اجازت اسکی دی
موتے عرم نے اسکو جائز رکھا عیسی عرم ایک حرف بھی نسبت اسکی زبان پر نہ لایا
تبل از نزل آیت اٰمنا بآفادہ کما فداک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو

تسلیم کیا باوجود ان سب باتوں کے پھر تازیبا وسیکی صاف گندیب کتب آسمانی کی جو
 قُرْآنِ اَحْمَدِ اللہ و مَا اَنْزَلَ الْكِتَابَ مِمَّا اَنْزَلَ الْاِلٰہُ اِذَا هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ وَلَا يَنْصَرِفُوْنَ
 لَا يَعْصُوْنَ وَلَا يَسْبِطُوْنَ وَمَا اَوْفَىٰ مَوْلٰی وَاَوْفٰی اللّٰہُ
 مِنْ جَزَائِهِمْ لَا يَنْصَرِفُوْنَ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ وَتَحْنُ کہ مسلمانوں کو ان سے ایسا
 مَا اَمْنُكُمْ بِہِ فَقَدْ اَخْتَدَ قَوْلَانِ تَعْلٰی اِنَّمَا اَمَّا لَكُمْ فِی سَبْقٰی فَسَبِقُوا اللّٰہَ
 وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کہ تم کہ ایمان لاہم خدا پر اور اوپر جو اوتار گیا ہے ہر پر اور جو اوتار
 گیا ہے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور سہاب پر اور جو دینے گئے ہیں سورے
 اور عیسیٰ اور سب پیغمبر اپنے خدا کی طرف سے ہم تفریق نہیں کرتے اور نہ سچے کیسی در بیان
 میں اور ہم اس کے فرمان بردار ہیں پس اگر دے لوگ یعنی کفار ایسا ہی ایمان لاویں
 جیسا تم ایمان لاہو تو وہ بھی راہ یاب ہو گئے اور جو پیغمبر کیے تو جزا میں نیست کہ وہ ایک
 جھگڑے میں ہیں سو خدا کافی ہوگا انکو اور وہ ستے والا ہی اور جانتے والا ہی تان
 اگر شرع مجتہد کی اقوال و لائیتی صاحب دوست مجتہد اور ولیم و لہ فرسین صاحب وغیرہ کے
 ہیں اور ان کے کلام کو بے مثل و وحی ربانی سمجھتے ہیں تو ان کے لیے یہ جواب کافی ہو
 تَعَالٰوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ اَعْلٰیکُمْ وَابْلِیْکُمْ اَنْ لَا تَقْبَلَ اللّٰہُ وَلَا تَنْصَرِفَ شَیْءٌ وَلَا یَخْلُ
 بَعْضُنَا بَعْضًا اَمَّا بَاہِجِن دَوْلَہِ قَامُہُ ہر جاو ایک بات پر جو چاہے اور تمہارے در بیان
 ایک طرح پر ہو کہ نہ عبادت کریں گے ہم کسی کی بخدا کے اور نہ ٹھہراؤ گیکہ ایک ہمارا دوسرے کو
 سب بخود کے قال ان تمام حالات سے اور تمام قصی روایتوں سے جو مذکور ہوئیں یہ
 ثابت ہو گئی کہ فقہائے اسلام نے جو غلبہ اور استیلا کو سبب قیست قرار دیا ہو اسکی اصل
 بہاؤ کے قیدیوں کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہو پس اب ہم کو اس بات پر بحث کرنی چاہیے
 کہ جہاد کے قیدیوں کا لونڈی و غلام بنانا جائز ہی یا نہیں کیونکہ اگر اول قیدیوں کا لونڈی
 و غلام بنانا جائز نہ ثابت ہو جاوے گا تو یہ اصول بر حقیقت باطل ہو جاوے گا اور سب کو یہ

چاہیگا کہ اسلام میں کوئی شخص اور کسی حالت میں لونڈی غلام نہیں ہو سکتا پس اب ہم
 امر نہ کر کے بحث پر متوجہ ہوتے ہیں اقول ہم بہت خوشی کے ساتھ اس مباحثہ کو
 پسند کرتے ہیں کیونکہ اسکے ضمن میں یہ بات نسل خمس نصف النہار ظاہر ہو جاوے گی
 کہ ہمارے علمائے کرام کتاب اللہ اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 تابع ہیں اور کس کس احتیاط اور گوشش کے ساتھ اسے استنباط کامل شرعیہ فرماتے ہیں
 اور کس درجہ کی محافظت کلمات قرآن اور احادیث نبوی کی رکھتے ہیں اور ایک بات بھی
 پاس خاطر دوستوں اور اسے زبان پر نہیں لگاتے لیکن ایک بات ہے ہم باعلان تمام
 مجتہد عصر کو آگاہ کیے تھے ہیں کہ چونکہ مفسرہ ابراہیم نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم حضرت
 اور خدا کے رسول کی اطاعت کریں گے اور سبکی تقلید کریں گے اسکا پاس اور کمر کھنا چاہیے
 ہنسنے بھی بجا اذیکہ اس شرط کے التزام کیا ہو کہ خبر آیات قرآن اور احادیث صحیحہ کے اور کسی
 چیز سے استدلال نہ کریں گے چنانچہ اوپر بھی ہم اس التزام پر قائم تھے اور اب نہ بھی قائم
 رہیں گے ایک شرط ہم اور بھی کرتے ہیں کہ آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی میں کوئی
 قید کوئی شرط اپنی طرف سے نہ لگائیں گے اور جو مفسر نے کوئی قید کوئی شرط بڑھائی تو
 اسکو ہرگز نہ قبول کریں گے گو کہ مفسر کیسی ہی بڑے عالم مفسر کی تقلید سے اس قید کو
 پیش کریں لغت کے معنی اپنے دل سے نکلے سینگے اور یہ بات بھی نہ سینگے کہ فلا نے مفسر نے
 بھی معنی لکھے ہیں اگر مفسر نے کوئی معنی دل سے لکھے تو ہم کلام عرب سے سند
 مانگیں گے وہ تفسیر جو بطرف ابن عباس منسوب ہو اسکی سند کچھ نہیں اول تو ثبوت
 اور سکا ابن عباس تک ہی نہیں چلتا ثانیاً چونکہ مفسر اجماع صحابہ کو دلیل نہیں سمجھتے پس
 بالفرض اگر ابن عباس ہی سے وہ تفسیر ہو تو بھی اصول مفسر پر بطریق اولیٰ قابل
 استدلال اور احتجاج کے نہیں تعمیم تخصیص الفاظ میں بدون دلیل شرعی کے نہ ہوگا
 اختیار یہی نہ مجتہد صاحب کہ ہوگا لغت کے معنی میں التبعہ علماء لغت اور کلام فسی اور

اور شعلے عرب کو مستند سمجھنے کے لئے ایک عرابیہ و تقاریف کلمات میں اکابر علماء کے
 نحو کے کلام کو مستند سمجھنے کے بعد ان شرائط کے ہلکے کچھ ضروری ہیں کہ ہم کسی مفسر قرآن
 یا شراح حدیث کی عبارت نقل کریں یا جو عبارات مجتہد عصر نے لکھے ہیں ان کی طرف
 توجہ کریں اب ہم متعیناً باندیہ مباحثہ شروع کرتے ہیں و جبل اندوتہ ہم اس میدان
 میں فتحیاب غالب ہو کر مخالفین کو غلام ہی بنا کر چھوڑیں گے و هذا القصص الاکھبر
 عند اللہ الا ان حروب اللہ هو الغار الجونا قال باب چہارم اس بات کے بیان
 میں کہ قیدیوں جہاد کے نوٹوں غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح میں نہیں
 اقول جس شخص نے قرآن غور سے پڑھا ہو گا اور امارت کی کتاب میں دیکھی ہو گی وہ
 ہرگز یہ لفظ زبان پر نہیں لاسکتا قرآن اور امارت میں بہت صاف حکم ہے چنانچہ کچھ
 اوپر اس کی تصریح ہوئی ہو اور کچھ گے آویگی اگر مجتہد عصر ان کو نہ دیکھیں یا سمجھ سکیں تو ان کی
 بصورت فہم کا تصور ہے کہ گزربیند بروز شہر چشمہ ہ چشما کتاب را چہ گناہ ہ قال
 کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث میں کسی جگہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ جہاد میں لڑیں
 جاتے ہیں نوٹوں غلام ہو جائیں اقول جب خود خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے
 واعلموا انما غنمکم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی الاہل
 انابکم فیکما قریبا معانیم کثیرہ یا تحذرنہا عنکم واللہ معارفہ
 کثیرہ یا تحذرنہا فیکمل کمز ہذا الا یہ یعنی جانو تم جو لوٹ میں لاؤ تم کچھ
 تو خمس اس کا واسطہ انداز واسطہ رسول اور صاحبان قرامت وغیرہ کے ہر جہ کا
 بیان آیت میں ہو ہی اللہ نے مسلمانوں کو فتح قریب اور غنائم بہت کہ لینے کے اسکو
 وعدہ فرمایا ہے خدا نے بہت غنائم کا کہ لوگ تم اسکو پس جلد تر سے تم کو یہ غنیمت
 یعنی غنیمت خیر کہ جس میں سبایا بھی تھیں اور اسباب میں سبب ورود امارت صحیح
 مشہورہ کے کچھ کلام اور انکار نہیں ہو سکتا کہ چار خمس غنائم کے ہیں اور لام للرسول

میں ملک کا ہو جیسا کہ لہ فی السمرات و ما فی الارض میں ہر پس صاف ثابت ہوا کہ جو چیز
 غنیمت میں آئے کوئی چیز کیوں نہ ہو جسے اطلاق شی کا بھیج ہوا اس کا خمس تو ملک خدا اور
 رسول اور قرابت داران و دیگر اصناف مصرعہ آیت کا ہو اور چاروں خمس ملک کا نہیں کیونکہ
 اور چونکہ سبب ایامی منصوصہ پر بھی اطلاق نہیں کیا بالبدلتہ صادق ہر پس یہ آیت تعہد اور تبادول
 سبب ایامین ہر آیت مفسر ہو کہ کسی طرح قابل تاویل تخصیص کے نہیں دوسری آیت کا حکم
 کہ **لَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَتَنَ اللَّهُ قُلُوبَكُمْ وَلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَتَنَ اللَّهُ قُلُوبَكُمْ وَلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَتَنَ اللَّهُ قُلُوبَكُمْ**
 لام تکلیف ہو جیسے کہتے ہیں وہبت لزد و نیاز انیس کے آیت **اِنَّا بَعَثْنَاهُمْ فِي قُلُوبِكُمْ**
 گتہ میں **لَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَتَنَ اللَّهُ قُلُوبَكُمْ** غنایت کی اور کو فتح قریب اور تین ہبت کہ لینگے
 اس کو اور چونکہ اس مقام غنایت الہی میں سبب بھی داخل تعین پس کون شخص یہ
 کہہ سکتا ہو کہ قرآن حدیث میں حکم لوندی غلام بنایا جانے کا نہیں ہو اور چونکہ اس آیت اور
 آیت دوم کی غنیمت مجملہ نسبت مقام خیر کی ہو اور اس میں سبب بھی تعین کہ کہہ سکتا ہو
 صلے اسد علیہ واکر وسلم کے تقسیم ہو کہ ملک غنیمت کی گتہیں پس سبب بحق بیان
 فعلی رسول اسد علیہ واکر وسلم کے یہ آیت بھی مفسر ہو گئی و باب ملکیت سبب
 جہاد اور فلول ملک مقام میں سبب ایامی چنانچہ تذکرہ اسکا آئندہ بھی آوے گا پیغمبر خدا صلی علیہ
 واکر وسلم نے فرمایا **اُحِلَّتْ لَنَا الْغَنَائِمُ وَاحِلَ اللَّهُ لَنَا الْغَنَائِمُ** من بقی مناصک
 دقا کہ چنانچہ بیان اسکا اوپر گزر گیا اور آئندہ بھی آوے گا جب ایسے منصوص مفسر ہو
 ہین تو وہ کون ہو کہ یہ کہہ سکتا ہو کہ جہاد کے قیدیوں کے ملک کر کیا قرآن و حدیث میں حکم
 نہیں ہو قال **لَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَتَنَ اللَّهُ قُلُوبَكُمْ** اس سلسلہ کے استنباط پر کوشش کی ہو
 ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ غنما اس بحث میں ایک غرض ہماری یہ بھی ہو کہ ہم خوب غلام کر دیں
 اس امر کو کہ صحابہ کرام اور دیگر علماء کرام نے اعتقاد کرنے میں بہت کوشش کی ہو اگر
 مانہ مجتہد دھر کے اعتقاد میں کوشش نہ کرتے تو شمل مجتہد عصر فاش غلطیوں میں پڑ جاتے

اور مثل مجتہد عصر کے وہ بھی یہ کہہ دیتے کہ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ قرآن میں آخر یہ اونہیں کا
کام تھا کہ ہر ایک کت اور حدیث کو جیسے وہ تھے دیا ہی سمجھا اگر غلط تھی تو ظاہر اور اگر غلط
تھی تو غلط اور اگر غلط تھی تو غلط سمجھا بر خلاف غلط محبتہ و کج کہ مجمل کو غلط سمجھے اور
مجمل بابتلع ہو انسانی اور حُب ہمارے کے خدا کے کلام پاک اور امانت مقدسہ میں کچھ
دل سے قید بن بنا کر موجد تحریف ہو سے قال خیا پو او سکواس مقام پر لکھتے ہیں اور جو
غلطیاں اس سہنبا میں ہیں ان کو بھی بیان کرتے ہیں اقول ماشاء اللہ کیا کھنا
آپ ایسے مجتہد تو نہیں جیسے اور مجتہد عزیز ہمارے تھے کہ خدا سے بچے ڈرتے تھے پیغمبروں کا بھی
بہت ادب اور پاس کرتے تھے آپ تو خدا کی بھی غلطیاں بکڑتے ہیں اور پیغمبروں کی بھی
خدا تعالیٰ کی کیسی غلطی فاش آپ نے پکڑی کہ جو چیز اگر الکیا اور فاش الفواحش مجرب
پیغمبروں کی ہو اور اسکے ارتکاب کی اوسنے تو ریت مقدس میں اجازت دی موسیٰ عرم اور
انکے بعد انبیاء نبی اسرائیل کی آپ کیسی غلطی پکڑی کہ انہوں نے اگر الکیا کہ جائز کھا
اور شریعت مقرر کیا عیسیٰ عرم کی کیسی غلطی فاش پکڑی کہ شے عالیجناب ایک حرف بھی
اوسکے منع اور انکار کا زبان پر نہ لے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیسی غلطی فاش کہنے
پکڑی کہ انہوں نے بابتلع رسم جاہلیت کے ایسے اگر الکیا اور اصل جلیلہ قبا کج جاری کھا
جس کا پاس پادریہ عالیہ پر ہیں تو بچا سے علما اسلام کہ بہرہ جت تابع فرمان خدا اور
انبیاء سے کرام عرم کے ہیں آپ کو انکی غلطیاں بیان کر نہیں کیا تا مل ہو اس بات

کہ بردیش ملک الموت بسمل افتادہ است
تر پے ہی مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

چاؤ نہ جان سلامت برم ز سفاکی
تاؤک نے تیسرے عید نچھوڑا زمانہ میں

مگر ہم بھی جانتی ہیں کہ تعلیم آپ کی صحیح ہو یا آپ خود غلط ہیں قال سہنبا اول وہ تھے
ہیں کہ بہت سی جگہ قرآن مجید میں اور احادیث صحیح میں لوتیوں اور غلاموں کا ذکر آیا ہو اور
احکام انکی نسبت بیان ہوئے ہیں اور اس سے پایا جاتا ہے کہ اسلام میں بھی لوتی غلام کا

جائز رکھا گیا ہو کہ یہ دلیل رقیب مستقبلہ سے متعلق نہیں ہو سکتی اقول ہم نہیں جانتے
 کہ مراد کچھ استقبال سے کیا ہو جہاں مقام تفصیل کا ہو تاہم وہاں مغالطہ عوام کے لیے بہت ہو
 اجمال کو کام میں لاتے ہیں اگر مراد استقبال سے استقبال نسبت زمان نزول آیات
 مذکورہ کی ہو تو سرسری غلط ہو چنانچہ اس شوق کو ہم خود کیا کریمہ واللہ ینہم لغیرہم حاشا وظنون
 اللہ علیٰ ان ما حصرہم انما ملکک ایمانہم سے باطل کر چکے ہیں اور بہت دلیل قوی
 سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ آیات مذکورہ جنہیں ملکیت ایمانکم یا مانہ اسکے کلمات وارد ہو ہیں
 وہ شتمل ہیں اس زمانہ پر بھی جو نسبت زمانہ نزول آیات کے ماضی تھا اور اس زمانہ پر بھی
 جو مستقبل ہے اور یہ نسبت شمول و عموم ازمنہ کے آیات مذکورہ مفسرین اور آپ جو ملکیت کا
 ترجمہ کیا تھا کہ مالک ہو چکے ہیں اسکی عطی میں نے خوب غماہ کر دی ہے اور اگر مراد استقبال
 استقبال نسبت نزول آیت اماننا جہد و امنا فیکلوا ہے تو یہ رائے یہ آیات زمانہ
 نزول سے جس قدر ازمنہ مستقبل میں ہیں انکو متناول ہو سکتے ہیں پس امتنا کا زمانہ بعدیت
 اماننا بعد و اماذا کر کا بعد و ان اسکے کہ یہ آیت اور آیات کی ناسخ ہو تصور نہیں ہو سکتا
 کیونکہ قبل اس آیت کے تو امتنا کسی زمانہ کا آیات مذکورہ پایا نہیں جاتا اگر وہ آیت
 ہماذل نہوتی تو مجتہد عصر بھی اور آیات کو جمیع ازمنہ مستقبلہ کے لیے تسلیم فرماتے مگر
 اس آیت کے نزول سے مدت حکم آیات مذکورہ کی غماہ ہو گئی اور یہی معنی ہیں نسخ کے پس
 اب ہر مقام و عادی مجتہد عصر کا رہا کہ یہ آیت اور آیات کی ناسخ ہے سو اثبات اسکا
 ذمہ مجتہد عصر کے ہے اور ہر زمانہ پر امر ہے کہ اثبات نسخ پر مجتہد عصر جو دلائل پیش کریں ہم اوپر ترجیح
 کامل پیش کریں مگر مجتہد عصر ناسخ ہونے آیت مذکورہ اور نسخ ہونے آیات مسطورہ ایک
 دلیل بھی پیش نہ کر سکے اور ہر پاس دلائل ابطال نسخ کے بہت موجود ہیں چنانچہ
 غفر رب بیان اول کا آویگا قال اس لیے کہ ہم یہ بات ثابت کر کے ہیں کہ قبل نزول آیت
 حریت کے جس قدر نو نڈی و غلام موجود تھے اور ان سب کو اسلام نے بطور نو نڈی غلام کے

بیشک انہی سے والاہرمان ہوا قول آیت میں کہ تخصیص شریکین عرب کی نہیں اور نہ اون کی ہر
 کہ جنہوں نے محمد کے توفیر دیا تھا اللہ تعالیٰ اسے سب سے پہلے اور شریکین کو جنہوں نے محمد کی توحید کو
 محمد پر قائم تھے اون کی نسبت تمام محمد کا حکم نافذ ہے اور شریکین عرب اور غیر عرب اور شریکین
 جنہوں نے محمد توفیر دیا تھا اور غیر اون کو سب اسی عموم میں داخل ہیں بلیل اخذ من اللہ
 و ان سئل ان الذکاء اس یوم اتجی الا کبر ان اللہ برحمتی من الشریکین و رسولہ
 الایہ فالبعثہ عموم الافعال مخصوص الاسباب احصہ و ہم کے معنی نہیں ہیں کہ کعبہ و اون کو ملک
 معنی ان کے یہ ہیں کہ شک کرو اون کو حصہ و حصہ بضر بنفروہ غیر حقیقی علیہ کہنا فی الصحیح القاموس
 اور پھر و اون کو طلب اس کا یہ ہے کہ اسیر کرو اون کو غلو بسلیم معنوی یہ ہیں کہ راہ اون کی خالی کرو
 و لیکن بطور متعارف یہ کلام قرآن کریم سے متعلیٰ معنی قرآن کریم و قال الشاعری
 و قال کل خلیل کتب املہ + لا یصدک انی عن شغل + فقلت خلوا سبیل ابا الکمر
 فلما قدر الودع ففعل + قال لما اجمع بنو نجی اس کے نام آئے ہست فراق رکھا جو اور
 علی اسلام کے بڑی مدد رقیب پر یہ آیت ہو مگر کوئی شخص بھی جس کے دل کی آنکھیں ضلالت تعلیق
 انہی نہیں ہوئی ہیں کہ نہیں کہتا ہو کہ اس سے رقیب ثابت ہوتی ہے ہوا قول علیہ السلام
 رقیب کا مدار قوت کچھ اسی آیت پر نہیں بلکہ الیہ آیت قوا و قضا رقیب پر دلالت کرتی ہے
 ماسوا کے چند آیات ایسے ہیں کہ عبارتہ رقیب پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ ہننے اون کا پیر
 لکھا جو اور اگے اس سے ہم اون کی شرح کرنی کے مگر محمد نے اون کو کیا مایا کر دیا کہ اون کا توفیر
 بھی نہیں کیا بئذ فوی من الذین ان ذوالکتاب کتاب اللہ و آء طھو ہر حصہ
 کا یہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک فرق نے اون کو گون میں سے جو دی گئی تھی کتاب خدا کی
 کتاب کو اپنی بیٹوں کے پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں قال اس آیت میں یا حکم قتل کرنا
 یعنی لڑنے کا ہی یا قید کرنے کا یا کافروں کے دستوں کے روکنے کا ہوتا کہ وہ مسلمانوں پر فوج نہ لکھیں
 یا شہب خون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کر سکیں اور اون قیدیوں کو غلام و نوٹھی نہ بنانے کا

کہیں نہ بھی نہیں انتہی مختصراً قول قتل کر نیکی معنی مجتہد عصر نے لفظ لغوی بیان فرمایا
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر ناواقف ہیں لغات عرب کے ایسے معروف لفظ کے بھی معنی سے قوت
 نہیں یا قوت تعلیل کے اسوج سبب تحریف قرآن پر گامادہ ہیں العیاذ باللہ خداوند سبحان و تعالیٰ
 و معاف توفیق اللہ تعالیٰ کے یہ معنی ہیں نہ اسے اسے اسے یقین کیا اقول قلت نفیاً ازکیۃ
 کے معنی یہ ہیں کہ کیا اسے تو نفس کی سے یہ لفظ تو اردو میں بھی زبان زد خلایق ہی بڑا تعجب ہے
 اگر آپ صاحب مجتہد عصر ایسی غلطی میں پڑے کہ ایسی مشہور لفظ کے معنی غلط واقع بیان کرے شہر
 چون غرض آمد نہ ہو شہید شد + مدح جاب دل بسوی دیدہ شد + جناب آب تو
 اور دن کی غلطیاں کیڑے پرستوں کے تھے خدا کی قدرت دیکھیے کہ کسی غلطی فاش کریں یا
 کیڑے لکھے شہر چون خداوند ہد کہ پر کوس درد + میلش اندر طعن نہ پا جان نہ
 خیر اسکو نہ دوسری غلطیاں کی تو بعید و بیشمار ہیں کہ ان تک کوئی اذکار کو لے گا وہ سری بات
 سینے کہ تعلیل اس صراط کلمات کی اس طور پر کہ تاکہ وہ مسلمانوں پر فوج نہ لاسکیں یا غلبہ
 یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ لاسکیں ہر اس سچا سچ قرآن میں تعلیل اصلاً نہیں اپنے دل سے مجتہد
 عصر نے گھڑی جو جناب مجتہد صاحب اپنی اس مہندہ سے مجتہدین امت مہدیہ پر درباب بیان
 کرنے سبب ملکیت کے اعتراض کیا تھا جس مہندہ سے آپ خود تعلیل ہی فرماتے ہیں یہاں بھی
 تو وہی الفاظ فرمائیے کہ آیا اسکے لیے کوئی نص قرآن و حدیث میں موجود ہے یا نہیں اسکو جو
 صاف ہے کہ کوئی نہیں مجتہد عصر نے اپنے دل سے گھڑی ہو اور آپ جو فرماتے ہیں کہ اوں کو
 غلام اور لونڈی بنانے کا ذکر بھی نہیں ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ عبارت کتب استحقاق
 مذکور نہیں لیکن جب کیات و احوال صحیحہ میں استحقاق اسیروں کا وارد ہو چنانچہ بیان
 اونکا کچھ دہر گزرا گیا اور آئندہ بھی آجیگا پس ایک نتیجہ اسیری کا استحقاق بھی قرار پایا پس
 استدلال اونکا اس کہ جسے استدلال ہو ملازم سے لازم ہوا اور اس قسم کا استدلال اللہ تعالیٰ
 میں ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی دلیل اسکی معارض نہ ہو اور تا یہ اسکی اور اولہ شرعیہ سے پاکی جاوے

علماء و بران دیکھنا چاہتے تھے کہ ان قیوں کا انجام بموجب حکم شارع کے کیا ہوا یا نذر لیکر
 چھوڑ دیے گئے یا بلا نذر ہی چھوڑ دیے گئے یا قتل کیے گئے یا اونٹنی غلام بنانے گئے یا کوئی
 اوس عرصہ میں مدینہ منورہ میں جیلخانہ تھا کہ اوس میں سیکا دیا دہی محبوبس کو غرض کہ حبس
 شارع نے اوس کے ساتھ کیا ہوا و سیکو حکم شرعی اور حکم خدا سمجھنا چاہیے اور چونکہ ہم اوپر شرط
 ٹھہرا چکے ہیں کہ اس بحث میں ہم اتباع کسی مفسر کا نہ کریں گے اور یہ منافع اول ہی میں پیش شرط
 قرار ہے جس کے میں کہ بخیر خدا اور خدا رسول کے کیسکی تقلید نہ کریں گے پس ہمارے بموجب یہ بات
 تفاسیر منقولہ صنف کے مزیور نہیں **قال استنباط سوم والحصنات مع النساء الا ما ملکت**
ایمانکم الخ استنباط چہارم قوله تعالی و ما ملکت یمینک مما آفک الله صلیک
 ان دون ان اتون کا بیان ہم دوسرے باب میں یہ بحث بیان لفظ ملک ملکت بخوبی کر چکے ہیں
 بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ ان آیتوں کے استتراق پر استدلال کرنا محض غلطی ہے اقول ہمنواری
 یہ بات بخوبی ثابت کر دی ہے کہ آپ نے اپنی خواہش نفسانی کے سبب ان آیات کے معانی میں ہرگز
 تحریف کی ہے اور جہد رائے لکھا ہے سب خلاف لغت اور خلاف محاورہ عرب اپنے جہ سے
 گم ہو کر لکھا ہے اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے محض تقلید ایک قول ضعیف کے جو فخر رازی نے نقل
 کیا ہے لکھا ہے کہ کیسے طرح پر اسکے قائل نہیں ہو کہ کچھ بھی الثقات او سپر کیا جاوے **قال**
استنباط پنجم بخاری اور مسلم میں یہ حدیث ہے کہ سئل رسول الله صلعم من اهل الدیار
 یسیتی من المشرکین فیصاب من نسائهم و ذرارهم قال هم منهم و فرواۃ
 هم من اباۃہم **اقول** ہمارے فقیہ نے اسے استدلال نہیں کیا خود مصنف نے جو قول قاضی
 اسکی تفسیر میں لکھا ہے او سے ظاہر ہے کہ وہ مراد استتراق میں شک کرتے ہیں پس ہمارے
 کچھ بحث مزیور نہیں **قال استنباط ششم** ترمذی اور ابو داؤد میں ہے عن عمرو بن حذیب
 عن النبی صلعم قال اقلوا شیوخ المشرکین و استحبوا شرخم ای صبیانہم غیر خدا
 صلعم اللہ علیہ واکہ و مسلم نے فرمایا کہ بڑی عمر کی مشرکوں کو مار ڈالو اور انکے بیٹوں یعنی بچوں کو

زندہ رکھو **اقول** کلام اس حدیث میں وہی ہو جو استنباط دوم میں ہم پس ہم میں بھی
 زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے **قال** استنباط ہفتم بہت بڑا استدلال علماء
 اسلام کا جو از استرقاق پر فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اگر یہ ہو تو آیت
 وصدقنا ہماری سرانکھوں پر مگر یہ کہ اس بات کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا
 انکار ہو **اقول** آیت وصدقنا تو آپ کی طرف زبان ہی پہنچو ورنہ استرقاق کے معاملہ میں تو
 آپ کو سب اہل پیر اعتراض ہو خصوصاً پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اس معاملہ میں پابند
 رسم باہنیت اصرحت کہتے ہیں سنہ جامی چلاف میزنی از پان امنی ۳۰ برخیز تو انہما برخیز
 شراب صیت ۳۰ مگر جانکر کھنے استرقاق کا جو آپ انکار کرتے ہیں آپ کا انکار سچا ہو بہت آجوت
 صحیحہ سے استرقاق میساقی ثابت ہو چنانچہ چند عادیث کا بیان اوپر ہو چکا ہو اور چند عادیث
 اور بھی ہیں کہ ہم قریب تر ان کو ذکر کریں گے اور بعد ثبوت کے انکار امر ثابت کا مقبول نہیں **قال**
 اس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہو اول اس پر کہ قرآن مجید میں جہاد کے
 قیدیوں کے لوندی و غلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہو یا نہیں **اقول** نفس ثبوت اس پر اصلاً منحصر
 نہیں جائز ہی کہ وہ حکم قرآن میں ابتداء میں ہو اور بعد اسکے باجاوید شہورہ منسوخ ہو گیا ہو
قال کیونکہ اگر یہ ہو تو اس کے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکہ وہ اس کا **اقول** اس دلیل سے
 تقریب تمام نہیں ہوتی ممکن ہو کہ بسبب نسخ کے ایسا ظہور میں آیا ہو **قال** دو کراہیہ اگر
 کوئی ایسا حکم قرآن میں موجود ہو تو وہ اس بات کو دیکھنا ضرور پڑے گا کہ اسکے بعد فعل رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہو گا کیونکہ یہی فعل انشائی استنباط سلفہ شرعی ہو گا نہ اور کوئی **اقول**
 یہ بات مسلم ہو اگر بالفرض قرآن میں کوئی حکم وار ہو اور اسکے درود کے بعد فعل رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے معارض ایسا ثابت ہو کہ توفیق دون میں نہ ہو سکتی ہو تو یہ ایک حکم
 اول کو یہی فعل و قول صاحب وحی کے منسوخ سمجھ کر حکم ثانی کو حکم اول کا فائدہ بخشنا اور حکم
قال سیر سے اس امر پر کہ اگر کسیدقت کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف اس حکم

ہوا ہی تو وہ قبل اسکے ہوا ہی یا بعد اسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اسکے ثابت ہو تو محض فقہائے سنہ اولیٰ
 سے نہ شرعی کا نہیں ہو سکتا **اقول** بیان اسکا مطابق قرآنی کے ہو چو کہ یہ استنباطی
 بر قول فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس اول بحث اس میں چاہیے تھی کہ آیا ایسا ثابت
 یا نہیں کیونکہ ہم مدعی ثبوت ہیں اور مجتہد عصر شکرہ میں پس اول ثبوت و عدم ثبوت میں گفتگو کرنی
 لازم تھی اور قرار من آیت ہے اور یہی اس سے کہ یہ افعال اور اقوال نزول کے پیشتر کی ہیں
 یا بعد کے بعد اس کے بحث کی جاتی مگر مجتہد صاحب یکس چلے خیر کچھ یہ ضابطہ نہیں یا نہیں کی
 خوشی سہی **قال** اچھیں ہم اس بات کے بیان میں کہ قرآن مجید میں جہاد کے قیدیوں کی لڑائی
 غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہے جسکو ہم آیت حریت کہتے ہیں **اقول** کوئی ایسا حکم موجود نہیں
 کہ جس سے غلام نہ بنانا سمجھا جاتا ہو یا اوس سے تحریر رقیقوں کی لازم آوے اور اس بنا پر کوئی
 اوسکو آیت حریت کہہ سکے **قال** قال اللہ تبارک و تعالیٰ فَاِذَا كُفِتُمْ بِالدِّينِ كَفَرُوا
 فَضْرَبَ الزَّقَابَ حَتّٰى اِذَا اَخْلَسْتُمْ عَنْهُمْ فُسْدًا وَارْتَاٰ قَافًا مَّامًا مَّابِدًا وَلَمَّا اَفْلَحَ
 اللہ صاحب نے فرمایا کہ جب تم مقابل ہر کافر دیکھو تو ان کی گردنیں کاٹو جبکہ تم اوس کچھ سان پر چکو
 تو ان کو قید کر لو پھر قید کر شکے بعد یا تو اوپر احسان رکھ کر یا اونسے فدیہ چھوڑ ائی لیکر چھوڑو
اقول چونکہ تاسر استدلال مجتہد صاحب کا یہ کہ یہ **اِذَا كُفِتُمْ بِالدِّينِ كَفَرُوا** الایہ سے ہوا ہے
 انکے استنباط کا اوسی آیت پر ہے پس ضرور ہوا کہ ہم قبل اس کے استدلال اور استنباط مجتہد
 میں کچھ کلام کریں ایک مقدمہ تریب دین کہ جس میں بیان دلالت آیت کا اوپر طریق
 اصولیہ میں اور بیان معنی آکا کا سوافل **قال** ایہ لغت اور لغتہ اور اہل صناعتیہ منطقیین
 شرح لکھا جاوے مقدمہ یہ مقدمہ تمل ہو اور پھر تین فصل کے **فصل اول** بیان دلالت
 آیت میں اوپر طریق اصولیہ کے اور اس میں تین مقصد ہیں **مقصد اول**
قال اللہ تعالیٰ فَاِذَا كُفِتُمْ بِالدِّينِ كَفَرُوا فَضْرَبَ الزَّقَابَ حَتّٰى اِذَا
 اَخْلَسْتُمْ عَنْهُمْ فُسْدًا وَارْتَاٰ قَافًا مَّامًا مَّابِدًا وَلَمَّا اَفْلَحَ

جو کافر ہو کے ہیں تو ان پر جو گزینوں کا یہاں تک کہ جب خوب مجروح کر چکواؤنگو تو محکم کرو
 نذرانے تب اختیار کئے ہو کہ یا احسان کرو بعد کو یا فدیہ یعنی من و خدا قبل از انجان
 تو باری نہیں بعد از انجان تکو اختیار دیا گیا چاہا ہو اوپر احسان کرو چاہا ہو فدیہ لو کہ بعد
 سے جو آیت میں واقع ہو ظاہر ہو کہ قبل از انجان من و خدا مخطوب ہیں چنانچہ آیت
 وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونُ لَهُ كَسْرٌ شَيْءٌ أَنْ يَكُونَ لَهُ كَسْرٌ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ مَوْجِدٌ اس کے
 اور غایت اس خطر کے وقوع انجان ہو اور چونکہ مطابق اقوال مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ
 اور اعتراف جناب قائل سلمہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ انا اس آیت میں واسطے تفسیر کے ہو تو یہ
 تفسیر ہو بعد از انجان کے درمیان اون دو شیئوں کے جو قبل از انجان مخطوب تھیں یعنی
 جب تک انجان پایہ نہ جاوے تب تک من و خدا مخطوب ہیں بلکہ وجود انجان اون دونوں
 امروں میں جو پیش از انجان مخطوب ہیں اختیار دیا گیا کہ چاہا ہو احسان رکھنا اختیار
 کرو چاہا ہو فدیہ لینا مقصد دوم اس آیت میں منہیہ منسوب اختتام ہو چکا ہے
 اور ضائر مجبور و مقدرہ یعنی اضربوا رقابہم و شدوا و اتقوا تم نمون علیہم و اتقوا انہم
 یہ سب ضائر راجع ہیں طرف الذین کفروا کے جنہر فصل لقیمت واقع ہو یعنی طرف منفعول
 لقیمت کے پس ظاہر ہوا کہ یہ آیت خاص متقابلین سے متعلق ہو نہ سبایا عورات
 و ذرائی سے کہ جنکی نسبت ضرب رقاب اور انجان کی ہمانعت ہو مقصد سوم
 آیت کریمہ سے بہت صاف واضح ہو کہ محل من و خدا کی وہی شخصیں ہیں جو بعد از
 انجان شد و التواق ہوئے ہوں چنانچہ خود مجتہد بھی جھک کر بحث منسوخی آیت من و خدا
 میں فرماتے ہیں کہ آیت من و خدا بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگوں کے علاوہ کتنی ہو
 جو قید ہو گئے ہوں اور لڑنے پہ قادر نہ ہوں برضائی مقصد اول ہم کہتے ہیں کہ اصول
 میں مبرہن ہو چکا ہو کہ تخمیر ہیں اشیائیں یا اشیاء من او اس حالت میں مفید صحت ہوتی
 ہو جب کہ وہ دونوں شے یا اشیاء واجب ہوں اور چونکہ یہ بات یہاں ثابت ہو

کہ اس آیت میں تخییر میں الواجبین نہیں بلکہ تخییر بعد وجوب و اشخاص ہر درمیان ان دو شیعوں کے
 کہ قبل از اشخاص مخطور ہیں پس یہ تخییر کسی طرح مفید نہیں ہو سکتی بعید نہیں کہ کوئی
 شخص ناواقف حقیقت علم اصول فقہ سے یہ کہنے لگے کہ اصول کی دھک دھکوں کو
 تسلیم نہیں کرتے ہر خدیوہ کہنا ہوا کا دلیل علی اس کی بے علمی پر یہ کہیو کہ مسائل اصول
 برائی ہیں مگر پھر بھی مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اس مسئلہ اصول کے دلیل عقلی بطور تخصیص
 کے جگہ لکھوں اور وہ یہ ہو کہ وجوب بدون ایجاب کے متحقق نہیں ہو سکتا اور نیز ایجاب متحد
 المفوم نہیں اور نہ باہم تملاز مان ہیں اگر گاہ کہ مجر و تخییر عین ایجاب نہیں ہے تلم
 ایجاب ہر پس مجر و تخییر سے ایجاب ثابت نہیں ہو سکتا ہوا مان اگر وجوب دونوں شیعوں
 یا اثباتا ثابت ہو چکا ہوا اور پھر ان کے درمیان میں حکم تخییر نافذ ہو تو بلا شک ثبوت و تخییر
 بسبب وجوب ثابت کے مفید نہ ہوگی کیونکہ اس حالت میں اگر مفید نہ ہو تو سودا
 دو شیعوں یا اثباتا واجب کے اور ایک شیعوں کا وقوع بھی جائز نہ ہوا وجوب ارتفاع اثباتا مخیر کا
 اور اور اثباتا کا وقوع بھی جائز نہ ہوا تو وجوب اثباتا مخیر کا باقی نہ رہا نہ خلاف لیکن دلیل
 تخییر بعد از مخطور میں جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ جواز وقوع شی ثالث اور ارتفاع
 اثباتا مخیر کا منافعی اور کا نہیں ہو کہ دو شیعوں جب پیشتر مخطور تھیں بعد از حدوث
 کسی امر کے اور میں حکم تخییر کا نافذ ہوا ممکن ہو کہ قبل از وجوب کسی قید یا شرط ایجاب
 یا علت کے بعض اثباتا جائز ہوں اور بعض مخطور ہوں اور بعد از وجوب قید و شرط وغیرہ
 کے وہ اثباتا جو جائز تھیں بدستور جائز رہیں اور جو اثباتا کہ مخطور تھیں اور میں بھی
 حکم تخییر کا نافذ ہو دیکھو ہوا ان کو قبل از حکم تخییر نہ ترک کیا اور اسوال کے لینا
 مال یا سبایا کا کی طرح چہرہ و انتہا بعد از نفاذ حکم حرام و الاحدی الطافتین اما
 البسی و اما الاسوال اگر چہ اختیار لے لینے ایک شیعوں کا سجدہ اسوال و سبایا کا ثابت ہوا
 مگر امر ثالث یعنی ترک دونوں شیعوں کا جو پیشتر مخطور تھا اب بھی منع نہ ہوا اور تخییر

نہ فی اوس ترک کی نہ ہوئی یہی وجہ ہیں کہ خود بھی صلح اور ان کے اصحاب بھی جمع اہل قرون مابعد کے
 علما اعلام اور زبان دانان عرب نے اُن تک اس کی کوئی ثبوت نہ کر دیا۔ یہاں تک کہ وفلا اور موجب بحث
 اشراق و قتل کا نہیں سمجھا اور استدلال قائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا اس سے تمام تر مبنی ہو اور پر
 عدم و قیاس کے زبان عرب و ضوابط و اصول استنباط احکام الغرض آیت متلوہ کہ طریح پر مشتبہ ہے
 نہیں اور اگر ہم مصر فرعونہ نہ جانتے ہوں تو بطور فرض محال کے تسلیم بھی کر دیں تب بھی حکم مقصود و
 مخصوص ہر ساقیہ قائلین کے اور سبکیا و زاری اور عورت کے اصلاً متعلق نہیں اور حکم مقصود ثلث
 منجلہ قائلین کے بھی خنثین سے متعلق رکھتا ہے نہ غیر خنثین سے اور بسبب خصوص قتل کے عموماً
 حکم عدم جواز اشراق کا جیسا کہ مرقوم جواب قائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا
 فصل دوم در بیان تفصیل کلام اور او کے بموجب لغت عرب اور طرق استعمال کے
 مخفی نہ ہے کہ او اور انا دونوں کے ایک معنی ہیں صلیح اصلاً بالکسر والتشدید حوٹ عطف
 بمنزلۃ انا فی جمیع احکامہا الا وجہ واحد و حوٹ انک بتبدی فی اولیقنا شریک کلام
 الشک و اما بتبدی بھانسا کا فلا بد من تکریر ہا یعنی کلاماً بکسر ہزہ و تشدید میم
 عطف کا ہی بمنزلہ او کے ہر سبب احکام میں مگر ایک جہ میں اور وہ یہ ہے کہ تو او میں شروع کر گیا
 بطور یقین کے پھر برونچیکا تکبیر شک اور انا میں شروع ہی شک کے ساتھ ہو گا اور ضرور
 پڑے گا کہ انا کا خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا سے کلام میں شروع بلطف او نہیں ہوتا معطوف
 او لایا جاتا ہے اور انا میں معطوف اور معطوف علیہ دونوں پر حرف انا لانا واجب ہے ہر جگہ
 او میں لکھتا ہے او حرف اذا داخل علی الخیر علی التثانی ولا یھا مودا داخل علی لامد
 و الخی دل علی الخیر کفی للکمال التمام و اشرب اللبن ای لا تجمع بینہما ولا باء
 کفی للکمال الحسن او ان سیدین یعنی او حرف ہر کہ جب خبر داخل ہوتا ہے تو دلالت
 کرتا ہے کہ سید او ایہا مہر او جب داخل ہوتا ہے تو امر و نہی پر تو دلالت کرتا ہے اور بجزیر کے ہند
 قول سے کے کل السکاء و اشرب اللبن کہ ان کو مچھلی کو پانی ڈو دو کو یعنی جمع نہ کر دیا۔ ان کے

اور بھی دلالت کرتا ہے اباحت پر جیسے جالس الحسن اور ابن سیرین مجاہد است کہ تو حسن کے ساتھ یا ابن
 سیرین کے ساتھ فی القاموس اما شراح المعان للشاک کجا فی اما زید و اما عمر و اذ الکلم
 الجائی منهم و الا یہام کما یعدہم و اما یتوجب علیہم و التخییر اما ان تعذب و اما
 ان یتخذ فیہم حسنا و الا بلحاۃ تعلم اما فقہا و اما نحو یعنی اما کی معنوں کے لیے
 آتا ہے و اسطے شک کے جیسے آیا زید یا عمر جب کہ نے والا معلوم ہو اور ایہام کے یعنی مخاطب
 کو وہم میں گمانے کے لیے اور واسطے تخییر کے جیسے یا یہ کہ عذاب و تو و نکو یا یہ کہ زہن
 بھلائی اور اباحت کے واسطے جیسے کچھ تو یا فقہ کو یا نحو کو آہن ہشام معنی لبیب میں لکھتے ہیں
 لا ما خمسة معان احدها الشک والثانی الا یہام والثالث التخییر والرابع الاباحة
 والخامس التفصیل اما کے پنج معنی ہیں ایک شک دوسرے ایہام تیسرے تخییر چوتھے
 اباحت پانچویں تفصیل اور بحث آویں تخییر کی یہ شرح کی ہو کہ ما یمتنع فیہ الجمع نحو تنی وج
 ہذا او اختفا وخذ من مالی درہما او دینارا تخییر اسکو کہتے ہیں کہ حسین جمع نہ سکتی ہو
 جیسے کہ کھاوے کے کچا کر یا نہ نہ کویا او سکی ہیں کو اور لے سیرے مال میں سے یا درم یا دینار
 اور اباحت کی شرح کی ہو ما یجوز فیہ الجمع اباحت وہ ہے کہ حسین جمع جائز ہو اور یہ اقوال
 اونکے مطابق محاورہ عرب کے ہیں جہاں سچے اون مثلاً کون جو او بخون نے لکھی ہیں اور بھی امثلہ
 ذیل سے یہ بات ثابت ہو حدیث و قدر ہوازن میں جسکا بیان لگے آو گیا یہ کلمات ہیں قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختار واحدی الطائفتین اما السبی و اما اللیل فرما یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اختیار کر و ایک کو دونوں میں سے یا مال کو یا قید پو کی و کچھ اسکا مطلب یہ نہیں ہو کہ ان
 دونوں کے سوا تیسری صورت ممنوع ہو کیونکہ اگر وہ لوگ دونوں میں سے ایک بھی نہ لیتے
 بلکہ دونوں کو چھوڑ دیتے تو او کا حق تھا شرعاً او نہ کچھ واجب تھا کہ چھوڑ دینے کی شق کو
 قبول کریں بلکہ مطلب یہ کہ مجموعہ دونوں چیزیں ممکنہ زمین کی صیح بخاری میں کتاب البیات
 میں قول اصح العرب صلی اللہ علیہ وسلم من قتل لہ قتل فہو بخیر من النظرین اما ان یؤخ فی اما لقا

دیکھو باتفاق علما اور حکم قرآن سولے ان دونوں شقوں یعنی سو اذیت اور قصاص کے
 تیسری صورت غلو کی بھی مفسر فرمایا اور صراحتاً کہ دونوں صورتوں میں نہیں ہو دوسری حد
 میں فیروز دہلی اپنے باب سے روایت کرتا ہے کہ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 انی اہلقت وتحتی احدثان قال اخترا بہما شئت کہا فیروز دہلی کے باب کے کہ اس میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام لایا اور میرے نکاح میں دو بنین بنے یعنی دو عورتیں ہیں کہ ایک
 دوسرے کی بہن ہو فرمایا بغیر صلح کے اختیار کرنا دونوں صورتوں میں سے جسکو چاہے دیکھو
 یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ تیسری صورت ممنوع ہو بلکہ اسکو جائز رکھا کہ دونوں کو چھوڑ دیتا بلکہ مقصد
 یہ ہے کہ جمع دونوں میں ممنوع ہو اسی طرح پر اس قسم کے کلام میں اکثر مراد تنبیہ یعنی مانع الجمع
 ہوتی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے من قتل متعمداً دفع اللہ علیہ اقل القول فان شاء وقتل
 وان شاء اخذ والدیۃ یعنی جس نے مار ڈالا کسی کو عمدتاً تو وہ سوئے دیا جاوے گا مقتول
 کے وارثوں کو اگر دے چاہیں تو اسکو مار ڈالیں اور اگر چاہیں تو خون بہا لی لیں دیکھو
 یہاں سے یہ مراد نہیں کہ نہیں دونوں صورتوں میں صبر ہو گیا بلکہ انکو ایک تیسری بات کا بھی
 اختیار ہو کہ غلو کے چھوڑ دین خلاصہ کلام یہ ہے کہ انا اور اؤ واسطے احد الامرین یا احد الامرین
 کے ہو جیسا کہ شریف رضی لکھتے ہیں ینبغی ان یعرف ان جاز الجمع بین الامرین فی تعلم
 الفقه والنحو لیفہم من اثم او قبل لیست ہی الا احد الشیئین فی کل موضع و انما
 استغیدت الا باحۃ ما قبل او ما بعدھا و اما احلا لہما فی الایاحۃ اوفی التخیید علی
 احد الشیئین فھی علی السواء بل معافی الشاک و لا یتہام والتفصیل والتخیید و لا باحۃ
 جیعا لیست ہا استغید من اؤ و اما و دلت علیاذ ہی لا تدل فی جمیع مواضع علی
 احد الشیئین و لا لشیاء و ثلاث المعانی الذی کو حق تعالیٰ کے کلام کے معنی میں قبل او پس میں بل
 اشیاء اخر اس میں سے ظاہر ہو کہ دلالت انا اور اؤ کی او پر شک اور اہام وغیرہا کے
 بالذات نہیں بلکہ انا اور اؤ در باب دلالت کے او پر مورد کورہ کے محتاج قیام قرآن کے ہیں

اور جہاں کہیں کلام شائع ہوا منع ہو گیا تو در باب ارادہ کسی معنی کے معافی مذکور ہو سے
باسبب اجمال کے ہر آئینہ میں بیان شائع اور قیام قرائن شعریہ کے ہونگے لیکن فیہ میں نظر
کرنا چاہیے کہ آیا قرائن تغیر یعنی منع جمع کے قائل ہیں یا منع خلو کے مجتہد عصر کے بیان سے کوئی
قرینہ منع خلو کا پایا نہیں جاتا اور واقع میں بھی کوئی قرینہ منع خلو کا موجود نہیں البتہ قرائن تغیر
یعنی منع جمع کے موجود ہیں اولاً یہ کہ جواز قتل و ستر قاتل باثر خصم پیش از ورود اس آیت کے
بھی ثابت ہی اور وہ جواز جو سابقین سے تھا اوسکی نسخ کے واسطے کوئی نص نہ ملتا ہے جو بھی ہو جو
میں پس کلاماً معارض اوس جواز کا نہیں ہو سکتا اور منسوخ نہ ہونا جواز سابقہ کا از رو سے
کسی نص صریح کے قرینہ اس پر نہ کہ کلاماً تا آیت ما نحن فیہ میں یعنی تغیر یعنی منع خلو تا کیا
میں پیشتر ثابت کر دیا ہو اور آئندہ بھی خوب ثابت کر دینگے کہ جواز قتل و ستر قاتل کا تا ورود قاتل
پیغمبر صلعم کے باقی رہا اور اوس پر عمل ہوتا رہا پس یہ معاملہ حضرت پیغمبر صلعم کا قولاً و فعلاً ہر آئینہ
بیان اوس اجمال کا ہو گیا اور کلاماً در باب ارادہ معنی تغیر کے مفسر اور تعین ہو گیا تا لفظ آیات
قرآنی جو اس کتاب میں پہلے نقل کیے ہیں اور ان سے قتل اور ستر قاتل تصریح تمام واضح ہے
مفسر اسکے ہیں کہ کلاماً تا واسطے تغیر یعنی منع جمع کی ہو پس گاہ کہ در اوپر دیگر قرائن و وجوہ ہو تو قرائن
وجوہ و حمید و حموی مجتہد کے کچھ نہیں بلکہ لطلان و حموی مجتہد پر قرائن و دلائل قائل ہیں پس
صورت میں یہ آیت کسی طرح پر مثبت و حموی مجتہد کی نہیں ہو سکتی اور ارادہ و حصر کا کلام تا اسے
ممنوع ہو اور او عا اسکا کہ کلاماً بالذات واسطے حصر کے ہی سراسر ناواقف لغت سے ہو یا کمال غفلت ہو

فصل سوم

در بیان طریق سبب اہل ضما علی منطبقین کے المنفصلہ ماحکم فیہا عائدۃ قضیت
لاخلاف امانیوں کا و انشاء و لیسعی تحقیقہ کا و ثبوتاً فقط و لیسعی مانعۃ الجمع و انتفاء
فقط و لیسعی مانعۃ الخلو یعنی فیہ منفصلہ مثل اوس کے کہ جس میں بحث ہو (وہ جس میں حکم کا مجاہد
عائدۃ ایک شخص کا دوسرے کے ساتھ ثبوتاً اور انتفاء اسکا نام ہی منفصلہ تحقیقہ) مثال اسکی

یہ کہ زید اما عالم و اما غیر عالم اس مثال میں معادلت نہو نا اور انتفاء ہی کہ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زید عالم بھی ہو اور غیر عالم بھی اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں میں سے کچھ بھی نہ ہو یا نہو نا ہی فقط اسکا نام مانعہ الجمع ہے (مثال اسکی یہ ہونا لاشی الامر اس و اما حمزہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ چیز لفظ (بھی) ہو اور تھیر بھی ہو مگر یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں میں سے کچھ بھی نہ ہو) یا انتفاء ہی فقط اسکا نام مانعہ الخلو ہے (مثال اسکی یہ کہ ہونا لاشی اما غیر انسان و اما غیر حیوان جمع ممکن ہے کہ مثلاً تھیر ہو تو غیر انسان بھی ہو اور غیر حیوان بھی ہو مگر خلو ممکن نہیں پس تحقق مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ لفظ اما مجملہ چند معانی کے معنی تخییر میں بھی استعمال ہوا اور یہی معنی اس کے مجتہد عصر نے اختیار فرمائے ہیں چنانچہ اخیر صفحہ ۱۳۲ میں وہ لکھتے ہیں کہ یہی معنی علماء اسلام نے بھی تسلیم کیے ہیں اور حوالہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ کا دیتے ہیں کہ صبیح تبصیح تمام اس کا کو واسطے تخییر کے لکھا ہے اور تحقیق مرقومہ بالا سے یہ بھی ثابت ہو چکا کہ معنی تخییر کے منع الجمع میں یعنی یہاں انا مادہ منع الجمع تکین محل ہے جب یہ سب امور تحقق ہو چکے تو معنی ترجمہ آیت کا یہ ہو کہ بعد مشکین یا نہ لینے کے تمکو اختیار ہو گا چاہو اور (حسان لکھو کے چاہو اور فذیہ لو کے غرض کہ چھوڑ دینا اور فذیہ لینا تمھارے اختیار پر مفوض فرمایا ہے نہ یہ کہ تم پر واجب گردانا ہو پس اب مجتہد عصر فرماویں کہ وہ منع الجمع سے منع اخلاو پر کس طرح استدلال کرتے ہیں ان کا تو استدلال تمام اس بات پر مبنی ہے کہ قضیہ اما متا بعد و اما فاذا مانعہ الخلو ہے کہ ان دو مقولوں کے سوای تعمیری مفعول ہی حالانکہ خود اما کو کو معنی تخییر یعنی مانع الجمع کی تسلیم فرماتے ہیں اور چونکہ مانع الجمع مستلزم مانعہ الخلو کی نہیں چنانچہ مذکور سے ثابت ہو چکا پس خود باعتبار مجتہد عصر کے دعویٰ او کاسر اسر غلط اور باطل ہو گیا و الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ جمیعین جب ہم خود اعتراف اور تصحیح مجتہد عصر سے اپنا دعویٰ ثابت کر چکے تو ہاں کچھ ضرورت نہ تھی کہ مجتہد عصر کے اقوال کی طرف کچھ بھی توجہ کریں مگر تشخیز اللہ زبان کچھ توجہ کرتے ہیں قولہ قال سدا رک تعالیٰ

الی قولہ یا احسان رکھ چھڑ دو **اقول** دیکھ لو اس آیت میں نہ آزاد کرنے کے قیون کا حکم نہ اس کے
 مخالفت استرقاق ثابت ہوتی ہے البتہ اختیار فدیہ لینے کا مقابلہ شمعین سے یا احسان رکھنے کا
 اور نہ ثابت ہو مگر ثبوت اختیار میں وفد مذکور کا مستلزم مخالفت استرقاق کا بالعموم پایا مخصوص
 اور بھی مستلزم مخالفت قتل اسیروں کا نہیں ہوا یہ بات اور صورت میں لازم آئی کہ اما
 بجز معافی منع خلوک کے اور کسی معنی میں متعل نہ ہوتا اور سوت میں البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان دو
 حال سے خالی نہیں کہ یا احسان کرو یا فدیہ لو حال آنگہ یہ امر غیر مسلم ہی چنانچہ بیان اوسکا
 مقدمہ میں فصل گذر چکا **قال** اور لفظ انما اور ایشا کا حصر کے لیے آتا ہے **اقول** اسی سے
 صاف ظاہر ہے کہ متعدد عصر زبان عرب کے کچھ بھی واقع نہیں کہاں انکا کہاں آتا واقعہ میں
 انما کچھ الفاظ قصر کے ہے کہ فائدہ قصر الصنفہ علی الموصوف یا قصر الموصوف علی الصنفہ
 کا بطریق قصر حقیقی یا قصر اضافی کے دیتا ہے مگر آج تک کسی نحوی نے یا کسی علم لغت نے
 یہ نہیں کہا کہ اما بھی معنی قصر و حصر کے آتا ہے علماء معانی نے بھی اوسکو کچھ الفاظ قصر
 کے نہیں لکھا اگر کسی نے ایسا لکھا ہو تو بیان فراوین ورنہ مصرعہ مقالات یہود و طبل
 تھی مست **و** دیکھئے کہ یہ قول ہمارا زید انما قائم و اما قائم مستلزم منع خلویا انفصال
 حقیقی کا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کلام اوپر منع جمع کے محمول ہو سکتا ہے لیکن جب ہم یہ
 کہیں گے انما زید انما قائم او قائمہ ثوبیشک فائدہ قصر کا دینگا اور خلویا منع ہوگا نظیر کی
 انا الذی انا کا محی النصار و انما کذا دفع عن احسا ابھم انا او مثلی پس انما یا او کو
 بالذات ماندا انما کے مفید و قصر سمجھنا تا مترادف یعنی مجتہد کی علم لغت عرب سے ہے
 اگر حقیقت حرف ترمید مفید قصر ہوتا تو پھر حرف قصر کا اوسوخل کرنا جیسا کہ شعر مذکور بالا
 میں واقع ہوا جائز نہوتا کیونکہ جمع ہونا و کلا قصر کا ہے ورنہ جائز نہیں اور کلام عرب میں
 کہیں پایا نہیں گیا اور اس آیت میں تو کسی طرح پر حصر و دعویٰ صحیح ہی نہیں سکتا کیونکہ
 جب چھڑ دینا واجب ٹھہرا تو سب لوگ فدیہ کیوں دینگے اور سب سے سوال اپنا کیوں نہ

کرینگے پس لامحالہ ضرور ہو کہ احسان رکھ کر چھوڑ دینے جاوین یا کوئی تیسری صورت نکلے
 صورت اول پر تو سختیہ بطل ہو گئی کہ ہاں بجز احسان رکھ کر چھوڑ دینے کے اور کچھ اختیار ہی
 نہیں رہا اور صورت ثانی میں ہمارا مدعا ثابت ہوا اور ضرر باطل ہو گیا وہو المطلوب علاوہ
 بران معنی ہر تہمتہ خلاف انین سیاست اور منافی عقل کے ہیں اس لیے کہ مثلاً ایسی ہی اقعہ
 واقع ہو کہ جمیعت کفار کی بہت کثرت سے ہو اور انہیں سے ایک جماعت کثیر مدبرانہ
 آزمودہ و صنادید کہ جنکے مارے جانے سے ہر جماعت کفار مظنون و متیقن ہو یہ تعالیٰ
 کے اور جہد و جہد کثیر کے کسی تہدیر سے گرفتار ہو گئے تو آیا عقل سلیم اور فیہ سیاست
 مقتضی ایسا کر کہ اس جماعت کو چھوڑ دیا جاوے اور جماعت محابین کو خود اپنے عقل سے
 مدد و دیگر غالب کر لیا جاوے یہ بات تو ہرگز نہ کر کوئی صاحب عقل پسند نہ کرے گا قال یعنی
 عربی زبان کا یہ قاعدہ ہو کہ جب کوئی حکم اس طرح پر دیا جاوے کہ یا یہ کرو یا یہ کرو تو اون دنوں
 میں سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہو اور اس کے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہیں
 اقول کسی قاعدہ دان کا قول اپنے او سے باطل پسند لاتے تو ہم اس کی طرف توجہ
 بھی کرتے دیکھو جہنم اپنے مدعا پر کہ تقدیر سندن اقوال ایہ خافہ و لغت اور لفظ کلام
 عربا کی پیش کن ہیں آپ تو ایک بھی پسند لائی گئی پھر آپ کس موہنہ سے ایسا دعویٰ باطل
 پیش کرتے ہیں دیکھئے کہ ذوالقرنین کو اختیار دیا گیا کہ چاہو اون لوگوں کو عموماً تعذیب
 کرو چاہو اون لوگوں میں عموماً اپنا احسان رکھو اَمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَ اَمَّا اَنْ تُرْحِمَ فَبِمَا
 حَسَبْتَ مَتَّاعٌ مَّحْضَرٌ یہ تخیر ہی اس لیے اس سے تیسری صورت اختیار کی کہ دونوں صورتوں علاوہ
 تھی یعنی بعض کی تعذیب اور بعض کی اوپر احسان چنانچہ بصریح اس کا ذکر قرآن مجید میں ملتا
 ہو قال تعالیٰ اَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نَعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰی رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا مُّهِمًّا
 وَ اَمَّا مَن اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا لَحْظَ لَہٗ الْخُسْرٰی کہ جو ظالم ہو تو اس کو میں عذاب دوں گا
 پھر وہ بچیر جاوے گا اپنے رب کی طرف پس عذاب دیگا او اس کو سخت عذاب ہو جائے گا

اور نیک کام کر گیا تو جزا اوسکے لیے احسان کی ہو علاوہ بران آیت میں تو یہ حکم نہیں کہ یا
فدیہ لیلو یا احسان کہو بلکہ باقتضای تخریر معنی آیت کے یہ ہیں کہ بعد اسکے تلو اختیار ہو گا چاہو
فدیہ لو چاہو احسان رکھو مجتہد جو یہ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں ایک کا کرنا ضرورت ہوتا ہو
غلط ہے مجلس احسن اولین سیدین کے باتفاق اہل خانہ اور سخاۃ کے یہ معنی نہیں کہ جمع
درمیان مجالس حسن اور بن سیرین کے ممنوع ہو اور صرف مجالسہ ساتھ ایک ہی کے واجب
ہو اور ایسی ہی اٹاکل الشکاک و اما الشہب الملبن کے یہ معنی نہیں کہ ان دونوں میں ایک کا
کھانا واجب ہو بلکہ باتفاق اہل زبان و سخاۃ کے مراد یہ ہے کہ جمع نہ کران دونوں میں عرض کہ
تعبیر مجتہد کی سہنی اور پنادا قفی کی زبان عرب ہے اور تحقیق اس باب میں وہی ہے جو
ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ارادہ منع جمع و منع خلوا و الفضال حقیقی کا صرف اوپر قرآن کے ہر
کلمہ اٹھا اور ان معانی میں سے بالذات کسی معنی پر دلالت نہیں کرتا قال پس اس آیت
کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا ہو نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہو اور نہ
اسکے کہنا یا غذا پھوڑ دیا جاوے اور کچھ اوسکے ساتھ نہیں ہو سکتا اقول اول تو
یہ حکم مجتہد کا برہنا و تہذبات مجتہد و ہر بھی غلط ہے کیونکہ آیت منلوہ صرف متعلقین نہیں سے
علاقہ رکھتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا غایۃ الام بضر تہذبات مجتہد و ہر بھی استہد ہے کہ اس
آیت کے بعد کوئی قیدی بخلاف متعلقین کے نہ قتل ہو سکتا ہو نہ رفیق بنایا جا سکتا ہو
نہا گیا اگر تحقیق ایسا ہو تا کہ اس آیت سے حکم احباب انحصار کا دونوں شقوں مذکور
میں غیر نجد اصلع سمجھتے تو واقع میں کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا نہ رفیق بنایا جاتا لیکن چونکہ ایام
غزوہ ہوازن میں جو ایستح مکہ کے ہو سلمہ بن اکوع نے ایک شخص کو کھارین سے گرفتار کر کے
حکومت غیر صلہ قتل کیا ابن خطل حسنی ہمارا کعبہ سے پناہ پکڑی تھی اوسکے قتل کا حکم غیر
صلع لے دیا اور وہ قتل کیا گیا اور یہ معاملہ بعد فتح مکہ کے ہو غزوہ او طاس جو بعد از فتح مکہ
اوسکی سیایا کو لونڈی غلام بنایا گیا اور انکی حق میں و المصنعات من النساء لا تصالکات ایہ

نازل ہوئی غزوہ طایف میں جو شوال سنہ ہجری میں ہو حضرت صلعم نے عبداللہ بن ابی امیہ
 فرمایا کہ اگر خدا تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لیلیجہ تو غلبان کی بیٹی کو علاوہ انکے اور بہت
 واقعات ہیں کہ جیسے یہاں ثابت ہو کہ بعد نزول آیت اماننا واما فلان کے بکلیہ غیر صلعم
 قتل بھی ہوا اور ترقاق بھی ہوا اگر واقعہ میں آیت مذکورہ فائدہ و وجوب حصر کا بخشتی تو از رہا
 بحکم سینچہ صلعم قتل اور ترقاق نہوتا لیکن چونکہ لازم باطل ہو فائدہ و منہ شکہ انتہیات
 سے واضح ہوا کہ آیت مذکورہ بسبب حقوق بیان فعلی اور قولی جناب رسالت مآب صلعم اور
 بیان آیت فی المصحف صافات من النساء الا ما ملکت الیمین احکام کی تفسیر عدم ارادہ وجوب
 حصر میں تو اب مجتہد عصر کو ادویسین مطرح کی گنجائش تاویل اور تخصیص کی نہ رہی قال علی
 اسلام نے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی معنی تسلیم کیے ہیں چنانچہ جن تفسیروں سے اس
 مقام پر بطور سند کے مضمون اور عبارت لکھی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو و سے کہ ان مضمون
 کوئی انکار نہیں کر سکتا اقول صاحب کتابت اور بیضاوی اور مدارک اور معالم نے
 جو کچھ لکھا ہے ہم اسکا انکار نہیں کرتے ان سب باتوں کو محمول اور تفسیر کے کیا ہوا تفسیر
 کے معنی ہم اور بیان کر چکے ہیں بالفرض اگر عبارات تفاسیر کی ہمارے خلاف بھی ہوں
 تب بھی ہمارے کچھ تعرض ضرور نہوتا کیونکہ ہم قائلہ انہ گفتگو نہیں کرتے مگر ہم یقین کرتے
 ہیں کہ بعد مطالعہ ہماری تحقیق کے آپ اس آیت کی تفسیر میں بھی انکو حسب عادت تطعن
 فرماویں گے یا ان کی تفسیروں کی کچھ تاویل دل سے گھڑیں گے ایک بات اور بھی
 لائق اظہار کے ہو کہ ترجمہ عبارات تفاسیر مذکورہ جو مجتہد عصر نے کیے ہیں اکثر غلط ہیں
 مضن ع کو تو غمنا یعنی امر کے بغیر کسی دلیل شرعی کے ترجمہ کیا ہے اور علاوہ اسکے اور بھی
 غلطیاں ہیں مگر چونکہ ہم قائلہ انہ بحث نہیں کرتے پس ہمارے ترجمہ عبارات تفاسیر سے کچھ تعرض
 ضرور نہیں قال زمانہ جاہلیت میں اور نیز کہ تقدیر ابتداء زمانہ اسلام اور قبل نزول
 اس آیت کے قیام میں کو مار ڈالنے یا لوندی و غلام بنالینے یا احسان رکھ کر یا فدیہ لیکر

چھوڑ دینے کا رواج تھا اقول کہ یہ قدر تہذیب سے زمانہ اسلام کے کیا معنی اب تک یہی حکم ہے
 مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک بلا فدیہ چھوڑ دینا قیدیوں جہاد کا ایسی حالت میں کہ وہ اپنے
 کفر پر قائم ہوں اور دار الحرب کو لوٹ جاویں جائز نہیں اور فدیہ لینے میں اون کے دو قول
 ہیں قول شہور عدم جواز ہے اور روایت سیر کبیر میں ہے کہ لباس بذاکان بالمسلمین حائضہ
 آیت اِنَّمَا تَاْكُلُوْا وَاَمْوَالُكُمْ فِیْ سَبْتٍ مَّجْمُوعَةٍ كَآئِنَ مَا كُنْتُمْ عَلٰی فِیْہِ زَمَانًا مِّنْ رِّمَازٍ مِّنْ رِّمَازِ سَنَةِ حِجْرِی
 میں نازل ہوئی اور زمانہ نزول وحی تشریحی کا ۲۳ برس ہے تیرہ برس مکہ میں اور دس برس
 مدینے میں منجملہ اس ۲۳ برس کے تو خود بقول مجتہد عصر بھی کیسٹ برس تک برابر متعلق
 کا جواز ہے اور وہی دستور مروج رہا پھر یہ لفظ کہنا کہ یہ قدر زمانہ اسلام میں یہ رواج تھا
 محض مغالطہ ہے اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ ایک شخص اسیر غزوہ ہوازن کا کہ بعد اس کے
 تھا قتل کیا گیا اور سیایمی غزوہ او طاس کہ وہ بھی بعد اس کے ہر لوٹدی غلام بنائے گئے
 اور آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِذَا كُنَّ اُولٰٓئِكَ اَوْ فِیْہِ زَمَانًا مِّنْ نِّمَازِ سَنَةِ حِجْرِی
 تیسواں اصول ہے جامعہ الاحوال میں حروف عین کے باب بعث علی بن ابی طالب و خالد بن
 ولید میں ہے عن بريدة قَالَ بعث رسول الله صلعم عليا الى خالده ليقبض منه النفس فاعطاه
 فاصطفاه علي منه اسببته فاصبح وقد اعتسل ليلته وكنت بعض عليا فقلت لخالده
 الا ترى الى هذا علما قد مناع لي رسول الله صلعم ذكر ذلك لانه فقال يا بريدة استغض
 عليا قلت نعم قال لا تبغضه فان في النفس الكفر من ذللك اخرجه البخاري بريدة رضي
 عنہ کہ کہ بھیجا علی بن ابی طالب کو بغیر خدا صلعم نے خالد کے پاس تاک لے یوں اور نے غم میں
 دیدیا خالد نے ان کو نہیں چھوڑا لی علی رضی اللہ عنہ نے ایک چھوڑ کر اوس میں سے نہیں
 صبح کی علی نے اور حال یہ کہ وہ خون نے غسل کیا اور بر جاتا تھا میں ان کو نہیں کہہ سکتے
 خالد نے کہ کیا نہیں دیکھتا تو اس کو بھیج رہا ہے بغیر صلعم کے پاس تو ذکر کیا تینے اس کا
 پس فرمایا کہ اویریدہ کیا بڑا جانتا ہے علی کو مینے کہہ ہاں فرمایا کہ براہ جان اوں کو کہہ

لیے اس سے زیادہ ہر شخص میں روایت کی یہ بخاری نے دیکھی یہ معاملہ چند روز پیشتر کاجالود
 سے ہوا کہ اوس سے قریب بن جیسے بعد حضرت مسلم نے انتقال فرمایا ہمیں وہ کو انسان
 نزول وحی پایا اوس سے بعد کا تھا کہ حسین بدو اوج موقوف و منسوخ ہو گیا قال او کوئی
 حکم نازل نہیں ہوا تھا اقول یہ بھی غلط ہے اور تکذیب او کی آیات اور احکام سے
 جو ہم نے اب رکھے ہیں اور بھی آیات سے ظاہر ہو جو در باب رہائی اساری بدر کے
 نازل ہوئی ہیں جن میں چھوڑ دینے قیدیوں بدر کو بعد لینے فدیہ کے ناپسند فرمایا اور
 چھوڑ دینے ایسے قیدیوں کے مانعت فرمائی گئی ہے پس اگر مجتہد عصر یہ فرماتے کہ
 غزوہ بدر کے بعد سے تافیع مکہ من و فدا لکی مانعت رہی بعد از ان وہ بھی جائز ہو گیا
 یا اپنے اجتہاد فاسد کے مطابق یہ کہتے کہ بعد از ان وہی واجب ہو گیا تو البتہ گناہ میں بھی
 تھی اور یہ قول او کا کہ زمانہ اسلام الی قولہ کوئی حکم نازل نہیں ہوا یہ تو سرسرخ غلط اور بطل
 محض اور خود او کے اقوال کی برخلاف ہے قال اس آیت میں قیدیوں کی نسبت حکم
 نازل ہوا جس میں مجزئین و فدا کے اور کوئی حکم نہیں ہے اور اس لیے قتل و استرقاق جائز رہا
 اقول ہاں محمد لک کہ آپ کی تقریر سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جواز قتل و استرقاق
 جو پیشتر سے جلا آتا ہے اور اس کی نسبت کوئی حکم نہیں ہوا اور جب اس کی نسبت کوئی حکم نہیں ہوا
 تو وہ جواز بدستور رہا اور منسوخ نہوا پس یہ کہنا آپ کا کہ اس لیے قتل و استرقاق جائز رہا
 سر اس پر کیا ہو کہونکہ جب قتل و استرقاق کی منسوخی کا حکم نہیں ہے اور پیشتر سے وہ جائز رہا
 آتا تھا تو اس کو کس چیز نے منسوخ کر دیا آپ پر اثبات اس کا واجب ہے کہ اس آیت سے
 من و فدا الہی واجب ہو گیا اور قتل و استرقاق ممنوع ہو گیا اور یہ امر کہ امتا سے ہر گز ثابت
 نہیں ہو سکتا کوئی دلیل و وجوب کی پیش کیجیے قال اس آیت پر جو بعض صریح ناقابل التاویل
 ہو علیہ السلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہے حیا پنچہ ہم ان تمام بحثوں کو مع او کی ترویج
 اس مقام پر لکھتے ہیں اقول جناب مجتہد نو مجتہد عصر میں واقفیت لغات عرب سے

جو بڑی شرط اجتماع کی ہے خوب ہی رکھتے ہیں میں تو کیا منصب لکھا ہوں کہ اونکی حرف گیری
کروں مگر فاضل بہت شکن کا شعور باہر تخطیہ ہندو کے مینے دیکھا ہوا دیکھا لکھا ہوا ہے
خلاف رائی عدو نسبت این خلاف ذرا کہ و گریہ لکھا نہ پاید بجا ہی رد تریدہ ردوہ تردید
و تردا و افترد و جبل مرد و حائر بائرا و اس آیت کو در باجہ و جوہ من و فدا کے انص
سمجھنا بھی سراسر ناواقف مجتہد عصر کی ہے اور ہم اس آیت میں کچھ تاویل پیش نہیں کرتے بلکہ
جو معنی آتا ہے اُس کے از روئے لغت کے ہیں اوس سے اصلاً تجاوز نہیں کرتے البتہ مجتہد عصر
خلاف لغت کے تاویل باطل آیت میں فرماتے ہیں کہ آتا کو واسطے حصہ کے بر خلاف
لغت کے ٹھہرتے ہیں اور اپنا عیب ہم پر لگاتے ہیں قال بحث اول متعلق زمانہ نزول
آیت اقوال شروع کتاب میں آپ نے بہت شد و مد سے یہ بات فرمائی ہے کہ صرف خطا کو
خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی تلمذ مجتہد فقیہ کی تقلید سے غلطی میں
نہ پڑینگے اور ہم نے اوس مقام پر لکھا ہے کہ جہاں آپ اپنے اس عہد کو نہ بنا سینگے اسی
جگہ ہم آپ کو سلام کرینگے اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ سب پر تقلید کے ایک و بی زبان یہ
نہ لاوینگے اور ہم آپ کو وہ معاہدہ یاد دلاوینگے قال یہ آیت سورہ محمد صلیہ میں ہے اور ہم
دعوی کرتے ہیں کہ سورہ محمد کے میں بزمانہ فتح مکہ یعنی سنہ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور اس
دعوی کے ثبوت پر تین قطعی دلیلین میں اقوال ناظرین اس بحث کو اول سے تا آخر
دیکھ لیں کہ کسی ایسے سے مجتہد عصر کی دعوی اور حکا یعنی نزول آیت کا زمانہ فتح مکہ یعنی سنہ
سنہ ہجری میں ثابت نہیں اور بقدر اس باب میں او بخیر و لا ایل الا باللہ میں ہیں سب
مینی بر تقلید اور بے سند مثلاً ابن عباس کا قول لکھا تو ادسکی کچھ سند نہیں بلکہ وہ بھی مرث
مینی بر تقلید اور تقلیدی اقوال سے بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا بعض اقوال سے جو یہ بات
ثابت ہوتی ہے کہ یہ سورہ مکہ ہی ظاہر اہوہ اقوال علیٰ کسفیہ کے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ قبل از
ہجرت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ آئندہ جہاد فرض ہو گا اور بشارت

کھنکی کہ تم کفار پر فتح پاؤ گے بعد از ان آیات سورۃ انفال و براۃ سے آیت میں وفد کو پیش
 ہو گئی اور تفصیل اسکی آگے آوے گی پس مجرور یہ قول کہ یہ سورہ مکہ ہے واسطے اثبات اس امر
 کے کافی نہیں ہے کہ اول قائلین کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیت بزمان فتح مکہ نازل ہوئی ہے و کھنکی بہت
 سورتوں کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہ مکہ میں اتنے سے یہ لازم نہیں ہے کہ دوران فتح کے میں نازل
 ہوئی ہوں پس اگر سورہ محمد صلعم کی نسبت کسی نے یہ لکھا کہ مکہ ہے تو اس سے کیونکر لازم آیا
 کہ زمانہ فتح کے میں نازل ہوئی کیا لفظ مکہ منسوب طرف فتح کہ ہے جو مجتہد عصر نے ایسا
 گمان فاسد کیا تو اب ہم دلائل قطعیہ مجتہد عصر پر متوجہ ہونے میں قال اولیٰ کہ تفسیر ضیاء
 میں لکھا ہے کہ بعض علماء کا قول ہے کہ سورہ محمد صلعم کے میں نازل ہوئی ہے اقوال باذنیہ
 معاہدہ کے کو اور اپنے دعویٰ ترک اتباع و تقلید کہ صلت علی کاسل و مکات بحر الشاکر
 اور بعد از ان یہ التماس ہے کہ بعض علماء کا قول بھی یہی مگر یہ تو کسی نے بھی نہیں کہا کہ ہر
 فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ کہ عاکہ ہر فتح مکہ نازل ہوئی ہے قول غیر ثابت ہے بخلاف قول اس کے کہ حضرت
 ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہے جو حاشا تفسیر کبیر میں تحت آیت کہ
 مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يُلَاحِظَ كُنْ أَشْمَلَهُ بِه قول ابن عباس کا مندرج ہوا قول یا دو فرامیہ
 معاہدہ اور دعویٰ ترک اتباع کو بڑا تعجب ہے کہ آپ نے اوس مضمون کو جو تفسیر کبیر میں بغفل
 قول ابن عباس کے لکھا ہے اس جگہ بیان کیا حال آنکہ صاحب تفسیر مذکور نے اس قول کی
 بدلیل قویٰ تضعیف کی ہے اور صاف لکھا ہے کہ لیس کذلک یعنی یہ بات نہیں پس آپ کی عقل
 ہو کہ الفرق بین تشبہ بکل حشیش علاوہ ہلان قول غیر ثابت ابن عباس میں بھی تفسیر
 کبیر میں منقول ہے کہ آیت میں وفد زمانہ فتح مکہ میں نازل ہوئی اور قول بعد جنگ بدر
 مستلزم نزول کا ہر فتح مکہ نہیں ہے پس اس قول ضعیف سے بھی دعویٰ مجتہد صاحب کا کسی
 طرح پر ثابت نہیں ہو سکتا قال تیسرے یہ کہ علماء حنفیہ جو یہ کہتے ہیں کہ آیت بدر کی الی
 میں اور ہی تھی اقوال یہ سیکھا قول نہیں صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہو اور

[illegible]

بیماری ہو کہ تکہ گین بجو تکنا اور کسا جس پر پیوستی موت کی جھانکی ہو پس بخ لینی ہو انکی عفت
 اور بات سچی بہتر ہو پس جب پچھو جاو گیا وہ کام (یعنی وجہ ہو جاو گیا جہاد) تو اور سوقت کر
 سچے زمین گے تو بہتر ہوگا اور تکہ لیے اس سے صاف ثابت ہوگا کہ سورۃ فرضیت جہاد
 پیشتر اتری ہو سوقت میں کہ مسلمان آرزو کرتے تھے کہ جہاد فرض کیا جاوے اور اس پر
 جس کلم قرآن نازل ہو وہ پس نزل اس سورۃ کا اوائل سنین ہجرت میں چون تکہ
 سے پیشتر قبل از فرضیت جہاد صاف عیان ہی اگر کوئی یہ کہے کہ اس سورۃ میں جو آیت ہے
 کہ اِذَا كُنْتُمْ فِي الْحَرْبِ فَادْعُوا نَصْرَ اللَّهِ قَالِیْ کہ جب مقابلہ میں ہو تم ان لوگوں کے جو
 کافر ہیں پس مارنا گردنوں کا ہو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاد پیشتر فرض ہو چکا ہے جو جواب
 اس کا یہ ہے کہ یہ بھی واسطے استقبال کے ہو حسیا کہ فاذا اعزکم اللہ من بیان کیا گیا یعنی جب
 آئندہ ایسا ہو کہ تمہارا مقابلہ کفار سے پڑے تو انکو خوب نصرت کیجیو اس لیے کہ حرف اذ ہو
 واسطے غیر مخافات کے ہو غالب اوس میں یہ ہو کہ متضمن ہو تاہو نصرت کو اور طرف ہوتا ہے
 استقبال میں قال تعالیٰ اِذَا كُنْتُمْ فِي الْحَرْبِ فَادْعُوا نَصْرَ اللَّهِ کہ تم نصرت کیجیو کہ جب
 بلا و یگانگہو بلا ناز میں سے اور سوقت میں تم نکل کر گئے قال الشاعر والنفس راغبہ اذا
 راغبتم اذ ائتمم الرقلیل تقم پس اس آیت سے فرضیت جہاد کی ثابت نہیں ہوتی البتہ
 اشارہ نکلتا ہے کہ آئندہ جہاد فرض ہوگا اور اسوقت نکویہ کام کرنا ہوگا جب یہ امور تحقق
 ہوئے تو اب ہم یہ کہتے ہیں کہ دعویٰ مجتہد صاحب کا کہ یہ سورۃ ایام فتح میں نازل ہوئی ہے
 تاثر غلط ہو خود اسی سورۃ سے تلمذ یہ مجتہد عصر کی ثابت ہو علاوہ بران ایک دلیل
 اور علما حنفیہ کی طرف سے اس پر قائم ہوئی ہے کہ یہ سورۃ قبل از واقعہ بدر نازل ہوئی ہے
 چنانچہ ہم اسکو آئندہ لکھینگے اور ہر گاہ کہ مجتہد عصر کے پاس کوئی دلیل قوی یا ضعیف کہ
 جس سے یہ گمان بھی پیدا ہووے کہ یہ سورۃ ایام فتح میں نازل ہوئی ہے زمین ہو تو ہو
 اور کما بقابل لائل مذکورہ کے ہرگز لائق التفات کے بھی نہیں ہے کیونکہ دعویٰ بلا دلیل

فی نفسہ لائق القات کے نہیں ہوتا ہے جا آنکہ بمقابلہ اس کے دلائل موجود ہوں —
 فائدہ جلیلیہ مجتہد عصر پر ثابت نہ کر سکے کہ آیت امامتا بعد واما ذلک بر فرغ کمال
 ہوئی ہو تو آئندہ ہرمان مجتہد عصر اس کے اثبات کا حوالہ دینگے ہم باین الفاظ اور اسکا رد کرینگے
 کہ دیکھو فائدہ جلیلہ قال بحث دوم متعلق معنی حصر امام ابوحنیفہ صاحب توفیق یوں کا چھوڑنا
 کسی چیز جائز نہیں سمجھتے اقول مذہب حنفیہ ہننے اوپر بیان کر دیا ہے قال مگر امام شافعی صاحب
 اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہیں کہ قیدیوں کا قتل کرنا بھی جائز ہے اور لونڈی و غلام
 بنانا بھی جائز ہے اور ہرمان رکھ کر اور فدیہ لیکر چھوڑ دینا بھی جائز ہے اقول فتح القدر میں
 لکھا ہے کہ بقولنا قال مالک و احمد اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک اور امام احمد و امام
 ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ ہیں کہ بدولت فدیہ کے چھوڑ دینا قیدیوں کا ان کے کفر پر
 جائز نہیں ہے قال جن بزرگوں نے قیدیوں کی نسبت جارون امر یعنی قتل و ہتر قات
 و من و فداء جائز قرار دے لے اوہ خون نے یہ دیکھ لیا کہ تمام غزوات میں کیا کیا واقع
 ہوا اور اس کے بکوا و خون نے جائز قرار دیا اقول اوہ و واجب تھا کہ فعال اقول
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غور فرمائیں جہاں چھوڑا و خون نے اوہ بہت احتیاط سے جیسا کہ چاہیے
 غور فرمائی قال مگر غور صرف اس پر کرنا تھا کہ جب قیدیوں کی نسبت خاص حکم آچکا ہو سکے
 بعد کیا کیا ہوا اقول صرف اس پر غور کرنا اور حالات سابقہ پر توجہ نہ کرنا یہ کام نادانوں اور
 نے احتیاطوں کا ہر مجتہدین امت نے مسائل سابقہ اور مستقبلہ پر غور فرمائے ہی
 اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پر اور حالات سابقہ اور حالات مستقبلہ پر بخوبی غور
 کر کے جارون امر جائز رکھے ہیں اگر وہ اس آیت پر غور نہ فرماتے تو من و فداء کو یوں جائز نہ کر
 کیونکہ دوسری آیت جو غزوہ بدر کے قیدیوں میں نازل ہوئی تھی اس سے تو من و فداء
 کی مخالفت ظاہر تھی اور اوہ خون نے بعد کے حالات پر بھی بخوبی غور کیا اور غزوہ اہل
 کے سبب یا بھی نظر کی اور آیت و انما یصلحناک من النساء و الاکام ملک انما لکم کی شان

نزول اور اسکے کلمات کی مفہوم پر تجویز غور کی ہو تیرب و تھون نے یہ چاروں امر جائز
 ٹھہرے ہیں قال یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی ہے کہ اس کے بعد بخبر من و فدا کے اور کچھ
 نہیں ہوا اقول جیسو بھی بات ہی بلکہ برعکس اس کے بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ ہزاروں وغیرہ کے
 بعض قیدی قتل کیے گئے اور بعض کو رقیق بنایا گیا اور غزوہ او طاس کے قیدی
 نوڈی غلام بنائے گئے قال بہر حال منشا ان اختلافات کا کچھ ہی ہو جبکہ ما بعد کے
 عاملوں نے ایسے میں یہ اختلاف دیکھا تو اپنے اپنے مذہب کی طرف داری سے آکر
 کریمہ را ما مگا بعد و را ما فدا کے میں جو صریح حصہ ہوا و سپر کج بخشی شروع کی اور کہا اس
 حصہ پر مرد نہیں ہوا اقول ایضا کرو اور اس وقت جب جاہ اور تقلید و ستون کو طرف
 کر کے فرماؤ کہ کج بخشی آپ کی ہو یا انکی آپ مدعی حصہ کے ہیں آپ کون سی دلیل اسپر پیش
 کی کہ اما واسطے حصہ کے ہو حقیقہ معانی علمی لغت نے اس کے کچھ ہیں اور میں تو
 حصہ کا نام بھی نہیں ہم بدلائل و دعویٰ حصہ کو باطل کر چکے ہیں آپ جو خلاف لغت
 ایک بات طبیعت سے گڑبگڑ کر لکھ دی تو فرمائیے کہ کج بخشی آپ کی ہو یا انکی تعجب ہو کہ آپ
 اپنے دل میں کچھ نہ شرمائے اور دو ستون کی طرف داری سے جو ایک بات طبیعت
 سے گڑبگڑ تھی اس کو کج بخشی تصور نہ کر کے اپنے جرم کا الزام صلیح اور علما پر لگانے
 لگے آپ کی وہ مثل ہو کہ اوٹا چور کو تو ال کو ڈانڈے واقع میں یہ بات کہ اون لوگوں
 کا ایک کمال یہ بھی ہو کہ آپ سے لوگ اوپر طعن کیا کریں و لنعم ما قال و اذا انتک مذنبی
 من ناقص و فی الشہادۃ لی بانی فاضل : قال چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اما وانما
 للخصم و حالہ بعد الا سرغین منحصرفی الامرین بل یجوز القتل والاستقوان
 والمن والفداء نقول الامہ اقول واد جناب مجتہد صاحب گرے تو ایسے گرے کہ اثبات
 معنی لغت پر فخر رازی کے قول کو تقلید اسناد لائے جس کو آج تک کسی نے علم سے
 لغت اور علما علوم عرب میں شمار بھی نہیں کیا پھر اس بات کو تو ہم ہرگز پسند نہ کریں گے

کہ ایک معاملہ میں تو فخر رازی کی تقلید اور دوسرے جزو میں اوس پر انکار شدید ایتما کو جو انھوں
 نے مثل انہ کے واسطے حصر کے ازراہ غلطی کے قرار دیا اوس غلطی میں تو آپ اونیکی پیروی
 اور تقلید کرنے لگے اور جو انھوں نے بعد غلطی کے اوس غلطی کے نتیجہ غلط کے وضع کر دیا تو یہ
 اکی تو اوس پر نام دھرنے لگے معنی مستحق فخر رازی اصلاً مستند نہیں وہ علما لغت میں
 سے تھے مشاہیر متقدمین سے بھی تھے علما سے بیان میں سے بھی تھے لیکن انھوں
 نے ایتما کو بمعنی انہ کے برخلاف لغت عرب اور برخلاف لغت و نحو بیان کے
 تسلیم کیا تو تسلیم اونیکی سر اس غلطی اوس غلطی کی آپ نے محض تقلید آپریوی کی یہ بات
 آپ کی قابل تسلیم نہیں مگر چونکہ پھر بھی فخر رازی کمال رکھتا تھا باوجود غلطی کر نیکی معنی لغت
 میں غلطی کے نتیجہ سے لوٹ باپٹ کر شکل کیا خرابی تو ناقصون کی ہو کہ خود بصیرت نہیں
 رکھتے اور کسی صاحب کمال کا ہاتھ نہیں پکڑتے اس سبب ہمیشہ مبادی اور مقاصد
 میں غلطی میں ہی پڑے رہتے ہیں اگرچہ ہر کچھ ضرورت کسی بحث کی اس امر میں نہیں کیونکہ
 یہ توجہ فخر رازی کی سببی اور پرہیز فاسد ہو کر کچھ بھی ہم شرح کرتے ہیں عبارت تفسیر کبیر
 کی جس سے مجتہد عصر نے استدلال فرمایا ہو تاکہ ظاہر ہو جو اسے کہ بقرض تسلیم صحر کے
 بھی آپ مستدلہ اور محانت قتل و مترفاق کے دلالت نہیں کرتی قتال فی نفسیہ ہو کہ
 لَعَالِي فَاِذَا الْفُلُكُمُ الْاَوَّلِيْنَ كَفَرُوْا اَفَضْرَبُ الْاَوَّلِيْنَ قَاتِلِيْكُمْ اِذَا اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنْتُمْ لَبِيْان
 غایۃ لامر لایان غایۃ القتل والقتل جلیق حتی جو انہا شتمتو ہم پر داخل ہو واسطے بیان
 غایۃ امر کے ہر نہ واسطے بیان غایۃ قتل کے حال ہو کہ قتل تو جائز ہے یعنی کوئی یہ نہ سمجھے
 کہ بعد اٹخان قتل جائز نہ رہا اور غایۃ قتل اٹخان ہی تاک ہو بلکہ مراد یہ ہو کہ حکم وجوب قتل
 کے غایۃ اٹخان ہو کہ بعد اٹخان قتل واجب نہ رہا بلکہ جائز ہو گیا یعنی ہمیشہ از اٹخان بجز
 قتل کے اور کچھ تھا اب سوائے قتل کے وہ امور جو آیندہ مذکور ہیں مشروع ہو گئے
 اور قتل بھی جائز رہا کہ حسب مصالح جائز قتل کریں چاہیں اور مذکورہ ما بعد پر عمل کریں

واذا لحق النخ بالشيم الهوم والمراد كما اذا قطعت يداه ورجلاه فنهى عن قتله
 او جوب لائق ہو جاوے شخن سقتھ بوترھی میکا کہنی کٹ جاوین او سکے دونوں ہاتھ یار دونوں پاؤں
 نہنی کی گئی ہو اسکے قتل سے ٹھ یعنی جب مشخنین کا ایسا حال ہو جاوے کہ مانند پیران
 ضعیف کے تماشہ تریکار ہو جاوین تو جو نبی احادیث میں پیران ضعیف کے قتل کی وارد
 ہو وہ نبی او نکو بھی متناول ہوگی اور قتل او کا منہی عنہ ہوگا ثم قال تعالیٰ فشدوا الکوفات
 امر ارشاد مشکین باندھے کے کامر ارشاد ہو یعنی امر استحبابی ہو امر وجوبی نہیں کہ مانع جواز
 قتل ہووے ثم قال تعالیٰ واما منّا کعب وداوداء وفیه مسائل المسئلة الاول
 اما واما اللصوص والاصوب بعد الاستراغیون منصرم فی الامر این بل یجوز القتل والاسترقاق
 والممن والفداء فقول هذا ارشاد فدل کو الامر العام الجماعی فی سائر الاجناس ساقط
 غیو جائی فی اسلام العرب فان النبی صلعم کان معصوم فلو یذکر الاسترقاق واما القتل
 فلان الظاهر فی النسخ الاثمان ولان القتل ذکر بقوله فضررب الرقاب فلم یبق
 الا الامران ثم اور سین کنی مسئلہ ہین پہلا مسئلہ اما اور ثما واسطے حصر کے ہو اور
 حال او کا بعد قید غیر نحصہ ہو اور دونوں امر ہین بلکہ جائز ہر قتل ام ہتر قاق اور من اور فداء
 پس کما ہون من کہ یہ امر ارشاد ہی ہو یعنی وجوبی نہیں پس ذکر کیا وہ امر عام کہ سب اجناس
 میں جاری ہو اور استرقاق ناجائز ہو عرب کے قید پون میں کہ تھے پیغمبر او کے ساتھ
 ہیں سب سے استرقاق کا ذکر کیا گیا اور قتل تو اس واسطے کہ ظاہر مشخنین میں بیکار ہو جائے
 اور اس سبب سے بھی کہ ذکر کیا ہو قتل کا اس قول سابقہ میں فضررب الرقاب پس
 باقی رہے مگر وہی دو امر یعنی من وفداء و فطلامہ کلام کا یہ ہو کہ من اور فدا کا حکم وجوبی نہیں
 بلکہ استحبابی ہو اور وجہ ہین جو سبب ہون او کے فداء ذکر کرنے سے نامفروض ہونا
 سبب احکام کا لازم نہیں آتا اور چونکہ استرقاق عرب جائز نہیں اور مشخنین میں اکثر بھی بات ہی
 کہ وہ بیکار ہو جاتے ہیں کہ او کا قتل منہی عنہ ہو اور سو اسکے قتل کا جواز قول سابقہ یعنی

ضرب الرقاب سے بھی ظاہر ہے چنانچہ توجیر اسکی اور پند کو رہ چکی ہو جس واسطے یہاں تہاب
 اور فضیلت کے جملہ چاروں صنفوں مذکورہ کی یہی دو صنف یعنی من و فدا باقی رہ گئیں
 پھر اگر لکھتے ہیں والفضلہ بجز من یکن مالا وان یکن عین من الاستراک و شرطین
 علیہم اذ علیہ وحدہ اور فدا جائز ہو کہ مال چھوے اور یہ کہ سوائے مال کے ہو کہ اس کے
 بدلے قیدی کے لیے جاوین یا کوئی شرط اور ان سب پر یا صرف اکیلے اسی شخص پر لگائی جاوے
 پھر مسئلہ ثالثہ کے آخر میں لکھتے ہیں المقصود ہرنا ارشاد العق صنیہ الی الفضل المقصود
 اس جگہ ارشاد مومنین کا یہ طرف فضیلت کے یعنی حکم من و فدا کا ایجابی نہیں ہے بلکہ امر
 فضیلت و ندب پر غرض کہ تفسیر امام ہامازی کی مطابق بھی باوجود تسلیم کر لینے اس امر کے کہ ما
 واسطے حصر کے یہ وجوب من و فدا اور ممنوع ہونا قتل و استرقاق کا لازم نہیں آتا غایت الامر
 یہ ہے کہ من و فدا استحب ہے اور قتل و استرقاق سے افضل ہے اور مجتہد عصر نے کوئی دلیل وجوب
 من و فدا کی نہیں کہ کہ حصر بن الوجبین متکرم عدم جواز امر ثالث کا ہووے اب ہم یہ دیکھتے
 ہیں کہ مجتہد عصر فخر رازی کے اقوال کو کن کن وجوہ سے رد کرتے ہیں مخفی ہوئے کہ فخر رازی نے
 بعد تسلیم معنی حصر کے جو توجیر کی یہ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ ذکر من و فدا کا ارشاد ہے اس امر کا کہ
 یہ دونوں باتیں جمیع اجناس عرب و عجم میں جائز ہیں اور استرقاق عرب کے لوگوں کا جائز نہیں ہے غیر مذکور
 اور ہمیں یہ تھے اسلئے ذکر استرقاق کا نکلیا گیا تاکہ عجم اور کافری بھی سمجھا جاوے کہ قتل تو اس کا حلال ہے مگر شہد
 و شامخین کا ہی یہ حکم ہے کیونکہ الذائقہ و اللواقح معروف باللام ہی تو لام تعریف بعوض مضائق الیہ
 ہی یعنی اصل میں شہد و شامخین مضائق الیہ جو ضمیر راجع طرف شخنین کے تھے اوسکو حذف
 کر کے لام تعریف اوسکے عوض میں لے آئے اور چونکہ شہد و اللواقح صرف شخنین ہی ٹھہری
 اور شخنین بالیقین ناکارہ بات باتوں سے اپاہج معدوری ہونگے پس وجوب قتل اس
 ساقط ہو گیا پس کوئی چیز باقی نہ رہی مگر یہی دونوں امر یعنی من و فدا اور علاوہ بران قتل کا حکم
 کل ضرب الرقاب سے ثابت ہے مگر غیر شخنین میں تو وہی واجب رہا شخنین میں واجب نہ رہا

غایت وجوب قتل اثنان تک غمی اور رفع وجوب بجواز باطل نہیں ہو سکتا مجتہد عصر ایک
 حرف بھی تقریر فخر رازی کا نہیں سمجھے پہلے ہی غلطی تو یہ کی کہ اوسنے جو یہ لکھا تھا (افلان الظاہ)
 فی المتخذین الاذن مان لفظ ازمان کا یہ مطلب سمجھے کہ اسکے لیے کچھ زمانہ چاہیے کہ لفظ ازمان کو
 مادہ زمان سے جو معنی ساعات ہی تصور فرمایا اولوی طرح یہاں وسکا ترجمہ کیا کیا کہ میں مجبور ہیں
 لغت عرب سے آگاہی حاصل نہیں مادہ معروف ہی ہوا و سکو محل فرمایا یہ غور نہ کی کہ فخر رازی
 کی عبارت میں لفظ افعال ہو کہ دلالت کرتا ہو اور پشتہ ثقاف کے اور زمانہ جامد ہو شاید کہ اوسکو
 افعال بفتح ہمزہ بصیغہ جمع تصور کیا اور یہ غلطی بالاسے غلطی ہو چونکہ لغت عرب سے قہت
 نہیں ہیں عربت مدعی اجتہاد ہوئے ہیں ہر جگہ یہ غلطی پر غلطی کرتے چلے آتے ہیں حال آنکہ
 ازمان جو تفسیر کبیر میں بیان واقع ہو زمانہ سے نہیں بلکہ زمانت سے ہی جسکے معنی ہیں وقت
 زدہ ہو جانا جائداد کا چنانچہ کہتے ہیں کہ خلاصہ کو مرضی فرما لایا معنی ایسا مرضی ہو کہ
 جسے اوسکو بیکار اور مانوف اور معذور کر دیا ہو صراح زمانہ بالفتح برجای ماندگی عم ک
 ف ۲ رجل زمن لغت منہ با انیمہ غلط کاری کے مجتہد صاحب فخر رازی پر معترض ہو کر فرمایا
 ہیں قال جو لغویت اس تقریر کی ہو وہ خود اوس سے ظاہر ہوا اول تو یہ کہنا غلط ہو کہ قوم
 عرب کا استرقاق ناجائز تھا اقوال کوئی دلیل اسپر لائے ہوتے یا اونکے دلائل کو رد کیا
 ہوتا عدم جواز استرقاق عرب کے جو لوگ قائل ہیں وہ اسپر کئی دلیلین پیش کرتے ہیں اول
 حدیث متفق علیہ قریش طالا انصار و شریئہ و سلم و غفار و اشجع موالی ایسے ہم مولیٰ دن
 اند و رسولہ یعنی قریش اور انصار اور منیہ اوسلم اور غفار اشجع یہ خود قاصدین نہیں ہوا
 کوئی آقا سوائے خدا اور رسول کے دوسری حدیث جسکا ذکر آگے آویگا کہ ایک کنیز عائشہ
 کی نسبت متفقہ خبر خود صلعم نے عائشہ رضی سے فرمایا کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل آؤ کر دے
 اسکو کیونکہ یہ اولاد اسمعیل ہم سے ہی تیسری دلیل اونکی یہ کہ یہ غیر اوس قوم میں سے ہیں اور
 جس طرح استرقاق بنی اسرائیل شریعت موسویہ میں جائز نہ تھا اسی طرح استرقاق بنی اسمعیل

شرعیت محمد بن جابر نہیں کہ جامع دونوں میں ایک ہی بات ہو بدون رد وجہ خصم حکم یہ بات
کھدی کہ یہ کہنا غلط ہے مگر مقبول نہیں ہو سکتی چنانچہ بعد دریا بعتاق جارتیہ میریہ کے
آپ نے خود سبب عتاق اسکو قرار دیا تو فافا من ولدا اسمعیل کہ وہ اولاد اسمعیل ہی پھر آپ اس
باب میں غرازی پر کس طرح مقرر ہو سکتے ہیں قال اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم شقاق
مستثنیٰ ہے اسکو مستثنیٰ کرنا نہ گیکہ اس حکم کے بیان ہی کو متروک کیا جاتا اقول جناب
آپ بھی تھوڑے عرصہ کے بعد الشریکین سے مشرکین عرب مراد لیتے ہیں جیسا پچھنے عتق نبی
ادسکی آتی ہو پس اگر غرازی نے بھی الذین کفرو اسے کفار عرب مراد لیے اور وہی جو
پیش کی ہوئی آپا ہمیش کی کہ تمام کفار سے مقابلہ اور اونکی گردنیں مارنی تو محال عادی
ہی پیش کی اور سبب نصوحیت آیت کے کفار عرب کے کچھ ضرورت اشتنا کی نہ سمجھی تو اسکی
موند سے اوپر مقرر ہو سکتے ہیں قال اور ازمان کے سبب حکم قتل کا بیان نہ کرنا
یا جو حکم قتل لڑائی میں ہو اسکو بعد لڑائی کے قیدیوں کی نسبت منسوب کرنا ایسی لغو
باتیں ہیں کہ کوئی او سپر القات نہیں کر سکتا اقول دونوں غرض مجتہد عصر کے بلا دلیل اور
منصف لغویں امام غزالی کا یہ مطلب ہو کہ پیش از ازمان میں اور فدا اور قتل میں جھڑپا یعنی
کھارواں اور اسمعیل کے حق میں سو امان اور فدا اور قتل کے اور کسی چیز کا حکم تھا بلکہ ازمان
قتل واجب نہ رہا پس وہی صورتیں باقی رہ گئیں ہوا و نہیں کو بیان کیا گیا اس تقریر میں
کیا لغویت ہو وجہ لغویت تو بیان فرمائی ہوئی اسی طرح پر یہ جو فرماتے ہیں کہ جو حکم قتل عدل
لڑائی میں ہو انہی بھی بلا دلیل ایک لغو بات ہو مجتہد عصر اس پر اگر کوئی دلیل رکھتے ہوں تو پیش
کرین کہ جملہ احکام جو عدل لڑائی میں بعد لڑائی کے وہ تبدیل ہو جاتے ہیں اور تبدیل ہو جانا
ان کا حصہ وہی ہم کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہو دیکھو بنی قریظہ کے مقابلین کو اسیر کر کے
قتل کر لیا گیا اگر قول مجتہد عصر کا صحیح ہوتا تو انکو مہرگز قتل نہ کر لیا جاتا سوائے امام غزالی
جو یہ کہتے ہیں کہ یہ امر ارشادی ہو یعنی ایجابی نہیں ہو اسکا کیا جواب ہو مجتہد صاحب نے

اس پر نہ کچھ اعتراض کیا نہ اسباب ثابت کیا غرض کہ ایک بات بھی امام رازی کی مجتہدہ عصر
 اوٹھ نہ سکی اور جملہ اس قدر بلا دلیل کہہ دینا کہ یہ بات لغوی و دلیل غجز اور سر اسر لغوی و اصل
 قابل التفات نہیں قال بحث سوم نسبت معنی من و فدا من کے معنی قیدیوں کا وغیر
 احسان رکھ کر اور فدا کے معنی کچھ لیکر چھوڑ دینے کے ہیں اور یہ ایسے معنی ہیں کہ کوئی بھی
 اس سے انکار نہیں کر سکتا اقول من کے یہ معنی نہیں بلکہ معنی من انعام میں جیسا بچہ علی
 لعنت اس پر متفق ہیں اور یہ ایسی بات ہو کہ کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا یَعْنُونَ اَنْ عَلَيَّ
 اَنْ اَسْلَمُوا اَنْ اَعْلَى اَسْلَمُوا مَكْرُوبًا لِلّٰهِ يُفَرِّجُ عَلَيْنَا وَبَلَاكَ نَعْمَةً تَعْمَلُهَا اَنْ
 عَتَدَ لَكَ بَنِي اِسْرَآئِيلَ قال تفسیر احمدی میں لکھا ہے کہ من کے معنی قیدی کا فر کو بغیر کچھ
 لیے چھوڑنے کے ہیں اور فدا کے معنی کچھ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے میں کافر
 قیدی کو چھوڑ دینے کے ہیں اِنْ اَنْ يَتْلُو اَلَا سِيدُ الْكَافِرِيْنَ غَيْرِ اِنْ يَتَّخِذُ مَنَافِعَ
 وَالْفِدَاءُ اِنْ يَتْلُو وَيَاْخُذُ مَنَعًا اَوْ اَسِيدًا مُّسْلِمًا اَنْتَ اقول جناب آپ یہاں نجاشی
 کو کام میں لائے اور تھوڑی عبارت جو اس سے پہلے ہی چھوڑ دی ورنہ معلوم ہو جاتا کہ یہ
 معنی مطلق من کے نہیں بیان کیے بلکہ اوس من کے ہیں جسکی صاحب شراح وقایہ نفی
 کا قابل ہو اور یہ قول بھی تفسیر احمدی میں قول شراح وقایہ کا نقل کیا ہے چنانچہ عبارت اوسکی ہے
 کہ وقال فی شرح الوقایہ وقتل الاسارى واسترقهم او تركهم اهل الذم لانه متلنا اى لیسكونوا
 اهل ذم لانا ونفي عنهم وفداهم والمراد ان يترك الاسير الكافر من عدا اهل الذم
 مندشی والقداء ان يترك ويأخذ منه الا اوا مسلمان یعنی کہا ہے شرح وقایہ میں اقول
 کرے امام قیدیوں کو باریق کرے اور کو یا چھوڑے اور کو ذمی ٹھہر کر اور نہ مانتے اور نہ مانتے اور
 فدا اور میں (یعنی جسکے نفی کا حکم ہو) یہ بات ہو کہ قیدی بغیر کچھ لیے چھوڑ دیا جاوے اور
 یہ فدا یہ بات ہو کہ بدلے میں مال یا قیدی مسلمان کے چھوڑ دیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ یہ
 تعریف من کی جو شرح وقایہ میں ہے مطلق من کی نہیں بلکہ اوس من کی ہے جسکی نسبت وہ لکھتا ہے

کہ نفی الحسن الخجب یہ مترشح ہوا کہ من کے معنی مطلق احسان اور انعام کے ہیں پس وہ تعلق
 اوپر ہر طرح احسان میں منجملہ اسکے بھی ایک صورت احسان کی ہو کہ جان بچا دیا جائے اور قین بنایا جاوے
 یا جزیہ لیکر ذمی کروایا جاوے قال یہ تمام تاویلین بلکہ تحریفین صحیح معنوں کی غلط اور ضالی
 معنوں کی طرف صرف بات کی پیچ اور مذہب کی طرف ذاری اور تقلید کی گمراہی کے سبب
 کی گئی ہیں اقوال بات زبان سے کہہ دینی بہت آسان ہو مگر جو بات زبان سے
 نکالی جاوے اسکو ثابت کرنا لازم ہو کوئی دلیل تحریف اور غلطی کی لکھی جوتی اور اگر آپ
 دل میں انصاف کریں اور ایمانداری کو ہاتھ سے ندین تو یہ توجہیہ اون توجہیات سے
 ہزاران ہزار درجہ بہتر ہو کہ جو آپ نے معنی ملکیت ایمان کمین اور معنی آقاۃ العدا اور معنی ائما
 میں کی ہیں کیونکہ یہ توجہیہ گو کہ کیسی ہی ہو مگر خلاف لغت کے کہیں اور آپ کی وہ توجہیات
 باوجود رکاکت اور زبافت اور انکار مقام کے نہ اسر خلاف لغت کے ہیں پس اس توجہیہ
 پر اطلاق تحریف کا کسی طرح پر نہیں ہو سکتا مگر آپ کی توجہیات پر بلا شک و شبہ اطلاق
 تحریف اور گمراہی میں کچھ کلام نہیں قال بحث چہارم متعلق خاص ہونے اس آیت
 کے اکثر علما سے حنفیہ کا قول ہے کہ یہ آیت قید بان بدر سے مخصوص نہ ہو قیل کی غلطی قائل
 بحث اول سے بخوبی ثابت ہے اسلیئے کہ اوس بحث میں جسے ثابت کرویا ہو کہ بدر کی لڑائی
 تک یہ آیت نازل ہی نہیں ہوئی تھی اقوال ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ سورہ محمد صلعم
 جسمین یہ آیت ہو جنگ بدر سے پیشتر نازل ہوئی ہو اور سہجی ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ علما
 حنفیہ سورہ محمد صلعم کو مکہ سمجھتے ہیں یعنی قبل از ہجرت نازل ہوئی ہو اور بعد اوسکے سورہ
 انفال کی آیات سے اور سورہ براءۃ کی آیات سے منسوخ ہو گئی مجتہد عصر جو یہ فرماتے
 ہیں کہ جسے ثابت کرویا ہو کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہیں ہوئی تھی غلط ہو وکیلو
 قائمہ علیہ بحث اول کا بان بیان ایک شبہ البتہ وارد ہوتا ہو اور وہ یہ ہے کہ جب جنگ
 بدر سے پیشتر یہ آیت نازل ہو چکی تھی تو بغیر خدا صلعم نے جو قید بان بدر کو فرمایا لیکر یا

کر دیا تو اس پر انکار شد کیونکہ نازل ہوا کیونکہ او بخون لے ہو جب تخمیر کے عمل کیا تھا تو عمل
 خفیہ اسکے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ چونکہ آیت میں ایجاب تھا بلکہ تخمیر تھی اور تخمیر کے معنی ملو
 ہو چکے ہیں کہ مستلزم منع خلو کا نہیں ہو پس اونکو یہ بھی جائز تھا کہ اساری بدر کو قتل کریں
 مگر او بخون لے ایک روز انتظار وحی کا اس باب میں کیا کہ کیا کرنا چاہیے اور مشورہ اصحاب
 رضوان اللہ علیہم سے کیا اور ائمین اس باب میں مختلف ہوئیں آخر کو جناب پیغمبر علیہ السلام نے
 ایک بات از روئے اجتہاد کے اختیار کی لیکن اگرچہ اس بات کی رخصت تھی مگر غریمت
 او سکی خلاف میں تھی اور مقتضائے وقت یہ تھا کہ او کو چھوڑ دیا جاوے بلکہ مقتضائے
 وقت یہ تھا کہ صناید قتل کو اس وقت قتل کیا جاوے تاکہ آئندہ جمعیت اونکی کم ہو جاوے
 اور عیب الہام دلوان پر بچھ جاوے اور معاملہ انبیاء کا یہ ہو کہ اونپر ایسی غریمت کے ترک
 بھی انکار نہ دیا اور تمدید کی جاتی ہو پس جو انکار اور تمدید قرآن میں اس فعل پر ہو منشا
 او سکا ترک غریمت ہو اور یہ تھراؤ اونکی ایسی ہو کہ واسطے روشنبہ مذکورہ کے ہرگز نہ کافی ہو
 مجتہد عصر بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کیونکہ او بخون نے مسیبن الکلام میں خود یہ
 عبارت لکھی ہو کہ البتہ انبیاء سے نیک اللہ اور زیادہ نیک حاصل کرنے کی نیت سے خطا
 اجتہادی کا ہونا ممکن ہو اور ظاہر ہو کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا ہو وہ گناہ شرعی نہیں
 مگر انبیاء کی نسبت وہ بھی گناہ ہو اتنی اور علما خفیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ معنی لو کہ کتاب اللہ
 سَبَّحَ کَمَسْکُورٍ مَا اخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ کے یہی ہیں یعنی اگر آیت رخصت کی پیشتر خدا کی
 طرف سے نہ اوتری ہوتی تو تم کو اس لینے پر عذاب سنج ناک پہنچتا لیکن چونکہ پیشتر آیت
 رخصت اتر چکی تھی اسلئے مجر و ترک غریمت پر کچھ عقاب نہ کیا گیا اور رحمت اونکی یہی
 کہ اگر یہ آیت واقعہ بدر سے پیشتر نازل نہیں ہوتی تھی تو اور کون سی آیت تھی جس کا ذکر آیت
 لو الا کتاب من اللہ سبق میں ہو اور بعض مفسرین جو کتاب کے معنی حکم لیتے ہیں اور پھر حکم کی
 شرح یہ کرتے ہیں کہ وہ یہ حکم ہو کہ خدا عقاب نہ کرے گا مجتہد پر او سکی اجتہاد میں یا یہ کہ حکم

مراد یہ ہے کہ عذاب نہ کر گیا اہل بدر کو اور سبق کی جو یہ تفسیر کرتے ہیں کہ سبق اِشَابَةُ فِي الْحَرْمِ
 الْمُحْفَظِ یعنی پیشتر ہو چکا ہوا بات کرنا اور سکا لوی محفوظ میں ان سب کو دوسے تسلیم نہیں کرتے اور
 دوسے یہ کہتے ہیں کہ ان سب تاویلات میں از کتاب مجاز غیر متعارف اور حذف چند کلمات کا
 ہجڑ اور کوئی قرینہ اور سہ قانع نہیں ہیں حقیقت کو چھوڑ کر مجاز غیر متعارف اور حذف کلمات کیلئے
 قائل ہونا بلا قیام قرینہ قویہ کے اصلاً جائز نہیں ہے اور دوسے یہ بھی کہتے ہیں کہ فرض کیا جاوے
 کہ یہ آیت جو جواز منق و خدا پر دلالت کرتی ہو مدنیہ ہی ہو تب بھی آیت کتاب میں اللہ سبق
 سے مطابق بیان مذکورہ کے لازم آتا ہے کہ نزول اس کا قبل از واقعہ بدر ہو بعد تمہید ان
 مطالب کے دوسے یہ کہتے ہیں کہ آیت منق و خدا جو قبل از واقعہ بدر کے نازل ہوئی ہے
 آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يُلْغِيَنَّ كَمَا أَسْرَى حَتَّى يُبْعِثَ فِي الْأَكْمَرِضِ مناسب نہیں ہے چنانچہ کہ
 کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ نہ مارا کر دے اور کو خاک میں ڈال دے وَنَ عَرَضَ
 الدُّنْيَا ثُمَّ ارْدَاهُ كَرْتے ہو یعنی فدیہ لینے سے متناع دنیا کا وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْاِخْلَاقَ اور اللہ ارادہ
 کرتا ہے آخرت کا یعنی خدا یہ بات پسند کرتا ہے کہ کفر و شرک رو سے زمین سے مٹو کیا جاوے
 اور کفار کو چھوڑا جاوے اور دیگر آیات قتل سے منسوخ ہو گئے پس بعد از ان حکم من
 و خدا کا باقی نہ رہا اگر کوئی یہ کہے کہ ان آیات سے تو صرف قتل کا وجوب دریافت ہوا ہے
 پس لازم آیا کہ استرقاق بھی جائز ہو یا یہ کہ ان آیات کو بھی منسوخ ٹھہرایا جاوے تو اس کے
 جواب میں وہ یہ کہتے ہیں کہ بیشک ان آیات سے ایسا ہی مستنبط ہوتا ہے لیکن چونکہ
 در باب جواز استرقاق کے احادیث صحیحہ قولی و فعلی بہت منقول ہوئی ہیں اور دوسے
 احادیث از قسم مشاہیر بلکہ متواتر المعنی ہیں اور اس قسم کی احادیث ہمارے نزدیک
 زیادت علی الضیق ہو علاوہ بران آیات وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ الْاِبْرَارِ
 وَعَدَ كُوفَةُ اللَّهُ مَعَكُمْ كَيْتُمْ تَأْخُذُوا وَهِيَ فَتَجْعَلْ لَكُمْ مَوْلًى وَأَرْأَيْتُمْ فَتَحْنَا قُتَيْبًا
 وَمَعَارِدَ كَيْتُمْ تَأْخُذُوا وَهِيَ وَأَرْأَيْتُمْ وَلِلْمُحْسِنَاتِ مِنَ النِّسَاءِ كَمَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

مفسرین ثبوت استرقاق میں سوائے اسکے مقصود اصلی یعنی کمزور کر دینا محاربین کا
اور گھٹا دینا اونکی جماعت کا جیسا کہ صورت قتل میں ہے صورتہ استرقاق میں بھی مقصود میں
ان دلائل قطعیہ سے زیادت علی النص جائز ہوئی اور اس قسم کی زیادت ہمارے نزدیک
اگرچہ ایک قسم ہر اقسام نسخ سے کہ پیشتر ایک ہی چیز جائز تھی اب ساتھ اوسکے ایک اور چیز
بھی زیادہ ہو گئی مگر اصطلاح تین اسکا نام زیادہ علی النص ہو جس طرح کہ آیت وضو میں
صرف پانوں کا دھونا فرض تھا مگر بسبب خبر مشہور کے مسح علی الخفین بھی جائز ہوا
پس اب بجز قتل و استرقاق کے کوئی چیز جائز نہیں اگر کوئی کہے کہ بعد جب کہ کبھی حسانہ
رکھ کر اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا ہو چنانچہ روایات مفصلہ ذیل سے یہ بات ثابت ہوگی
حدیث متفق علیہ بعث رسول اللہ صلعم خیال قبل نجد فجاؤت بوجہ من بنی حنیفہ
یقال لہ انما تم بن اثال فریطو بساریۃ من سوارى المسجد فخرج الیہ النبی صلعم فقال
ما عندک یا ثمامہ فقال عندک خیل واحد ان تقتل تقتل ادموان تنعم تنعم علی شاکل وان کنت تود الممال
فاساکل منه فاشئت فقل حتی کان لعدا ثوقال ما عندک یا ثمامہ قال عندک ما قلت لک ان تنعم تنعم علی شاکل فقل
حتى کان بعدا لعدا قال ما عندک یا ثمامہ قال عندک ما قلت لک قال اطلقوا ثمامہ فاطلقوا الی نخل
قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا
رسول اللہ یا محمد اللہ ما کان علی وجہ لارض ووجہ البغض الی من ووجہا فقد
وجہا احب الی وجہ الی واللہ ما کان من دین البغض الی من دینا فاصبح دینا
احب الی الی واللہ ما کان من بلد البغض الی من بلدک فاصبح بلدک احب الی الی
الی احمدیث بھیجا پیغمبر صلعم نے سواروں کو بطرف نجد کے پس سے آئے وہ ایک آدمی
کو بنی حنیفہ میں سے کہ اوسکو ثمامہ بن اثال کہتے تھے پس باندھ دیا اوسکو مسجد کے ایک
ستون سے پس نکلے اوسکی طرف پیغمبر صلعم میں اوس سے کہا کہ کیا ہو تیرے نزدیک ای
ثمامہ پس کہا میں نے خبر دی کہ تم قتل کر گیا تو قتل کر گیا ایک جاندار کو اور اگر انعام کر گیا

تو انعام کر گیا ایک شکر گزار پروردگار مال لینے کا ارادہ ہی تو طلب کر جو کچھ چاہے پس وہ بہت دور
 رکھا گیا جب دوسرا دن ہوا تو اس سے پیغمبر صلعم نے پوچھا کہ کیا تیرے نزدیک اونٹ تھا
 اوسنے کہا کہ جو مینے کل کھا تھا اگر انعام کر گیا تو انعام کر گیا ایک شکر گزار پر پھر بدستور چلنے
 دیا اوسکو یہاں تک کہ تیسرا دن ہوا پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا تیرے نزدیک تیسرے اونٹ تھا
 اوسنے کہا جو کچھ پہلے مینے کھا ہی پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ کھول دو نمامہ کو پس گیا وہ نخل کے
 پاس قریب مسجد کے پھر نہایا پھر داخل ہوا مسجد میں پھر کہا اشدان لاکہ الا اشدان محمد رسول
 اللہ ای محمد قسم خدا کی ہر کہ رو سے زمین پر کوئی امونہ میرے نزدیک دشمن تیرے مومنہ
 تھا پس اب تیرا مومنہ سب سے زیادہ مجاہد و درست ہو گیا کوئی دین ناپسند تیرے دین سے
 مجاہد تھا اب تیرا دین سب سے زیادہ محبوب ہو گیا تیرا شہر سب سے زیادہ براتھا میرے نزدیک اب سب سے
 زیادہ محبوب ہو گیا دوم حدیث مسلم ان ثمانین رجلاً من اهل مكة حبطوا على رسول
 الله صلعم من جبل النعیم تسليحين يريدون نحره النبي صلعم واصحابه فاخذهم +
 رسماً فاستحيهم وفي رواية فاعتقههم فانزل الله تعالى وهو الذي كلف ايديكم
 عنكم وايدىكم عنهم بطن مكة ارضي آدمي تنعيم کے پہاڑ سے اترے بطرف پیغمبر صلعم
 کے ارادہ کرتے تھے غفلت پاوہو کا دینا پیغمبر صلعم کا پس بکڑ لیا اونکو صلحا پس زندہ رکھا
 اونکو اور ایک روایت میں ہے کہ آزاد کر دیا اونکو پس وقاری اسد نے یہ آیت کہ خدا وہ ہے جسے
 باز رکھا اونکے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو اونسے بطن مکہ میں —
 حدیث سوم مسلم کان ثقیف حلیفاً لبني عقیل فلبرت ثقیف رجُلین من صحاب رسول الله صلعم
 واسرا صحاب رسول الله صلعم رجلا من بني عقیل فوثقوه فطرحوه فی الحرة فجزء رسول
 الله صلعم فناداه یا محیل یا محیل فیا اخذت قال بجزیة حلفاءک ثقیف فترکه ومضے
 فناداه یا محمد یا محمد فرحمہ رسول الله صلعم فجع قال ما شانک قال انی مسلم
 فقال لو علمت انک تملک امرک اقلحت کل القلاح قال فقد امر رسول الله صلعم

بالجلیلین اللہین اسرا تمہما نقیف تھے نقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس قید کر لیا نقیف
 نے دو آدمیوں کو اصحاب بنی صبر صلعم میں سے اور قید کر لیا اصحاب بنی صبر صلعم نے ایک آدمی
 بنی عقیل میں سے پس اسکو باندھ کر دھوپ میں ڈال دیا پس اسپر گذرے بنی صبر صلعم
 پھر اسنے بھارا ای محمد ای محمد کس گناہ میں ہیں پکڑا گیا ہوں فرمایا کہ اپنے ہم عہدوں سے
 جرم میں یعنی نقیف کے پھر بدستور اسکو چھوڑ کر چلے گئے پھر اسنے بھارا ای محمد ای محمد پس
 اسپر رحم فرمایا اور پھر آئے اور کہا کہ کیا شان ہی تیری اسنے کہا میں مسلمان ہوں فرمایا
 کہ اگر تو یہ کہتا اسوقت میں کہ اپنے اختیار میں تھا تو فالخ پاتا پوری فالخ پھر عرض میں
 دو قیدیوں کے جنکو نقیف نے قید کر لیا تھا دیدیا اسکو سو اسکا وے جو اسے تفصیل میں
 دیتے ہیں حدیث اول سے مدعا ہمارا ثابت ہو کہ تین روز تک ثمانہ بن اثال نے درخواست
 فدیہ دینے اور احسان رکھنے کی مگر بغیر خدا صلعم نے منظور نہ فرمائی اگر فدیہ یا احسان
 رکھ کر چھوڑ دینا فرض ہوتا تو بیشک اول ہی روز اسکو چھوڑ دیتے اور تیسرے روز بھی
 اسکو ایسا نہیں چھوڑا کہ وہ داحرب کو لوٹ جاوے بلکہ فرست یا وحی کی رو سے جب
 دریافت ہوا کہ اسکا دل اسلام ہی اور تھوڑی سی ملاطفت اور تالیف سے اطمینان
 اسلام کر دیا تب یہ لفظ فرمایا کہ اطلقوہ یعنی کھول دو اسکو چنانچہ پھر دھکولہ دینے کے وہ
 مسلمان ہو گیا اگر بلا تعرض وہ داحرب کو لوٹ جاتا تب البتہ استدلال اس حدیث
 سے گنجائش رکھتا تھا پس یہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہو نہ ہمارے خلاف کی۔
 حدیث دوم سے مدعاے خصم ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اونکی گرفتاری محمد زینین ہوئی
 بلکہ صلعمی ہوئی تھی اور وفائے عہد ہر آئینہ واجب ہو اور یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ کے
 وقت مرجعت کے حدیبیہ سے ہوا ہی چنانچہ بیان اسکا آگے آوے گا حدیث سوم سے
 ظاہر ہو کہ وہ اسلام کا دعویٰ تھا پس اسکا چھوڑ دینا اس کے بدلے دو مسلمان لینے
 ہمارے مدعا کے مضر نہیں تھی جب اسے محمد عہد پر تحقیق اور تدقیق تمام اسلام علیہ السلام

کی اوکلی تحقیق اور دلائل کے مطالعہ کے بعد کون شخص یہ کہہ سکے خلاف اس باب میں
 دے سکتا ہو اگر آپ کچھ استعداد رکھتے ہیں تو اوکلی دلائل کو رد کیجیے مگر آپ کے اقتدار و
 یہ ہرگز نہ ہو سکیگا جو یہ مسئلہ کہ ایک زعم فاسد میں یہ تھا کہ اس مسئلہ میں امام ہمام نے غلطی فاش
 کی ہو اسی سبب بہت شد و مد سے آپ نے حسب عادات جاہلان علماء سے حنفیہ پر زبان
 طعن کی کھولی تھی آپ لوگوں کے زعم فاسد میں یہ ہو کہ امام ہمام قیاس پر زیادہ عمل کرتے
 ہیں اور احادیث و آیات کی طرف توجہ کم فرماتے ہیں مگر آپ لوگوں کا یہ زعم سرسرفاسد
 اور تواتر حسد ہی دیکھو اس سبب خاص میں کس قدر کوشش بلین فرما کر یہ فتویٰ دیا ہو اور کس
 درجہ اتباع آیات اور احادیث کا واجب سمجھا ہی قال بحث پنجم نسبت منسوخ ہونے اس
 آیت کے اقوال بحث اسکی بہت مفصل مذکور ہوئی قال اتنی بات یاد رکھنی چاہیے
 کہ اس بیان میں غلطی نہ ہو غلطیاں ہیں اول یہ کہ سورہ برادہ کی آیت میں جو معترب بیان کی
 استرقاق کا مطلق ذکر نہیں ہے اسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہی اقوال جب
 علماء حنفیہ اس بات کو ثابت کر چکے کہ حکم میں وفدا کا منسوخ ہو گیا اور ان آیات سورہ
 برادہ اور سورہ انفال میں اسیر کرنے اور قتل کر نیکا حکم ہی اور احادیث صحیحہ میں اساری
 کے حق میں حکم استرقاق کا بھی وارد ہو اور اسیری سبب ہی استرقاق کا پس باعتبار تسمیہ
 السبب باسم السبب اگر نام ان آیات کا آیات استرقاق رکھا تو کچھ غلطی نہیں مگر
 چونکہ آیت امانا و امانا فداؤ میں مطلق ذکر حریت کا نہیں اور من وفدا و استنارم سبب حریت بھی
 نہیں پس مجتہد عصر نے جو نام اس آیت کا آیت حریت رکھا ہی البتہ محض غلط اور بے سبب ہے
 قال دوسرے یہ کہ آیت قتل کو یا سورہ بلاقہ کو جو آخر ما نزل کہ ابھی بھی غلط ہی علماء کا قول
 ہے کہ سورہ برادہ یک لخت پوری اوتری ہو اسکے بعد کوئی پوری سورت نہیں اوتری
 پس حتیٰ سورتیں کہ پوری پوری اوتری ہیں ان میں اخیر سورت البتہ اخیر رہی الا آخر ما نزل
 نہیں ہوتے برا قول یہ قول مجتہد عصر کا کہ علماء کا قول ہے کہ سورہ برادہ یک لخت پوری

اوتری ہو انہ غلط مضہ ہو اور سرسرا فقر او کا قول یہ ہو کہ معظم سورہ براۃ کہ اول سے
 تا قریب چالیس آیتوں کے ہر ایک مرتبہ نازل ہوئی ہو اور یہی مراد ہی لفظ کاملہ سے
 ہم آہین اس جگہ زیادہ بحث ضرور نہیں جانتے ہی تھے کہ سورہ براۃ کے بعد کوئی سورہ
 پوری نہیں اوتری ہو کہ سورہ براۃ میں خال غزوہ تبوک اور دیگر حالات ایسے ہیں کہ
 جسے ثابت ہوتا ہو کہ رجب نہ ہجری میں یا کچھ بعد اوسکے اور قبل از ذی القعدہ نہ
 ہجری کے اوتری ہو کیونکہ اوسی مہینے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
 اوسکی آیات کے اعلان کر سکے واسطے یا مہج ابوبکر صدیق میں پیغمبر خدا صلعم نے سکے کو
 بھیجا تھا پس ہر آئینہ آیت اسامنا بعد واما فدا سے کہ قبول غیر ثابت مجتہد نہ تھی میں
 نازل ہوئی تھی بعد نازل ہوئی ہو اور اس مقام پر یہ مقدمہ کافی ہو زیادہ بحث کرنا کچھ ضرور نہیں قال غرض کہ ان
 روایتوں سے خفیوں کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت من وفدا کو منسوخ بتاتے ہیں پس
 اس امر پر بحث کر سکے لیے اولاً اون آیات کو بتکوننا منسوخ قرار دیا ہو یا چونکا منسوخ قرار دینا ممکن ہو
 اس مقام پر نقل کرتے ہیں اقوال ایک بیت حبیب صاف حکم اسکا ہو کہ اسیروں کی جب
 تک کہ غوریزی نہ کی جاوے اور انکو مار کر خاک میں نہ ملا دیا جاوے کوئی بات لائق
 نہیں مجتہد نے یہاں چھوڑ دی ہم اوسکو مع شان نزول لکھتے ہیں فلما اسرا واکساری
 (یعنی اساری بدر) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلے لکم عن عمر رضی اللہ عنہما ما
 ترون فی ہذا الا ساری فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم بنو النعم والعشیدۃ اری ان
 نأخذ منهم فدیۃ فیکون لنا قبیح علی الکفار فغسی اللہ ان یهدیہم لاسلاح
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما توی یا ابن الخطاب قال قلت لا واللہ یا رسول
 اللہ ما اری الذی ساری ابوبکر و لکن اری ان تمکننا فنضرب اعناقہم فتمکن علیا من
 عقیل فیضرب عققہ و تمکنی من فاران لسیباً لعمریہ فاضرب عققہ فان ہو لایمۃ
 الکفر و صنادیدہا فھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال ابوبکر و کوھی ما قلت

فلما كان من الغد جمعت فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم والابو بكر رضی اللہ عنہما قاعداً
وهما يبكيان قلت يا رسول الله صلعم من اي شيء تبكي انت وصاحبك فاني وجدت
بكاء بكيت وان لم اجد بكاء تبكيت لبكائك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابكي للذي عرض علي صاحبك من اخذهم الفداء لقد عرض علي عذابهم
اذني من هذه الشجرة شجرة قمر بنی امیة صلى الله عليه وسلم فاقول الله عز وجل
مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ اَنْ يَكُونَ لَهُ اُسْرٰى حَتّٰى يَخْرُجَ فِي الْاَرْضِ اِلٰى قَوْلِنَا اَلٰى فَاَتَاكَ اَمَّا فَمَنْتُمْ
حَدًّا اَوْ كَلْبًا فاحلله الغنيمه لهم - جب اسے کیا بدر کے قیدیوں کو فرمایا رسول
اللہ صلعم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اور عمر فاروق سے کیا راسے دیتے ہو ان قیدیوں کے باب
میں کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایسی نبی الامام اور کنبے کے لوگ ہیں میری راسے یہ ہو کر لے
ہم فدیہ لیں تاکہ ہلکو قوت ہو جائے کفار پر شاید کہ خدا انکو بھی ہدایت اسلام کی کرے
پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا راسے دیتا ہی تو اسی بیٹے خطاب کے کما عمر رضی اللہ عنہ نے کہ
سینے کہا کہ نہیں واسدای رسول اللہ میں وہ راسے نہیں دیتا جو ابو بکر نے دی ہو
لیکن میری راسے یہ ہو کہ ہلکو قادر کر دے تو اس پر کہ ہم انکی گردنیں ماریں قادر کر دے
علی کو عقیل بن ابی طالب پر کہ وہ اسکی گون مار اور مجاہد قادر کر دے کہ فلاں شخص
جو میرا قریب ہوا اسکی گردن ماروں پس تحقیق یہ لوگ پیشو اسے کفر ہیں اور سوار کاؤ
کے ہیں پس مل فرمایا رسول اللہ صلعم نے طرف قول ابی بکر کے اور میں مل فرمایا طرف
میرے قول کے پھر جب ہوا دوسرا دن تو آیا میں پس دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم
اور ابو بکر رضی اللہ عنہما جوئے ہیں اور زور ہے میں سینے کہا یا رسول اللہ صلعم کی بات سے
تم اور تمھارے صاحب زور ہے میں اگر اس بات سے مجھ کو بھی رونانا اور گنا کو میں
بھی روؤنگا اور اگر نہ رونانا اور گنا تو تمھارے رونے کے سبب رونانا اور گنا پس یہاں رسول
اللہ صلعم نے فرمایا ہوں اس بات پر جو تیرے اصحاب نے بسبب نبی کے فریاد کے مجھ پریشانی قسم کی

کہ تحقیق پیش کیا گیا مجھ پر غدا اب اونکا قریب تر اس رخسار کی ایک دخت سے جو وہ
 تھا پیغمبر صلیم کے پس اواری اسد نے یہ آیت ماکان لیلیٰ اَنْ یلَوْنَ لَہُ اسری تھی
 یثخن فی الارض تا کلوا ما فیہم مَحَلًّا کَلْبًا جیس لال کی اسد نے غنیمت
 اونکے لیے سرداہ مسلم پس اس آیت اور اس حدیث سے صاف ثابت ہو کہ جو اسے
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات کہ اونکو قتل ہی کیا ہوا ہے وہی پسند ٹھہرے اور کشتہ
 جو کچھ ہوا احتیاط فرما کر آئندہ کے واسطے اسی کے مطابق وحی قرآنی نازل
 ہوئی اور بجز ارشاد اسارے اور صل غنیمت کے اور کسی چیز کی اجازت نہ دی گئی
 پس اجازت من و فدا کی جو پیشتر تھی وہ نسخ ہوئی قال اول آیت سورہ انفال الذین
 عاہدت منہم فوٹو فیکفون عہدکم فیکفون فیکفون وکم لا یفون واما انکم
 فی الحرب فشر بہم من خلفہم لعلہم یدکون ۵ خدا تعالیٰ پیغمبر صاحب سے
 فرماتا ہو کہ جنہے تو نے عہد کیا ہو عہد ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہیں اور عہد توڑنے سے
 ہر ہیز نہیں کرتے پھر اگر تو اونکو لڑائی میں ہاوسے تو اون لوگوں تک جو اونکے پیچھے ہیں
 تترتیر کر دے شاید کہ وہ عبرت پکڑیں اقول اگرچہ ترجمہ مجتہد عصر کا تاثر غلط ہو لیکن
 اور غلط بیان محمول اوپر اسکے ہیں کہ مجتہد عصر زبان عرب سے خوب واقف نہیں اس لیے
 مزید کو معنی مجرد اور دو جہلون کا ایک جملہ ٹھہرتے ہیں لیکن فشر بہم من خلفہم کا جو ترجمہ
 اسطور پر کیا ہو کہ تو اون لوگوں تک جو اونکے پیچھے ہیں تترتیر کر دے عدا تحریف کی ہو
 جناب مجتہد صاحب اون لوگوں تک آپ نے کس لفظ کا ترجمہ کیا غایت معنی یہاں کہا
 ہو حتی یا الی جو غایت بردالت کہنا ہو اس آیت میں ہرگز نہیں ہیں پس معنی غایت کہاں
 سے گڑھ لیے باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہوا اسکے معنی کہاں جاتے رہے مخفی
 نہ رہے کہ باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہو بلکہ بہت ہو انکو ظلم انفسکو
 یا تحاذرکم العیال فکلا احدنا یدئد نیکہ فظلم من الذین ہادوا واکرمنا علیہم ولا یؤ

شجر لا تکذل الاموات کثرت قاتلہ والا شقیثت بک لاجہا کہ وقال انہما الزینۃ ففعلوا
 ولا فہیں یحوت ولا یعیاد ولکن الزینۃ فقد شخص بہم قاتل کثیرا اور شخص کے
 یہ معنی بیان نہیں ہیں کہ باوے بلکہ جہان مقام حرب میں متعل ہو تا ہو وہاں معنی توقف کے
 گرفتار کر لینے اور غالب لیکے ہوتے ہیں قال الشاعر شجر فاما تنفقونی فاقتلونی وان
 فسوف ترون صالی یعنی اگر تم مجھ کو بکڑ لو یا غالب آؤ تو مار ڈالو اور جو میں تم کو بکڑ لون گا یا تم
 آؤ مگھ تو مجھ کو بکڑو میری شان کو قداموس میں ہو نفقہ کہ معہ صادقہ و اخذہ و اظفر بہ
 اودا سا کہ اٹھے پس صحیح معنی آیت کے یہ ہیں کہ اگر تو انکو بکڑ لے لڑائی میں تو تو پریشان اور
 ترتر تر کر دے سبب اونکے ان لوگوں کو جو اونکے پیچھے ہیں جب یہ معنی مستحق ہوئے تو اب
 جناب مجتہد کو چاہیے کہ ایک دم کے واسطے گمراہی پاس دو توں کو برطرف کر کے دیکھیں کہ
 افریق اور ترتر تر کر دینا اور محاربین کا ایاقٹل و اشتراق اس مرد میں تصور ہی انکو رہائے
 اوکیر نگر جمعیت میں شامل کر کر اونی جمعیت کو مجتمع اور قوی کر دینے میں کونسا صاحب
 عقل ہو کہ دوسری شق اختیار کر سکتا ہو مجتہد عصر قابل ہیں کہ یہ آیت بنی قرظہ کے باب
 میں نازل ہوئی ہو پھر اذہنین کے مناسبات اس آیت کے تفسیر کیجیے اور دیکھیے کہ حضور
 پیغمبر صلعم صاحب وحی کے کہ اوئے زیادہ کوئی کلام خدا کو نہیں سمجھ سکتا بنی قرظہ کا کیا
 حال کیا گیا کہ اذہنین سے جو قابل لڑنے کے تھے اونکو قتل کیا گیا اور جو قابل لڑنے کے تھے
 اونکو لونڈی غلام بنایا گیا کسی شخص کو اذہنین سے بہ فدیہ یا بدولت فدیہ کے چھوڑا نہ گیا
 چنانچہ بخاری میں ابن عمر رضی عنہما سے روایت ہو قال حاربت الذبیل وقرظہ فاجلا
 بنی الذبیل و اقر بنی قرظہ وکن علیہم حتی حاربت قرظہ فقتل رجالہم و قسم لساہم
 و اموالہم و اولادہم بین السایین الا بعضہم کفوا بالذنی صلے اللہ علیہ و سلم فانہم
 واسلموا کما ابن عمر رضی عنہما کہ لڑے تھے تھے تھے اور قرظہ بنی طوین کو دیا تھا پیغمبر خدا صلعم

بنی نضیر کو اور ٹھہرا رہنے دیا تھا بنی قریظہ کو اور احسان رکھا اور یہاں تک کہ طرے
 بنی قریظہ بچہ قتل کیا اونکے مردوں کو اور تقسیم کر دیا اونکی عورتوں اور مال اور بچوں
 درمیان مسلمانوں کے مگر کچھ لوگ اون میں سے جو مل گئے تھے یہ خبر معلوم سے تو انکو
 اس دی بچہ وہ سلام لائے چونکہ یہ حدیث مفسر ہیئت کی اور سبب کثوف اس بیان کے
 وہ آیت مفسر ہو گئی اور معنی آیت کے یہی تعین ہوئے کہ جبیر بن جریج مصلح عمل ہوا پس
 کوئی چارہ نہیں اس سے کہ فشر وہم کا ترجمہ یہی کیا جاوے کہ فشر و بقتلہم و استقامت
 من خلفہم یعنی برگزندہ کر دے بسبب قتل اور استرقاق اونکی کے اون لوگوں کو جو انکے
 پیچھے ہیں کما قال الشاعر إذا شققت بك الكهلاء یعنی مگر کہ بد بخت ہو جاوین زرد
 بسبب قتل کرنے پیرے کے اونکو و کما قال اللہ تعالیٰ لیغیظا بہم الکفار یعنی تاکہ غصے
 میں ڈالے بسبب خوشحالی اور سعادت مسلمانوں کی کفار کو اور بطور بر تفسیر آیت کی
 اعلام مفسرین نے کی ہوجا بچہ خود مجتہد عبارات اونکے بطور سند اپنے قول کے بحوالہ
 مدارک لکھتے ہیں کثیر ذیہو قال النجاشی افعل بہم ما لفرق جمعہم و تقدیر بہن
 یک انیہ صر یعنی اونکے ساتھ وہ کام کر کہ جس سے اونکی جمعیت میں تو نفرت ڈال دے
 اور تنہا کر دے تو بسبب اس فعل کے اون لوگوں کو جو اون سے نزدیکی رکھتے ہوں تنہا
 کر دے سند جو مجتہد لائے ہیں صاف ہمارے مدعا کے موافق ہو کیونکہ تنہائی اور تنہا رہنا
 اور لوگوں کا اسی صورت میں تصور ہو کہ اون قیدیوں کو چھوڑا جاوے اور صورت
 چھوڑ دینے کے تو تکثیر جماعت ہو گئی تفریق کمان باقی رہی بچہ مجتہد و عبارت تفسیر
 کو سند لائے ہیں فمعنی الاية انك ان ظفرت في الحرب بقتل الكفار لانك ان ينفذ
 العهد فافعل بهم فعلا يفرق بهم من خلفهم قال عطاء بن رباح فيهم القتل حتى
 ينفذك غدوهم و قيل لكل بهم تنكلا لئلا يذبحهم من ناقض العهد یعنی معنی
 آیت کے یہ ہیں تحقیق تو اگر پکڑے تو اون کفار کو جو عہد توڑتے ہیں تو اونکے ساتھ وہ

معاملہ کر کے پراگندہ کر دے وہ معاملہ بسبب اونکے اون لوگوں کو جو بعد اونکے ہیں کہا عطا
 لے کر خوب طرح پر قتل کروں گا تاکہ ڈرین تجھے ماسوا اونکے اور کہا گیا ہی کہ ایسی تعذیب
 اونکی کہ اونکی تعذیب پراگندہ کر دیوے اونکے غیروں کو جو توڑنے والے عہد کے ہیں
 دیکھ لو اس تفسیر سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہو کہ وہ کام کرنا چاہیے جسے جمعیت کفار کی
 پراگندہ ہو جاوے نہ وہ کہ جس سے جمعیت میں قوت اور کثرت ہو جاوے بہو جب قول عطا
 بن یسار کے جو اس تفسیر مستدل مجتہد عصر میں مذکور ہو صرف قتل ہی ادھکا واجب ہو اور
 بموجب دوسرے قول کے کہ اس میں طلق تعذیب ہو جواز استرقاق بھی سمجھا جاتا ہو مگر میں فلا
 کی نفی دونوں قولوں سے ثابت ہی ہے مجتہد عصر تفسیر کشاف کی سند لاتے ہیں فاشتر بہم
 قطعہ ففهم ففرق عن محاربك ومناصبتك بقتلهم مشتركة والنكايه فيهم من رآهم
 من الكفره حتى لا يجسر عليك احدا بعد ههنا اعتبارا بهم وانعاضا بها لهدا من حارت
 کے معنی میں مجتہد صاحب نے بہت ہی تصرف فرمایا ہو چنانچہ ہم اسکی شرح کرینگے اور کہتے ہیں
 اوپر سے چھوڑ دیا فاما القضاء ففهم وظفران بهم فاشتر بهم الخ معنی صحیح اسے باریک
 یہ ہیں کہ جب تو اونکو پکڑ لے اور فتیاب ہو جاوے اوپر تو برب بر طحی کے قتل کرنے
 کے اونکو اور اونکو زخموں میں چکنا چور کرینگے پراگندہ کر دے اپنی جنگ اور عدالت سے
 اون لوگوں کو جو مسوا اونکے ہیں کافروں سے تاکہ بعد اونکے کوئی تہہ چہرأت نہ کرے اونکے
 حال سے عبرت اور نصیحت پکڑ کر دیکھو یہ تفسیر ہمارے مدعا کے موافق ہو اور اس سے
 اسیران مقابلہ کے حق میں بجز اسکے کہ اونکو خوب قتل کرو اور خوب زخموں میں چکنا چور
 کرو اور کسی چیز کی اجازت نہیں پائی جاتی اور اس تفسیر سے بھی ظاہر ہے کہ باوجود ہرچیز میں
 باوجود سببیت ہو اور معنی ہرچیز کے یہ ہیں کہ سبب اونکے قتل کے اور اس تفسیر میں ایک لفظ
 ہو مشترکہ یہ لفظ مذکور قتل میں مستعمل ہوتا ہے ایسے مقام پر کہ جہاں بے ڈھک زکات و
 رسوائی سے قتل کیا جاتا ہو عرب کہتے ہیں قتلہ قتلۃ سوء و مشترکہ قتلۃ و سوء لفظ آیا ہو

والنکایۃ فیہ صلوٰۃ النکایۃ کے معنی میں قتل و جرح نکیت العداء و فی العداء نکایۃ اذ اقتلتہ
 وجہ حتمہ قال ابو الجحۃ نکۃ العداء و نکمہ الا ضیاعاً یعنی قتل کرتے ہیں ہم دشمن کو اور
 اکرام کرتے ہیں ہم سپہانوں کو اگر چہ اور ترجمہ میں بھی مجتہد عصر نے خیانت بہت کی ہے
 بہتے سبب اسکے کہ ہم کچھ مقلد نہ گفتگو نہیں کرتے اوس سے کچھ تعرض نہیں کیا لیکن چونکہ
 جبار اسد زخمی رحیم علیہ السلام علامہ علم لغت و تصریف و نحو بیان کے ہر ایسے
 شخص کے کلام کی صیانت کا ہمارا حق ہوا اور ہم پر واجب ہے کہ اوس کے کلام کی در بیان
 و معانی و لغت و محاورہ عرب کے بہت حفاظت کریں اور بددیانتی اوس میں جتنے ندین
 لہذا ہم مجتہد عصر کی خیانت کا عبارت کشاف میں اعلان کرتے ہیں اوس نے لکھا کہ
 فغراق عن محاربتک و منا صبتک بقتلہ مجتہد عصر اوس کے ترجمے میں از راہ خیانت
 کے لکھتے ہیں کہ (اٹنے سے اور بری طرح قتل کرنے سے) دیکھو کیسی خیانت ظاہر ہے
 جنگ کو کچھ بھی دخل ہوگا علم بیت میں وہ اس خیانت کو خوب سمجھ لیا مفسر نے لفظ
 عن اور محاربتہ کے داخل کیا اور نہ صبت کو او سپر معطوف کیا اور عن واسطے بعد اور
 مجاوزۃ کے مستعمل ہیں عرب کہتے ہیں سامت السهم عن القوس چونکہ جباری اور محاورہ
 تیر کی کمان سے مستحق ہوا لیے لفظ عن یہاں آیا اور پھر مفسر کا قیام کو مفصول بلا عطف
 لایا اور لفظ قتل پر باسببیت داخل کی مجتہد عصر نے داخل عن اور داخل باسببیت کو
 معطوف و معطوف علیہ پھر اگر غلط ترجمہ کر دیا نہ عن کے معنی کا لحاظ کیا نہ باسببیت کا
 اوس کا مدعا تو یہ تھا کہ اپنی جنگ و مقابلہ سے دور کر دے قیدیوں کے ماسوا لوگوں کو
 اور یہ دور کرنا کس طرح پر حاصل ہو گا یہ دور کرنا سبب قیدیوں کے قتل کے ہو گا
 مجتہد عصر نے اس کے لئے نہ تو اس ترجمہ پر لفظ نکایۃ واسطے لکھا کہ قتل کیا اور کیا مجتہد عصر اس کے بھی
 معنی طبیعت خیانت و دوست گھر کر غلط لکھ دے یعنی اوس کا ترجمہ بلطف ظاہری کر کے اصل کا کو خرابی میں ڈال دیا تو
 بالمدین شروفسنا و سیمات اعمالنا اور ہم کہتے ہیں کہ علاوہ ان مفسرین کے جماعت مترجمین نے بھی

اسی طرح بہایت کا ترجمہ کیا ہو جس طرح منجہ کیا ملا حسین اعظمی لکھتے ہیں فشر و بھم پس مبدہ گردان و متفرق سادہ سبب قتل ایشان میں خلفہم آکر کہ از پس جدا ایشان فرار سند۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں متفرق ساز سبب تن ایشان آنا نہ اکثریت ایشان باشند اٹھی کوئی نہ سمجھے کہ ہم مفسرین کے اقوال سے استدلال تقلیدی کر رہے ہیں ہرگز نہیں بلکہ معنی ترجمہ آیت کا مطابق لغت و محاورہ عرب کے پیشتر کر دیا ہو اور لغت پر سداہل زبان کی پیش کی ہو اس مقام میں ہم نے جو عبارات مفسرین کی لکھی ہیں اپنی طرف سے نہیں لکھیں بلکہ مجتہد عصر جو تقلید اوانسے استدلال غلط کرتے تھے اونکی غلطی کے اظہار کے واسطے نقل کی ہیں ورنہ ہلکواونکے نقل کی کچھ ضرورت تھی۔ الغرض جب بموجب بیان فعلی جہا صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بموجب لغت عرب اور محاورہ فصحا و بلغا کے ہم ثابت کر چکے کہ معنی تشرید کے پرانہ کرنا اور متفرق اور تترتیر کرنا ہو اور کلمہ ہم ہر آئینہ از روئے فعل صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام مفسر بقتل و استرقاق ہو اور من و فدا مستلزم تحرب و اجتماع جمعیت کا ہو چنانچہ بات لا حظہ حال اسیران بدر سے ثابت ہو کہ بعد ہائی کے غزوہ احد و احزاب میں پھر مجتہد جو کہ مجتہد کو چڑھ آئے پس من و فدا ہر آئینہ مستلزم ایسی چیز کا ہو جو صراحتہ مناقض تشرید ہو اور بھی منافی قتل و استرقاق ہو کہ بموجب فعل صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمہ ہم اونکے ساتھ مفسر ہوا ہو پس آیت مستشددہ ہر آئینہ مفسر ہوئی و در باب وجوب قتل و استرقاق کے لیکن اب یہاں کلام امین رہا کہ کلمہ تشر و صبیغہ عام جو یہاں واقع ہو آیا واسطے ایجاب کے ہو یا بیان اولویت و فضیلت کے ہو اگر شوق اول ہو تو آیت مؤید مذہب حنفیہ کی ہو کہ جب تشریف مفسر یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہوئی تو من و فدا واجب نہیں ہو یا اور اگر شوق ثانی ہو تو مذہب شافعی کی صحت کے واسطے ایک جہ ظاہر ہوتی ہو اور ہلکوا اس باب میں کچھ زیادہ بحث ضرور نہیں ہو کیونکہ ہم نسبت مجاز استرقاق کے بحث کرتے ہیں

نسبت عدم جواز من و فدا اور وجوب قتل و استرقاق جو باہم ہمارے علمائین مختلف فیہ
 ہی بحث نہیں کرتے قال دوم آیت سورہ برآۃ فاذا اُلتَمِظُوا لَهَا شَهْرًا مِّنْ حُرْمَتِهَا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوا حُرْمَتَهُمْ وَأَعْدَاءُ كُلِّ مَنٍّ فَإِن تَاَمَّوْا قَامُوا
 الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ عجم بن شکرین عربی عہد شکنی
 کی تھی انکی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جہنمیں لڑائی منع ہی
 گذر جاوین تو مشرکوں کو مار و جہان باؤ اور انکو پکڑو اور گھیرو اور مٹیجو اور انکی گھات میں
 ہر گھات کی جگہ میں پھر اگر وہ کفر سے توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دین تو انکو کاشتہ
 جھوڑو و بیشک اسدی بخشش والا مہربان اقول اس آیت کے ترجمے میں بحث اوپر
 گذر چکی ہو قال سوم آیت سورہ بقرہ صاحب فرمایا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ
 يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَاقْتُلُوا حَيْثُ تَجِدُوهُمْ فَغُفْرَانٌ لَهُمْ
 وَاسْمُ جُحُومٍ مِّنْ حَيْثُ اسْمُ جُحُومٍ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ وَلَا تَقَاتِلُوا هُوَ عَنِ النَّبِيِّ
 اسْمُ حَتَّى يُقَاتِلُوا كُفْرًا فَإِن قَاتَلُوا فَاقتُلُوا كَمَا قَاتَلُوا كَمَا قَاتَلُوا فَإِن
 أَتَوْهُمُ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ وَتَقَاتِلُوا حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَفَرُوا
 تم سے لڑتے ہیں تم بھی ان سے خدا کی راہ میں لڑو اور زیادتی مت کرو بے شک اسدی یادتی
 کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور قتل کرو اور انکو جس جگہ باؤ اور نکالو اور انکو جہان
 او خضوع بنے انکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہوا اور ان سے کعبہ کے
 پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تم سے وہاں نہ لڑیں پھر اگر وہ تم سے لڑیں تو انکو مارو
 یہ بھی نہ لڑو کا فروع کی پس اگر باز رہیں وہ تو اسدی بخشش والا مہربان ہی اور لڑو ان سے
 تاکہ نہ رہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا اقول صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہو کہ لڑو
 خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو کہ تحقیق اسدی دوست نہیں
 رکھتا زیادتی کرنے والوں کو اور قتل کرو اور انکو جہان کہیں پکڑ لو اور نکال دو اور انکو جہاں

او انھوں نے ٹھکروں کا حال دیکھا اور فتنہ سخت تر ہو قتل سے اور نہ لڑواؤں سے مسجدِ حرام
 کے پاس تا آنکہ وہ سے نہ لڑیں اور عین پھر اگر وہ سے ملے لڑائی کریں تو قتل کرواؤ
 ایسی ہی سزا کافروں کی پھر اگر وہ سے باز رہیں تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑواؤں سے
 تا آنکہ نہ رہے فتنہ اور وہ وہ سے دین صرف خدا ہی کا + یہاں استدلال ہو و قتل و جرم حیث
 ثقہ تو ہم سے معنی ثقف کے ہم اور پر بیان کر چکے ہیں کہ مجھو یا ناہین ہو بلکہ پکڑ لینا ہی
 از روئے غلبہ اور فیروزی کے چنانچہ علامہ مخدومی لکھتے ہیں کہ النصف وجود علی وجہ
 الاخذ والغلبۃ ومنہ رجل ثقف سریع الاخذ لا قرائۃ فاما تثقیق فاقول فی فیہ
 اثقف فلا یس الی المخلوق یعنی ثقف کے معنی ہیں پانا بروجہ پکڑ اور غلبہ کے اور اسی سے
 رجل ثقف یعنی جلد پکڑ لینے والا ہی اپنے ہمسر وں کو اور اوہ کی سند پر یہ شعر ہو
 اگر پکڑ لو گے تم مجھ کو تو مار ڈالو گے پھر میں جسکو پکڑ لوں گا تو نہیں ہو اوہ کی زندگی
 پس آیت نص ہی اس بات میں کہ جب تم پکڑ لو کفار کو تو مار ڈالو اور چونکہ ظاہر امر واسطے
 وجوب کے ہو تو قتل قیدیوں کا واجب ہوا اور جب قتل واجب ہوا تو من و فلا منع ہو گیا
 اور یہی قول علی کا خفیہ کا قال چارم آیت سورہ نسا و ذوالکو نکفون کاکفروا
 فتلکون سوا فلا تخذوا منہم اولیاء حتی یہاجروا فی سبیل اللہ فان کولوا
 کفہم وھم و اقتلوھم و حیث وجہ تھم وھم و لا تخذوا منہم ولیا و لا ھبوا
 اقول ترجمہ اس کا یہ کہ دوست رکھا او انھوں نے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ جیسے کہ وہ
 کافر ہوئے تو ہو جاؤ تم برابر ان کے پس بناؤ انہیں سے اپنے دوست جب تک کہ وہ
 خدا کی راہ میں ہجرت نہ کریں پس اگر وہ نہ مانیں تو انکو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں
 پاؤ اور نہ بناؤ انہیں سے کسی کو دوست اور نہ مددگار قال پنجم آیت سورہ نسا تہجد
 احیوہ یریدون ان یناموا کما یناموا فکما یریدون فکما یریدون فکما یریدون فکما یریدون
 فان لم یقتلوا فکما یریدون فکما یریدون فکما یریدون فکما یریدون فکما یریدون

حَيْثُ لَفَّ قَوْلُهُ وَأَوَّلُ لَيْلٍ بَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِ سُلْطَانًا مُبِينًا پاور گئے تم اور لوگو کو جو
 ارادہ رکھتے ہیں اسکا کہ جسے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں جب لوگ
 جانتے ہیں فتنے کی طرف کو تو خوب ہٹ پڑتے ہیں اور میں نے اگر ترک تعرض تھا ان کو میں
 اور صلح جسے نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو کچھ لوگو اور قتل کرو جہاں کہیں کچھ لوگو یہ
 وہ لوگ ہیں جنہوں نے پر لپڑی کر دی اتھاری دلیل روشن اقوال ان دولوں آیتوں میں یہ
 ہو کہ کچھ لوگو اور مارا دلو جو جان کچھ لوگو اور صیغہ امر طرد ہو کہ وجوب پر دلالت کرتا ہو جسے جب خون
 کا قتل واجب ہو تو من و خدا کمان بگیا بلکہ نسخہ اسکا ظاہر ہو جو تکمیل عصر کا حکم صراحتہ
 برخلاف ان آیات کے ہو لہذا اسی طرح کے منطقی دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں قال
 فرض کیا جاوے کہ یہ آیتیں آیت من و خدا کی ناسخ ہیں تو نتیجہ یہ نکلا گا کہ قیدیوں کا چھوڑنا
 جائز نہیں بلکہ قتل کرنا چاہیے مگر ان کا لونی غلام بنانا ثابت نہو گا اور چھوڑنا بھی نہ
 کہ لونی غلام بنانا جائز نہیں اقوال ہم وجوہ استرقاق ضمن بحث آیت ماکان لکھنوی آن
 کیا کہ لکھنوی میں لکھنوی فی الارض اور آیت فبشر ذرہم میں بیان کر چکے ہیں وہاں لکھنوی
 چاہیے حاجت اعادہ کی نہیں یہاں بحث نسخ حکم آیت من و خدا کی جو سود بخوبی ثابت ہوئی
 قال مگر ہم صرف ہی پر لکھنا کرینگے بلکہ ثابت کرینگے کہ ان آیتوں سے آیت من و خدا کا
 منسوخ قرار دینا صحیح نہیں ہو اقوال ہم بھی دیکھتے ہیں کہ آپ کس طرح پر اپنا مدعا ثابت کر سکتے
 ہیں مگر یاد رہے کہ خلاف لغت جو کوئی معنی اگھر سے اور بے جاڑہ کو بمعنی کاف جاڑہ کے
 بیان کیا یا محض کسی قول غیر ثابت پر تقلید اعمل کیا یا کوئی غیر ثابت روایت کتب سیر و تاریخ
 سے نقل کی تو ہم اسکو ہرگز منظور نہ کریں گے اور سخت الزام ہمہ عصر پر عالمہ کریں گے
 قال آیت سورہ انفال (یعنی کُفِّرَتْ رَدِّهِمْ عَنْهُمْ خَلْفَهُمْ) یہودی قرطیہ کے معنی میں
 نازل ہوئی ہو جسے منہ ہجری میں لڑائی ہوئی تھی اقوال ہم نے اسکو تسلیم کیا اور ہم اس پر ثابت
 کر چکے ہیں کہ آیت من و خدا سنہ ہجری یعنی غزوہ تبوک سے پیشتر نازل ہو چکی ہو خواہ منہ میں

نازل ہوئی ہو خواہ سیکھ میں قال میں جب کہ یہ آیت قبل نازل ہونے آیت من فداکے
 نازل ہو چکی تھی تو اس کی نسخ کیونکر ہو سکتی ہو اقول ذری پھر سوچئے کہ سنہ ہجری پہلے تھا
 یا سنہ ہجری اسکو سمجھ کر جو کچھ فرمانا ہو فرمائیے قال علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت کا
 آیت من فدا کا منسوخ کرنے والا نہیں اقول یہ مرحلہ پہنچنے بخوبی طر کر لیا ہو تفسیر آیت او
 میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آیت مذکورہ فخر بن بیان اشراق اوقل اسارے میں قال جبکہ
 اس آیت میں قتل کی تصریح نہیں اور نہ قیدیوں کا ذکر ہو تو اس سے نص صریح آیت من و
 فدا کی جو بالخصوص قیدیوں کے لیے ہو کیونکر منسوخ ہو سکتی ہو اقول اس آیت میں جب
 کچھ موجود ہو آیت مذکورہ فخر بن در باب قتل اشراق کے اور مفسر سے نسخ نص ہر ائمہ جائز
 ہو مگر نص سے نسخ مفسرین کلام ہو بعد اسکے مجتہد عصر اس حدیث کی تحریف پر توجہ ہوئے
 جس میں یہ فعلی آیت فخر ذہم کی مذکور ہو اور جس کے سبب ہم اس آیت کو منسوخ و باطل و
 و اشراق اسارے کے کہتے ہیں مگر وہ اوقل از شروع اس بحث کے لکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ
 کام آوین اور ہا بار لکھنا نہ پڑے اول یہ غیر خد صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی بات تعلیم
 فرماتے تھے یا کچھ خبر دیتے تو اسکو کئی کئی بار عادیہ کیا کرتے تھے تاکہ ہر کوئی سمجھ لے
 جتنا پختہ ترمذی نے شامل میں انس بن مالک سے روایت کی ہو اور بخاری نے بھی اسی
 مضمون نقل کیا ہو کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعید الکلم ثلاثاً لتعقل عنہ تھے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عادیہ کرتے تھے ایک یا تین بار تاکہ خوب سمجھ لیا جاوے اسی سبب بعض احادیث
 میں الفاظ مراد فدا و قرب العانی کا باب ہم احتمالات ہو اور جب ایسے کلمات کسی حدیث
 میں واقع ہوں تو اسکو ایک ہی معنی پر محمول کرنا چاہیے تاکہ باہم تناقض نہ ہو جو صحیح
 اور بہت لحاظ رکھنا چاہیے اسکا کہ ایسے انداز سے اون کلمات میں سے کسی کلمہ کی
 تفسیر نہ کی جاوے کہ تناقض یا تعارض لازم آجاوے دو سے بھاری کا دستور ہو کہ
 جہاں کہیں راوی کا شک کسی کلمہ میں ہوتا ہو اسکی تصریح کرتا ہو کہ شک فلان اور اس کی

مستند کرتیا اور چنانچہ یہ بات دیکھنے والوں صحیح بخاری میں نہیں آہم محمد بن ابی بکر
 توجہ کرتے ہیں قال یہود بنی قریظہ نے خود اپنے تئیں اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا
 خود شکنی اور لٹنے کی اونکی نسبت سعد بن معاذ تجویز کرے وہ اونکو دیجاوے اور
 رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کر لیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا
 صلعم نے اس آیت سے یخیال نہیں فرمایا تھا کہ خواہ مخواہ اونکے قتل ہی کا حکم برآقول
 کلام آئین کہ اونھوں نے خود اپنے تئیں سپرد کر دیا تھا اور کچھ معاملہ پیش آیا تھا غصہ
 آویگا بالفرض اگر اونھوں نے عاجز ہو کر اپنے تئیں خود سپرد کیا تو انکے اپنے تئیں خود سپرد
 کر دینے سے یہ بات کیونکر ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہیں
 فرمایا تھا کہ آیت میں اونکے قتل کا حکم ہی اگر مجتہد صاحب کوئی دلیل اس دعوے پر کہتے
 ہوں تو پیش کریں قال آئین کچھ شک نہیں کہ وہ قتل ہوئے مگر کسی حکم مفوض اس
 آیت سے بلکہ سعد بن معاذ کی تجاوت سے اقول بنی قریظہ پر سبب عہد شکنی کے بعد
 فرائض کے غزوہ احزاب سے لشکر کشی ہوئی یہاں تک حضرت صلعم نے اپنے اصحاب پر تاکید
 فرمائی کہ غار عصر کی بنی قریظہ میں ہی ٹھہریں اور روایت بخاری اور مسلم میں ہے کہ جبریلؑ نے
 اور اونھوں نے پیغمبر صلعم سے کہا کہ تمہیں ہتھیار کھول ڈالے حالانکہ جہنم ابھی تک
 ہتھیار نہیں کھولے اور اشارہ کیا کہ بنی قریظہ پر فوج کشی کیجیے چنانچہ اوسی وقت بنی قریظہ
 پر لشکر کشی ہوئی اور ان سے لڑائی ہوئی چنانچہ مسلم میں ہے کہ قتادہ رسول اللہ صلعم سے فرمایا کہ
 جب وہ مغلوب ہو تو انکے سر سے عین اسی انصاری کے کھنڈر رضی اللہ عنہ ہوا انھوں نے کہا دیکھو انکے لڑنے کا
 قتل کیا جاوے اور انکی ذریت کو کوئی غلام بنایا جاوے اور رسول اللہ صلعم فرمایا اَفَضَلُ لَكُمْ اَنْ تَقْتُلُوهُمْ
 یعنی فیصلہ کیا تو نے اے محمدؐ مذہب حکم خدا کے غرض کے اور بعد اوسے کچھ عین اسی حکم کے
 پیغمبر صلعم نے انکے لڑنے والوں کو قتل کیا اور انکی ذریت کو مجاہدین میں تقسیم فرمایا
 چنانچہ بخاری نے کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر میں روایت کی ہے قتل رجالہم

وَتَسْكَنُ نِسَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ يَدِينُ السَّالِمِينَ قتل کیا بغیر صلح کے اور ان کے مردوں کو
 اُقریب کر لیا اور انکی غورقون اور اموال اور اولاد کو درمیان مسلمانوں کے پس یہ جو مجتہد عصر
 فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہیں فرمایا
 تھا کہ خواہ خواہ ان کے قتل ہی کا حکم ہو محض مخالفہ بنی سعد بن معاذ نے بھی اس آیت کا یہی مطلب
 سمجھا کہ مطابق اس کے حکم دیا اور بغیر خدا صلعم نے بھی ویسا ہی سمجھا کہ نسبت حکم سعد بن
 معاذ سے کہ یہ فرمایا کہ قضیت حکم السدغریہ جل اور پھر اسی حکم کو جاری کیا کہ مطابق اس کے
 قتل و استرقاق عمل میں آیا اور یہ جو فرماتے ہیں کہ نہ کسی حکم منصوب اس آیت سے بلکہ سعد
 بن معاذ رضی عنہ کی نجات سے یہ بھی مخالفہ بنی سعد بن معاذ اور
 تسلیم کرنا رسول اللہ صلعم کا اس حکم کو اقر نسبت اس حکم کے یہ فرمانا کہ قضیت حکم السدغریہ جل
 نص سے بڑھ کر مفسر اس آیت کا اس نے بعد پر جو لیا کہ وہ آیت حکمات و مفسرات میں ہو گئی
 کہ جزا اسکا اور کسی محل پر مجبوز ہی نہیں ہو سکتی اور حقدار جمال اس آیت میں تھا سب اس سے
 فعلی اور قولی سے جاتا رہا اور سعد بن معاذ کی نجات حکم آیت کے برخلاف تو نہیں تھی جو
 مجتہد عصر نے اس کو یہ لفظ اضراب یعنی ہلکے کے لکھا ہے اگر اسکا حکم خلاف آیت کے ہوتا تو مجتہد
 خدا صلعم اسے حکم کو خلاف قرآن ہو کس طرح پر جاری کر دیتے اور اسکی نسبت کس طرح پر یہ فرمانا
 کہ قضیت حکم السدغریہ جل اور اگر بنی قریظہ کے حق میں یہ عمل جو وقوع میں آیا جو جب حکم آیت
 کے تھا تو آپ ہی فرمائیے کہ امتثال حکم آیت کا کسی اور طرح پر ہوا اور اگر اس طرح پر ہوا تو اسکو
 ثابت کیجئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس امر کو آپ تہی تسلیم کرتے ہیں کہ حکم آیت فاشا ہم
 فی الحرب فشر و دہم من خلفہم بنی قریظہ کے حق میں نازل ہوا ہے اور مخاطب اسکے بغیر
 خدا صلعم ہیں اور کلمہ شر و دہم مفہوم امرواد ہے کہ اس جگہ ال ہو اور جو جب پس بغیر صلح نہیں
 تھا کہ امتثال حکم آیت کے حکم آیت کو نسبت بنی قریظہ کے جاری فرماتے کیونکہ عصیان شان
 انہی کے خلاف ہے اس لیے اگر مطابق فیصلہ سعد بن معاذ سے کہ امتثال آیت کا ہوا تو مجتہد عصر

فرمایا کہ اور کس طرح ہو گا اگر ہم اس فیصلہ سعد بن معاذ رضہ کو امتثال حکم آیت کا سمجھیں تو سزا
 بہ نجاتی اور شامست ہماری اور قساوتہ قلبی ہو کہ ایک الزام تو ہم نے اس سے صحابہ طلیل القدر پر کیا
 جس کے حق میں پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں کہ لَھٰذِیْ عَرَضٌ اَللّٰھُ مِنْ جَعَلَتْ سَعْدَ بْنَ مَعَاذٍ رَؤًّیً
 الْبَغَاۃِی اور اس کے حق میں اصحاب کے فرماتے ہیں کہ قوی موالی سید کو و خدیو کہ رواہ امام
 اور اس کے حسن عاقبت کی اس حدیث متفق علیہ میں خبر دیتے ہیں من البر او قال اُھدیت
 لرسول اللہ صلعم حکم خرو فیجعل اصحابہ یمسونها و یتعجبون من لینھا فقال تعجبون
 من لین هذا لما دایں سعد بن معاذ فی الجنة خدیو منها والین بڑا الزام لگایا کہ انھوں نے
 اسے حکم فیل کے برخلاف فیصلہ کیا اور مرتے وقت وبال اس جرم کبیرہ کا اپنے اوپر لیا اور
 دو الزام ہم نے پیغمبر صلعم پر عائد کیے ایک یہ کہ امتثال حکم آیت کا کچھ نہ کیا دوسرا یہ کہ الزام
 ظلم و تعدی کے برخلاف کتاب اللہ کے جو ایک ظالم نے فیصلہ کر دیا اوسکو جاری کر کے
 بہت سے آدمیوں کو لڑکھنوی قتل کے نتھے اور خدیو لیکر یا احسان رکھ کر چھوڑ دینا اور جواب
 سخت قتل کر دیا اور ان کی ذریت کو آپس میں تقسیم کر لیا حال آنکہ خود یہ فرمایا
 کرتے تھے کہ انما انا بشر وانکم تختصمون الی واللعل بعضکم ان ینکون الحق یحییٰ بہ بین
 بعض فاقضیٰ لہ علی سخطا ما اسمع منه فمن قضیت لالبشی من حق اخیه فلا یأخذ نہ فافما
 اقطع لہ قطعة من النار متفق علیہ ہمیں ہوں میں کب بشر اور تم جھگڑا لاتے ہو میرے پر
 اور شاید کہ ہووے ایک تمھارا تیز زبان اپنی محبت میں دوسرے سے پس میں حکم کروں
 اوس کے حق میں جیسا کہ سنوں میں اوس کے پس جو شخص کہ حکم کروں میں اوس کے حق میں
 کسی چیز کا اوس کے بھائی کے حق میں سے پس چاہیہ کہ نہ لیوے اوسکو کہ خزانہ میں
 کہ میں رونج کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں اتنی دیکھو اس حدیث میں حضرت صلعم نے
 کس قدر تاکید فرمائی ہو سکی کہ اگر حکم یا حاکم میں غلطی کرے کہ ایک کا حق دوسرے کو دلا
 کا حکم صادر کرے تو اوس رونج کو جس کے حق میں حکم دیا گیا ہو چاہیہ کہ جو جب اوس حکم کے

متمتع ہووے غرض کہ مجتہد و محدث کی بنا پر الزام نہ ہے خبر غفریم کا خود و غیر مجتہد و محدث ہوا کرنا
 زبانی ثویہ اور جب معاملہ پڑا تو آپ ہی اپنے قول کے برخلاف عمل کر بیٹھے + العیاذ باللہ
 مجتہد صاحب با این الزام دعویٰ اسلام و کفر نہ کر سکتے تھے **قَالَ قَالَ جَابِج**
حَدَّثَ بَخَارِي مِّنْ يُّوْثِقُهُ مَذْكُورٌ بِمَوْلَى ابْنِ سَعْدٍ رَّحِمِي نے روایت کی لما نزلت بنو قریظہ
 علی حکم سعد بن معاذ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان قریباً منہ فجاء علی حمار فلما
 دنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی سیدکُم فجاؤ فحلّس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
 له ان هؤلاذ نزلوا علی حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلة وان تسمی الذریتہ
 قال لقد حکمت فیہم بحکم الملائکۃ کہ جب یہودی قریظہ نے سعد بن معاذ کے بنیاد
 پر اپنے تین سپروں کی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو جو وہاں سے پاس ایک گاہک میں تھے
 بلایا وہ گاہک پر سوار ہو کر آئے جبکہ وہ سب پہنچے تو حضرت نے لوگوں سے کہا کہ اپنے کپڑے کھینچو اور جو کچھ ہو جاؤ جو سعد بن معاذ
 آئے اور غنیمت حاصل کرو کہ آپ نے اپنے اس گناہ کو ان کو نبی تعالیٰ بتا دیا ہے نہ کہ ان کو نبی پروردگار نے بتا دیا ہے سعد بن معاذ نے
 کہا کہ میں یہ حکم دیتا ہوں کہ جو لوگ انہیں لٹنے والے ہیں وہ تو قتل کر دیے جاویں اور ان کے
 بچے قیدی بنالیں جاویں آپ نے فرمایا کہ تم نے ان لوگوں کے حق میں بادشاہ کا سامان دیا۔
اقول یہ حدیث بخاری و مسلم میں کئی طریق سے مروی ہوئی روایت جو مجتہد نے نقل کی ہے
 طریقہ سلیمان بن حرب ہے اور طریقوں سے جو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے ہم اس کو لکھتے
 ہیں روایت بخاری محمد بن بشار کے طریق پر قال سمعت ابی سعید الخدری رضی اللہ
 عنہ قال قضیت بحکم اللہ عزوجل ودرہما قال بحکم الملائکۃ یعنی فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فی صلیا تو نے ہو جب حکم اللہ عزوجل اور کبھی یہ فرمایا کہ حکم الملائکۃ یعنی فرمایا
 الملائکۃ اسماء الہی میں سے ہو کھلا اللہ الذی لا الہ الا اللہ الملائکۃ القُدوس الشاکر
 المومن المہتمم العزیز العجبار المتکبر المتعالی ان اللہ تعالیٰ شاکر کن و مومن و مہتمم و عزیز و
 عجبار و متکبر و متعالی ہے ایک ہی تھی ہیں اور مطابق قاعدہ مذکورہ کے ہرگز نہ چاہیے کہ دونوں حکموں کے ایسے

معموٰی شہر کے باشندوں میں کہ یا ہم تمہارا قصہ سنا ہے اور اسے روایت سے روایت ابو بکر بن ابی شیبہ ابن
بشار رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ
کہ حکم دیا تو حکم اللہ کو بھی یہ فرمایا کہ حکم الملک اور روایت محمد بن یحییٰ بن یہ لفظ نہیں کہ سہما قال
قضیت بحکم الملک اور روایت زہیر بن الحریث کہ مسلم بن حنفیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد
حکمت بحکم اللہ وقال سہما بحکم الملک قسم ہے کہ تحقیق حکم دیا تو نے بموجب حکم خدا کے اور
دوسرے بار فرمایا کہ حکم الملک اور مسلم بن بطریق ابو بکر یہ ہے فقال لقد حکمت فیہم بحکم اللہ
عز وجل یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے کہ حکم کیا تو نے انہیں بحکم اللہ عز وجل بخاری میں
ہے روایت ابو الولید یہ کلمات ہیں لقد حکمت بحکم الملک یعنی قسم ہے کہ تو نے حکم کیا مطابق
اوسکے کہ جب کا حکم دیا تھا خدا نے ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات فرمایا
گرتے تھے تو کوئی کئی مرتبہ اوسکو کہا کرتے تھے اوسی بنا پر یہاں بھی کئی روایتیں ہیں اور سب کے
ایک معنی ہیں اگرچہ ان سب روایات میں اشارہ ہی طرف آئی کہ میرے کہ بموجب حکم خدا کے یعنی آیت
مستلزمہ کے تو نے حکم دیا اگر روایت ہا حکم الملک میں بہت ہی صاف فرمایا کہ تو نے حکم دیا مطابق
اوس حکم کے جو خدا نے حکم دیا تھا پہنچتے عصر نے حکم الملک کا جو ترجمہ بطور پر کیا کہ بادشاہ کا
ساح حکم دیا اس سے ثابت ہو کہ عینا مجتہد کو ہنوز معنی باے جارہ اور کاف جارہ میں بھی تمیز نہیں
ہی یہاں حکم الملک نہیں ہوا و عنون بادشاہ کا مترجم کیا یہاں تو بحکم الملک ہی جسکے معنی
ہوئے ہے حکم خدا یا فرمان خدا جناب مجتہد صاحب سے باجاء تو بہت جگہ قرآن مجید میں بھی
اَنَّا اَنزَلْنَا النُّوْرَ فِيهَا هُدًى وَّلَوْ كُنْتُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ مَا اَنزَلَ اللّٰهُ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ وَلَيَحْكُمَنَّ اللّٰهُ بَعْدَ مَا اَنزَلَ اللّٰهُ فَيَوْمَ تَحْكُمُ يَوْمَ اَنزَلَ اللّٰهُ
وَمِنْ اٰيَاتِهِ اَنْ تَقُوْلَ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ يَا مَعْشَرَ الْبَشَرِ اِنِّيْ اَنزَلْتُ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فَمَنْ
نَزَلَتْ مَعْنٰی ہن میں حکم کرتے تھے پیغمبر تو ریت کا سا + جنھوں نے نہ حکم دیا خدا کا سا تو وہ کافر ہیں +
چاہیے کہ حکم دین اہل انجیل اوس چیز کا سا جو خدا نے نازل کیا ہے جو عمل میں حکم دے تو انھیں

جو ان تارخی پھر فرستے ، خدا کی نشان دہی میں ہرگز نام نہاد نہ ہوگا ، بلکہ ان کی تائید کے لئے اس کا ہر
 سبب ان نشان میں استعداد و معنوی اہتمام و کھربہ و خیر خواہی سے توجہ سے دریافت کرتے ہیں کہ اوگئے
 تر جسے میں جو لفظ بادشاہ ہو اس سے مراد بادشاہ حقیقی ہو یا اور کوئی بادشاہ اگر صورت اول
 ہو تو عین مدعا ہوا ہو اور صورت دوم ظاہر ہو کہ جماعت ملوک مراد ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ لفظ
 مغرور سے ارادہ جماعت کا صحیح نہیں لگایا ہوتا تو لفظ الملوک وارد ہوتا ہی یہ بات کہ کوئی
 ایک بادشاہ غیر عین مراد ہو سوسو بھی صحیح نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو الملک معرفت باللام واقع ہوتا
 باقی رہا یہ کہ کوئی بادشاہ معبود عین مراد ہو سوسو بھی صحیح نہیں کیونکہ سیاق و سباق کلام سے
 مذکور کسی بادشاہ کا لفظ یا معنایا نہیں جاتا کہ جسکی طرف لام تعریف سے اشارہ سمجھا جاوے
 خود مجتہد بھی نہیں کر سکتے کہ وہ بادشاہ عین کون ہو جسکا سا حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
 دیا تھا اور کون سا قرینہ اور سبب وال ہو مجتہد صاحب کی غلط فہمی پر کبھی معنی یہ ہو چاہیں کہ
 تو نے اس بادشاہ کا سا حکم دیا اور چونکہ کسی بادشاہ کا تذکرہ اور لفظاً و معنی نہیں ہو سکتا
 طرف لام عدل کا اشارہ سمجھا جاوے پس کل الملک سے بجز بادشاہ حقیقی کے اور کچھ مراد ہو ہی نہیں سکتا
 اور یہی ہوتا تھا اگر یہ کہا جاوے کہ الملک میں لام عدد دہنی ہو کہ جو حکم میں مذکور کے ہوتا ہو
 تو اسکا جواب یہ ہو کہ لام عدد دہنی کے اکاؤ کے واسطے کوئی قرینہ چاہیے بغیر قرینے کے
 ارادہ اسکا صحیح نہیں ہو سکا صرح بالعالیۃ التفتازانی حیث قال یطلق اللام من بلادہم الحقیقۃ
 الذی ہوا من صنف الحقیقۃ المتحدۃ فی الذہن علی قرینہ وجوب من الحقیقۃ باعتبار کونہ
 معہم فی الذہن و جزئیات ثلاث الحقیقۃ مطابقا یا ایاھا و ذلک عند عالم
 قرینہ علی ان یکس الفصل فی نفس الحقیقۃ من حیث ہی ہی بل من حیث الوجہ و من حیث
 وجہ ہا فی من جمیع الافراد بل بعضہا اتھے علاوہ بران اس تقدیر پر کہ حسب علم مجتہد
 معنی یہ ہو کہ حکم باتو نے کسی ایک بادشاہ کا سا اور عین ہی تاسرہ اصل و مجمل و بعض لغویین
 کہ نہ وہ ایک بادشاہ صاحب حکم معلوم ہو نہ حکم شبہ کی کیفیت معلوم ہو کہ حکم عدل ہو یا حکم ظلم ہو +

پس ایسے معنی محل اور لغو عقل کرنا کلام فصیح افسحاً کو نہایت بجا اور سببی بہ کمال تفسیر ہو اور
ہر گاہ باعتبار ان معانی کے بھی یہ مترقین نہیں ہوتا کہ وہ حکم ظالم تھا اور مدعا مجتہد کا ان
تاویلات و تحریفات کہ یکہ سے صرف یہ ہو کہ سعد بن معاذ کا حکم ظلم بر خلاف حکم خدا تھا
اور برخلاف مرضی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و ویلات و تحریفات مجتہد دھڑکی سے سود ہو گئیں
اگر یہ فراویں کہ مراد یہ ہو کہ حکم الملک الجایر یعنی حکم دیا تو نے بادشاہ ظالم کا سا تو ہم پر مسئلہ
کہ ہمدرد حکومت طلبی آپ کی مسلمانوں کو گوارا نہیں ہو آپ کو ہی پیغمبر نہیں کہ صاحب حق عزم
کلام میں سلام پر صلیح دیے جلد جاوینگے اور سلمان اوسکو منظور کرتے رہیں گے حال آنکہ
یہ زیادتی بھی آپ کے برخلاف قرآن حالیہ کے ہو ظاہر ہو کہ اگر وہ حکم بادشاہ ظالم کا سا ہوتا تو پھر
عادل خلیفہ خدا سے عدل کے اوسکو کیونکر جاری فرماتے سوا اس کے اگر وہ حکم نجات کا حکم
ظالم ہوتا تو چونکہ نبی قرطیہ بھی اوس سے راہی تھے تو ایسا حکم نجات کا جہیں ہمدرد خیر بیان تھیں
یعنی خدا سے تعمد کی مرضی کے بھی خلاف تھا فریقین بھی اوس پر رضا مند تھے جاری کرنے والے
حکومت کے بھی اوسکو برا اور ظالمانہ سمجھتے تھے باہر نہمہ خرابیوں اور مظالم کے اوسکو جاری کیا
کیا اوسکو باطل کیوں نہ کر دیا اگر آپ تو شمر پرستان مغربیہ و شمالیہ کے تقلید کی ظلمت سے
سکھ کر دیکھیں تو صاف یقین فرمالیں کہ تعبیر کرنا جناب سوال مد صلح کا اس ایک مضمون کو جو عبا
میں یعنی کبھی یہ نہ فرمانا کہ حکمت بحکم اللہ عز وجل اور کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بحکم الملک اور
کبھی یہ فرمانا کہ حکمت ہمدرد بحکم الملک اسی غرض سے تھا کہ کوئی کج فہم تہمت ظلم کی سعد بن معاذ
پر نہ لگاوے اسی واسطے تکرار عبارات متذوقہ و مضمون کو ادا فرمایا کہ شاید مطلقہ تہمت
بھی باقی نہ رہے مگر ہٹ دھرمی کا کچھ علاج نہیں پھر مجتہد نے نزول کا ترجمہ جو یہ کیا ہو نجات
پر اپنے تین سپرد کیا یہ سپرد کی نزول کے عنوان میں کہاں سے یہ لکھی اپنی ہوا انسانی
کی اتباع سے جس لفظ کے جو معنی چاہو گھر کر لکھ دیے نہ الفت کا اتباع پھر نہ محاورے کی مرضی
ہیں نہ مانی گرجانی ہی سمجھئے کہ نزول کے معنی ہیں در آمدن یا فرو آمدن عربی میں اوسکا ترجمہ

حلول اور یہ لفظ بلا واسطہ اور بواسطہ بائی جائزہ و علی جارہ کے بھی متعدی ہوتا ہے قال فی
 التماس التزول المحلول فی موصو لہ و علی موصو لہ و لا وصنی المحل انتھ یہ جو
 لفظ کہ توسط علی نزل کے بعد واقع ہو ہی ہو ہی کی طرف نزل متعدی ہو میں معنی لما نزلت
 بنو قریظہ کے یہ نہیں ہیں جو آپ کے گھر سے ہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ بنو قریظہ سعد کے حکم میں
 آئے یعنی انھوں نے اس کو اپنا حاکم میں بنا لیا انا انزلنا بساحتہ قوم فساد صباہ
 اللذین جب ہم داخل ہوئے کسی قوم کے میدان میں تو کیا یہی صحیح ڈرائے گئے کیوں کی
 آپ نے ازراہ ناواقف کے لغت و محاورہ عرب کے ایک فعل نزلت کا اور پیدا کیا یعنی لما نزلت
 بنو قریظہ انفسہم علی حکم سعد تو آپ نے نزلت متعدی لی میں ٹھہرایا ایک غدر بلا واسطہ و ملزموں کو بواسطہ
 علی کچھ جیسا کیا تو لازم آئے کہ نزلت بمعنی نزلت یا نزلت لیا جاوے یعنی نعلت فعلا کو
 بمعنی افعلت افعلت افعلت تفعیلا کے ٹھہرایا جاوے ورنہ تقدیر صحیح ہوگا + و ما ہذا الا جعل الہ
 عزہ کہ جب مجھ پر عرصہ ترجمہ کسی آیت یا حدیث کا فرماتے ہیں اور میں بغیر تخریف کے باز نہیں کرتے
 تحقیقات مذکور سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ سعد بن معاذ نے یہ جو حکایت قرآنی کے حکم قتل و
 استرقاق بنی قریظہ کا دیا تھا اور اسی کو بغیر خبر صلعم نے جاری فرمایا اور اسی طرح یہ مثال
 حکم آیت کا بخیر جناب صلعم کے ہوا نہ اور کسی حیر اور بقدر مجتہد عصر نے حدیث کے
 معنی میں تخریف کی کسی طرح قابل التفات کے نہیں قال اس تمام واقعہ سے جو اس حدیث
 میں مذکور ہے بخوبی ظاہر ہو کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تھا اقوال جناب
 مجتہد صاحب فقہ صلعم کے یہاں صلعم سے حکم آیت کا منفسر ہو گیا تو وہ تو منصوص بھی لکھ کر
 بڑھ گیا منصوص کیا وہ تو منفسر ہو گیا پس اس میں تاویل کی گنجائش نہ رہی اگر آپ نزدیک سے اس
 اس حکم کے جبکہ امتناع بغیر خبر نے کیا اور اسی آیت کا اور کوئی حکم منصوص تھا تو اس کو بیان کیا
 اور چونکہ آیت صدر بصیرہ کوجب ہو کہ خبر صلعم بہ امتناع و سکاہر کہ نہ واجب ہو تو یہ بھی ثابت
 کہ آپ اس منصوص معنی کی اس طرح تعبیر نہیں ہوئی ورنہ یہ سب باوجود آپ کی محض شاعری ہے جو ہم

آیات کو جو اس باب میں وارد ہوئی لکھتے ہیں اور وہ سب یہ بات ثابت ہو کہ یہ معاملہ طلوع
حک خدا کے ہوا اور خلاص باب میں اپنا انعام مومنین پر بیان کر کے اوّل کی کوشش اور صدق
و عفو و رحمت پر ان کی مدح کرتا جو حق المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ فمما موعود
من قضاہم بحکمہ و ما یبذلون مابذلوا تکذبا لایحیی اللہ البیڑی اللہ الصّٰوِقِیْنَ اَصْدٰقُہُمْ
و یُعَذِّبُ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنَّ شَرَّ الْاَوْتِیَاقِ عَلَیْکُمْ اِنَّ اللہَ کَانَ عَفُوًّا رَحِیْمًا و رِکْطُہُ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُعْطِیْہُمْ حُرْمًا وَاٰخِرًا طُوْکَی اللہ المؤمنین اَصْدٰقُہُمْ و کَانَ اللہُ قَوِیًّا
عَزِیْزًا وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاہِرُوْا وَهَوْنًا اَھْلَ الْکِتٰبِ مِنْ کِتٰبِ صِدْقٍ وَ قَدْ
فِیْ قُلُوْبِہُمْ حُلُوْلٌ عَصَبٌ فَرِیْقًا یَقْتُلُوْنَ وَ تَآسِیْمًا فَرِیْقًا وَاَوْکَرَ کُلُّکُمْ اَرْضَہُمْ وَا
یَا رَہُمْ وَاَمَّا الْکُفْرُ وَاَزْدًا لَمْ یَنْطَلِقْہَا و کَانَ اللہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا اِنْ کَانَ
کو ذری غور کر کے پڑھیے اور دیکھیے کہ اول تو خدا ہی تعالیٰ نے مومنین کو اور ان کے
صدق کے اور اور پادشاہی کے گروہوں نے جیسا خدا سے عہد کیا ہوا وہیں کچھ فرق نہیں
کیا صفت و ثناء کی اور جزائے خیر کا ان کو مستحق ٹھہرایا اور پھر اپنے انعام اور اپنی طرف سے
جزائے خیر جو ان کو دی اوسکو بیان فرمایا کہ تمہاری طرف سے قتال خراب میں وہ خود کافی
ہو گیا اور جنہوں نے خراب کی مدد کی تھی یعنی بنی قریظہ ان کے دل میں تمہارا عصب یا ڈال
دیا کہ ایک فریق کو تو انہیں سے مٹنے قتل کیا اور ایک فریق کو گرفتار کر لیا اور ان کی زمین اور
اگر وہ مال کا تم کو وارث کر دیا اور سوا اسکے اور زمین کی عطا کا وعدہ فرمایا تمہارے فرمائیے
کہ اگر قتال استرقاق بنی قریظہ کا ظلم واقع ہوتا اور جبکہ خدا سے تعالیٰ کے نہوتا تو اوہ معاملہ
احساناً اسطرح بیان فرمایا بلکہ بعکس اوسکے عتاب نازل ہوتا قال کہ بعض حکماء یہ بحث
کر چکے کہ اس حدیث کے خیر میں جو لفظ بحکم الملک ہوا وہیں یہ بھی روایت ہو کہ وہ لفظ
بحکم الملک لام کے زور سے یعنی فرشتے کے اور ایک روایت میں صاف بحکم اللہ ہوا اور اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قتل کا اور ان کے بچوں کو قیدی یا لونڈی وغلام بنالینے کا حکم

عاقل تھا اقول جناب مجتہد صاحب یہ کارہ نہیں یہ تو اصل بات ہے نہ اس پر ثابت کر دیا ہو کہ
 اگر الملک بکسلہم جو آپ بھی اوس سے مراد حکم الحاکمین ہو اور سمجھنے پر بھی ثابت کر دیا ہو کہ حکم
 الملک و حکم اللہ و حکم اللہ و حکم الملک یہ تینوں کلمے فرماتے ہوئے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ہیں کہ ایک بار حکم اللہ و حکم اللہ فرمایا دوسری بار حکم الملک فرمایا تیسری بار حکم الملک
 اور یہ بھی ثابت کر دیا ہو کہ مراد الملک سے یہاں کوئی بادشاہ غیر معبود بادشاہان دنیا سے
 نہیں ہو سکتا اور جو آپ نے حکم الملک کے معنی گھڑے ہیں کہ حکم بادشاہ کا سایہ صاف تھریں
 ہو یعنی کسی طرح پر نہیں ہو سکتے ہیں آپ ہی انصاف سمجھئے کہ انقدر پیروی جھوٹی بات
 کی جو آپ کر رہے ہیں مکارہ اور مشاغبہ آپ کا ہی یا ہمارا حال مگر یہ بحث بیجا ہو اس لیے کہ
 ہر گاہ خود وہ آیت موجود ہو اور اوس میں قتل کا کوئی حکم جو وہ نہیں ہو تو اختلاف روایت
 پر استدلال نہیں ہو سکتا اقول وہ آیت موجود ہو اور وہ تفاسیر جسے آپ نے استدلال
 کیا ہو وہ بھی موجود ہیں اوس آیت اور اون تفاسیر سے بجز حکم قتل و استرقاق اور کوئی
 چیز ثابت ہی نہیں البتہ آپ نے جو ترجمہ غلط باسے جا رہے کے معنی لال جارہ خلاف لغت کے
 کیا ہو اوس میں ذکر قتل کا نہیں مگر چونکہ ترجمہ آپ کا صاف تحریف قرآن ہوا اس لیے اوس کا کچھ
 اعتبار نہیں اور اوس کی بنا پر جو آپ نے یہاں لکھا ہو کہ قتل کا اوس میں کوئی حکم نہیں یہ بے فاسد
 علی الفاسد ہے اور آپ کی اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کو فن مناظرے میں بھی اندازہ
 فنون کے کچھ دخل نہیں کیونکہ آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ آیت میں قتل و استرقاق کا حکم نہیں جب
 اوس دعویٰ کسرو کے واسطے آیت کا ایسا صحیح ترجمہ آپ نے دیکھا کہ جس سے یہ ظاہر ہو گیا ہے
 سنا علیہ میں ہو قتل و استرقاق کے اور کچھ اجازت نہیں اور اوس صحیح ترجمے کی تائید کے
 واسطے ایک ایسا فعل مقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیش ہوا کہ جو فاسد اوس آیت کا ہی اور اوس
 بجز قتل و استرقاق کے اور کچھ نہیں ہو پھر آپ جو یہ فرماتے ہیں اوس میں قتل کا کوئی حکم نہیں تو
 یہ تو جیہ آپ کی مصادرة علی المطلب ہے کہ اصل اوس توجہ کے نہیں لیکن باطل ہوئی تو جیہ یہ

آپ کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا جب مجتہد صاحب بلا لعل تو یہ مغلوب ہو تو بطرف تو بہات
 اور اغلاط کئے تو مجہد جو اپنا پختہ فرماتے ہیں کہ معنی اللام کا زبر پڑنا صرف شبہ تجنیس خطی کا
 اور روایت بخاری کی آئین زیادہ اعتبار کے لائق ہو اقول اگر کوئی کہے کہ لام کا کسبہ
 پڑنا صرف شبہ تجنیس خطی ہی اور روایت بخاری آئین زیادہ اعتبار کے لائق ہو تو فرمائیے
 جناب اسکا کیا جواب ہو مخفی نہیں ہے کہ الملک جو کسبہ لام و فتح لام پڑھا گیا ہے وہ قدر
 صحیح بخاری کا اختلاف قرار ہے بخاری کی شیخین میں کسبہ لام شک نہیں ہوا بخاری
 کلام الملک منقول ہوا ہے قرطی بخاری کو شبہ ہوا بخاری کلام نقل کیا ہے یا بفتح لام اسی سبب
 نسخات بخاری میں اس کلمہ پر دو لون حرکتیں لکھ لفظ ملکہ بار یک قلم سے لکھ دیا جاتا ہے
 پس یہ دو لون احتمال برابر ہیں فی نفس ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں مگر چونکہ اس حالت
 میں توافق دو لون کا اوپر ایک مراد کے ممکن ہو پس واجب ہو کہ ایک ہی مراد پر دو لون کو
 محمول کیا جاوے اور حمل اوپر مراد واحد کے صرف اسی صورت میں ممکن ہو کہ دو لون
 مراد یکم اسد لیا جائے علی الخصوص کہ اس ارادگی تائید پر اور روایات موجود ہیں اور یہاں
 بلا دلیل کہہ دینا کہ کسبہ لام صحیح ہو اور بفتح لام شبہ ہو محض حکم جو علی الخصوص اسی صورت
 میں کہ اسکی تائید میں صاف لفظ یکم اسد موجود ہوئی قال اور جس روایت میں لفظ اسد
 ہی وہ صرف راوی کی سمجھ ہو کہ لفظ ملک کسبہ لام سے وہ خدا کچھا اور مطابق اپنی سمجھ کے بجائے
 لفظ ملک کسبہ لام کے لفظ اسد کہہ دیا اقول اگر کوئی یہ کہے کہ جس روایت میں لفظ الملک
 وہ صرف راوی کی سمجھ ہو کہ لفظ اسد یعنی احم ذات کو اسنے باسم صفت تعبیر کیا تو فرمائیے
 کہ اسکا کیا جواب دیجیے گا مخفی نہیں ہے کہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ کلمہ یکم الملک اور
 یکم اسد و حمل اور با حکم الملک سب فرماتے ہوئے جناب غیر خدا صلعم کے ہیں اور
 ایک ہی معنی ہیں چنانچہ خود ان روایات میں تصریح اسکی ہو کہ ایک مرتبہ غیر صلعم کے یکم الملک
 کہا دوسرے مرتبہ یکم اسد و حمل کا تیسری مرتبہ با حکم الملک فرمایا اور قول مجتہد صاحب

کہ ہرگز قابل التفات نہیں اگر وہ مدعی اسکے ہیں کہ یہ روای کی غلطی ہو تو ہکونایت کرین اور یہ
 بھی بیان کرین کہ کس روای کی غلطی ہو اور بغیر اس بیان اور اثبات کے تو ہم اونکے قول کو
 محض لغو اور مسر وہیات سمجھتے ہیں علاوہ ان سب امور کی روایت الملک بکسر لام بھی
 مجتہد کے قول کی کچھ تائید نہیں ہو سکتی بلکہ اوس سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہو چکا ہے
 اوسکا اور گزر گیا قال علاوہ اسکے سیرت ہشامی میں لکھا ہے اقول جناب ایک ذری
 ملت و تنجید کہ میں اپنی تحریر کا صفحہ ۱۱۷ و ۱۱۸ ملاحظہ کروں اور اوس میں دیکھوں کہ سیرت
 ہشامی جس آیت میں لال کرتے ہیں منقول معتبر ہے کہ یہ لکھا ہے ایسی ہی کہ جسکی نسبت آچھتے
 ہیں کہ وہ وہی تھی کی طرح خال کر چھینکے یا جواسے اور پھر آپ کے اوس قول کو بھی دیکھوں جو
 آپ نے اوائل رسالہ ہذا میں لکھا ہے کہ ہم بحر خدا اور خدا کے رسول کے کسی سلا مجتہد وغیرہ کے
 اتباع سے گمراہی میں نہ پڑینگے جناب سنیہ اون سب تحریرات کو دیکھ لیا اور آپ کی لاف و
 گداز اوائل رسالہ کو بھی خوب ملاحظہ کر لیا بعد ملاحظہ ان سب امور کے جناب کو سلام
 کرتا ہوں مصرعہ چل ہوا ہوا ایصبا دیکھا تجھے و شعرا جامی چ لاف میرنی از ناک
 دانی و بر خرقہ تو اینہم داغ شراب پیست و پھر کچھ سیرت ہشامی سے مسلمانوں کے
 مقابلے میں کچھ استدلال نہ فرمایا کیجیے اور آئندہ ایسی ہی بھی ہونی بات بھی زبان پر
 نہ لایا کیجیے کہ جسکا نباہ آپسے لوگوں مشکل ہے مصرعہ چراکاری کند عاقل کہ بازاید شیا
 قال بہر حال یہ وہی قرظہ کسی طرح قتل ہو کہ ہوں ہلو صرف یہ بحث ہو کہ اس آیت سے آیت
 من و فدا کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے یا نہیں اقول یہ امر تو مسلم ہے کہ یہ آیت واسطے تعد
 بنی قرظہ اور امثال ونکی کے نازل ہوئی ہو اور طریقہ تعذیب بنی قرظہ کا از رو سے
 قول فعل جناب مسالت ماب صلعم کے قتل و استرقاق ثابت ہوا پس اگر مستفاد آیت میں
 و فدا بحسب زعم مجتہد و عروہ و جوب بن یا فدا کا فرمن کیا جاوے اور کلمہ را تا کو واسطے
 اقامہ حصہ کے سمجھا جاوے تو زوم نسخ آیت میں بسبب قتل و استرقاق کے کیا کلام ہوا

اوتھیں آیات سخیان ہو اور بیان اس کا یہ ہو کہ یہ متفق علیہ ہو کہ فتح مکہ رمضان سنہ ہجری
 میں ہوئی اور حج اکبر جب کا ذکر آیت میں ہو وہ سنہ ہجری میں ہو اور حجۃ الوداع سنہ ہجری
 میں ہو اور سب الاول السنہ ہجری میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی سنہ ہجری میں پیغمبر صلی
 بعد فتح مکہ کے چند روز کے میں قیام فرما کر مدینہ کو واپس گئے تھے سنہ ہجری میں حج
 حج کو تشریف نہ لے گئے تھے ابو بکر صدیق کو اس حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور بعد روانگی ابو بکر
 کے علی بن ابی طالب کو آیات سورہ براءۃ دیکر اعلان و ایذان کے واسطے روانہ فرمایا
 بخاری میں روایت ہو ان ابابھریرہ قال بعثنی ابو بکر فی ثلاث الحجۃ فی مؤذنین
 یوم النحر یؤذنون بعتی ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یرتفع بالیت عریان
 قال حمید بن عبد الوہب شہر اذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن ابی طالب فامر الیہ
 بدواۃ اور یہ ایذان نوین ذی الحجہ سنہ ہجری میں ہوا پس ظاہر ہوا کہ نزول آیات کا کچھ پیشتر
 ذی الحجہ سنہ ہجری سے ہوا فتح مکہ تک یہ آیات نازل ہی نہیں ہوئی تھیں علاوہ بران ان
 آیات میں یہ حکم ہوا اذ انکم لا تشرکون الا شہرا ثم قاتل المشرکین الا حال انکم بعد فتح مکہ
 کے جو شہر حرم تھے ان کے گزر جانے پر یہ حکم تھا اور نہ فتح مکہ سے پیشتر مہلت چار ماہ کی نہ
 گئی تھی جب کا ذکر آیت فیسئلوا فی الارض ان شہدا میں ہو اور ربی و لیل صریح
 یہ آیت ہو انما الشراکون یحس فلا یقرؤا المتعبد انکم او یعدا کا وہم ہذا
 جزین نیست کہ شرکین میں ہیں نیز ذیات وین سجد حرام کے اس برس کے بعد اس صاف ظاہر
 ہوا کہ مہینہ کے بعد آئندہ کو شرکین کے واسطے ممانعت و دخول مسجد حرام کی ہوئی وہ ہی
 سال ہو حسین یہ آیات نازل ہوئی ہیں اور باتفاق ارباب سیر و مفسرین اور محدثین اور
 فقہاء وہ سال تو ان ہجری تھا کہ حسین بن علی بن ابی طالب و امیر المؤمنین جناب
 علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے اعلان و منادی کر دی کہ لا یحج بعد العام مشرک
 کما رواہ البخاری و مشککہ جب خود آیات بنیات کتابت ہوا کہ یہ آیات بعد فتح مکہ کے سنہ ہجری

میں قریبا یم حج کے نازل ہوئی ہیں تو قول مجتہد کا کہ یہ آیات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی
 ہیں صریح مجھوتھ اور محض نظر دھوکا دینے اور پاس سخن باطل کے ہوا لیا تو باللہ قال
 تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہوا ائمہ اقوال میں حضرت مجتہد صاحب سی موندہ سے
 لاوت و کذا کے کلمات فرمائے تھے ہمارا سلام بھیجے کیا صاحب عالم عین خدا اور رسول
 خدا ہیں کیا یہ محمد بن اسحق و جابر وغیرہ رسول خدا نہیں کیا یہ قصہ جو صاحب عالم نے لکھا بھی کسناد
 قوی کتب معتبرہ حدیث میں جن کی تعلیقیں آپ نے خاتمہ رسالہ میں فرمائی ہیں مرقوم یہ فرض کیا جائے
 کہ اگر معالم التنزیل سے دعویٰ آپ کا ثابت ہوا تو آیات تنزیل پر آپ اور سکو اس بات میں
 کہ بنابر ترجیح دیتے ہیں مصرعہ بر خرقہ تو انہما داغ شراب حبیبیت پست ملا وہ بران
 معالم التنزیل میں آیات کما ان ہر کہ یہ آیت قبل فتح مکہ کے نازل ہوئی ہیں اور میں تو یہ الفاظ ان
 نزول فی اہل مکہ یعنی نازل ہوئی ہر یہ سورۃ حق اہل مکہ میں اور بعد ان کے تمام قصہ تا روز
 حج اکبر نقل کیا ہر کہ جسکو آپ نے فتح مکہ تک نقل کر کے چھوڑ دیا ہم اور سکو تمام و کمال معالم
 نقل کرتے ہیں اول تو معالم میں یہ عبارت ہر و ابتداء هذا لاجل یوم الحج الاکبر و
 انقضایا الی عشر من شہر ربیع الاخر فاما من لم یکن لعہد فانما اجلہ تسلا من
 الا شہر الحرم وذلک خمسین یوماً وقال النضر الا شہر الا ربعة شوال وذلک
 وذلک الحجۃ والحرم لان هذه الایۃ نزلت فی شوال والاول ہولہ الصوف علیہ الاکتون
 بہم حیدر سطر بعد لکھا ہر و قبل نزلت هذه الایۃ قبل تبوک وقال محمد بن اسحق و جابر
 نزلت فی اہل مکہ وذلک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قریشا یوم الحدا بیدۃ علی
 ان یضعی الحراب عشر سنون یا من فیہا الناس و دخلت خزاعۃ فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و دخلت بنو مکہ فی عہد قریش شعود بنو مکہ علی خزاعۃ قتالت منها و اعانتہم
 قریش بالسلام فلما نظا ہر بنو مکہ و قریش علی خزاعۃ و نقضوا عہد ہر و خرج
 عمر بن سالم الخزاعی حتی وقف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

اشعار

اشعار كوفي ناشد محمدًا حلفت ابينا وابيه لا نلدا : كنت لنا ابا وكننا اولاد
 شئت اسلمتنا ولو نزع بيد : فانصر هذا لك الله نصر لاعتدل : وادعوا عبد الله يا
 مداد : فيهم رسول الله قد تجرد : في قيلن كالبحر يجري صرنا : ابيض مثل
 الشمس بسيمو صعدا : ان سيم خفا وجهه فريد : ان قر بشا اخلفوا الموعدا
 ونقضوا ميثاقك المؤكدا : هم يبتوننا بالهجير مجددا : وقتلونا ركنا وسجدا :
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نصرت ان لو انصر كوفهم الى مكة ففتح مكة
 سنة ثمان من الهجرة فلما كان سنة تسع اراد رسول الله صلعم ان يخرج فقال
 انه يحضر المشركون فيطوفون علة فبعث ابا بكر رضي الله عنه تلك السنة
 اميرا على الموسر ليقم للناس الحج وبعث معه باربعين اية من صدر براءة
 ليقرأها على اهل الموسر فبعث بعداء عليا رضي الله عنه على ناقة العضا ليقرا
 على الناس صدر براءة وامره ان يؤذن بكلمة ومعنى وعرفته ان قد بويت ذمة الله و
 ذمة رسول الله صلى الله عليه وسلم من كل مشرك ولا يطوف بالبيت عريان فوجع
 ابو بكر فقال يا رسول الله ابي انت وامي انزل في شأني شيء قال لا ولكن لا ينبغي ان يبلغ
 هذا الرجل من اهل اما ترضى يا ابا بكر انك كنت معي في الغار وانك صاحب
 علي الحوض قال بلى يا رسول الله فضا لا ابو بكر رضي الله عنه اميرا على الحج وعليه يؤذن
 ببراءة فلما كان قبل التروية يوم خطب ابو بكر للناس وحدهم عن مناسكهم
 واقام للناس الحج والعمرى في تلك السنة على منازلتهم التي كانوا عليها في الحجة
 من الحج حتى اذا كان يوم النحر قام علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاذا في الناس
 بالذي امر به وقوا عليهم سورة براءة وقال زيد بن منيع سألنا عليا باني شيء فبعث
 في الحج فقال بعثت باربع لا يطوف بالبيت عريان ومن كان بيته وبين رسول
 الله صلعم عهد فهو الى مداته ومن لم يكن له مداة فاجله ان يبعث اشهر ولا يدخل الجنة

الا فسخ من عند ولا یجتمع المسلمون والمسلمون بعد عام ۱۹۵
 سنۃ عشر حجة الیاء اتفقوا علی عبارت معالم سے صاف ظاہر ہو کہ آیات سورہ
 برادرہ سنہ ہجری میں نازل ہوئی ہیں کیونکہ ان آیات میں جو یہ حکم ہے کہ اس سال کے بعد کوئی
 مشرک سب حرام میں بنادے گا اور سب اکبر میں اسکا اعلان کر لیا گیا اور سب اکبر سنہ ہجری میں ہوا
 یہ ظاہر ہوا کہ آیات سورہ برادرہ سنہ ہجری میں ایک برس بعد فتح مکہ کے نازل ہوئیں
 قال اس روایت سے صاف ظاہر ہو کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور چھٹے اور
 ثابث کیا ہو کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ نازل ہوئی ہو پس یہ آیت اسکی تاریخ نہیں کہتی
 اقول یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا اسویہ روایت مستند مجتہد
 بینصر صلیہ سے نہیں صرف مجاہد اور محمد بن اسحق کا قول ہے جو بنو جملہ صحابہ کے بھی تھے تو تم کہ
 ان کے قول سے ثبوت زمانہ نزول آیت کا ہوا نہ اسقدر ثبوت ثابت ہو گیا کہ وہ دعویٰ
 کہ شروع رسالہ میں مجتہد صاحب نے کیا تھا کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت
 کریں گے اور کسی مولوی ملاختیہ مجتہد کی تقلید سے غلطی میں نہ پڑیں گے محض لاف و گداز
 تھا کہ کچھ بھی عمل و سپر نہوا اور آخر کار یہی ہوا کہ تقلید ہی کرنی پڑی ۵۰ چند دانائے کفر
 نادان بے لیک بعد از قبول رسوائی بواب ہم کہتے ہیں کہ نہ اس عبارت معالم سے
 یہ بات ثابت ہو کہ آیات سورہ برادرہ قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہیں بلکہ یہ بات ثابت ہو
 کہ ایک برس بعد فتح مکہ کے یعنی سنہ ہجری میں نازل ہوئی ہیں اور نہ مجتہد سے پیشتر
 یہ بات ثابت ہو سکی کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہو نہ یہاں تک کہ اوپر
 یہ دعویٰ بھی مجتہد کا نہ تھا کہ آیت مذکور بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی بلکہ وہ پر تو یہ دعویٰ تھا
 کہ یہ زمانہ فتح مکہ میں نازل ہوئی ہو بعد از زمانہ فتح مکہ کا تو نام اسی وقت زبان پر مجتہد صاحب
 کے آیا ہو دیکھیں اس بعدیت کو روز وفات جناب سال مات پر نہ محمول فرماویں تاکہ
 احتمال نسخ ہی باقی نہ رہے کیونکہ جب ہمارے صرف مجتہد کا قول مجتہد ہی پر ہوا اور دلیل کچھ نہ رہی

تو بروز فتح مکہ اور بروز وفات پیغمبر صلعم کہ دنیا دونوں یکساں ہیں نہ ثبوت اسکا ہو نہ اوسکا ہو
 دیکھو فالمدہ جلدیہ بحث اول کا اور ہم پیشہ دلائل علما حنفیہ کے اس امر کے ثبات پر قائم رکھیں
 ہیں کہ آیت من وفرا قبل واقعد بدر کے نازل ہوئی ہی مجتہد صاحب اپنے دلائل اور علما
 حنفیہ کے دلائل کو مقابلہ کر کے دیکھیں اور آپ ہی خدا کو حاضر ناظر جان کر فرماویں کہ علما
 حنفیہ کے دلائل قوی ہیں یا توہمات مجتہد عصر کے قال بعض مکابر یہ بات کہیں گے کہ سورۃ
 براۃ کے بعد کوئی سورۃ نازل نہیں ہوئی اور اس لیے سورۃ محمد صلعم کا جبین آیت من وفرا
 ہو سورۃ براۃ کے بعد نازل ہونا صحیح نہیں ہو کر یہ کہنا بالکل غلط ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ
 سورۃ براۃ اول سورۃ کی اخیر سورۃ ہو جو پوری ایک فہرہ و تری ہیں مگر اسکو بھی علما
 تسلیم نہیں کیا اور اس حدیث میں شبہ کیا ہے چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے کسی
 حدیث کو مع عالموں کی تشکیک کے اس مقام پر نقل کرتے ہیں بخاری میں لکھا ہے کہ عن البراء
 قال اخر سورة نزلت كاملة سورة براۃ واخر سورة نزلت خاتمة سورة النسا يستتقق ناك
 قال الله يفتيك في الكلاله في القسط لاني استشكل هذا من حيث ان نزلت
 شيئاً فاشيئاً فالله بعضهما او معظمها والا فقيها آيات كثيره نزلت قبل
 سنة وفاة النبوة اقول بخاری میں یہ حدیث و وجہ کہ تا التفسیر میں نقل کی
 ہو ایک آخر سورۃ نسا میں بروایت سلیمان بن حرب بان یہ الفاظ ہیں حدثنا سلیمان
 بن سرح قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت البراء اخر سوا قال نزلت سورة من
 الله واخر ایت نزلت يستتقق ناك قال الله يفتيك في الكلاله ووسری جگہ شروع
 براۃ میں وہاں یہ الفاظ ہیں حدثنا البراء لید قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت
 البراء يقول اخراية نزلت يستتقق ناك قال الله يفتيك في الكلاله واخر سورة
 نزلت براۃ اقول ان دونون جگہ کا ملکہ کا لفظ نہیں ہے اور اس روایت میں کچھ شکال
 نہیں ہے آن تیسری جگہ جو روایت کی ہے او میں لفظ کا ملکہ کا واقع ہے اور اس کے معنی نہیں

تمام سورۃ بلکہ مراد یہ ہے کہ کاملہ سورۃ یعنی عظم اور جبری بڑی باتیں شروع کی چنانچہ راوی نے
 بمقابلہ کاملہ کے خاتمہ سورۃ النساء کا بیان کیا ہے لیکن ظاہر یہی کہ مراد اوسکی فواتح سورۃ برادرہ
 پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی آیت متفرق نازل ہوتی تو فرمادیتے تھے اجعلوا
 سورۃ کذا چنانچہ یہ روایت ترمذی و دیگر صحاح میں موجود ہے یعنی اوسکو فالانی سورۃ میں
 شامل کرو و سوغنی سوترین نازل ہوتی ہیں وہ سورۃ برادرہ پہلے نازل ہوتی ہیں یعنی فواتح
 سب رتوں کی سورۃ برادرہ کی فواتح سے پہلے وتر چکی ہیں گو کہ کسی سورۃ میں کوئی آیت
 پیچھے سے ایسی شامل ہوتی ہو کہ بعد نزول فواتح سورۃ برادرہ سے نازل ہوتی ہو اور مجتہد
 صاحب فرماتے ہیں کہ علمائے اصغر حدیث پر شبہ کیا ہے اگر کسی عالم نے حدیث میں شبہ نہیں کیا
 یہ کسی نہیں کہا کہ یہ حدیث شائبہ یا دراصل براہین غائب رہے منقول نہیں ہو یا موضوع
 یا ضعیف ہو چنانچہ مجتہد صاحب نے جو اپنے دعوے کو شک شبہ پر قول قسطلانی کا دلیل ٹھہرایا ہے
 اوس کی کوئی تکذیب عیان ہے قسطلانی نے لفظ استشکال کو بلا ہے لفظ شک شبہ کا نہیں کہا
 اور استشکال مضمون حدیث میں شک شبہ نہیں ہے بلکہ ایک شخص کے ذہن میں ایک بات شکل
 ٹھہری تو ضرور نہیں کہ وہ بات مشکل ہو و اوس سے مضمون حدیث میں شک شبہ ہے جو اسے
 دیکھو جو بات قسطلانی کو باوجود النظر میں شکل نظر آتی تھی خود اوسنے اس شکل کو رفع کر دیا مگر
 چونکہ اپنے خود بحث اول زمانہ نزول آیت میں فرمایا ہے کہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ سورۃ محمد صلعم
 مکہ میں پرمانہ فتح مکہ نازل ہوئی پس حدیث براہین غائب سے بھلی یہ بات ثابت ہو گئی کہ سورۃ
 محمد صلعم فواتح سورۃ برادرہ سے پہلے اتر چکی ہے کیونکہ جب حدیث سے یہ مرثبات ہوا کہ فواتح
 سب رتوں کی سورۃ برادرہ سے پہلے اتر چکی ہیں تو جو سورۃ کہ پوری دفعہ واحد نازل ہوئی
 اور نجا نجا نہیں اترتی تو بالبداہتہ وہ سورۃ کچھ ہی آگیا تھا سورۃ برادرہ سے پہلے اتر چکی ہے
 اور چونکہ سورۃ محمد دفعہ واحد نازل ہوئی تھی تو وہ بھی ہرگز نہ سورۃ برادرہ سے پہلے اتر چکی
 ہے اور سورۃ برادرہ خصوصاً فواتح اوس کے ضمن یہ آیت قتل واقع ہو یا شک شبہ متاخر سورۃ

محمد سے ہوا اور میں تمہارا بھائی رہا کہ بخوبی ثابت ہو گیا قال بہم اسبت سے بھی قطع نظر کرتے
 ہیں اور اس بات پر غور کرتے ہیں کہ آیت سورہ برادۃ سے آیت من و فاما منسوخ بھی ہو سکتی ہو
 یا نہیں اور کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہو سکتی آیت سورہ برادۃ میں دو جملہ ہیں جسے آیت
 من و فاما کی منسوخ ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے اول قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ اور دوسرا حَتَّى
 وَجَدْتُمْ مِمَّنْ مَنُوعًا اسے استدلال محض غلط ہے اول جملہ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ میں منسوخ
 کا لفظ ہو سکتا الف لام تفریق کا تو ہر زمین میں سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو لغوی یہ ہو سکتا
 کہ تمام مشرکین کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہو گا جو طاقت انسانی بلکہ عادت انہی سے بھی
 خارج ہو دوسرے تمام احکام جزیرہ لینے کے اور صلاح کرنے کے بالکل باطل ہو جاویں گے اول
 بہم شرع اس لام کی کہ آیا عہد کا ہو یا استغراق کا ہو بعد کو کر چکے اب تو ہم بہتہ عصر کے
 دلائل پہنچاؤں غرض وہاں قطعاً ارادہ استغراق لام کے قائم کیے ہیں تو جب کرتے ہیں
 دلیل اونکی صرف وہی ہو کچھ یہ ضرور زمین پر کہ امتثال اسکا ایک ہی زمانہ زمین یا کسی قدر زمانہ
 محنت محدود زمین ہو بلکہ حکم الجہاد ماضی الی یوم القیامہ کے اس حکم کی تعمیل ہوتی رہنے چاہیے
 اور جہان اونپر قابو چلے وہاں مارنا چاہیے مامورین کو اپنی طرف سے کوشش بلوغ
 اس میں کرنی چاہیے اگر اونکے حد اختیار سے کسی کا قتل خارج ہووے تو امر کی امتثال
 میں کچھ قصور نہیں آپ غور فرمائیے کہ اوکو تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو مشرکین مقابلہ
 پر آویں تو اونکے حق میں حکم قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ کا نافذ ہو اور اہل اسلام مامورین کہ اون سے کوئی
 کریں لیکن اگر کوئی انہیں سے بھاگ جاوے اور ہاتھ نہ آوے یا لڑائی بیکر جاوے
 تو امر کی محنت میں کچھ ظلم نہیں ہو سکتا کیونکہ امر تو اون سے قتل کا تھا مگر چونکہ حد اختیار
 بسبب بعض موانع کے امتثالی ہو سکا خارج رہا تو اس میں کچھ نقصان نہیں آتا نظیر اسکی
 اسی سورہ میں دیکھ لیجیے قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ زَكَاةً وَلَا يُؤْتُونَ زَكَاةً وَلَا يُؤْتُونَ زَكَاةً
 لَا يُؤْتُونَ زَكَاةً وَلَا يُؤْتُونَ زَكَاةً وَلَا يُؤْتُونَ زَكَاةً وَلَا يُؤْتُونَ زَكَاةً وَلَا يُؤْتُونَ زَكَاةً

حَتَّى يُعْطَلَ الْجَنَّةَ عَنْ يَمِينِهِمْ صَرَخَ قَوْلًا ۝ اِيكی دليل سے لازم آیا کہ تیسری بھی صحیح نہ ہو
 بلکہ اس بھی کوئی خاص لوگ مراد ہوں کہ جیسا کہ اب تک کیونکہ وہ دلیل تو
 اس میں بھی جاری ہو سکتی تو اگر بیان تو لام بھی نہیں کہ جب کو عہد پر محمول کیا جاوے گا
 معتمد ایک قید حرکت و جبر و موثر جو آیت میں موجود ہو اس کے سب سے قبل ہات کا جواب
 ہو اور پہلی لفظ کی جگہ دلیل دوم کا صاف جواب ہو کہ معاہدین ہر ایک قسم کے بموجب حکم
 إِلَّا الَّذِينَ كَانُوا عَدُوًّا لِلَّهِ كَسْتَنَ فِيهِمْ لَدُنَّا مَنَافِعَ مُتَّفِقَةً فِي الْقَوْمِ
 کاٹھوا جمعوں کے لئے نیکو دیکھیے اسکو کوئی زبان کا جاننے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ لام
 جو داخل ہو تو ہم پر لام متفق نہیں و ما منته فی الناس انا اھلکنا و کھولا لام جو ناس
 داخل ہو غیر از متفق اور کسی معنی پر محمول نہیں ہو سکتا قال یہ ضرور ہو کہ الف لام
 عہدی ہو اقول و معمود کو معین فرمائیے اور دلیل اس کے معمود ہونے کی لاشیاب
 جو عبارت تفاسیر میں آیا وی و مدرک اور احمدی اور کشاف اور عالم کو مسند لائے ہیں
 اوان ظاہر ہو کہ معمود وہ مشرکین ہیں جو عہد تو ہیں اور مقابلہ کریں ہننے مانا کہ وہ بھی مشرکین
 معمود ہیں اسی بات پر قائم ہو اس عہد کو توڑ لو اسی عہد کو آپ کے ہم منظور کر کے آپ قول
 آئندہ میں بحث کریں کہ قال پس اس آیت سے نص یہ آیت میں وفد کی منوخت قرار دینے کو
 ضرور ہو کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کیجاوے کہ المشرکین میں سارے مشرکین
 ہی داخل ہیں اور یہ بات ثابت نہیں تو دعویٰ نسخ باطل ہو اقول ہر کو اس تقریر پر مجتہد
 عصر کے نہایت تعجب ہوتا ہو تم سمجھتے ہیں کہ دیدہ و دوستہ اور خوب یہ مشاغب کیا ہو
 قول مجتہد عصر کات یہ کہ لام المشرکین میں عہدی کا سنی لیکن اگر معمودین میں ہی کے
 اس سے ہو وین تو وہ حکم کو نسبت معمودین کے بھی نسبت اوتنے اس سے کے کس طرح
 نص ہوگا اور وہ اسرار کو جس حکم سے کیونکر خارج ہو جائیگا یا کوئی اور قاعدہ متقدم
 نے گھرا یا اور قسم لام کی بنالی کہ جسکی بنا پر وہ عہد و عہد کا فائدہ سے ہننے فرض کیا

کہ مطابق تفاسیر تہ مجتہد عصر کے لام عہد کا ہوا اور اس منجملہ مشرکین کے صرف ناقضین
 عہد مراد ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ حکم اقل و ان نسبت کل ناقضین عہد کے ہوا اور چونکہ ناقضین عہد
 ہیں تو لوگ بھی تھے جو اب اسیر ہوئے ہیں ہر آئینہ فسخ بھی تحت حکم اقل و داخل ہو گئے
 پس وہ حکم جیسا اور دن کی نسبت منصوص ہو ویسا ہی اُسازی کی نسبت بھی منصوص ہے
 اور یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں حکم یعنی حکم فعلیت اچھا بل کل ناقضین اور دوام سلب
 قتل اُسازی کہ بعض ناقضین ہیں کہ جمع ہو سکے کیونکہ جائز رکھنا اسکا التزام جمیع ناقضین
 کا ہو غور فرمائیے کہ جب یہ حکم دیا گیا کہ کل ناقضین عہد بالفعل قتل کیے جاویں تو بموجب قضا
 فی میزان کے یہ قضیہ کہ بعض ناقضین عہد کچھ قتل نہ کیے جاویں صاف نقیض اسکی
 ہوا اور جب باہم دونوں کے تناقض کہ جسکو اصطلاح فقہاء میں تعارض اولہ کہتے ہیں متحقق
 ہوا تو لازم آیا کہ واسطے رفع تعارض کے ایک کو منسوخ دوسری کو ناسخ ٹھہرایا جاوے
 اور چونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آیت من وفد اس آیت پہلے نازل ہوئی تھی علاوہ بران
 خود مجتہد بھی اس آیت کے منسوخ ہونیکے قابل نہیں ہیں لازم آیا کہ آیت من وفد اچھی
 ٹھہری اور یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ میں جو لام عہد اول ہوا اسکو عہد کا ٹھہرا کر جملہ مشرکین
 صرف ناقضین عہد اس مراد لین اور عہد در عہد جو ذکر کئے اور انہیں سے خاصہ غیر اُسارے
 مراد لین کیونکہ اس صورت میں ایک قسم لام کی لام عہد و عہد پہلا ہوتی تھی اور یہ برخلاف
 لغت کے ہے پس باطل ہوئی مقتبہ مجتہد عصر کی اور ثابت ہوا وہ عاجلہ والحمد للہ العالیین
 قال دوسرے جملہ حدیث و محدثوں کو اُسازی سے کچھ تعلق نہیں ہے اقول میں نہیں سمجھتا
 کہ مجتہد صاحب کیا سمجھ رہے ہیں اور کیا فرما رہے ہیں حدیث و محدثوں کو اُسازی سے کچھ تعلق نہیں ہے اور
 اقلو ہئم سے متعلق ہے اور اس جواب آپ کے تو ہم حال عادی کا حاصل ہوتا ہے کچھ تعلق
 نہیں بلکہ قید جملہ سابقہ کی ہے معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کی نسبت آپ کیا فضول باتیں تحریر فرماتے
 ہیں اور ہکواؤں سے تعرض ضرور نہیں یعنی آیت کے صاف یہ ہیں کہ راؤ مشرکین جہاں

اور کو قال معذرا ان تمام آیتوں میں جو مشرکین کے قتل کا حکم دے وہ عین لڑائی کی حالت میں ہیں
 اس سے اور آیت میں وفد سے جو بعد ختم ہوئے لڑائی کے اور لوگوں سے علاقہ رکھتی ہو جو
 قید ہو گئے ہیں اور لڑنے پر قادر نہیں ہیں کیا تعلق ہر احکام حالات مختلفہ ایک دوسرے کی
 ناسخ نہیں ہو سکتی اقوال جناب اس آیت کے کلمات میں تو کوئی کلمہ ایسا نہیں کہ جس سے
 یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ حکم قتل مخصوص ہے عین حالت لڑائی سے یہ تو آپ کی تحریف ہے جو ہم
 اس تحریف کو بھر گونہ مانیں گے اور اس قول کی تکذیب احادیث صحیحہ سے ظاہر ہے بخاری میں
 انس بن مالک سے روایت ہے **وَإِنَّ اللَّهَ صَلَّعَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى سُلَّمِ الْغَضَا**
فَلَمَّا نَزَّ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ بَنِي خَطْلٍ مَتَّعُوا بَأْسَتَارَ الْكُعْبَةِ فَقَالَ أَقْتَلَهُ دَخَلَ
بَيْنَ غَبْرِ صُلَيْمٍ وَفَرْقِحٍ مَكَهَ مِنْ أَوْرَانِكِ سَرَّخُوهُ تَحَا جَبِ أَوْرَاخُوهُ تَوَايَا أَيْكَ دَمِي هَسْ كَمَا
أَوْسَنِي كَلِمَةً خَطْلٍ لَيْسَ هُوَ إِلَّا كُوبَةُ كَيْ بَرْدُونِ فَرَمَا بِغَبْرِ صُلَيْمٍ كَقَتْلِ كَرَاوِسْكَو
أَوْسَكِ وَأَرْكَبِي شَخْصٌ هَجِي بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ كَقَتْلِ كَرَلُئِ كَلِئِ هِنِ أَوْ كَرِيكُ شَخْصٌ هَوَازِنْ هِنِ
قَبْلَ زَجْبِ كَقَتْلِ هَوَكِ بِغَبْرِ صُلَيْمٍ قَتْلُ كَيْ كَلِيَا هِي جَابِجَا وَهِنِ هِنِ هِنِ هِنِ هِنِ هِنِ هِنِ
نَامِتِ كَرِيئِ هِنِ بَخَارِي هِنِ أَلْهَوَ هِرِيهَ كَرُضِ سے روایت ہے **قَالَ بَعَثْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّعَ**
فِي بَعَثٍ وَقَالَ لَنَا إِنْ لَقِيتُمْ فَلَانًا وَفَلَانًا لَوْ جَلَيْنَا مِنْ قَرَالِشِ سَمَّا حَامَا فَنَحْنُ وَهَامَا
شَهْرَاتِنَاهُ نَوْدَعُ حِينِ أَرْدَنَا الْخَرْجِ قَالَ لِي كَدْتُ كَرَاوِسْكَوَانِ بِخَرْقِ وَأَفْلَانًا وَفَلَانًا
بَالْنَارِ وَطَارَاتِنَا لَمْ يَلْهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ أَخَذْنَا تَحَا فَا قَتَلْنَا هِمَا بِغَبْرِ صُلَيْمٍ نَمِيكُ
لَرَانِي هِنِ أَوْ فَرَمَا هِمَسْ كَ كَرَمَاتِ هِمَا فَلَانِ فَلَانِ كَوْدَاوَمِيُونِ كَانَا مَلِيَا جَوَقَرِشِ هِنِ
تَحَا تَوَانُكُو بِخَرْقِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ
كَيْ تَوَفَرَمَا كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ
تَعْدِيْبِ نَمِيْنِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ
يَعْنِي هِرِيُونِ كِي نَسَبَتْ صَافِ حَكْمِ دِيَا كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ كَرِيئِ

وال ہو کہ قید عین معرکہ کا زرارہ کی نہیں ہے جہاں پاؤ وہاں مار ڈالو آپس او کو خاص معرکہ کا زرارہ
 میں قرار دینا خلاف ظاہر آیت کے عمل کرنا ہو اور عبارات تفاسیر جو مجتہد صاحب نے بطور سند
 پیش کی ہیں ان میں سے کچھ تخصیص میدان کا زرارہ کی نہیں بلکہ اون سے بھی ہمارے ہی قول کی تائید
 حاصل ہے کہ حیث جو ظرف ہو اس کی تفسیر کرتے ہیں بن محل و حرم یعنی ہرم یا باہر حرم سے جہاں
 کہیں پاؤ قتل کرو اور انھوں نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ باہر میدان کا زرارہ قتل مکروہ قال آیت سورہ
 بقرہ آیت ۱۹۰ قول ہم اس آیت کی تفسیر اور بعض شمار آیات ناخذین کر چکے ہیں اور وجہ استدلال
 کی بھی اس جگہ لکھی ہے کہ آیت سورہ بقرہ صلیح حدیبیہ میں جو سنہ ہجری میں ہوئی تھی نازل
 ہوئی اور اس لیے اس کی ناسخ نہیں ہو سکتی اقوال یہ تو جناب مجتہد صاحب کا معمولی عذر ہے کہ
 ہر جگہ اس کو پیش کرتے ہیں بعض جگہ سبب مشہور اور بعض جگہ سبب ثبوت عدم کے منظور
 کیا جاتا ہے چنانچہ یہاں بھی یہی حال ہے قال تفسیر معالم التنزیل میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ
 عنہما الا یہ فی صلحہ الحدیبیۃ الخ اقوال معالم التنزیل میں یہ الفاظ ہیں وقال الکلبی
 عن ابی صالح عن ابی عباس آلہ خود مجتہد صاحب نے خاتمہ رسالے میں کتاب کلبی کو داخل متبرک
 نہیں کیا پس اس سے استدلال اور کجا بھی ہو علاوہ بران فرض کیا کہ آیت سنہ یا سنہ ہجری میں
 اوتری ہو مگر ثبوت نزول آیت میں وفدا کا سنہ ہجری میں کیا ہو اور ثابت کر چکے ہیں کہ
 آیت میں وفدا غزوہ بدر سے پیشتر نازل ہو چکی ہو اس قول مجتہد کا کلاؤسکی ناسخ نہیں ہو سکتی
 سرر غلط ہے قال قطع نظر اس سے کہ یہ آیت قبل آیت میں وفدا کے نازل ہوئی تھی
 اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اس آیت میں وفدا نسخ بھی ہو سکتی ہے یا نہیں ملاحظہ فرما
 ہو کہ یہ طریق نسخ نہایت صحیح ہے کیونکہ اس آیت میں جو حکم ہو وہ خاص اون اہل مکہ کے لیے
 ہے جو بر خلاف عہد کے اس سے پر تیار ہوں تمام مشرکین سے متعلق نہیں ہے پس قیدی جو
 بعد قیود کے اپنے پر تیار نہیں رہتے اس حکم میں داخل نہیں ہو سکتی اقوال منوں ہو کہ
 ہر قدر لاف و گداز شروع رسالے میں مجتہد صاحب نے کیا تھا اس کے پاس کس بھی نہ باندھا

اور برفلاف اوس لاف و گداز کے ہر مقام پر وہ بنیہ تعلیر ہو گئے اب اگر وہ تفسیر سے
 دست بردار ہو کر ہماری بات سنیں تو ہم اوس کے سامنے تفسیر سرائت کی کرین منجھی تر سے کہ
 پوری آیت یہ ہو قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَقَاتِلُوكُمْ وَلَا تَقَاتِلُوا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ
 الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا تَقَاتِلُوا حَتَّى تَقِفُوا عَنْهُمْ وَأَخْرَجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُواكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ
 مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تَقَاتِلُوا حَتَّى يَنْصَحُوا بِالسَّلامِ حَتَّى يُقَاتِلُوا كُوفِيهِ ۖ فَإِنْ قَاتَلُواكُمْ فَاغْلِبُوا
 كَذَلِكَ جَاءَ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنْ أَتَوْا فَإِنْ اللَّهُ عَفْوٌ رَحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوا حَتَّى
 لَا تَكُونَ فِتْنَةً قَوْلُكُمْ لَا الدِّينَ ۖ لِلَّهِ فَإِنْ أَتَوْا فَلَا تَقَاتِلُوا ۖ إِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَصِلُونَ ۝
 خدا کی راہ میں اوں لوگوں کو جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو تحقیق خدا دوست نہیں رکھتا نہ
 کرنے والوں کو اور مار ڈالو اوں کو جو ہمان کہیں پڑ لیا اور نکال دیا اوں کو جو ہمان اوں کو
 محالہ یہ ہو کہ اوردنہ سخت تر ہو مار ڈالنے سے اور نہ لڑو اونسے پاس ہی ہر حکم تا وقتیکہ وہ
 تم سے لڑیں پس اگر لڑیں وہ تم سے تو قتل کرو اوں کو ایسی ہی ہو نہ کافروں کی پس اگر وہ
 باز رہیں تو فلا منحنی والا ہو مہربان اور لڑو اوں تک کہ نہ ہو وہ فتنہ و ہوسے دین خدا
 ہی کی پس اگر وہ باز رہیں تو نہیں ہزیادی نہ کرو پر غلاموں کے جاننا چاہیے کہ ہمارے
 دین میں ابتدا یہ جنگ قتال جائز نہیں بلکہ لازم ہے کہ اول کفار کو دین خدا کی طرف بلاؤں اور
 اوں کو سمجھاؤں اگر باوجود اتمام حجت کے وہ باز نہ آویں اور اطاعت مکمل نہ کریں اور لڑنے پر
 آمادہ ہوویں تو اوس وقت خدا سے مدد مانگیں اور مقابلہ شروع کریں چھپو ہی ہو مراد یہ ہے
 اور جسے یہ سمجھا ہی کہ جب کفار لڑنے کو مجبور ہیں تب ہو اونسے لڑنا روا ہی ورنہ نہیں ظاہر
 غلط سمجھا ہی دیکھو کہیں ہر تنہا و غیرہ پر حضرت کفج کشی فرمائی اوں لوگوں میں کون لڑنے
 آیا تھا اور کس سے عہد ہوا تھا کہ اوسے عہد شکنی کی مقرر و زور و شام و اکند و غیرہ فارغ
 و دیگر بلا و پرچہ ادا ہوا اوں میں کون ہم لڑنے آیا تھا اور کس نے عہد کر کے عہد توڑ دیا تھا
 مگر ان ہی بات میں کہ اطاعت اسلام کو راند کر کے آئوہ جنگ ہوئے اور جب

تو ہر مینہ مصداق الدین لقاؤ گم کی جو آیہ متلوہ میں ہو گئی پس اس کا نسخہ اس ایک صریح غلطی
 ہو پھر خدای تعالیٰ فرماتا ہو کہ **وَأَقْبَلُوا إِلَيْنَا يَوْمَ الْحِسَابِ** اس کے معنی بہت فصاحت میں ہیں اور لوگوں کو
 جو تم سے لڑنے کو آمادہ ہو وہیں قتل کرو جہاں کہیں پکڑ لو اور ہم معنی تقصیر ہم کے بیان
 کر چکے ہیں اب ہم مجدد عصر کی تقریر پر بحث کرتے ہیں قولہ سلیسہ کہ اس آیت میں جو حکم ہو وہ محض
 اہل مکہ کے لیے ہے **أَقُولُ** غلط بات ہے کہیں سے تخصیص اہل مکہ کی ثابت نہیں ہونے فرض کیا کہ
 اہل مکہ کے معاملے میں نازل ہوئی ہو مگر کسی خاص شخص یا خاص صنف کے معاملے میں اور نہ سے
 حکم عام مخصوص بوشخص یا او صنف کے ساتھ نہیں ہو جاتا العبد للعوم الا لفاظ لا لخصوا
 الا سباج اور تہنہ یہ بھی بطور فرض محال فرض کر لیا کہ یہ آیت مخصوص مشرکین مکہ کے واسطے
 ہو لیکن مجتہد صاحب فرماوین کہ کیا آیت من وفدا او نکر نزدیک تعلق مشرکین مکہ نہیں
 اگر نہیں تو دلیل اونکی مستثنی ہونیکے حکم اس آیت سے کیا ہو اور اگر ہو تو کچھ کلام اس میں
 نہیں کہ اس آیت سے منسوخ ہو گئی کیونکہ جب دونوں کا تعلق مشرکین مکہ ہی سے ہے
 اور ایک میں حکم قتل و جوا ہو دوسری میں اجازت من وفدا کی ہو تو بلا شک و شبہ ایک کا
 منسوخ ہونا لازم ہو قولہ پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہیں رہتے اس حکم میں
 داخل نہیں ہو سکتے **أَقُولُ** جناب بعد اسیری کی قدرت و عدم قدرت کا آیت میں کچھ
 تذکرہ نہیں ہے جب کہ مومنین سے لڑنے پر آمادہ ہوئے تو ان پر **لِقَاتُوا كَوْمًا** صاف
 آگیا اور جب یہ ہو گئے تو مصداق تقصیر ہو گئی پس مصداق مقاتلہ کے قبل اسیری کے
 اور سب قتل کے بعد اسیری کے ہو گئے اور **وَأَقْبَلُوا إِلَيْنَا** صاف و واضح
 کہ دونوں امر جو جاہلین اگر **وَأَقْبَلُوا** اسے بھی مراد زمانہ کا زمانہ ہی ہوتا تو یہ جملہ بیفائدہ ہو جاتا
 کیونکہ **لِقَاتُوا كَوْمًا** الدین اللہ اس عا کے لیے کافی تھا حاجت دوسرے جملے کی کچھ تھی بعد
 جو مجتہد عصر کچھ عبارت تفسیر کی کھرا و نہ حرج کی ہو حکم کو جملہ و سکی طرف ضرور نہیں کیونکہ
 چنانچہ اقوال مفسرین کچھ متکونین کرتے بلکہ ایک بڑے بڑے مجتہد عالیہ قدس جلیل الشان فرماتے ہیں

اہل مکہ سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہو گئے تھے اور اسلئے عمومیت آیت من
وفدا کا مخصوص ہوگا نہ مطلق قول کیا نظر ہے کہ اگرچہ یہ حکم مخصوص بہ اہل مکہ صادر ہو تو قیام حکم
نسبت اہل مکہ کے مخصوص نہیں ہے کہ کوئی ایک پاس نہ تو پیش کیجیے اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اگر سب
نزول حکم عام کا کوئی واقعہ خاص ہو تو اس حکم کی تعمیم کو باطل کر کے اوسى واقعہ خاص
ساتھ مخصوص کر دیا جائے یا نہ یا ایک مسئلہ متفق علیہ ہے کہ العبد للعبد الا لفاظا لا مطلقا
الاسباب ایسے تو بہت حکم عام کلیں گے کہ واقعہ خاص میں نازل ہو جن مگر آج تک
کوئی اونکی خصوصیت کا قائل نہیں اور یہی صلعم کے روبرو بھی اونکے عموم ہی پر عمل ہوا
اور چونکہ یہ آیت جلی ایسی ہی ہے تو یہ کہنا کہ حکم اس کیہ کا مخصوص اہل مکہ سے ہی ہوگا صریح
غلط ہے اور ہرگز لائق تسلیم نہیں اگر ایسا ہو تو سب آیات فریضیت جہاد بہ نسبت اہل مکہ کے
ہو مخصوص ہو جاوین اور سب جہاد جو وقوع میں آئے اور اونکے سبب الام نے غلبہ و ترقی
روز افزوں پائی سب سفک الدار محض فتنہ و فساد موجب خرابی عاقبت مجاہدین قرار پائے
العیاذ باللہ تعالیٰ + اب ہم جناب مجتہد کی تقریر کا الزامادہ پیراعادہ کرتے ہیں اور منتظر جواب
ہیں یعنی قطع نظر ان سب باتوں کے اگر بالکل تقریر مجتہد تسلیم کر لی جاوے تو جو حکم آیت میں مذکور
ہو وہ مخصوص تھا قریش کے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہو گئے تھے اور اسلئے حکم
جواز من وفدا کا عام ہوگا بلکہ مخصوص اہل مکہ ہوگا قال اب باقی رہ گئیں سورہ نساء کی
آیتیں وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت من وفدا نازل ہوئی ہیں اور اسلئے اسکی تاخیر
نہیں ہو سکتی قول یہ تو ابکا معمولی عذر ہے کہ ہر جگہ اسکو پیش فرماتے ہیں مگر ایک
جگہ بھی اسکو ثبات نہ کر سکے یہ جس طرح اور جگہ منظور کیا گیا ہے وہاں بھی منظور نہیں ہو
قال علاوہ اسکے ان آیتوں میں بھی وہی لفظ حیث و وجہ شومہم جو سبکی نسبت ہے اور
بحث کرتے ہیں کہ قید کو متعلق نہیں ہے اور اسلئے یہ من وفدا کا نفع نہیں ہو سکتا اور جو کہ علماء حنفیہ میں بھی عالم ظالم نے
صح آیت میں مذکور نہیں کیا اور اسلئے ہو سکتی اور زیادہ بحث کرنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تین
سال تھی اور انھیں کیا اور اسلئے ہو سکتی اور زیادہ بحث کرنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تین

حکم قتل اسار سے ثابت کر چکے ہیں کہ مستلزم نسخ و جوہ بن و فدا ہو اور علیٰ حنفیہ نے کچھ غیر
 کسی آیت ناسخہ کی نہیں کی چنانچہ یہ ایہ میں لکھا ہے کہ لَنَا قَوْلُهُ لَعَالَى أَفْعَلْنَا الشَّرَّ كَثِيرًا
 فَجَدَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا فَاةً مَنَسُوعًا لَنَا مَطْلَبُ ابْنِ سَكَاہِ ہو کہ جز بن آیات میں یہ لفظ
 ہیں یا اس کے معنی ہیں وہ ناسخ ہیں بن و غذا کی مگر چونکہ ہم پوری بحث اور کچھ علیٰ بن
 ہنگو اب زیادہ بحث ضرور نہیں ہو گا اب ہم آیت من و فدا کے غیر منسوخ ہونے کو ثابت
 کرینگے لیہ اور اس کے ثابت کرنے کے لیے کہ قید یوں کہ ساتھ بن بن فدا کے اور کچھ
 نہیں ہو گا ایسی ہی بین میان کرنے پر توجہ ہوتے ہیں جو کہ کسی کو لکھو کامل نہ رہنے کا قول
 تصریحات مرقومہ سابق سے یہ ثابت ہو کہ من و فدا بن علیٰ است کو و قول میں ایک یہ کہ
 نہیں اور ہذا میں تھا مگر منسوخ ہو گیا اور سہرا قول ہو کہ وہ جب نہیں جائز ہے کہ امام و سہر علی
 کرے اگر مصامت دیکھے قول اول کے رد کے واسطے تو البتہ یہ بات کافی ہوگی کہ جس قسم کے
 دلائل سے انھوں نے نسخ ثابت کیا ہے اسی قسم کے دلیل سے اس پر عث ثابت کر دیا جاوے گا
 دوسرے قول کے رد کے لیے مجرث ثبوت عمل کافی نہیں جب تک کہ یہ امر ثابت ہو کہ قتل و شتر قات
 کی ممانعت فرمانی کیونکہ مجرث و عمل دلیل جواز تو البتہ ہو سکتا ہے مگر دلیل وجوب نہیں ہو سکتا ہے اگر
 کسی قیدی سے فدیہ لیا گیا یا بلا فدیہ اس کو چھوڑ دیا تو اس فعل سے جواز من فدا کا ثابت ہو گا مگر عا
 قتل و شتر قات کی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی اور اگر کہیں کسی جگہ یہ ثابت ہو گیا کہ پیغمبر صلی علیہ وسلم کی حضور
 بعد نزول آیت من فدا کے اشتر قات اور قتل ہر عمل ہوا تو بلا تامل یہ بات متحقق ہو جاوے گی کہ
 حکم من و فدا یا منسوخ ہو گیا یا من و فدا واجب نہیں بلکہ جائز ہے اور امام کے اختیار میں ہے کہ
 منسلب صحت وقت اس پر عمل کرے یا نہ کرے اب ہم ایک اور بات بھی کہتے ہیں کہ علیٰ حنفیہ کا
 قول یہ ہے کہ آیت من و فدا قبل از غزوہ بدر نازل ہوئی چنانچہ صاحب فقہ نے تصریح تمام
 اس کو لکھا ہے اور دلیل اس کی اور ہم ذکر کر چکے ہیں اگر واقعہ میں جیسا کہ مجتہد عصر فرماتے ہیں
 کہ من و فدا واجب ہے ایسا ہی ہو تو کچھ شک نہیں کہ وہ منسوخ ہے آیات مذکورہ اور تائید اس کے

معاملے بنی قرظہ اور بنی المصطلق اور غیر اور دیگر معاملات جو بخیر و برائت بر صلح ظہور میں آئے
واضح ہو اور حکم شافعیہ قول یہ ہے کہ آیت من فلا من اختیار دیا گیا ہے من و فلا وجوب نہیں ہے
تب بھی آیات قبل سے بلحاظ ظاہر موجب امر کہ وجوب ہو منسوخ ہوا اور سکا لازم آتا ہو مگر یہ کہ
امر کو مذکور و تحباب فی فضیلت پر محمول کیا جاوے اس حالت میں مدعا مجتہد عصر کا اسی صورت میں
ثابت ہوگا کہ جب کوئی دلیل من و فلا کی وجوب پر قائم ہو تو مجرد عمل پر گزرنے کا فی نہ ہوگا جو کہ مجتہد
عصر و و سکولہ دلیل پیش کرتے ہیں ایک یہ کہ آیت من فلا یا من فتح کے من نازل ہوئی ہو و دیگر
یہ کہ من و فلا ہی واجب آتا بعد فرض کرنے دعویٰ اول کے ہم ایسی دلائل پیش کرتے ہیں کہ
جسے دعویٰ ثانی مجتہد عصر کا ابطالان ظاہر ہو اور سیکو و سیمین محل گفتگو باقی نہیں رہتا دلیل اول
مسلم بن ابوسعید خدری سے روایت ہو قال صابوا سبایا یوم اوطاس لھن ازواج ففتوا
فان لک لھذا الایۃ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اَلَا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ بِاَیْمِنِ مَسَاغِرِ صَلَاحِہِمْ
سبایا بروز جنگ اوطاس کہ روئے شوہر تھے لیکن خوف کیا اونھوں نے یعنی ان کی مباشرت سے
خوف کیا چنانچہ دوسری آیت میں ہے کہ تم جو امن غنیمت یا امن یعنی حرج میں پڑے ان کی مباشرت
سے پہن نازل ہوئی یہ آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اَلَا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ بِاَیْمِنِ مَسَاغِرِ صَلَاحِہِمْ
عورتیں مگر جبکہ مالک ہوئے ہاتھ تمھارے روایت ترمذی یہ ہے عن ابی سعید لا بخاری و
صحبنا سبایا یوم اوطاس لھن ازواج فی قومھن فذکر واذلک لرسول اللہ صلوات اللہ علیہ
وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اَلَا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ بِاَیْمِنِ مَسَاغِرِ صَلَاحِہِمْ سبایا کو بروز اوطاس اور ان کے
شوہر تمھارے فی قوم میں ہیں کہ کیا لوگوں سے کیا غیر صلح سے پس اور یہ آیت وَالْمُحْصَنَاتُ
مِنَ النِّسَاءِ اَلَا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ بِاَیْمِنِ مَسَاغِرِ صَلَاحِہِمْ اوطاس بعد فتح مکہ کے ہوا اور اس وقت
نسبت محلوک ہونے اور حواہر شرف سبایا اوطاس کی یہ فرض صحیح نازل ہوئی —
دلیل دوم بخاری من حیر بن جیسہ روایت ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ جب کسری علی المرتضیٰ عن ابی
اسلام جہاد کیے گئے تو عامل کسری سے غیر عرف نے یہ بات کہی انھیں نا فینا اصلہ عن رسالۃ

رہنا انہ من قتل مناصدا الى الجنة في نعيم كبر مثلهما قط ومن بقي مناصلا من قتل من قتل
 کہ خبر ہے ہمارے پیغمبر نے ہمارے رب کے پیغام کہ جو راہ جو گیا ہم میں سے وہ جاوے گا بطرف بہشت
 ایسی نعمتیں کہ اوسکے مانگ کبھی بھی نہیں گئی اور جو باقی رہ جاوے گا ہم میں سے وہ مالک ہووے گا
 تھا اسے رقا کا (یعنی تم اوسکے ملک اور غلام ہو گے اور وہ تمہارا مالک ہوگا) دیکھ لیجیے یہ
 بشارت مجرصادق صلعم کی خدا تعالیٰ کی طرف سے اوس زمانے کے بابت ہے کہ جو فتح مکہ سے بہت
 بعد ہو اور اس میں بشارت اسکی ہے کہ مکہ کو خداون لوگوں کا مالک کرے گا اور لوگوں کو تمہارے لوٹنے
 غلام ہونگے دلیل تیسری سبایا ہوا ان کہ ضمیر پر محبت کرتے ہیں فضل بیان اوسکا اگے آتا ہے
 دلیل چوتھی قتل ابن خطلہ صفتح مکہ کے جسکو ہم اوپر ثبات کر چکے ہیں دلیل پانچویں
 قتل ایک قیدی کا بعد فتح کہ قبل از واقعہ حنین جسکو سلم بن اکوع نے جگمگ پر خبر صلعم قتل کیا
 دلیل چھٹی باب بعث ابی موسیٰ و معاذ بن جبل لی الیٰ قیس بن حذافہ الیٰ بنی نضیر الیٰ
 بروہ رض سے روایت کی ہے حدیث طویل ہے میں اوسکا غلام متعلق ہوں فیہ لکھا ہوں بحث
 الدینی اباموسہ و معاذ بن جبل لی الیٰ بنی نضیر فی ارضہ قریبا من صاحب ابی موسیٰ
 فیحاء یسید علی بغلہ محتوانتھ الیٰ معاذ اھو حالس وقال اجتمع الیکہ الناس واذ الیٰ بنی نضیر
 قد جمعت یداء الیٰ عنقہ فقال لہ معاذ یا عبد اللہ بن قیس لی یوخذ اقال لہذا رجل کفر بعد
 اسلامہ قال لا ازل حتی یقتل قال انما جی بہ لذلک فانزل قال ما ازل حتی یقتل
 فامر بہ فقتل بھیجا لشکر کے ساتھ پیغمبر صلعم نے ابو موسیٰ اور معاذ بن جبل کو طرفین کے
 پس چلے ارض بنین قریب بنے صاحب ابو موسیٰ سے پھر آئے وہ اپنی بھری بربور بھرتے ہوئے
 تا آنکہ پہنچے پاس ابو موسیٰ کے پسنا گاہ وہ بیٹھے تھے اور جمع تھے اونکے پاس آدمی اوسنا گاہ کہ
 آدمی نزدیک ابو موسیٰ کے دیکھا کہ ہات اوسکی گردن سے اوسکے ملے گئے تھے یعنی ہاتھ لگا
 گردن ملا کر باندھے تھے کہ معاذ نے ابو عبد اللہ بن قیس کیا ہوا وہ خون منہ لگا کہ یہ ایک
 آدمی کا فر ہوا بعد اسلام کے کہ معاذ نے کہ میں نہ اوزر بن کا اسکے مارے بلکہ ایک آدمی

کہ اگر یہ سوا سٹے بیان لایا گیا تو تم و ترو کہا معاوضہ نے میں نہ اور تروں گانا اسکے مارے جانے
 کے کہیں حکم کیا گیا پس وہ مارا گیا دیکھو اس سے ثابت ہو کہ میں خدا کو چھوڑا جب نہیں اور اس بات پر
 کچھ انکار غیر مسلم کی طرف سے بھی بقول نہیں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ غیر مسلم کو اس واقعہ کی خبر
 نہ ہوئی ہو کیونکہ یہ غیر مسلم اپنے سرایا اور بعوث کے مال سے نہایت خبر رکھتا کرتے تھے
 کوئی بات اون پر چھپی نہیں کہتی تھی جتنا بے غیر مسلم ایسے غافل تھے کہ ایسے واقعہ عظیم سے
 نے خبر رہتے اور ایسا جرم فحیم اون کے سرداروں کے ہاتھ سے واقع ہوتا اور اوپر و تنبیہ اور
 تہدید نہ فرماتے دلیل ہفتہ نمبر غزوہ طائف جو سوال شہہ ہجری میں بعد فتح مکہ کے ہجرت
 پر غیر مسلم نے عبد اللہ بن ابی اسبہ فرمایا انایت ان فتحہ اللہ علیہ کو الطایف غلگہ فعلیات با
 غیلان اگر خدا کل تکوین طایف نصیب کرے تو لے لیو غیلان کی بیٹی کو دیکھو یہاں سے
 یہ بات ثابت ہو کہ بعد فتح مکہ کے بھی سارے مملوک ہونیکا حکم دیا گیا ہو دلیل اٹھویں
 ترجمہ شیخ عمران بن حصین سے روایت کی ہو کہ قال بعث رسول اللہ صلعم حبشاً واستعمل علیہم
 علی بن ابی طالب فی فی السہیۃ خاصاب جاریۃ فانکروا علیہ و تعاد اربعۃ من اصحاب
 رسول اللہ صلعم فقالوا اذا الفینا رسول اللہ صلعم اخذناہ ہما صنع علیہ و کان المسلمون
 اذا رجعوا من سفر یدوا رسول اللہ صلعم فسلموا علیہ شواصر فوالا رحالہم فلما قدمت
 السریۃ سلموا علی النبی صلعم فقام احد الاربۃ فقال یا رسول اللہ الم قال علی بن ابی طالب
 صنع کذا و کذا فاعرض عند رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالۃ فاعرض عند شوا
 قام الیہ الثالث فقال مثل مقالۃ فاعرض عند شوا قام الرابع فقال مثل مقالۃ فاقبل الیہ رسول
 اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تریون من علی ما تریون من علی ما تریون
 من جلی ان علیا مہنی وانا مند وھو ولی کل من من بعداۃ کہا عمران بن حصین نے کچھ عجب خبر
 غیر مسلم نے ایک شکر اور عامل کیا اور سپر علی بن ابی طالب نے کو پس گئے علی رضہ اور شکر کے ایک گروہ
 کے ساتھ پس لے لیا اوھوں نے ایک چھو کر ی کو لیں انکار کیا اوپر لوگوں نے ہو محمد کیا باجم

آدمیوں نے اسی پیغمبر صلعم سے کہا او بخون کرجب ملینگے ہم پیغمبر صلعم سے تو خبر دینگے رسول کو
 اوس کام کی جو کیا ہی علی نے اگر تھے سلمان جب کہ پھر کرتے تھے کسی شخص سے اول تھے
 پیغمبر صلعم کے پاس پھر سلام کرتے تھے اونکو بعد اسکے اپنے اپنے مکانات کو جاتے تھے پھر جب
 وہ گروہ آیا تو سلام کیا پیغمبر صلعم کو پھر کھڑا ہوا ایک آدمی اون چاروں میں کا اور کہا کہ اے
 رسول اللہ صلعم دیکھنا میں نے علی بن ابیطالب کو کہ یہ یہ کام کیا او بخون لپو تو جہنکی اوسکی طرف
 پیغمبر صلعم نے پھر دوسرا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس نے بھی اسی
 فرمایا پیغمبر صلعم نے پھر تیسرا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس نے بھی اسی
 کیا رسول اللہ صلعم نے پھر چوتھا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ اون تیوں نے کہا تھا پس توجہ
 ہوئے پیغمبر صلعم اور غصہ معلوم ہوتا تھا اونکے منہ سے فرمایا کہ کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے
 کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے تحقیق علی مجھے ہر اور میں علی
 اور وہ ولی ہر مومن کا ہی میرے بعد فقط دوسری روایت ترمذی کی برابری عارض ہے اسی
 معاملے میں یہی قال بعث النبی صلعم جلین و امر علیہ احدھا علی بن ابیطالب و
 علی ابیہما خالد بن الولید وقال اذا کان القتال فعلی قال فافتی علی جئنا فاخذ منہما
 فکتب معی خالد کتا بالوالی النبی صلعم یبھی قال فقد مت علی النبی صلعم فقرا الکتا
 فتغیرا الموتی قال ما تو فی رجل یحب اللہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ قال قلت لعن
 بالہ من غضبہ اللہ ومن غضبہ رسولہ وانما انا رسول فسکت کہا براؤ کہ بھیجے رسول اللہ
 و لشکر اور یہ کیا ایک پر علی بن ابیطالب کو اور دوسرے پر خالد بن لید رحمہ کو اور فرمایا کہ جب
 واقع ہو تو قتال تو علی میرے ہی کباراؤ نے کہ فتح کیا علی رہنے نے ایک قلعہ پہنچا او میں سے ایک
 بچھو کر ہی کو پس لکھا خالد نے خط پیغمبر صلعم کو کہ لڑائی لکھتے تھے او میں انکی پس پہونچا
 میں پیغمبر صلعم کے پاس پھر چڑھا پیغمبر صلعم نے خط کو پس متغیر ہو گیا نگ او کا بعد از ان فرمایا
 کہ کیا دیکھتا ہو تو ایسے آدمی میں کہ بسکود و کت رکھتا ہوا خدا و رسول و سکا اور دوست

کھتا ہوا وہ اسد اور اسد کے رسول کو کہا برا دے کہا میں نے بناہ مانگنا ہوں خدا کی خدا کے غضب
اور خدا کے رسول کے غضب سے اور میں نے فقہ صد ہوں پس رک گیا غضب سے پیغمبر کا اسی معاملہ
میں روایت بخاری کی ہر بریدہ رک کہ ہم اسکو مع شر قسط لانی کے لکھتے ہیں اور حدیث
پر دو خط اور شرح پر ایک خط کا نشان لگا دینگے اور یہ حدیث بخاری میں باب بعث علی
بن اریط البخاری خالید بن ولید رضی اللہ عنہما الی اللہ میں سل حجة الوداع کما للبخاری میں مرقوم ہے
بعث النبی صلعم علیا الی خالد ليقبض الخمس وکنت انقبض علیا لانه لا یأخذ من الخیم
بخاریہ وقد اغتسل فظن انه غلها ووطيها والاسماعیلیہ من طرق ابی روضہ بن عب
بعث علیا الی خالد ليقبض الخمس وفي رواية له ليقبض الخمس فاصطفى علي منه نفسه سبب

ای جاہلیۃ شواہد وناہد یقطر فقلت لخالد الا تری الی هذا یعنی علیا فلما قدما على
النبی صلعم کنت ذلک لہ فقال یا بریدۃ انقبض علیا قلت نعم قال لا تنقبض زاد
احمد من طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ فان کنت تحبہ فارد ولاحوالہ
ایضا من طریق اجماع الکندی عن عبد اللہ بن بریدۃ لا تقم فی علی فانہ منی وانا منہ وھو
ولیکم بعدای فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک قال الحافظ ابی رانما انقبض علیا لانه
لا یأخذ منہ من المغنوف ظن انه غل فلما اعلی صلعم لا یأخذ اقل من حقل حبہ انتھ
وفي طریق عبد الجلیل قال فما کان فی الناس احدا حبائی من علی وھو بھی پیغمبر نے علی
کو بطرف خالید رضہ کے تاکہ پیغمبر اس اور میں نے بغض کرتا تھا علی رضہ سے ش اسلیہ کہ بریدہ
نے دیکھا یہ کہ لے لی علی نے ایک چھو کری غنیمت میں و او تحقیق کہ غسل کیا تھا علی رضہ
ش پس گمان کیا بریدہ رضہ کہ علی رضہ نے غنیمت میں غلو کیا اور وحی کیا اس کے حق
آور اسماعیلی کی روایت ابی روضہ بن عبادہ کے طریق سے اسطور پر پو کہ بھی پیغمبر صلعم نے
علی رضہ کو بغیرت خالید رضہ کے تاکہ بانٹ لاوین خمس اور ایک روایت میں ہوا اس کے کہ بانٹ
لاوین فی پس جھانٹ لی علی رضہ نے اس میں سے اپنے لیے ایک چھو کری بھر صبح آئے و چلا تھا

کہ سسر اور مکہ قطرے ٹپکتے تھے ہو کہیں مینے خالد بنے کیا تو دیکھتا نہیں اس کو دیکھی یعنی
 علیؑ کو جو پھر جب آئے ہم بغیر صلعم کے بارے کو ذکر کیا مینے قصہ بغیر صلعم سے فرمایا بغیر صلعم سے
 بریدہ کیا بغض رکھتا ہو علیؑ سے مینے کہا کہ ہاں فرمایا بغیر صلعم نے نہ بغض رکھا اس کے کش
 احمد کی روایت میں از طریق عبد الحلیل عن عبد اسد بن بریدہ عن ابیہ اسقدر اور بھی ہو کہ اگر تو
 محبت رکھتا ہو اس سے تو زیادہ کر محبت کو اور بھی احمد کی روایت میں طریق عبد الحنیری
 عن عبد اسد بن زید سے یہ بھی ہو کہ غیبت نہ کر تو علیؑ کی کہ وہ مجھے ہوا میں اس سے ہوں اور
 وہ ولی تھا راہی میرے بعد ہو لیستختیق کہ اس کے لیے خمس میں سے اس سے بھی
 زیادہ ہو کش کہا حافظ ابو ذر نے کہ نہیں بغض کیا تھا بریدہ نے علیؑ سے مگر اس وجہ
 سے کہ اس نے یہ دیکھا تھا کہ علیؑ نے غیبت میں سے لے لیا اور گمان کیا کہ انھوں
 نے غیبت میں غلوں کیا یعنی خیانت کی پھر جب آگاہ کر دیا بغیر صلعم نے بریدہ کو کہ انھوں
 نے اپنے حق سے کم لیا تو دوست رکھا انکو اور ج طریق عبد الحلیل کے ہو کہ کہا بریدہ
 کہ بعد اسکے تھا کوئی آدمیوں میں دوست تر میرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے —
 روایات مذکورہ سے ظاہر ہو کہ یہ معاملہ کچھ روزوں بیشتر کا حجتہ الوداع سے یعنی
 ہجری کا بعد از فتح مکہ کے ہو اور اطلاع پانا بغیر صلعم کا فعل علیؑ پر اور جان کر رکھا اس کا
 بخوبی ثابت ہو اگرچہ دلائل اور بھی ہیں کہ اکثر ذکر اوں کا ہو گیا ہو اس کے اعداد کی کچھ قوت
 نہیں ہو قال اور وہ یہ ہو کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب سول خدا صلعم نے کسی شہر
 کو قتل کیا نہ سیکو لوٹدی و خلاصہ بنایا بلکہ سب کو بلا استثنای احد احسان رکھ کر یا دیکر
 چھوڑ دیا اقوال سر اسر جھوٹی بات ہو علاوہ برآن اول تو نزول آیت من وفدا کا زمانہ
 جو مجتہد عصر زمانہ فتح مکہ ٹھہرا ہے ہیں کچھ ثبوت اس کا نہیں بلکہ نزول اس کا قبل از جنگ
 بدر ثابت ہو ثانیاً اگر ایسا ہی فرض کیا جاوے تب بھی دلائل مذکورہ سے تکذیب
 مجتہد عصر کی ثابت ہو قال اور اس سے ثابت ہو کہ آیت من وفدا منسوخ نہیں ہوئی

اور قیدیون کا لوٹدی وغلام بنانا جائز نہیں رہا **اقول** یہ سب امور نبی ہیں اس پر کیا بین
 وفد بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہیں بلکہ آنجناب کوئی شخص اس کا قائل نہیں اگر
 پیش از واقعہ بنی قریظہ وغیرہ بنی مصطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہو تو اسلاف فقید بحق مجتہد
 عصر نہیں کیونکہ استرقاق اور قتل نہایت کفار کا اذن و اقعات میں باقرار مجتہد عصر بھی ثابت
 ہوا اور یہ نبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی و دافی ہوئی مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول
 یہ ثابت کرتے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہونہ سکا پس پناہی اونکے
 جو سنی ہوئے نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکہ میں ہیں بنائے فاسد علی الفاسد میں اور چونکہ
 قتل اور استرقاق کفار کا بلائیل مذکورہ بعد فتح مکہ بھی ہم ثابت کر چکے ہیں پس بطلان قول
 مجتہد عصر میں کسی صورت کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کریں
 کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوستے کسیکو قتل کیا گیا نہ رقیق بنایا گیا
 تو اس کو وجوب میں وفد و عدم جواز استرقاق قتل کا ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ و
 فعل غیر اصلہ سے واضح ہوئی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ عمل احد المسباحات پرستلزم حرمت
 و دیگر مباح کا نہیں ہو سکتا اور اگر عمل بر احد المسباحات پرستلزم حرمت باقی مسباحات کا
 ہو تو چونکہ اولیٰ سند مجتہد عصر سے صرف آسان ہی رکھ کر چھوڑ دینا جسبب عدم
 مجتہد عصر پایا جاتا ہو پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی منوع و ناجائز ہو وے ہذا خلف
قال بابت شرم سات کے بیان میں کہ بعد نزول آیت حرمت کے جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کسیکو لوٹدی وغلام نہیں بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو تو ان غزوات کے
 قیدیوں کا جو بعد نزول آیت میں وفد ہوئے تھے ذکر کرتے ہیں **اقول** بنی قریظہ اور
 خیبر اور بنی مصطلق اور دیگر غزوات کے قیدیوں کو کیوں نہیں ذکر کرتے یا اس لیے کہ انکے
 مدعے کے برخلاف ہیں حق کو چھپاتے ہو اگر یہ کہو کہ آیت میں وفد بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہو
 تو ہم کہیں گے کہ ثبوت اس کا وہ سبب و قرآن کی محض مغالطہ یہ زمان مجتہد صاحب ہستی

چوکے اگر یہ دعویٰ کرتے کہ ایت من وفدا ہفتہ دو ہفتہ پیش از وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی کہ
 تو غزوہ اوطاس کی قیدی اور سبکیا منین اور قتل ابن اخطل و قتل مقتول سلمہ بن الکوع وغیرہ
 سب معمولی عذر میں آجاتے مگر کیا کریں کہ وعدہ خدا کا سچا ہو اور پورا ہو کر رہتا ہو کیا
 الحق و الحق الباطل ان الباطل کان کفواً واللہ اعلم نوراہ وکونکم الذبائون
 من احداث فی امرنا هذا افھوہ ان مواعد منہ بند کر دیا ورنہ بلا دلیل و بلا ثبوت جھڑپ
 نزول ایت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہیں یہ طرہ اگر منسوب بزمان قریش فات
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تو کون انکی زبان پر کس کا تھا اور جودلائل نزول روز فتح مکہ پیش فرما
 ہین اسن مانہ پر بھی پیش ہو سکتی تھیں مگر وہ بشارت دلیل و مہرباب ملک رفاقا رہی
 بھی محبت تاتمہ باقی رہتی اور سکا علاج نامکن ہی اب ہم ادون دلائل کی طرف توجہ کرتے ہیں
 جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعلے اثبات پر پیش کین ہیں اور بخوبی ظاہر کرتے ہیں کہ انھیں
 سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا متقدمین ہی قال اول اساری بطن مکہ اٹھین جنون
 میں جبکہ کو فتح ہوا اتنی آدمی جو جبل تنیم سے لڑنے کو اترے تھے قیدی ہوئے اور جناب
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان لکھ کر سب کو چھوڑ دیا **اقول** جناب مجتہد صاحب ہم کیا کہان تک
 بتاویں آپ کو تو تاریخ واقعات کی بھی اطلاع نہیں یہ عوام ایام حدیث میں ہوا ہی بعد فتح
 مکہ کے چنانچہ اسکی بحث منہ حدیث و آیتوں میں کی جاوے گی مگر اول جناب میں یہ لکھا
 ہی کہ دو باتوں کا لحاظ رکھیے ایک یہ کہ تحریف لفظی و معنوی دست بردار ہو جیے
 آپ کا کوئی استدلال و برائیا منین پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہ ہو اور آئینہ بھی ایسا
 ہی کچھ نظر آتا جو دوسرے کے پاس باب میں آپ کے تقلید موافقین اور باب سیر کی بہت سی
 ہو اور اس خلاف و گداز پر جو شیخ رسالے میں کی ہو مطلقاً عمل نہیں کیا ہم روایات
 غیر ثابتہ را باب سیر و تاریخ کو ہرگز نہیں گئے اور جب آپ اپنے سے استدلال کرینگے ہم کچھ
 الزام عجز کا دھرینگے اس استدلال میں بحث اسکی مقدمہ نہ کرایا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے

یا مصلحہ میں واقع ہوا یا بعد فتح مکہ کے بعد رفع صلح کے اور یہ واقعہ تعلق احکام امتداد
 لکھتے ہیں کہ **وَاقْضُ صَبَابَ الدِّينِ قَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَخْلَقُوا مَوْحُو شِدَائِهِمُ وَالْوُكُوفُ قَامُوا مَعَهُ**
بَعْدُ وَلَا مَافِيَا حَتَّىٰ تَضُمَّ الْحَرْبُ أَوْ لَا تَهَاكَ کے ہر ما متعلق حکم آیت کریمہ **وَلَا تَجْهَلُوا**
لِللَّسَلِ قَابِ حَتَّىٰ تَهْلِكُوا کی ہو چونکہ دونوں صورتوں میں احکام جبر سے جبر سے ہیں بل و
 استرقاق و غیرہ متعلق صورت جنگ و رفع صلح کی ہو اور ایسا عموماً صلح جو کچھ مجاہدین
 متعلق صورت مصالحہ کے ہیں پس مجتہد کو لازم ہو کہ اول ہر مقام پر دیکھے کہ جو واقعہ پیش آیا
 متعلق کون سی صورت کے ہو چنانچہ ہمیشہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اسکے پابند رہے ہیں سو
 ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے کس قدر پابندی او سکی کی ہو یا اسباب میں کمال غفلت کو کام میں
 لا کر دونوں صورتوں میں خلط مزج کر دیا ہو قال خود خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسکا
 ذکر فرمایا ہو **وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّخَذَ لَكُمْ عَهْدًا بِبَيْتِ الْمَكَةِ مِنْ بَعْدِ**
أَنْ أَظْهَرَ كُفْرَ عَلَيْهِمْ وَهُوَ خَدَّاهُ حَسَنَةً رُوَّكَ بَاهُ كَافِرُونَ كَسَمَ اور تھا کہ ہاتھ دوسرے
 مکہ کے بیچ میں بعد اسکے کہ فتح من کیا تمکو اور پھر اقول اس آیت سے تو ہست لال تمام نہیں
 ہو سکتا بلکہ معلوم ہوتا ہو کہ کچھ قتل و قتال اور مقابلہ کی بھی نوبت نہیں پہنچی نہ وے لوگ
 مسلمانوں پر ہاتھ ڈال سکے نہ مسلمانوں نے انکو قتل کیا نہ کچھ لڑائی ہوئی نہ ضرب رقاب
 ہوا نہ آخان ہوا اور قید کرنے اور من و فدا اور استرقاق سے یہ آیت ساکت ہو کر چونکہ یہ
 آیت سورہ فتح میں ہو اور سورہ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہو چنانچہ ہم اسکی سند آگے
 لکھینگے اور اس قصے کا بیان سورہ فتح میں بالفاظ ماضی ہو اسلیئے خود آیت سے صاف ظاہر
 ہو کہ یہ معاملہ زمانہ حدیبیہ میں واقع ہوا پس یہ آیت محبت ہماری ہو مجتہد عصر پر نہ محبت
 مجتہد عصر کی ہے پھر اور کلام ظفر کہ علیہم بھی سبط اس پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ معاملہ بعد فتح مکہ
 کے ہوا ہو کیونکہ خود باقر مجتہد صاحب اور بروایات صحیحہ یہ بات ثابت ہو کہ ضامن جمع
 غائب جو امت میں ہیں اور ضامن اشی آدمیوں کے طرف راجع ہیں جو قبل از فتح مکہ تھے

اور انکو صحابہ کرام صلعم نے پڑ لیا تھا پس اسی کے یہاں کہ خدا نے رسول کو ہاتھ اونکے
 یعنی اون اسی آدمیوں کے تم سے اور تھا سے ہاتھ اون سے یعنی اون اسی آدمیوں کے بعد اسکے
 کہ غالب کرو یا تمکو اون پر یعنی اون اسی آدمیوں پر پس اس غلبہ و خیم اسی آدمیوں پر
 ہونہ مگر یہ قال صحیح مسلم کی حدیث میں بھی اسکا ذکر ہے اور انفس سے روایت کی ہے ان تاملین
 رجلاً من اجل مكة خطوا على رسول الله صلعم من جبل الشعميم متسلحين بيديهم وغزاة
 النبي صلعم فلخذلهم سلمان فاستحيأهم وفي رواية فاعتقهم فانزل الله تعالى
 وَهَؤُلَاءِ كَيْفَ كُفَّتْ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّخَذُوا لَكُمْ حُكْمًا وَمَا كَانَ بَكُمْ حُكْمًا أَنَّ الْأَنْفُسَ
 عَلَيْكُمْ أَنْتُمْ أَوْى مَكَّةَ وَالْوَنَ مِنْ رَسُولِ خَدَّ صَلَّعْمَ سَلَّعْمَ لَمْ يَلْزَمُ كُوجِبَ تَعْمِيمُ سَلَّعْمَ سَلَّعْمَ
 پھر انکو پڑ لیا اس طرح کہ اونھوں نے اپنے تئیں سپرد کردیا پھر انکو زندہ رہنے دیا یعنی قتل
 نہیں کیا اور ایک روایت میں ہے کہ انکو چھوڑ دیا پس آیت اور ہے کہ وہ خدا ہو جسے آقا
 اقول اس استدلال میں بھی مجتہد تحریف لفظی و معنوی سے باز رہے ہیں بیان
 تحریف لفظی کا یہ ہے کہ حدیث میں لفظ غرة بکسر غین مجزوء تشدید آ صلاحتہ من قولہم
 غرة غرا وغرا وغرا وغرة بالکسر فهو مغرور وغریر اذا اخذت وطع بالباطل
 عرب کہتے ہیں غر وغرا وغروراً وغرة بالکسر فهو غرور وغریر جبکہ کسینہ دھوکا دیا اوسکو اور مجبوظی
 طمع میں الا اور معنی غفلت بھی آتا ہے پس عامری کہتے ہیں شعرا صادقین منها غرة
 فاصبنا ان المنايا لا تطيش سهامها صا حاربوس کہتے ہیں الغافل الغافل اغفل
 غفل ولا اسم الغرة بالکسر یعنی غار کے معنی ہیں غافل اغترسے معنی ہیں غافل ہوا
 اور اسم غرة بالکسر جو ہری کہتے ہیں الغرۃ الغفلة والغافل الغافل غرة کے معنی ہیں غفلت
 غار کے معنی ہیں غافل پس یہی حدیث کے یہ ہیں کہ انہی آدمی اہل مکہ سے آئے رسول اللہ
 پر پہاڑی کچھ تیار بندارادہ کرتے تھے دھوکا دینا نبی صلعم کا یا یہ معنی ہیں کہ ارادہ کرتے تھے
 غفلت غیر صلعم کا یعنی غفلت کی تاک میں تھے لہذا ان کلمات میں صلا مذکرہ نہیں

مجتہد دہر نے اول تو لفظ غزوة کو تحریف فرما کر لفظ غزوة بڑے معجزہ و سکی جگہ داخل فرمایا
 بعد ازاں بسبب تاقی کے علم لغات کی خیال شیخ طبری کا سادل میں جایا کہ یہ لفظ غز
 العبد و یغین وہ غزا و غزا و انا و غزا و غزا سے ہو کر بسکے معنی ہیں جانا دشمن
 پر او سکی لڑائی اور لوٹنے کو لیکن اگر علم تحریف میں کچھ بھی ضل ہوتا تو معلوم فرمائے کہ غز
 مضاعف ہو اور غزا وغیرہ جسکے معنی ترجمے میں رسم فرمائے ہیں ناقص ہو یہ دونوں ایک
 نادرے سے کیونکر ہو سکتے ہیں سبحان الدیالین اعتقاد و دعویٰ اجتہاد بیان تحریف نوی
 کا یہ ہو کر سبیل کے معنی لکھے ہیں و غصون نے اپنے تئیں سپرد کر دیا حال انکہ معنی صاف غلط ہیں
 یہاں لفظ سلم میں تین روایتیں ہیں سلم بفتح سین و کون لام و کسر یں و کون لام ان لڑ
 کے معنی ہیں صلیح و محشری لکھے ہیں و السلول بکسر السین و فتحها توافقت ثانیث نقیضہا
 وھی اصحاب **شعر** السلول تلخذ منها ما رضیت بسو و اسرار کفیک من انفسا
 جرح و اتقوا ابو الطیب کتاب **شعر** فالسلم لیس من جناحی ما لا یبنوا الذمایا علی الجاء
 قال تعالیٰ فَاِنْ جَعَلُوا السَّلٰوَةَ فَاَجْعَلْهَا تَسْمٰی رُوٰی تہو کہ سلم بفتح تین اسکے معنی ہیں
 انقیاد و صاحب قاموس لکھتے ہیں السلم بالتحریک الاستسلام بحث پنجم باب پنجم صفحہ ۱۳
 پر آیت تلقوا الیکم السلم الایہ مجتہد صاحب نقل کی جو وہاں خود ترجمہ سلم کا بافظ سلم
 کیا ہو نہ بلفظ سپرد کر دینے کے معلوم نہیں کہ بیان او سکے برخلاف کیوں ترجمہ کرتے
 ہیں غرض کہ تینوں روایت پر او سکے معنی سپرد کر دینے کے ہرگز نہیں ہیں مجتہد عصر نے
 جو اپنے دل سے یہ غلط معنی خلاف لغت کے گھرے ہیں صاف تحریف معنوی ہو پس
 معنی حدیث کے بموجب دونوں روایتوں پہلی کے یہ ہیں کہ پکڑ لیا اون کو انرو سے
 صلح کے ان دونوں روایتوں پر لفظ سلم کا تفسیر جو واسطے رفع ابہام غرض کے کہ آیا انکو
 عنوة و قہراً پکڑا تھا یا صلحاً اس رفع ابہام کے واسطے لفظ سلم لایا گیا تاکہ یہ اثر تین
 ہو جاوے کہ انکو صلحاً پکڑا تھا عنوة و قہراً نہیں پکڑا اور روایت تیسری پر بھی

ہو سکتا ہو کہ تمیز ہو کہ واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا پکڑنا اور سکارا ہوا تھا یا انقیاد ہوا
 تھا پس اس لفظ سے یہ بات متعین ہو گئی کہ حرباً و عنوۃ او نکتہ نہیں پکڑا تھا بلکہ انقیاد و پکڑ
 تھا یا یہ کہ صدر یعنی اسم فاعل ہو کر حال واقع ہو یعنی پکڑا او نکتہ ایسے حال میں کہ وہ
 مطیع و متقا و تہذیب ایسے حال پر کہ محارب و مقاتل تھے غرض کہ تینوں دیتوں پر ظہر
 ہی کہ اوں کو از رو سے صلح کے پکڑا تھا نہ از رو سے جنگ قتال کے یہاں تک
 بیان تھا تحریفات مجتہد عمر کا آب ہم انظار اسکا کرتے ہیں کہ یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ
 کے یا م حدیبیہ میں واقع ہوا تھا چنانچہ اس پر ہم سند قوی حدیث صحیحہ سلم کی نقل کرتے
 ہیں کہ بن کوع سے روایت ہے کہ قال قد منا الحدیبیۃ مع رسول اللہ صلعم ونحن
 اربع عشر مایۃ وعلیہا خمسون شاة رھت وینہا قال فقعد رسول اللہ صلعم علی
 جبا الرکبۃ فاماد عا وراما یسوق فیہا فباشت فسقینا واستقینا قال ثوان رسول
 اللہ صلعم وانا للبیعة فی اصل الشجرۃ قال فبايعتہ اول الناس ثم یایع ویا یع حتی
 اذا کان فی وسط من الناس قال یایع یا سلمۃ قال قلت قد بايعتک یا رسول اللہ فی
 اول الناس قال وایضا قال وراى رسول اللہ صلعم عمر بن الخطاب یبغی لیس فی سلاحہ قال
 فاعطاه رسول اللہ صلعم حنفۃ او درقۃ ثم یایع حتی اذا کان فی اخیال الناس قال اوتبا
 یا سلمۃ قال قلت قد بايعتک یا رسول اللہ صلعم فی اول الناس و فی وسط الناس
 قال وایضا قال فبايعتہ الثالثة ثم قال لی یا سلمۃ ابن حنفۃک اودم رقبتک الی عطیتک
 قال قلت یا رسول اللہ صلعم لقینی عینی عام عزاکا عطیتک اباہا قال فضمک رسول
 اللہ صلعم وقال اناک کالذی قال الاول اَللّٰهُمَّ ابغنی حبیباً علی حبیبکم نفسیہم
 ان المشرکین را سلونا الصالح حتی مشی بفضنا فی بعضی واصطلمنا قال وکنت تبغھا
 لطلحۃ بن عبید اللہ اسقی فرسہ و احسہ و لخدمہ و اکل من طعامہ و توکلت اہلہ و
 صالی مہاجر الی اللہ تعالیٰ و رسولہ قال فلما اصطلمنا نحن و اهل مکہ و اختلط بعضنا

بعضی اُتے شجرہ فحست شوکھا فاضطجعت فی اصلہا قال فاتان اربعۃ من المشرکین
 من اهل مکہ ففعلوا بقیوں فی رسول اللہ صلعم فاختتم ففعلوا الی شجرۃ السحری وعلقوا
 سلاخہم واضطجعو فبینا ہم کذا لک اذ نادى مناد من اسفل الوادی یا للہاجون
 قتل ابن ز۔ نیم قال فاختلط سیفی شمشاد علی اولئک الاربعۃ وھم کفہ
 فاخذت سلاخہم فجلتہ ضغٹا فی یدی قال شوقلت والذی کمن وجہ محمد ^ص
 أحد منکم لاسہ الا ضربت الذی فیہ عیناہ قال شوقبت بھما مو قہما لى رسول
 اللہ صلعم قال وجاء عتی عامر رضی اللہ عنہ بجل من العیالۃ یقال لا یکرز یقود
 الی رسول اللہ صلعم علی فرس مجتہف فی سبعین من المشرکین فظلم الیہم رسول اللہ
 صلعم فقال دعوہم یکن لہم بدلی الفی وثناء فغض عنہم رسول اللہ صلعم و
 انزل اللہ وھو الذی کف آئین الیہم عنکم واثبت لکم عنکم سجن سکتہ من بعد ان
 اظفر کون علیہم الا کما قال شوخی جبال جعین الی الملائئۃ الحدیث کما سلم ^{۱۰۰۰} الی کون
 نے کہ پہونچے ہم حدیبیہ میں ساتھ رسول اللہ صلعم کے اور ہم چودہ سو تھے اور چارہ حبیبہ
 پہنچا جس پر بیان تحقیق نہیں سیراب کر سکتا تھا وہ کنواں اذکو بس بیٹھے بغیر صلعم کنارہ
 کنوین پر پھر یاد دعا کی یا تھو کا اوس کنوین میں پھر ٹرپ ہو گیا وہ کنواں پھر لانی بلایا
 اور پھر لیا مینے پھر بلایا اھکو رسول اللہ صلعم نے واسطے بیعت کے اوس درخت کی جڑ
 میں کہا سلم نے کہ بیعت کی مینے اونسے اول آدمیوں میں پھر بیعت کی اور بیعت کی تھی
 اور آدمی بیعت کرتے سہرہاں تک کہ پہونچا درمیان آدمیوں کا یعنی نصف یا
 نصف کے کہا بغیر صلعم نے بیعت کر تو اسی سلم کہا سلم نے کہ امانیہ تحقیق بیعت کر چکا
 ہو نہیں تیسری رسول اللہ صلعم اول آدمیوں میں فرمایا بغیر صلعم نے اور پھر بھی کہا سلم
 نے اور دیکھا اچکو بغیر صلعم نے خالی یعنی نہ تھا میرے پاس کوئی تھا یا لہی مجھ کو
 اللہ صلعم نے مجھ یاد رہے حنفہ اور قلاوس دھال کو کہتے ہیں کڑی او پٹھانہ

شکست وی ہو کہ سلمہ نے لفظ جحفہ کہا یا لفظ درقہ معنی دونوں کے ایک ہی ہیں پھر بعیت کرنے
 لگے یہاں تک کہ جب پہونچے آخر الناس فرمایا کیا تو نہیں بعیت کرتا مجھے اسی کہ سلمہ نے
 کہا میں نے تحقیق بعیت کی مینے تم سے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول الناس اور اوسط الناس میں
 فرمایا اور پھر بھی کہا سلمہ نے پھر بعیت کی مینے اون سے تیسری مرتبہ پھر کہا مجھے اسی کہ ان میں
 تیری ڈھال جو مینے تجھے دی تھی کہا سلمہ نے مینے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا
 چچا عام خالی ہاتھوں پسیدی مینے اوسکو وہ ڈھال کہا سلمہ نے پس منہ سے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ تو مانند اوسکے ہی حسنے کہا اولیٰ و خداوندگاری کرو میری ایک دست
 سے کہ وہ پیارا ہو مجھ کو میری ذات سے پھر شکر کرنے پر پیغام صلح کا کیا جسے یہاں تک کہ جانے
 لگے بعض ہمارے اونکے بعضوں میں اور صلح کر لی مینے کہا سلمہ نے اور تھا میں تاج
 طلحہ بن عبید اللہ کا اوسکے گھوڑے کو پانی پلایا کرتا تھا اور گھریہ کیا کرتا تھا اوسکو اور
 خدمت کیا کرتا تھا اوسکی اور کھانا تھا طلحہ کے کھانے میں اور چھوڑ آیا تھا اپنے اہل
 اور مال کو در حالیکہ ہجرت کرنے والا تھا میں نے پورے خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا سلمہ نے
 پھر صبر کر لی مینے اور اہل مکہ نے اور ملنے لگے باہم آیا میں ایک درخت کے پاس
 پس کیری مینے کانٹے اوسکے پھر لیٹ گیا میں اوسکی بڑ میں پھرتے میرے پاس چارونگر
 اہل مکہ میں سے پیش شروع کیا اودھون نے کہ غیبت کرتے تھے پھر صلح کی پیش میں
 سمجھا اون کو مینے پھر وہاں سے چلا گیا میں ایک درخت کے پاس اور اودھون نے
 لٹکا دیے تھیں اراپنے اور لیٹ رہے وہ کہ اس عرصہ میں ناگاہ بچا را ایک بچار نے والا
 جنگل کے نیچے طرف سے کہ ای ماہجرین مارا گیا بیٹا زینم کا کہا سلمہ نے پھر کھینچا مینے تلوار
 اپنی کو پھر بھیا رگی حاکم کیا مینے اون چاروں پر اور وہ سوتے تھے پس نے لیے مینے
 ہتھیار اونکے پھر کر لیا مینے ہتھیاروں کو اپنے قبضہ میں کہا سلمہ نے پھر کہا مینے قسم
 بخدا اوس ذات کی جس نے کرامت بخشی ہو رو سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اٹھا و گیا کوئی اتنے اپنا سر

مگر کہ مارون گا اوسکی اوس چیز کو جس میں اوسکی آنکھیں ہیں پھر ہانک لایا میں ان کو نیچے صلح
 کی طرف کہہ لکھنے اور لایا بچا میرا عام ملک آدمی کو قبیلہ عیلات کہ کہا جاتا تھا اوسکو لڑ
 لیے آتا تھا اوسکو ایک گھوڑے پر کہ اوس پر عرق گیر پڑا تھا مع شتر آدمیوں کے مشرکین میں
 سے پس بچھا اون کی طرف پیغمبر خدا صلعم نے پھر فرمایا کہ جانے دو انکو تاکہ ہوگا انھیں
 کی طرف ابتداء فخر یعنی عہد شکنی کے اور خود فخر کا پس عاف کیا اونکو رسول اللہ صلعم
 اور او تارای خدا تعالیٰ نے یہ آیت کہ وہ اسد وہ ہر جسے باز رکھے اون کے ہاتھ
 اور تمھارے ہاتھ اون سے بطن مکہ میں بعد اسکے کہ تمھیں کر دیا تلو اون پر تمام آیت
 پوری کہ لکھنے نے پھر چلے ہم در حالیکہ رجوع کرنے والے تھے طرف مدینے کے اسی شب
 دیکھ لو اس حدیث صحیح سے خوب ثابت ہو کہ بقیہ عین حدیث کا بعد وقوع صلح کے ہی
 اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہنوز اونکی طرف سے کچھ قتال و پوری پوری عہد شکنی نہیں
 ہوئی تھی آگے اونکا ارادہ یہ تھا کہ غفلت دیکھیں تو دھوکا دیکر کچھ غارت گری میں
 یا چھاپہ ماریں مگر اسکا ظہور کچھ نہیں ہوا تھا اسی سبب حضرت صلعم نے اونکو چھوڑ دیا
 تاکہ ایسا نہ ہو کہ ابتداء عہد شکنی کو حضرت صلعم کی طرف منسوب کیا جاوے اور اسی واسطے
 یہ فرمایا کہ جانے دو انکو کہ ابتداء عہد شکنی کی آنکھیں کی طرف سے ہو گئیں ظاہر ہوا
 کہ یہ واقعہ علق حکم آیت **وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا** کے ہونہ آیت **إِذَا الْقِيَمَةُ**
لَهُمْ وَأَنْقَضَتِ إِلَيْنَا كَاتِبٌ کے اور خود حدیث اول میں بھی کلمہ علم موجود ہے کہ دلیل قوی اسکی ہے
 کہ حالت صلح میں اون کو پڑ گیا تھا نہ حالت قتال میں انہما استدلال مجتہد عطاؤں
 غلطی فاش اور سر غفلت مجتہد عصر کی اور نادانستی اون کے طریقوں اور شرائط
 اجتہاد سے ہی اور مطابق منطوق **وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا** اور مضمون **وَإِنْ كُنْتُمْ**
يَعْتَدُونَ كُفْرًا يَكُونُ إِلَيْكُمْ السَّلْمُ وَيَكُونُوا أَيْدِيَهُمْ فُجْرًا فَوْهًا وَأَقْلُوهُمْ حَيْثُ تَفْقَهُوا
 کے وہ لوگ مہلک استوجب قتل و سرفاق کے تھے بلکہ مستحق اسی امر کے تھے جو ان

ساتھ کیا گیا تھا کہ تمام علماء اور مفسرین اور اہل سیرت کے قائل ہیں کہ بیشک کشتی بعد
 فتح مکہ ہوئی اقول سرسرا غلط فرماتے ہو سب کا یہ قول نہیں بعض نے اس خطا سے اس واقعہ
 کو بعد واقعہ فتح مکہ کے سمجھا ہے سو بمقابلہ ایسی خبر تندر کے جو ہم نے صحیح مسلم سے
 نقل کی وہ قول اصحاب قبول کے لائق نہیں قاضی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مہیادوی میں اس
 آیت کی تفسیر میں بعد نقل کرنے قصہ خروج عکرمہ کے نزول اس آیت کا حدیبیہ میں لکھتے تھے
 ہیں وقیل کان ذلک یوم الفتح و مستشهد و ابان مکہ فتحت عنق و هو ضعیف و
 للسورة نزلت قبلہ اور کہا گیا کہ تمنا یہ واقعہ روز فتح مکہ کے اور اس استدلال کرتے
 ہیں کہ مکہ قمر افتح کیا گیا ہے حال آنکہ یہ قول ضعیف ہے کیونکہ سورہ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی
 ہو صاحب کشف لکھتے ہیں و ذلک یوم الفتح وقیل کان ذلک فی غزوة الحديبية
 اور تمنا یہ معاملہ بروز فتح مکہ اور کہا گیا کہ تمنا یہ حدیبیہ تفسیر جلالین میں ہے بطن مکہ
 بالحديبية من بعد ان اخلفكم عليه فان ثمانين منهم طاعوا بجسركم وليصليوا
 منكم فآخذوا واولي بهم والى رسول الله صلى الله عليه وسلم ففعل عنهم وخیل سبیلهم
 فكان ذلک بسبب الصلوة انتحالیہ بات ہو کہ اتنی آدمی تمہارے لشکر میں رات کے وقت گئے
 کہ تمہارے ضرر ہو چنانے سے ہر روز ہوں پس پڑے گئے وہ اور لانے گئے پیغمبر صلعم
 کے پاس پس معاف کیا او کو پیغمبر صلعم نے اور چھوڑ دیا تھا پس تمنا یہ سبب افسوس کے
 یعنی صلح حدیبیہ کے و اقربى کتاب المغازی میں نزول اس آیت کا ایام حدیبیہ میں ہوتا
 لکھتے ہیں اور اور مفسرین اور علما اور ارباب سیرت بھی مطابق انہیں کے لکھتے ہیں غرض ہمارا
 نقل اقوال مفسرین اور مؤرخین سے یہ نہیں ہو کہ ہم ان کے اقوال سے استدلال کرتے
 ہیں غرض صرف یہ ہو کہ مجتہد عصر نے جو یہ جھوٹی بات لکھی ہو کہ تمام علماء اور مفسرین اور اہل
 سیرت کے قائل ہیں کہ بیشک کشتی بعد فتح مکہ ہوئی اسکا جھوٹا ہونا ثابت کر دین کہ اتفاق
 سب مفسرین اور مؤرخین کا اسپر نہیں ہو بلکہ اقوال مختلف اسباب میں ہیں مگر قول صحیح

اس باب میں وہی ہجو حدیث مستند سے ثابت ہوا اور مجتہد عصر جو فرماتے ہیں کہ کشتی لشکر کشتی
 لشکر کشتی بیان کہان ہوئی تھی وہی لوگ بارادہ غارت و ناخست کئے تھے کہ کچھ بڑے گئے
 نہ فوج کشتی ہوئی نہ لشکر کشتی اور ایک اور فوج کشتی کا قصہ جو اکثر مورخوں اور مفسرین نے
 لکھا ہے وہ بھی روز حدیبیہ کے ہجو مگر ہم نے اب تک اس کو کسی کتاب تہذیب میں نہیں دیکھا
 قال اور خود قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اقول یہ بھی دھوکا مہند
 دہر کا ہے آیت میں تذکرہ بھی روز فتح کا نہیں بلکہ البتہ ہوسوا و سکا اطلاق حدیبیہ
 پر کہ داخل مکہ قریب آبادی مکہ سے ہی ہو سکتا ہے اور نفیم مکہ سے تین یا چار میل کے
 فاصلہ سے ہجو مگر ان آیت ہمارے قول کی تائید کرتی ہے کیونکہ یہ آیت سورہ فتح میں
 ہے اور سورہ فتح فتح مکہ سے پیشتر اور پہلے ہجو چنانچہ بخاری کی کتاب التفسیر میں حدیث
 مرفوعہ متصل لکھی ہے اور اسکے آخر میں جو بیان نزول سورہ فتح کا ہے وہ ہم نقل کرتے ہیں
 فقال سهل بن حنيف فلقد رأيته يوم الحديبية يعني الصلوة الذي كان بين النبي
 صلعم وللشركيين ولو زوي قتلنا قتلنا فاجاء عمر فقال السنا على الحق وهم على
 الباطل اليس قتلنا في الجنة وقتلاهم في النار قال بلى قال فممن نعطى الدائنة
 في ديننا وترجع ولما لحقهم الله بيننا فقال يا ابن الخطاب اني رسول الله وان يضيغني الله
 ابكافرجهم متقيظا فلم يصبر حتى جاء ابا بكر فقال يا ابا بكر السنا على الحق وهم على
 الباطل قال يا ابن الخطاب ان رسول الله صلعم ولن يضيغني الله تعالى ابدا فقلت
 سورة الفتح كما سئل بن حنيف في قسم هو کہ دیکھ لیا ہے جس نے اپنے آپ کو پر روز حدیبیہ
 یعنی بروز اوس صلعم کے جو تھی درمیان بنی نبیہ صلعم اور شیرین کے اور اگر ہم دیکھتے لڑائی
 تو بیشک لڑتے پھر آئے عمر بن خطاب کہ کیا نہیں ہیں ہم حق پر اور کفار باطل پر
 کیا نہیں ہیں کشتگان ہمارے بہشت میں اور ان کے دوزخ میں قرایا ہے نبیہ صلعم کے کہ تم
 حق پر ہو اور وہ باطل پر اور ہمارے کشتگان بہشت میں اور ان کے دوزخ میں کہا ہے

پھر کیوں ہم دیوبند ضعیف و ذلت کو اپنے دین میں اور پھر جاوین اور ہندو کو کچھ حکم نہیں دیا
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا پیغمبر صلعم نے ای ابن خطاب میں خدا کا پیغمبر ہونے کا جو خدا کے کچھ صحابہ
 و خوارج کو لکھا پھر گئے عمر غصے میں بہت تیرا کہ تھے ابو بکر کے پاس پھر کہا کہ ای ابو بکر
 کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر کہا ابو بکر نے ای ابن خطاب تم صلعم خدا کے پیغمبر
 ہیں اور خدا کو انکو خوار کر لیا کچھ جس نازل ہوئی سورۃ فتح پھر جاری میں دوسرے
 طریق سے سہل بن حنیف سے روایت ہو کہ فانا کنا مع رسول اللہ صلعم السلام علیہ وسلم
 ولو تروا قتالا فقتلنا فجاہدنا بنی المصطلق یا رسول اللہ صلعم السلام علیہ وسلم
 علی باطل فقال بلی فقال ایس قتالانا فی الجنة وقتلنا ہر فی النار قال بلی قال
 فعلہ ما نفعنی الدنیا فی دیننا انرجع ولو حکم اللہ بیننا و بینکم فقال یا ابن الخطاب
 انی رسول اللہ صلعم ولین یضیع فی اللہ ابدًا فانطلق عمر لے لے ہو فقال لا مثل ما
 قال للنبی صلعم فقال انہ رسول اللہ صلعم ولین یضیع فی اللہ ابدًا انزلت سورۃ الفتح
 فقراہ رسول اللہ صلعم علی عمر الی اخرہا قال عمر یا رسول اللہ فتحہ و قال نعم سہل بن حنیف
 کہتے ہیں کہ ہم تھے ساتھ پیغمبر کے حدیبیہ کے روز اور اگر دیکھتے تھے ہم ان کی توڑتے پھر کہ عمر بن خطاب
 پھر کہ او خوں نے ای رسول اللہ صلعم کیا نہیں میں تم حق پر اور وہ شرکین باطل پر فرمایا پیغمبر
 صلعم نے تم حق پر ہو اور وہ باطل پر پھر کہا عمر نے کیا نہیں میں کشتے ہماری طرف کے
 بہشت میں اور کشتے اونکی طرف کے و فوج میں فرمایا ہاں تمہاری طرف کے کشتے
 بہشت میں اور اونکی طرف کے کشتے و فوج میں کہا عمر نے پھر کس بات پر ہم دیوبند
 اور ضعیف کو اپنے دین میں کیا پھر جاوین ہم ورنہیں حکم کیا ہو خدا نے ہمارے اور انکو
 دینیان میں پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے ای بیٹے خطاب کے تحقیق میں رسول خدا کا ہوں اور
 ہرگز ذلت نہ لگایا جو خدا بھی پھر چلے گئے عمر رضی اللہ عنہ کے پھر ان سے بھی یہی
 کہا جو رسول اللہ صلعم سے کہا تھا پھر کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ یعنی محمد صلعم خدا کے پیغمبر

ہیں انکو خدا ذلت اور خواری ندیگا کبھی پس نازل ہوئی سورۃ فتح پس پڑھا اوسکو بنو نمیر
 نے عمر رضی کے سامنے پڑھ کر سورۃ تک کہا عمر رضی نے ایسا یہ صلح ہماری فتح ہو فرمایا پیغمبر صلعم نے
 بیشک فتح ہو آب یہاں ایک بات باقی رہی کہ بعضے ناواقف محاورہ عربی سے مانند
 مجتہد عصر کے شاید یہ تو ہم کریں کہ آیت میں کلہ بطن کہ واقع ہو اور یہ معاملہ حدیبیہ کا ہو تو
 جو اب اسکا یہ کہ لفظ بطن سے یہ ضرور نہیں ہو کہ بچا بچ آبادی کا یا آبادی عمرادی جوا
 از روے لغت کے بطن الوادی کے معنی داخل الوادی ہیں خواہ درمیان ہو خواہ
 کوئی کنارہ ہو جو ہماری صحاح میں لکھتے ہیں کہ بطن الوادی دخلتہ اور چونکہ حدیبیہ نویل
 آبادی مکہ سے کنارے حرم مکہ پر ہو اور تنعیم چار میل آبادی مکہ سے ہو تنعیم اور حدیبیہ
 میں جو جنگل اور پہاڑ واقع ہو وہ سب حرم مکہ اور بطن مکہ اور عین مکہ ہو خارج اوس سے نہیں
 پس اطلاق لفظ بطن مکہ اوس موقع پر بھی ہو جب لغت عرب ہر آئینہ صمیم ہی جیسا پتھر قلمو
 میں لکھا ہو مکہ اھلکہ ونقصہ ومنہ مکہ للبلد الحرام وللحرم مکہ یعنی اس معنی کے اعتبار
 سے بلد حرام اور کل حرم کو مکہ کہتے ہیں اور تنعیم کلام اہل حجاز سے ثابت ہو کہ وکلوگ
 بھی حدیبیہ اور اوس کے لواحق کو بلفظ بطن مکہ تعبیر کیا کرتے تھے چنانچہ انھیں ایام
 میں جو جناب سالت مابصلعم نے مقام حدیبیہ فرود گاہ لشکر اسلام سے عثمان بن عفان
 کو مکہ کو بھیجا ہو اور عبداللہ بن عمر رضی سے یہ معاملہ بخاری اور مسلمین روایت کیا ہو تو انھیں
 عبداللہ بن عمر رضی حدیبیہ فرود گاہ لشکر کو بلفظ بطن مکہ فرماتے ہیں اور کلمات روایت
 کے یہ ہیں فلو کان احدا اعز بطن مکہ من عثمان رضی لبعث عثمان الی مکہ
 وکان انت بیعتہ الرضوان بعد ما ذهب عثمان رضی الحدیث یعنی اگر ہوتا کوئی شخص بطن
 مکہ (یعنی حدیبیہ فرود گاہ لشکر میں) معزز زیادہ عثمان رضی سے ہر آئینہ بھیجتے پیغمبر صلعم
 اوسکو پس بھیجا پیغمبر صلعم نے عثمان کو مکہ کو اور کئی بیعتہ الرضوان بعد جانے عثمان
 کے الی آخر اس حدیث علل کوہ بران یہ شبہ تو اوس تقدیر پر بھی وارد ہوتا ہو کہ اس

واقعہ کو واقعہ روز فتح مکہ سمجھا جاوے کیونکہ ایام فتح مکہ میں بھی پیغمبر صلعم نے عین آبادی
مکہ میں قیام نہیں فرمایا تھا بلکہ قبل از فتح مکہ مرانظران میں جو سولہ میل مکہ کی آبادی سے
ہو خیمہ ہوا تھا چنانچہ یہ بات حدیث بخاری سے جواب این مرکز البنی صلعم الراعی
الفتح میں نقل کی ہو ثابت ہو اور بعد فتح مکہ کے خیف کنانہ میں خیمہ ہوا تھا اور مکہ
کے گھروں میں قیام نہیں فرمایا چنانچہ بخاری نے اسامہ بن زید سے روایت
کی ہو انہ قال زمن الفتح این تنزل غدا قال البنی صلعم وهل تولد لنا عقیل من
منزل کہا اسامہ نے زمانہ فتح میں یا رسول اللہ کہا ان اوترینگے آپ کل فرمایا پیغمبر
صلعم نے ایا کوئی اوترنے کی جگہ ہمارے لیے عقیل نے چھوڑی ہو یعنی عقیل بن
ابی طالب نے ہمارے لیے کوئی جگہ مکہ میں نہیں چھوڑی الحدیث دوسری حدیث
ابو ہریرہ رضی سے روایت کی ہو عن البنی صلعم قال منزلنا ان شاء اللہ تعالیٰ اذا
فتحہ اللہ عز وجل الخیف حیث تقاسموا علی الکفر پیغمبر صلعم سے روایت کرتے
ہیں کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے انشاء اللہ تعالیٰ جب خدا اہل کو فتح دیدے تو ٹھہرنے کی جگہ
ہماری خیف ہو جہاں باہم عہد کیا تھا مشرکین نے اور کفر کے اور ظاہر ہو کر خیف
فاصلہ پر آبادی سے تھا کیونکہ خیف منے میں ہو تین میل مکہ سے اور وہ اس وقت
ایک جنگل تھا چنانچہ قول زہری کا بخاری میں باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب لہم
مال وارضون فی اہم من لکھا ہو والخیف الوادی قاموس میں لکھا ہو الخیف غرة
بیضاء فی الجبل الاسود الذی خلف ابی قلیس ویہا ینسب مسجد الخیف اولکھا
ناحیہ تمنی انتھ خیف سفید تھری ہو جبل اسود میں جو ابو قلیس پہاڑ کے پیچھے ہو
اور اسی نام سے نام رکھی گئی ہو مسجد خیف یا اس لیے کہ وہ ناحیہ ہو نواحی منی سے پر
واضح ہوا کہ یہ شبہ ملے اصل جیسا واقعہ حدیبیہ پر ہو سکتا ہو ویسا ہی واقعہ فتح مکہ پر
بھی وارد ہوتا ہو ایک اور شبہ وہی ناواقفوں کو یہ ہو سکتا ہو کہ چونکہ سورہ فتح میں

یہ کلمات ہیں اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا اور اس سے پہلے کہ سورہ فتح بعد فتح مکہ کے
 نازل ہوئی اس وقت یہ بھی بھیجا ہوا کیونکہ احادیث مرقومہ سابق سے ظاہر ہے کہ وہ فتح معلیٰ
 حدیبیہ ہی ہو چنانچہ حضرت عمرؓ نے بنی خدیجہ سے روایت کیا کہ آیا وہ فتح مدینہ ہی معلیٰ
 حدیبیہ فتح ہی فرمایا بنی خدیجہ نے ہاں فتح ہی اور تفصیل اس کی کتب تفسیر میں مرقوم ہے علاوہ
 بران چند آیت جو اسی سورہ میں ہیں اور اسے خود ظاہر ہے کہ یہ سورہ قبل از فتح مکہ نازل
 ہوئی ہے صحیحین اور ترمذی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا
 مُبِينًا لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ مَا جَعَلَ مِنْ الْغَايِبَةِ
 خَالْفَةَ الْمُبِينِ ہو فتح المدینہ کی حدیث کہ انہی نے کہ نازل ہوئی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا
 مُبِينًا لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وقت پھر نے ان کے کہ حدیث
 سے پس فتح مدینہ فتح حدیبیہ قال اگر بعض لغو روایتوں میں ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ میں
 قبل فتح مکہ ہوا تھا اقوال متعدد ہر سخت لغو اور لابس یا وہ گوین کہ ایسے سند اور
 ثابت راویوں کو لغو بتاتے ہیں ان کو یہ خیال نہیں کہ بہت ظہار روایات غیر ثابتہ روایتوں
 کے کہ وہ بھی مختلف فیہ ہیں صحیح مستند روایتوں کی تکذیب کرتے ہیں دعویٰ تو صحیح
 یہ کرتے جاتے ہیں کہ ہم بجز قوال سند کے روایات کتب سیر و تواتر کو نہ مانیں گے
 اور بڑی شیعہ اس پر کرتے ہیں کہ کتب تو انج و سیر مدارس شیعہ کے ہو وین مگر
 ہولے نفسانی یہاں تک غالب ہو کہ ہر حکم اپنے قول کے برخلاف عمل کرتے
 ہیں اور انھیں کتب غیر معتبرہ کے استدلال فرماتے ہیں عتقا علی الاقدام للرجح
 لا شخو قال لیکن جب کہ سب لوگ اس روایت کو مردود جانتے ہیں تو اس پر
 بحث کرنے کی ضرورت نہیں اقوال کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو کیوں
 سب لوگوں پر افتراء پکارتے ہو کس نے اس روایت کو مردود جانا ہی اس کا
 نام تو لکھو روایات بخاری اور مسلم کو سولے آپ کے کون سلمان مردود جانے گا

قال دوم اسار سے بنی خذیمہ اقول جناب مجتہد دہر خذیمہ بخائی مجربہ بنی
 ناوا تھی سے ہر جگہ کہ کو خذیمہ بالخی البعیر لکھتے ہیں بلکہ خذیمہ مجیمہ ہی قال فی
 القاموس وجدیمۃ کسفینۃ قبیلۃ من عبد القیس قال س غزوہ کی
 جو حدیث بخاری میں ہے اوس کو ہم تو اپنی استنباط کے موافق سمجھتے ہیں۔
 اقول غلط سمجھتے ہو قال اور وہ حدیث یہ ہے عن سالم عن ابیہ قال بعث
 النبی صلعم خالد بن الولید الی بنی خذیمۃ فذاعہم الی الوساہم فلو
 یحسنوا ینقولوا آسلمنا فنجعل ینقولون صبا ناصبا ناعجل خالد ینقل ویاسر
 و دفع الی کل رجل منا اسین حتی اذا کان یوم اخرا من خالد ینقل کل رجل
 منا اسین فقلت واللہ لا اقل سیری ولا ینقل رجل من اصحابی اسین حتی
 قد منا الی النبی صلعم فذلک نالہ فرفع النبی صلعم یدہ فقال اللہم انی ابرء
 الیک ما صنع خالد من اتین سالم نے روایت کی ہے کہ اوس کے باپ نے کہا کہ بغیر خدا
 صلعم نے خالد بن ولید کو لشکر دیکر بنی خذیمہ پر بھیجا خالد نے اؤنکو کہا کہ تم مسلمان
 ہو جاؤ اور یھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے بلکہ
 یہ کہنے لگے کہ ہم بد مذہب ہو گئے پس خالد نے اؤنکو قتل کرنا شروع کیا اور
 ہر ایک کا قیدی اوس کے سپرد کر دیا جب دو ہزار دن ہوا تو خالد نے حکم دیا
 کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس کہا کہ اؤنکو خدا کی قسم میں تو اپنا قیدی نہیں مارتے گا اور نہ میرے
 ساتھیوں میں کوئی اپنے قیدی کو مارے گا جب کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس گئے تو ہم نے ان
 باتوں کا ذکر کیا پس نہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اوٹھائے اور دو دفعہ
 کہا کہ ہاں خدا یا جو کچھ خالد نے کیا ہے میں اپنی برات تیرے سامنے اوس سے
 ظاہر کرتا ہوں اقول جناب مجتہد کیا خاک آپ کا اجتہاد ہی آپ تو
 مجتہد یوں کے برابر بھی نہ سیکھتے خذیمہ کو خذیمہ ہر جگہ لکھتے ہو غلط محسوس آئے تو

اسکنا کے معنی یہ لکھتے ہو کہ اوٹھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ
ہم مسلمان ہو گئے حالانکہ ترجمہ سر غلط خلاف لغت کے ہے بلکہ اسکے معنی یہ ہیں
کہ نہ جانا اوٹھون نے یہ کہ کہیں لفظ اسکنا صحیح جو ہم ہی دیکھیں وہ لکھتے ہیں
وہ شخص الٹا ہی بیعلامہ یعنی عرب کہتے ہیں کہ ہو گئے اشیٰ او جانتا ہو وہ
ہوس شی کو فاموس میں ہو جو بحسن الشی احسانا اور علم یعنی معنی بحسن الشی کے جواب خجل
سے ہوئے ہیں کہ وہ جانتا ہی اوس شی کو بچھڑبھانا کا ترجمہ یہ کیا کہ ہم بد مذہب ہو گئے
یہ بھی غلط ہو اسکے معنی اس جگہ نہیں کہ ہم اپنے دین سے خارج ہو گئے فاموس میں ہر
صباء کمنہ و کم صباء و صبوء و صبوءۃ خرج عن دین الی اخرہ صحیح میں ہو صبا
الوحد صبوء اذ خرج من دین الی دین قال ابو عبیدہ صبا من دین الی دین اخر
کما تصبأ البنوعم ای تخرج من مطالعہ پھر الفاظ حدیث یہ ہیں حتی اذا کان یوم ام
خالد مراد یوم سے مجرد وقت ہو یعنی جبکہ وقت قتل سیران آہو پنا تو حکم دیا خالد نے
انہ آپ کے درمیان یوم و امر کے ایک لفظ آخر اور بڑھا دیا ظاہر مشکوٰۃ مطبوعہ
مطبوعہ شامین جو اس مقام پر جگہ خالی ہو آپ نے سمجھا کہ یہاں کچھ لفظ رکھ دیا ہو
آپ نے اپنی طبیعت موزون سے لفظ آخر اوس جگہ کٹر کر لکھ دیا پھر یہی جعل القیولون
کے جعل القیولون لکھ دیا یہ بھی نہ سمجھے کہ جعل صیغہ واحدہ اور یہاں ضمیر جمع کی فعل میں
چاہیے پھر باوجودیکہ اصل حدیث میں لفظ یدہ بلفظ مفرد لکھا ہو ترجمہ اوسکا بلفظ متثنیہ
لکھا کہ ہاتھ اوٹھائے قال ہمارے مخالف تو اصل حدیث سے یہ استدلال کر گئے
کہ اس غزوہ میں جو بعد فتح مکہ ہوا خالد نے قیدیوں کو قتل کیا اور انکے قتل کا
حکم دیا پس معلوم ہوتا ہے کہ آیت من و فدا منسوخ ہو چکی تھی یا اوس سے صرف قصود
نہ تھا اقوال البتہ ہم اس حدیث سے برہنا آپ کے اقرار کے استدلال کرتے
ہیں کیونکہ آپ اس جگہ اقرار کرتے ہیں کہ بہت سے اصحاب جو خالد کے ساتھ

وہ نزول آیت من و خدا سے واقع تھے آپ ہماری محبت آپ پر قائم ہو گئی یعنی
 باوجود واقفیت کے آیت من و خدا سے نہ اوصاف نے قیدیوں کو احسان
 بھٹوڑا نہ فدیہ لیکر بلکہ اونکو بکڑ لائے بڑا تعجب یہ ہو کہ آپ نے یہ بات ششم اس عا
 اثبات کے واسطے بتایا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے بعد فتح مکہ کے کسی قیدی کو
 لوٹڑی غلام نہ بنایا اور سیولیل اپنے مدعا پر لائے ہیں فرمائیے کہ اس حدیث
 سے کیا مدعا آپ کا ثابت ہوا خالد بن ولید نے جو سبب غور نہ کرنے کے
 اونکے الفاظ پر اور سبب نہ تحقیق کرنے اونکے مدعا سے دلی کے ایک سیہ
 غلطی کی کہ بعض قوکیں دو شری غلطی کی کہ اونکو قید کر لیا اور یہ بات خلاف
 مرضی جناب پیغمبر صلعم کے وقوع میں آئی اسلیے دو مرتبہ جناب پیغمبر صلعم نے اونکے
 ان دونوں فعلوں سے تبرہ کیا آپ کا اس سے کیا مدعا ثابت ہوا عبث اپنے
 اس واقعہ کا بیان لکھ کر اپنی ناواقفی علوم عربیہ اور زبان عربی سے اعلان کر
 اور ہماری اوقات گنوائی اور کچھ مدعا آپکا حاصل ہوا قال مگر یہ دلیل دو وجہ
 غلط ہوا اول تو خالد کا فعل نسخ آیت قرآنی نہیں ہو سکتا قول استدلال
 علم حنفیہ کا یہ ہے کہ آیت من و خدا آیات سورہ براءۃ وغیرہ اسے جنکا ذکر اور پرچکا
 ہے منسوخ ہو گئی ہے اور تائید اس کی فعل خالد بن الولید سے ظاہر ہو گیا کہ اگر وہ
 آیت منسوخ نہ ہوتی تو خالد بن الولید اونکو قتل کرتے نہ قید کرتے بلکہ یا فدیہ
 لیتے یا احسان رکھتے علماء حنفیہ کا یہ قول ہرگز نہیں کہ خالد رض کا فعل نسخ آیت
 ہو گیا پس جواب مجتہد ہر کا واسطے استدلال علماء حنفیہ کے کافی نہیں اور
 استدلال علماء شافعیہ کا یہ ہے کہ آیت منسوخہ کے کلمات صرہ صلا نہیں سمجھا جاتا اور
 خالد بن الولید کہ اسی قوم سے تھے کہ جنکی زبان میں قرآن نازل ہوا ہی ہمارا ایسا

نکرے سو مجتہد دہر کی وجہ اول میں اونکے استدلال سے کچھ تعرض نہیں قال
 دوسری اور بہت سے صحابیوں کا جو خالد کے ساتھ تھے قیدیوں کے قتل سے
 انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آیت من و فدا سے واقف تھے اقوال اس
 بیان سے تو استدلال میں کچھ بھی خلل واقع نہیں ہوتا بلکہ مؤید استدلال ہے کہ باوجود
 بقول مجتہد عصر کے بھی اکثر صحابہ آیت من و فدا سے واقف تھے پھر بھی اونھوں نے
 نہ کسی کو احسان نہ لکھ کر چھوڑا نہ غدیہ لیکر چھوڑا اور قتل سے انکار کرنا بعض صحابہ کرام
 وجوب من و فدا کا نہیں بلکہ ظاہر یہ بات ہے کہ خالد بن الولید نے لفظ صباٹا کے
 مراد کو تحقیق نہ کیا اور اگر اسے حکم قتل میں بلا تحقیق عجلت کی اوسپر اور صحابہ نے
 انکار کیا اور قتل کے مانع ہوئے اور ممکن ہے کہ انکار قتل اس سبب ہو کہ قتل افکا
 واجب نہیں استرقاق بھی جائز ہے قال اور کیا عجب ہے کہ اس وقت حضرت خالد
 واقف نہ ہوئے ہوں اس لیے کہ ابھی آیت قتال کو نازل ہوئی صرف کئی دن ہو
 تھے اور خالد بن الولید اون دنوں میں لڑائیوں میں مصروف تھے اقوال واقف
 ہونا اور صحابہ رض کا اور نہ واقف ہونا خالد بن الولید رض کا آیت متلوہ سے نہایت
 مستبعد ہے کیونکہ ایام فتح کا میں یعنی جن ایام میں کہ مجتہد دہر نزول آیت کے عی
 میں خالد بن الولید رض ہمراہ پیغمبر صلعم کے تھے اور لڑائی پر نہیں بھیجے گئے تھے
 چنانچہ بخاری میں جو حدیث این رکز النبی صلعم الراۃ یوم الفتح میں روایت کی ہے
 اوسمیں یہ کلمات واقع ہیں واما رسول اللہ صلعم خالد بن الولید ان یدخل
 من علی مکہ من کداء اور جس لڑائی میں یعنی غزوہ فتح میں خالد بن الولید رض
 تھے اس لڑائی میں عبداللہ بن عمر بھی جنھوں نے انکار قتل اس لیے بنی جذیمہ کا کیا تھا
 مصروف تھے اور ہمراہ پیغمبر صلعم کے کہ میں داخل ہوئے تھے چنانچہ ایام بھی لڑائی
 بخاری و مسلم وغیرہ اسے ثابت ہے قال پس بھیجا ہے کہ جن لوگوں نے قیدیوں

قتل سے انکار کیا اور انکو صبا نا کے لفظ سے اس بات کا شبہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے کیونکہ اگر وہ انکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کا ہیکو کرتے اقول دلیل مجتہد ہر کی اونکے مدلل کے مطابق نہیں بنائے اسیری اور پرہش تباہ کے ہو اور دلیل مبنی ہو اور یقین مسلم کے حقیقت اگر وہ انکو مسلمان سمجھتے اور اونکے اسلام پر یقین کر لیتے تو زہار انکو قید نہ کرتے مگر چونکہ لفظ صبا نا افادہ اسلام میں مجمل تھا لہذا انکو قید کر لیا اور اسی اجمال اور شبہات کے سبب سے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے جو ان کے قتل میں جلدی کی اوسکے مانع ہوئے اور اونکے باب میں رسول اللہ صلم کے پاس بہو پچنے تک اجر لے حکم کو ملتوی رکھا قال غرض کہ یہ واقعہ اس وجہ سے کہ خلاف مرضی رسول اللہ صلم کے ہوا اور آنحضرت صلم نے اپنی ناراضی اس سے ظاہر کی ہماری استنباط کا مثبت اور محمد و معاون ہو اور ہمارے مخالفون کے مفید نہیں اقول ہم بھی کہتے ہیں کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے جو فعل وقوع میں آیا وہ خلاف مرضی پیغمبر صلم کے تھا مگر ہمارے اور مجتہد دہر کے درمیان میں یہ بحث ہو کہ امور غیر مرضیہ کیا تھے مجتہد دہر اصل یت سے مستدل ہیں اور ہم مجتہدین فرض کر دے کہ یہ حدیث ہمارے مفید نہیں مگر ہمارے مفید نہونا مستلزم کچھ نہیں کہ مجتہد دہر کے مفید ہو کیونکہ حدیث میں تو کچھ تصریح وجوب میں وفاداری نہیں اور احتمالات مفید مجتہد مستدل اور مفید ہمارے برابر ہیں بلکہ احتمالات مفید ہماری نسبت احتمالات مفید مجتہد دہر کے زیادہ تر قوی ہیں پس جب تک کہ وہ احتمالات جو ہمارے مفید ہیں مجتہد دہر انکو قطع نہ کرینگے استدلال و نا صحیح نہیں ہو سکتا قال سوم ساری ہوا زن اقول محکم آنکہ انفریق تیشبث بکل شیش اپنے اس قصہ میں زیادہ تر کتب سیر سے استدلال کیا ہے کہ استنباط مسائل فقہ میں اگرچہ کسی مجتہد نے اوپر توجہ نہیں کی اور نہ وہ اس لائق ہیں کہ استنباط مسائل فقہ میں اوپر ایک ذرہ بھی اعتبار کیا جاوے

بطر العجب ہو کر آپ نے چند ایسی کتابیں حدیث کی کہ جنہیں ضعیف و صحیح شریفین مخلوط ہیں باق
 الاعتبار ٹھہرائی ہیں اور کتب سیر سے کہ نہ جنگی حکایات و روایات کا ٹھکانہ سلسلہ
 رواۃ کا صاحب حمی صلعم تک پہنچا ہوا نہ راویوں کا نام معلوم نہ استدلال فرماتے ہو
 صلت علیہ السلام و بلبک عن النشاة خوب سمجھ لیجیے کہ میں ایک ذریعہ بھی سیرت شریف
 اور سیرت محمدی کی طرف متوجہ نہ ہو گا اور بقدر کہ آپ نے اونکی بنا پر کچھ لکھا ہو گا اوکو
 سر اسر لخوا اور بے بنیاد سمجھ کر اوسکے کچھ بھی تعرض نہ کروں گا یہی وہاں تھا جس سے آپ نے
 شروع رسالے میں بہت لاف و گداز کی باتیں نکالی تھیں سبحان اللہ گرے تو ایسے
 گرے یا باین شور شوری یا باین نے نکلی + مصرعہ برخرفہ تو اینمہ داغ شرارت بیت
 آور آئندہ بھی آپ کا لحاظ رکھیں کہ بقابلہ سدا نون کے کرب سیر و تواریخ سے
 استدلال نہ کیا کریں ورنہ سقا جواب نہ دیا جاوے گا قال بخاری میں اسی واقعے
 کی بابت یہ حدیث ہے ان رسول اللہ صلعم قام حین جاءہ + وفدہوا ذن مسلمین
 فسالوہ + ان یرد الیہم اموالہم و سببہم فقال الیہم رسول اللہ صلعم معی من
 ترون و لحب الحدیث الی اصدافہ فاختاروا احدی الطائفین اما السید
 و امثال المال وقد کنت استانیت بکو و کان انظر الیہ رسول اللہ صلعم بضع
 عشر لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین الیہم ان رسول اللہ صلعم غیر راڈ
 الیہم الا احدی الطائفین قالوا فانما نختار سببنا فقام رسول اللہ صلعم فی المسلمین
 فانتی علی اللہ بما اهلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکوقد جاءونا تبیین وانی
 قد رايت ان ارج الیہم سببہم فمن احب منکر ان یطیب ذلک فلیفعل ذلک
 ومن احب منکر ان یکون علی حظی حتی نعطیا یاہ من اول ما یغنی اللہ علیا
 فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم انا لا
 ندری من اذن منکر فی ذلک ممن لو اذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاء کوام کوام

کذب علیہ متعدداً فلیتوق مقعده من النار حسبہ لولا محمد بن عبد الوہاب سیکے کہ میرا
 کر لے دو اپنی جگہ و دفع میں انصاف سے کہو کہ معی من ترون کا یہ ہی ترجمہ ہو جو آپ نے لکھا ہے جب
 آپ عادیث نبوی کے معنی بھی نہیں سمجھ سکتے تو کیوں بوالہوسی میں پڑ کر مجھ پر بستے ہو سنیے
 معنی معی من ترون کے معنی ظرف ہو اور علی اختلاف النسخۃ بتاویل جماعہ علیہ یا سنیہ کے
 خبر مقدم ہی من موصول ہو ترون فعل صلیہ ہو ضمیر عامر حذف ہو صلیا کہ اکثر ہوتا ہو کہ کمالا
 وقد یحذف العائد للقیام قرینہ تلبس تقدیر کلام یہ ہو کہ معی من ترون ضم ترون رویت
 بصر سے ہی نہ رویت قلب رایت رایا کیونکہ رویت قلب متعدی الی المفعولین ہوتا ہو اور ترون
 رایا کا یہاں موقع نہیں اور نہ کچھ معنی صحیح ہو سکتے ہیں من مخصوص ہو واسطے ذوی العقول کے
 قال الجوهری ومن اسم لمن یصلہ ان ینحاط بہ من یمہم غین تمکن وهو فی اللفظ واحد
 یکون فی معنی الجماعۃ یعنی من اسم ہو واسطے اوسکے جو صلاحیت خطاب کی رکھتا ہو اور
 مبہم غیر تمکن ہو اور لفظ میں واحد ہو ہوتا ہو معنی جمع میں تلبس ترجمہ صحیح اس محلے کا یہ ہو
 کہ میرے ساتھ وہ لوگ ہیں کہ جنکو تم دیکھتے ہو مراد اس کے یہ ہو کہ میں تمھارے سوال کے پورا کر دے
 میں بالافراد اختیار نہیں رکھتا بلکہ میرے ساتھ تو یہ جماعت ہو کہ جنکو تم دیکھتے ہو یعنی
 بلا استرضای اس جماعت کے تمھارے سوال کے پورا کر دینے میں معذور ہوں سو مجھے لیک
 بات پہلی سچی کہدو پھر آپ نے یروا الیہم والہم و بہم کا ترجمہ کیا ہو کہ پھیر دیے جاوین انہی کی
 غلط تہذیب و فعل معروف ہو اور اموال و رب معی فاعل مستتر راجع طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ہو صحیح ترجمہ یہ ہو کہ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اموال و رب کی پھر وقت استنات بکم کا
 ترجمہ ہو یہ کیا کہ میں شیک تم سے اٹس رکھتا ہوں اس کا ظاہر ہوتا ہو کہ جناب مجتہد عصر ہر روز
 علم تصریف بھی نہ واقف ہیں یہ بھی نہیں سمجھتے کہ استنات استفعلت انی بانی سے ہو اور
 ناقص ہو النانیس سے جو صحیح اللام معوز الفاء ہو کس طرح ہو سکتا ہو (ان ی) و (ان س)
 کیونکہ ایک ہو سکتے ہیں جناب مجتہد صاحب فقہ مدنی اجتہاد میں جسکے لیے کمال مدخلت

عربیت میں درکار ہوا مقدار کی غلطی کو تو یہ مبتدی بھی سمجھتے ہیں تعجب یہ کہ آپ باوجود ادعا کی
اجتہاد الیسی غلطی فاش میں اس تک بڑے سہ سے جب یہ حال ہو تو آپ کیا خاک اجہتا کر سکتے
ہیں آپ اپنا کام کبھی یکا م آپکا نہیں ہو اس کام کے لیے بہت علم اور عقل درکار ہے شعر نہ کہ
چہرہ برافروختہ دلبری داندہ نہ کہ آئینہ ساز و سمندری داندہ نہ کہ طرف کلج نہاد و تند
نشست کو کلاہ داری و آئین سروری داندہ آب سینیہ یعنی استنات کمر کے چہرہ کی
وہ کہتے ہیں استنائی بسای نظریقال استنائی بدحوہ معنی استائی ہو سکے ہیں انتظار
کیا اوسکا کوا جاتا ہو استنائی بہ حوالہ یعنی انتظار کیا اوسکا برس روز دیکھو یہاں بھی وہی لفظ
ہیں کہ استنائت کلم یعنی مینے انتظار کیا تھا اور بڑا تعجب یہ کہ ماکلت کے کلمے میں اگر کوئی
ماضی پر بڑا غلو اور زور شور تھا اور یہاں وجود کے لفظ قد جو فائدہ پہنچی قریب تیا ہو اور بڑا کنت کے
داخل ہوا اور احتمال بھی ارادہ حال و مستقبل کا باقی نہ رہا اوسکو آپ نے بمعنی حال ترجمہ کیا اپنے
پچھلے قاعدے کے موافق یہاں بھی یہ فرمایا ہونا کہ میں اس لکھتا تھا تھے یہاں یہ کیوں فرمایا کہ
اس لکھتا ہوں پھر آپ نے بضع عشرہ لیا کہ ترجمہ یہ کیا ہو کہ دس بھی زیادہ رات تک یہ بھی غلط
صریح اور لفظ بھی تو نہایت ہی غلط اور جمل ہو بضع کے معنی زیادہ بھی نہیں ہو جیسا کہ آپ
ناواقفی کی راہ سے سمجھ رہے ہیں منخسری رحمہ اللہ علیہ صمعی سے نقل کرتے ہیں البضع
ما بین الثالث الى العشرة جوہری لکھتے ہیں و بضع من العدد یکسر الباء و بعض العا
یفتمہا و هو ما بین الثالث الى التسع پس صحیح ترجمہ یہ ہو کہ انتظار کیا تھا اور کجا بیغیر صمعی نے
ما بین تیرہ اور انیس راتوں کے لفظ عرفاء جو حدیث میں ہے میرے نزدیک جمع عریت بمعنی
وانا اور عالم امور ہو جیسا کہ قول شاعر میں ہو شعرا و کلمہ اور دت عکلا قبیلة و
بعثوا لی عربہم متوین سوا اور ہو سکتا ہو کہ بمعنی نقیب یا رئیس کے ہو ترجمہ حتی بوضع الینا
عرفاء کو امر کو کا بھی آپ نے غلط کیا ہو صحیح ترجمہ یہ ہو تا کہ جو بجا وین ہم تک بختاری ہو شیار
ووانایا سرور یا نقیب تھا حال کلمہ عرفاء ہم کا ترجمہ بھی آپ نے غلط کیا کہ فاعل کلمہ کو

اور مفعول کو فاعل بنا دیا معترض ترجمہ یہ کہ کلام کیا اور نسے عرفا انکے نے یہاں تک تعقبات تھا
 اور غلطیوں کا جو مجتہد عصر نسبت ناواقف کی زبان عربی سے ظہور میں آئیں اب ہم یہ کہتے
 ہیں کہ یہ حدیث ہمارے مدعا کی دلیل ہو اور مجتہد عصر کے ابطال معوی جرح قاطع ہے مجتہد
 اول کہ یہ پیغمبر خدا صلعم اور نسے ہر سبیل مانعہ الجمع کے یہ بات فرمائی کہ اختیار کر دیا اموال کو یا
 سبایا کو یعنی اگر مال لینا چاہو گے تو سبایا ندیجی و نیکی لیں ہر جو کہ سبایا کا نہ دینا اور استفادہ
 اور کما بنصرہ قول پیغمبر صلعم جائز تھا اس سبب صاف تحقق ہوا کہ من و فدا واجب نہیں اور کچھ منہج
 نہیں کہ من و فدا پر عمل نہ ہوگا اور یہی محمد عا ہمارا اگر دے لو کہ جو جب یہ پیغمبر صلعم کے مال سے
 لینا اختیار کرتے تو صورت میں بلا شک و شبہ باقتضای مانعہ الجمع کے استفاق سبایا کا جو
 حکم پیغمبر صلعم کے لازم آتا ورنہ وہ صر کہ جبکا مجتہد صاحب معی کرتے ہیں صراحتہ باطل ہو جاتا
 پس حدیث ہر آئینہ مثبت ہمارے مدعا کی اور مطلق و معوی مجتہد عصر کی ہر نہ برعکس دوسری کہ اگر
 فی الحقیقت چھوڑ دینا سبایا کا بطور احسان یا بعد لینے فدیے کے بغیر کسی شرط کے واجب
 ہوتا جیسا کہ مجتہد صاحب معی کرتے ہیں تو اسکو مشروط اور دست برداری دیکھا مال غنیمت
 کے کیون کیا جاتا جس حال میں کہ چھوڑ دینا حکم آیت قرآن کے واجب تھا تو پیغمبر خدا صلعم نے
 اسکو مشروط اسپر کیون کیا کہ اگر مال نہ لو گے تو سبایا دیکھا و نیکی ورنہ نہیں کیا وے سے بزم
 مجتہد صاحب آیت کے معنی اور فضیلت من و فدا کو نہیں سمجھتے تھے کیا صاحب معی نجی
 کو مجتہد صاحب کے برابر سمجھتے تھے جو من و فدا کے وجوہ مطلق کو مشروط اور دست برداری دیگر
 اموال کے فرماتے تھے اور جبکہ چھوڑ دینے کا حکم قطعی قرآن میں آچکا تھا انکو بالجمہر روک سے
 تھے العیاذ باللہ تعالیٰ تیسرے یہ کہ جرح حالت میں قطع قطعی اسکو چھوڑ دینے کی موجود تھی پس اس
 صحابہ میں کیا تھی قطع تعہد آئینہ واجب الاحرام خواہ کوئی رضی ہو یا نہ ہو تقدیر بالغہ
 فرمانا پیغمبر صلعم کا انکی ہر رضا میں واجب تک کہ وہ جو بستم طلب رضی انوکے تب تک چھوڑ
 سبایا کا صاف دلیل اسکی ہر کہ من و فدا کچھ واجب نہیں بلکہ اختیاری امر ہو اور ہم ہی جگہ سے

استدلال سپر کرتے ہیں کہ ایت من وفدا سے وجوب من وفدا ثابت نہیں ہوتا یا یہ کہ وہ منسوخ
 ہی اس لیے کہ اگر حکم اوسکا وجوبی ہوتا اور صحابہ میں کسی اوسکا ایسا جیسا کہ مجتہد عصر سمجھتے ہیں سمجھا
 تو یہ موقع تھا کہ پیغمبر خدا صلعم اوسکا اعلان فرماتے اور صحاب کو اوس سے چٹھی آگاہ کرتے نہ کیے
 اسی موقع پر ذکر بھی اوس آیت کا زبان پر نہ لاتے تھے حتیٰ کہ ایں کہ اگر من وفدا واجب تھا تو اگر
 روز کے قریب تک اونکو کیون روک رکھا تھا فرائض کے جھنکے واسطے کوئی زمانہ معین نہ ہو چکی
 تعمیل میں عجلت ہی بہتر اور اچھی کامیابی کی شان اگر میں ہر قدر تاخیر نہایت مستحب ہی پانچویں
 دلیل یہ کہ اگر چھوڑ دینا سببایا کا واجب ہوتا تو حضرت صلعم اونکو تقسیم کیوں کر دیتے تھے صلعم
 میں اخیر اس قصص میں مذکور ہے فلما غلثا رسول الله صلعم نزل عن البغلة فحرقض قبضة من
 تراب من الارض شرا مستقبل به جوفهم فقال شاهدت الجوف فاخلق الله منهم انسانا
 الاملا عینہ توابا بملأ القبضة فلو امد بریت فہن مہموا لله وقسم رسول الله صلعم
 غنائم بین المسلمین جب گردا گرد ہو گئے کفار ہوازن وغیرہ غیر صلعم کے تو غیر صلعم اور
 خچر سے بھر لیک مٹھی خاک کی زمین بھر کر اونکے موہون کی طرف پھینکی پس کہ کہ بگڑ گئے یہ کیا
 موہونہ لیٹن میں پیدا کیا تھا خدا نے او میں سے کسی ان کو مگر یہ کہ بھر دیا اوسکی انگلیوں میں
 مٹی کو اس خاک کی مٹی سے پہلے کفار پھینک کر بھر گئے پس بھگادیا اونکو اللہ تعالیٰ نے
 اوقسم کہ دیا پیغمبر خدا صلعم نے اونکی غنائم کو درمیان مسلمانوں کے دیکھو یہ سب معاملہ وفدا
 ہوازن سے پیشتر کا اور چنانچہ سیاق کلام سے واضح ہے اور دلیل قوی اسے حدیث بخاری
 کی ہے کہ جس سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ کو دو چھوکر یاں بھجلاؤ میں غنیمت کے علی تھیں چنانچہ
 الفاظ حدیث یہ ہیں اصحاب عمر ایتین من سبی حنین فوضعہما فی بعض بیتا مکہ
 الحدیث ہائی تھیں عمرؓ نے دو چھو کر یاں بھجلاؤ قیدیوں حنین کے پس کہہ دیا تھا اون کو
 بعض گھروں میں مکہ کے ایک اور دلیل اوپر موقع تفسیر کے قبل آئے ہوازن کے یہ کہ لو داؤد
 نے باہن الفاظ بعد نقل قصہ مذکور کے روایت کی ہے فقال رسول الله صلعم ردو علیہم قسم

وانباء ہوا حدیث یعنی پھیر دواونکو اونکے اولاد اور انکی عورتیں اگر سبایا تقسیم ہو کر ہر ایک
 کے پاس نہیں پہنچ گئیں تھیں تو پھیر دینے کا جو حکم اونکو دیا گیا اسکے کیا معنی ہے خود ساری
 حدیث وقوع تقسیم کا بخوبی عیان ہو کہ چونکہ احادیث میں بھی لفظ کو کہ من کان علی حطہ اور حطہ
 معنی میں حصہ چنانچہ صراح میں ہی لفظ النسیب اگر واقع میں قسمت نہیں ہوتی ہوتی اور
 حصہ ہر ایک کا معلوم نہ ہوتا تو یہ لفظ علی حطہ یعنی اپنے حصے پر کس طرح صادق آتا علاوہ
 جب حصہ ہی تعین نہیں ہوا تھا اور مقدار اونکی معلوم نہیں تھی تو مبادلا اسکے حصہ کا
 جسکا پیغمبر صلعم وعدہ فرماتے تھے کہ بنی ہر تعین ہو سکتا تھا علاوہ ہر ان احادیث مفصلہ
 ذیل سے ثابت ہو کہ تقسیم غنائم حنین کے بلا حیلہ کسی اور معاملہ ہم کے واقع ہوئی
 اور ہوازن کے لئے کا معاملہ بعد وقوع غزوہ طائف اور رجوع پیغمبر خدا صلعم کے غزوہ مذکور
 سے واقع ہوا کہ اس اثنا میں کچھ زیادہ ایک عہد سے گزر گیا اسلیئے کہ کچھ شوال سنہ
 کو غزوہ حنین واقع ہوا اور آخر شوال سنہ ہجری کو پیغمبر صلعم غزوہ طائف کو تشریف لے گئے
 اور مابین تیرہ روز اور ونیس روز کے وہاں قیام فرمایا اور پھر وہاں رجوع فرمایا اب ہم اون
 احادیث کو مختصر لکھتے ہیں جسے تقسیم غنائم حنین کی بعد نہریت کفار ہوازن کے بلا تراخی
 ثابت ہوتی ہو بخاری بروایت علی بن عبداللہ فانہم المشركون فاعطى اطلاق
 والمهاجین ولو يعطى الانصار شيئا اجمعاً بروایت محمد بن بشار لما كان يوم حنين
 اقبلت هوازن وغطفان وغلبهم فبعهم وذرناهم المشركون واصلح
 يومئذ غنائم كثيرة ففقس في المهاجین والاطقاء ولو يعطى الانصار شيئا اجمعاً
 ليحییہ بیان حرف فاعقیب قسم پر داخل ہو جس سے صاف واضح ہو کہ تقسیم غنائم میں تراخی
 نہیں ہوئی اگر تراخی ہوتی تو حرف تعقیب قسم پر نہ ہوتا بلکہ کلمہ ثم ہوتا پھر ایک اور بڑی
 دلیل بروایت بخاری عبداللہ بن عمر سے یہ کہ یا م حنین میں ہی تقسیم غنائم ہو گئی تھی لما
 كان يوم حنين اقر النبي صلعم اناسا اعطى الاقرع بن حابس مائة من الابل وعطى عتيبة مثل

ذلک واسطی اللہ علیہ لکھیے یہاں کہ مثل منہم روز کے ثابت ہو کر آیا مہینہ میں تقسیم ہو گئی
 تھی اور وفد ہوا ان بعد غزوہ اُن کے ہو کر اون روزوں کو بلقط ایام مہینہ یا یوم مہینہ تعمیر
 نہیں کیا جاسکتا غرض کہ ان سب لائل سے واقع ہو جانا تقسیم سیایا کا جیسا کہ چہینے ثابت
 ہو اور جب تقسیم کر دینا پیغمبر خدا کا سب کیا مذکور کو ثابت ہو تو کچھ شک نہیں کہ منہم خدا مر جوبی
 نہیں بلکہ اختیاری ہو اور یہ بھی محتمل ہو کہ آیت مذکورہ نسخ ہو جیسا کہ علیٰ حدیث کہتے ہیں
 مجتہد عصر نے ان امور پر کچھ بحث نہیں کی البتہ حضرت عمرؓ پر کچھ درپردہ طعنہ دینے پر متعدد ہو
 قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے کسی کو کوئی لڑکی بخشی نہیں تھی بلکہ خود حضرت عمرؓ نے گرفتار کیا تھا
 اقوال یہ غلط بات ہو اور محض بناوٹ اور بڑا ہی افتراء البتہ ابنا مذکور ذلک حدیث میں
 لفظ اخذ عمر نہیں جو گمان آسکا ہوتا کہ وہ خود کچھ لالے بلکہ لفظ اصحاب عمرؓ جو جس صاف ظاہر ہو
 کہ ان کو باجائز پیغمبر صلی علیہ وسلم کے ہو چکی تھیں قال اسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے
 پاس موجود رکھتے ہیں اھول ہم بھی وہی سند اپنے پاس کی تکیہ کیے ہیں جو وہ رکھتے ہیں اہل
 انصاف اور صامیان ایمان سے آرزو رکھتے ہیں کہ وہ غور فرما دیں کہ وہ حدیث ہمارے معا
 کی ثابت ہو یا مجتہد عصر کی مگر مجتہد عصر نے نقل حدیث میں رعایت دیانت کی جیسا کہ مجتہد غیر
 وہی نہیں کی ہم جو حدیث کو بخاری سے پورا پورا نقل کرتے ہیں حدیثنا ابوالدینار حدیثنا
 حماد بن زید عن ایوب عن نافع عن عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان کان علی
 اعتکاف یوم فی الجاہلیۃ فامرن ان یغی بہ قال واصاب عمر ہجارتین من سبی حنین
 فوضعهما فی بعض بیوت مکہ قال ثم من رسول اللہ صلی علیہ وسلم سبی حنین فاجعلوا
 یسعون فی سکاہ فقال عمر یا عبد اللہ انظر ما هذا فقال من رسول اللہ صلی علیہ وسلم سبی
 قال ذہب فارسل الجاریتین قال نافع ولویقہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم الجعزانہ ولویقہما
 لم یفت علی عبد اللہ وزاد جریب بن حارم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال من الخس
 ورواہ معمر عن نافع عن ابن عمر فی المذروہ لویقل یوم تحقیق کہ عمر بن الخطابؓ نے کہا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ تھا میرا اور پھر تکاف لکھ کر ان کا زبان جاہلیت میں پس حکم دیا عمر کو
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پورا کرے اور سکے کہا اور پانی تھیں عمر رضی اللہ عنہ نے دو چھوکر یاں منجھ کر سب حنین کے
 پس لکھ دیا تھا ان کو مکہ کے بعض مکروں میں کہا کہ پھر احسان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب
 حنین کے پھر کو پھرتی تھیں کو چون میں پس کہا عمر نے ای عبد اللہ دیکھ تو کیا ما بوجہ کر کہا عبد
 نے کہ احسان رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دون سب کے کہا عمر نے جانو پس چھوڑی اون اون
 چھو کر لیا کہو کہ مانع نے اور عمر نہیں کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اور اگر عمر کرتے تو نہ جھپٹا
 عبد اللہ بخاری کہتے ہیں اور روایت جریر بن جازم عن ابوبکر بن نافع عن ابن عمر بن ابی لفظ اور بھی
 ہیں (قال من الخمس) یعنی بعد لفظ من بی حنین کے الفاظ من الخمس بھی ہیں اور روایت
 کیا اور حدیث کو عمر نے نافی سے ابن عمر سے ثابت ہیں اور اس حدیث میں لفظ یوم یعنی جو بعد
 اعتکاف حدیث سابقہ میں ہو نہیں کہا اتھی غور کیجیے کہ روایت جریر بن جازم میں صاف لفظ
 من الخمس کا موجود ہے جس سے صاف ثابت ہو کہ بیچھوکر یاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو اپنے خمس میں سے
 دی تھیں اور پانی تھیں یہ دونوں چھوکر یاں من خطاب لے خمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے نہ کہ
 جیسا مجتہد نے اون پر فتراہر کیا کہو کہ اسے خود پکڑ لانے تھے اور روایت جریر بن جازم کی
 زیادہ تر موقوف ہو کیونکہ وہ مرفوع ہے اور حدیث حدیث زید کی نافع پر موقوف ہو اگر وہ دونوں
 حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں ہو اور دونوں سند میں کچھ بھی حدیث جریر زیادہ تر موقوف ہو
 بھلا غور تو کیجیے ایسے جلیل القدر صحابی کہ تمام عرب عجم میں بلقظ فاروق اور عادل عرب
 ہیں یہی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیں واللہ فی نفسہ بیکہ مال لقیات الشیطان سالکا
 فجاء قطر الاسلک فجاءت فجات فکسر یوم وفتل کی کہی میرا اسکے ہاتھ میں ہو نہیں ملا
 نہ کچھ شیطان جاتا ہوا کہ گھائی میں مارا کہ چلا گیا اور گھائی کو تیری گھائی کے سوا ایسا شخص
 غنیمت میں غلول کرے کہ وہ چھوکر یاں پکڑ لاسے اور چڑھا چھپا کر اپنے پاس رکھے لے اور چھپا
 دستور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ جب پاتے تھے غنیمت کو تو حکم کرتے تھے بلال کہ کو نہ مانوی

کہ جس شخص کے پاس اہل غنیمت کا ہو وہ حاضر لڑے کہ اس کے بوجب سب لوگ جو کچھ غنیمت و
 پانچ تھی تھی حاضر لڑتے تھے چنانچہ ابو داؤد عبد بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ کان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب غنیمت اصحاب بلال قتادی فی الناس فیجسسون بغنائہم
 فی خمسہ و یقسمہ الحدیث تھے بغیر خدا صلعم سب پانچ غنیمت تو حکم فرماتے تھے بلال کو
 کہ وہ منادی کرتے تھے سب گون میں پس لے آتے تھے سب لوگ اپنی اپنی غنیمت کو جس جس
 کمال لیتے تھے بغیر خدا صلعم او میں سے اتنے قسم فرماتے تھے اس کو اس حدیث پر تعجب ہو کہ
 ایسا شخص ایک تو غنائم میں غلول کرے دوسرا جو منادی بغیر خدا صلعم کے اس کو حاضر
 نہ کرے حال آنکہ خود وہی حضرت غنیمت بنی غنیمہ خدا صلعم روایت کرتے ہیں اذ وجدوا لولہ
 قد غل فاحرقوا متاعہ و اضربوا رواہ ابو داؤد و جب پاؤ تم کسی آدمی کو کہ غلول کیا اسے
 تو جلا دو متاع اس کا اور مارو اس کو پانچ اپنی خلافت میں باوجود انہی عمل فرمایا یا انہم وہ
 کو نہ اس صاحب غنل اور صاحب ایمان ہو کہ ایسا گمان برا و نیکر سکتا ہو خود اس میں غنیمت
 مسلمین پر روایت مرفوعہ مروی ہمارے ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم بالجمع اذ تبعہ ان رجع من الطائف فقال یا رسول اللہ صلعم انی بذلت فی الجاہلیۃ
 ان اعتکف یوماً فی المسجد الحرام فیکف تروی قال اذہب فاعتکف یوماً قال وکان رسول
 اللہ صلعم قد اعطاه جادیۃ من الخمس فلما اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس
 سمع عمر بن الخطاب اصواتہم یقولون اعتقنا رسول اللہ صلعم فقال ما هذا فقال
 اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس فقال عمر بن عبد اللہ اذہب الی تلک الجاہلیۃ فقل
 سبیلہا عمر بن خطاب نے پوچھا رسول اللہ صلعم کو حال میں کہ جو جہان میں پچھلے جمع کے
 طائف سے پہلے کیا رسول اللہ صلعم مینے مذکر کی تھی جاہلیت میں اسکی کہ اعتکاف کروں لیکن
 کا سب جہان میں اسکی فرماتے ہیں آپ فرمایا کہ جاؤ اور اعتکاف کر لیکن کا اور تھے بغیر خدا
 صلعم کہ تحقیق دی تھی بغیر صلعم نے عمر بن کو چھو کر جس میں پچھلے جہان آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم

سبایا اون لوگوں کو تین عہدوں نے آوازیں اونکی کہتے تھے کہ ازاد رہا ہو بغیر صلح
نے پس کچھ نہیں کیا ہو پس کہا لوگوں نے کہ ازاد کر دیا رسول اللہ صلح نے سبایا اون لوگوں کو
پس کہا عہد نے اے عبد اللہ عباس چھو کر کے پاس لیٹا کر دی لہ او سکی یعنی جا دے
اوسکو بھی فرمائیے جناب مجتہد صاحب اب بھی کچھ عذر باقی رہ گیا اب پکوا لازم ہے کہ ایسے
اجتہاد سے تو یہ بھیجے کہ جس سے اصحاب رسول اللہ صلح پر کسی طرح کا الزام عائد ہوا اور ہرگز نہ
ایسی بات زبان سے نکالیے جو موجب الزام اصحاب کرام پر ہو ورنہ مشنوں کے

دل پر اندسہ گرد و روت	گنہ بندی زین سخن تو طوق را
دل سے ادب تنہا نہ خورادشت بد	بلکہ آتش درمہ آفان زد
دل گشت روان مردودیت	جب ہم یہ بامو زنا بت کر چلے

اور یہ بھی تحقیق ہوا کہ باتفاق اقوال علماء اسلام اور بھی بقول مجتہد عصرہ واقعہ بعد نزول
آیہ آمانہ بعد و اما فداؤ کی واقع ہوا اور اس واقعہ میں بغیر صلح نے سبایا میں خمس بھی لا
اور اونکو غنائین پر تقسیم بھی کر دیا یہ صاف ثابت ہوا کیا تو وہ آئینہ نسخ ہی جیسا کہ قول علماء
حنفیہ کا بھی یا سن و فداؤ امر اختیاری ہے بہر دو صورت دعویٰ مجتہد عصرہ کا باطل ہے اور قبول
رسول اللہ صلح نہ ہے نہ مذکور کا بھی درباب عدم وجوب سن و فداؤ کے اور یہی ہونا چاہا کہ
محملہ دعویٰ ثابت ہو گیا فالقین یعلو ولا یغیے اب ہم دیکھتے ہیں کہ مجتہد عصرہ نے دعویٰ
اصل پر سے کس طرح ثابت کرتے ہیں قال ہکو اپنے دعویٰ کے اثبات کے لیے بخاری کی
حدیث پر استدلال ہے جس سے قیدیوں کا احسان دکھ کر چھوڑنا ظاہر ہے اقوال اس طرح چھوڑنے
میں کہ سطر چھوڑنا ان کے سبایا کو چھوڑ دیا گیا علماء است میں کہ سیکو کلام نہیں یعنی جب بی
لوگ سلمان ہو کر ایام کے پاس آویں اور توبہ کریں اور دارا و بخارا و حلب سے ہوں دارا
ہو جائے اور امام کو صلحت وقت ہی میں معلوم ہو کہ ان کے سبایا کو ان کے حوالے کر دے
تو اوسکو اختیار کہ سبایا کو چھوڑ دے اور بشرط رضا مندی غنائین کے جن لوگوں کے

حصہ میں پایا گئے ہوں اور نسے بھی بھر وادی میں صلااحی نہیں ہی بلکہ حقیقت احسان
 اعتناق ہی چنانچہ حدیث مسلم میں اس حسان کو لفظ اعتناق ہی تعبیر کیا ہی اور اعتناق ظاہر
 من جائز ہی ہے چھوڑ دینا از قسم من مابہ النزع نہیں اس قسم کے من کو تو امام الایمہ بخوبی
 بھی ناجائز نہیں کہتے اور کہ نزدیک بھی وہی من ناجائز ہی جو بحالت کفر کے والہ حرب
 جانے کو چھوڑ دیا جائے چنانچہ صاحب برائے عظمہ لکھتے ہیں کہ لایحیون ان یوردھوا فی دار الحرب
 لان فیہ تقویٰ یصلح علی المسلمین فان اسلاموا لایقتلھم لاندفاع الشر بدوہ و نہ ولہ
 ان لیست قہم بقید المنفعۃ بعد انعقاد سبب الملائم بخلاف اسلامہم قبل
 الاخذ لاندہ لویعقد السبب بعد ولو اسلام لالسیف ایذا لایکالیفادی یسلم اسلحا
 قیادہم لاندہ لایفید الا اذا طابت نفسہ وھو مومن علی اسلامہ انتھے نہیں جائز
 ہی بھیرنا اور کارب کو اسلئے کہ اس بھیرنے میں تقویت کفار کی ہو مسلمانوں پر اس اگر قیدی
 مسلمان ہو جاوین تو نہ قتل کرے اور کما وام سبب اس کے کہ شہر بدو قتل ہی دفع ہو گئے اور
 اس کو جائز نہ کہ رقیق بنالیوے واسطے تو فی منفعۃ کے بعد انعقاد سبب ملک یعنی غلبہ
 اور تسلط کے برخلاف مسلمان ہو جانے اور ان کے قبل اسیری کے یعنی اس حالت میں قتل نہ
 بھی جائز نہیں اسلئے کہ سبب بعد اسلام کے منعقد نہیں ہوا اور اگر اسلام لاو اسیر بعد اس
 کہ نہ اس کو پھیلایا تو نہیں جائز نہ کہ اس کو قادیے میں کسی مسلمان کو کفار کے ہاتھ میں قید
 ہو دیا جائے کیونکہ اسی کچھ فائدہ نہیں مگر اور صورت میں کہ خود وہ اس بات پر راضی ہو اور
 اس کے اسلام پراطمینان ہو کہ قال وراوی حدیث کے ان الفاظ سے کہ من جب مسلم ہو
 علی خطہ حق تعالیٰ ایہ من اول النبی اسد علینا بخوبی ثابت ہے کہ غازیوں کا حق اس پر بخوبی
 لینے کے اور کچھ نہیں ہی کہ قول کیا خوب تلال ہی کہ نہ بعبارة النص ہی نہ بشارۃ النص نہ
 نہ بالالہ النص ہی نہ بامضاء النص ہی صرف ایک تو ہم جاہلانہ ہی غور کجیے کہ اگر کوئی شخص واجب
 الکفر ہم سے یہ فرماوے کہ اگر تم کو بہتر معلوم ہو تو ہمایہ گھوڑا زید کو دیدو ہم تم کو اپنے صاحب میں

اسکے بدلے کا گھوڑا دیدیگئے اور ہم اس کے فرطنے سے اپنا گھوڑا زید کو دیدین تو کیا اس سے
یہ بات لازم آتی ہے کہ ہمارا حق اپنے گھوڑے پر بجز اسکے کہ ہم بدلے میں اس کے ایک گھوڑا
لے لیں اور کچھ تھا جناب مجتہد صاحب اگر بھی آپ کا اجتہاد ہو اور ایسے ایسے ہی استدلال پر
آپ کے اجتہاد کی بنیاد تو اپنے مقلدون کی بہت ہی حق تلفیان کرو گے اگر معتدل میں
انصاف کریں تو سمجھ لیں کہ یہ کلمات حدیث کے مثبت قرینہ قبلہ میں کیونکہ غیر صالح نے
غلامی سے جو وعدہ فرمایا تھا کہ آئندہ جو کچھ غنیمت میں سبایا دیکھا تو انکی بدلے میں تم کو دے دینگے
اگر آئندہ اشتراق ممنوع ہوتا تو ایسا وعدہ نہ گزرتا مگر فرطنے اور اس مبادلے کو جو مجتہد نے
فدیہ سمجھا ہر غلطی فاش ہو دوسری غلطی یہ کہ بعض کا ترجمہ مال کیا حال آنکہ لفظ عام
ہو شامل ہو سبایا اور اموال کو جیسا کہ درج گذر گیا قال چہ ارماسا ر ثقیف ثقیف کے
قیدیوں کو بھی سوال نہ مسلم نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا اقوال قیدیوں کا لفظ بصیغہ جمع
غلط ہے ایک قیدی تھا کہ سبب کمان سے ٹیکہ چھوڑ دیا تھا اور اس کے بدلے دو آدمی مارے
جو ثقیف نے قید کر لیے تھے منگالے تھے پس احتجاج مجتہد عصر کا اس واقعہ سے اونکے دعا
کے مفید نہیں بلکہ یہی حدیث ہی ماخذ قول صاحب ہایہ مضطر کہ اولیٰ کان اسلم الا سیدنا
ایدا بنیہ لا یفادی بسلام اسکیجہ ایدہم کلہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ و ہوا موع
علی اسلامہ انتھی ترجمہ اسکا ہم بھی اوپر لکھ چکے ہیں قال جہا نچہ صبیح سلم میں ہو کہ عمران
بن حصینؓ کہما کان ثقیف حلیفاً للنبی عقیل فاستأثر ثقیف رجلیں من اصحاب رسول اللہ صلعم
وآسرا اصحاب رسول اللہ صلعم رجلاً من بنی عقیل فوثقوا فطرحوا فی الحوض فصرخ رسول
اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بھو یثو حلفاءکم ثقیف فثو کہ وہض
قتادہ یا محمد یا محمد فرجہ رسول اللہ صلعم فرجع قال ما شأنک فقال انی مسلم فقال لو
قلتمہا وانت تمہا امراؤ فلیکت کل الفلاح قال قتادہ رسول اللہ صلعم یا ارجلین الذین
اسرہما ثقیف لہ اقوال ترجمہ یہ ہو کہ تھے ثقیف ہم عرب بنی عقیل کے پس پڑ گیا ثقیف نے

کیونکہ گمراہ ہو گئے حال آنکہ ملا علی قاری کا بھی یہ قول نہیں بلکہ اوھو شیخ بلنظ قیل
 اسکا لکھا ہر چنانچہ عبارت مرقاة بلنظہ میر تقی قیل انما رذہ صلح علی دار الحرب جعل الظالم
 کلمۃ الاسلام لاند قدا علوانہ غیر صادق فیہذا خاصۃً بصلحہم کہا گیا ہر کہ اسکو
 جو پیغمبر صلح نے وارحرب کو لوٹا دیا بعد اظہار کلمۃ اسلام کے تو صرف اسلیئے کہ پیغمبر صلح نے
 جان لیا تھا کہ وہ سچا نہیں پس ایہ مخصوص ہے پیغمبر صلح کے ساتھ بعد اسکے دوسرے
 قول میں آپ کے اس قول مستندہ کو خود وہی رد کرتے ہیں چنانچہ عبارت مرقاة بلنظہ
 کھم جاتی ہر وقیل رذہ واخذ اللطین بدلاً لہ انما فی اسلامہ لجلالان یکون
 اللہ بشرکاً بیدھم فی المعادۃ اتھے اور کہا گیا ہر کہ پھرنا اسکا اور لے لینا د
 آدمیوں کا اس کے بدلے اس کے اسلام کا سنائی نہیں بسبب جائز ہونے اس بات کے
 کہ پھر دینا یا ہم عاہدہ میں شرط ٹھہرا ہوا اپنے بیان محض تقلید ہی پر اکتفا کی بلکہ کچھ مرقاة
 کی عبارت میں خیانت بھی کی اور اس سے بھی کچھ مدعا ثابت نہوا کہ دوسری قیل نے آپ کی
 قیل کو رد کر دیا پس یہ قول آپ کا کہ وہ مسلمان نہیں ہوا تھا محض نے دلیل بلکہ محض جھوٹہ بات
 ہو اور بلا شک شبہ ہی سمجھنا چاہیے کہ اسکو جو مسلمان ہو انیکے چھوڑ دیا تھا قال بنجم
 اسار بنی تمیم بخاری نے ترجمہ الباب میں لکھا ہر کہ ابن اسحق نے کہا ہر کہ ذکر ہر غزوہ
 عینیتہ بن حصین بن خذیفہ بن بدر کا بنی العنبر بنی تمیم سے ہوا رسول اللہ صلح نے
 اون لوگوں پر اون کو بھیجا تھا اوھو شیخ وہان لوٹا اور آدمیوں کو مالا اور عورتوں کو
 قیدی بنا لائے اقول اگرچہ چکو اسکے ثبوت میں کلام ہر کہ کیونکہ ابن اسحق تابعی
 ہیں اوھو شیخ یہ واقعہ دیکھا نہیں اور سناد کچھ بیان نہیں کی پس یہ بیان اونکا قابل
 اسکے نہیں کہ ماخذ کسی سناد فقہیہ کا ہو سکے مگر ہم مجتہد عصر کی خاطر سے اسکو تسلیم
 کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب یہ تو ہمارے مدعا کے موافق ہے اور جب تک کہ آپ یہ
 بات ثابت نہ کر دیں کہ اون قیدیوں کو فد یہ لیکر یا احسان رکھ کر بحالت کفر دار الحرب کو

لوٹا دیا تب تک مدعا ہمارا ہی ثابت ہوتا ہے اور آپ کے حق میں ضرر جو قال بخاری میں حدیث
 لکھی ہے کہ عن ابی ہریرۃ قال لا ازال احب لکم نعیم بعد ثلاث سعتہ عن رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم لھا فیہم ہم اشدا متی علی الدجال وکانت منہم سبیتہ عند عائشہ فقال
 اعتقہا فانہا من ولدا سمعیل وجاءت صدقاتہم فقال ہذا صدقات قوم
 ادقوی ابو ہریرۃ کہا کہ میں ہمیشہ بنی تمیم کو دوست رکھتا ہوں جب کہ ان کی نسبت میں بنی
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے سنی ہیں آپ ان کے حق میں فرماتے تھے کہ میری قوم سے زیادہ سخت ہوگی
 دجال پر اور انھیں لوگوں میں سے ایک عورت حضرت عائشہؓ پاس بندی میں تھی تو پیغمبر صلی
 علیہ وسلم فرمایا کہ سلو چھوڑ دے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد میں سے ہے اور ان کے پاس سے جب صدقات آئے
 تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی صدقات ہیں یا فرمایا کہ میری قوم کی صدقات ہیں اقول
 اگرچہ تیر جبر بہت ہی غلط ہے مگر ہم اس میں آخرین گفتگو کرینگے اس جگہ ہم اس ترجمے کو صحیح نہیں کہ
 بحث کرتے ہیں مختفی نہ ہے کہ استدلال محمدؐ کو موقوف ہے اور پر ثبوت امور مفصلہ
 ذیل کے اول یہ کہ سبیتہ جو حضرت عائشہؓ کے پاس تھی بطور کنیز کے نہ تھی بلکہ ان کی حرمت
 میں ایک خمرہ بطور قیدی کے تھی دوسری یہ کہ لفظ اعتقہا جو حدیث میں آیا ہے اوسکے
 معنی نہیں ہیں کہ آزاد کر دے بلکہ معنی ہیں کہ قید سے رہائی دے دے دوسری یہ کہ سبیتہ بھلاہے
 سبایا کے تھی کہ جو بقول بن اسحق بعث بنی تمیم میں لکری گئی تھی جو تھی یہ کہ بعد ہو چکنے سبایا
 نیز کور کے مدینہ میں اوی روزیا اوس سے بہت ہی قریب پیغمبر خدا صلی علیہ وسلم نے اوسکو چھڑوایا
 پانچویں یہ کہ حضرت عائشہؓ کی حوالات میں وہ کس جرم میں رکھی گئی تھی اور کیوں قید کی
 گئی تھی چھٹی یہ کہ وہ سبیتہ سلمان تھی بلکہ حالت کفر پر ہی چھوڑ دی گئی تھی ساتویں یہ کہ قولہ صلی
 علیہ وسلم فانہا من ولدا سمعیل تعلیل اعتقہا کی نہیں ہو بلکہ لغوی اگر اعرول ثابت ہوگا تو یہ احتمال
 قائم ہوگا کہ بطور کنیز کے وہ عائشہؓ رض کے پاس تھی قیام عاجز نہ تھا ثابت ہوگا بلکہ
 خلاف اس کے مدعا کے مستحق ہوگا اگر ارم و ص ثابت ہوگا تو یہ احتمال ہے کہ مراد

لفظ اعتقاد سے یہ بھی کہ آزاد کر جسے تو اس کو پسین ضرورت بدلاتہ انصاف پر ثبوت قریب
 دلالت کر گیا اگر امر عیسائی ثابت نہ ہوگا تو یہ احتمال ناشی ہوگا کہ وہ کسی دوسرے حضرت علیہ السلام
 کے پاس تھی نجلہ اون اس کا بنی تمیم کے تھی جو اس لڑائی میں پکڑی گئی تھی یعنی محتمل ہے
 کہ بذریعہ خرید یا ہب یا دیگر ایسے پاس تھی یا کسی اور جرم میں مقید تھی اور چونکہ یہاں بحث
 اسیران جہاد میں ہو سکتی تھی ہونا الحسہ احتمال کا ہر ائمہ بطلان لال مجتہد عصر کا ہو جاوے گا
 امر چہارم اگر ثابت نہ ہوگا تو فرضیت من وفادات نہ ہوگی کیونکہ امتثال حکم جو بی کا بغیر
 درمیش ہونے کی ضرورت کے بہت جلد ہونا چاہیے اور اس جو کہ لیے کوئی وقت معذور
 نہیں کہ اس وقت کو اس کا ظرف یا عیال بٹھایا جاوے کہ اس وقت تک اس کی تعمیل اختیار کی
 امر پنجم اگر کوئی جرم ثابت نہ ہوگا تو قید کرنا اس کا صحت دلیل اس کی ہے کہ سوا من وفاد کے
 ایک اختیار اس کا بھی ہو کہ سب یا کو قید کیا جاوے پس صرح جو اہم مذہبی مجتہد عصر بطل ہو جاوے گا
 جھٹی بات اگر ثابت نہ ہوگی تو محتمل ہوگا کہ وہ اسلام لائے اور جب وہ اسلام لائے تو بیشک
 اس کے چھوڑ دینے کے جواز میں کچھ کلام نہیں سنا تو ان امر اگر ثابت نہ ہوگا تو صاف ظاہر ہوگا
 کہ علت اعتناق وجوب من وفاد نہیں بلکہ سبب کرامت اولاد اسمعیل عم کے اس کو چھوڑا گیا اور
 گو کہ چھوڑ دینا واجب نہ ہو مگر کرامت مذکور تقضی استجاب اور اولویت چھوڑ دینے کی اس شرط
 پر ہے کہ نسبت چھوڑ دینے اور ورنے چھوڑ دینا اولاد اسمعیل کا زیادہ تر موجب ثواب کا ہے یعنی
 علت استجاب اعتناق کرامت اولاد اسمعیل ہے نہ وجوب من فقط اب ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی
 میں سے کام نہیں کہ مجتہد عصر نے اسے تعرض کیا اور کہ مہین کا ونسے کچھ بھی تعرض نہیں کیا
 اور جس نے تعرض کیا اس کو بدلائل تو یہ ثابت ہو پکا دیا یا بظہر نقیہ کے اور کچھ دلیل نہیں ہے
 اور تقلید بھی کی تو کسی مجتہد جلیل القدر کی یا کسی غیر مجتہد تقلید کی قال ابن سنی سے
 نہ سمجھنا چاہئے کہ غزوہ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت علیہ السلام رضی اللہ عنہ کے
 تھی اور اس کے آزاد کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا اقول اگر یہ ایسا سمجھنا کچھ درست

لیکن اس احتمال کے نفی پر بھی کیا دلیل ہو اور چونکہ مجتہد متعلقین اور اپنے دعوے پر اس
واقعہ کو دلیل لائے ہیں اور جب بیان مرقوم امسوم کے اُن پر اس احتمال کا قطع واجب ہے
پس سے ہم سے کیا فرماتے ہیں کہ ایسا نہ سمجھنا چاہیے اور ویسا نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ فرمے سمجھتے
ہیں اور مسکو ثابت کرنا چاہیے تاکہ کوئی اور احتمال سطل استدلال بنی نہ رہے اثبات و دعویٰ اون کے
فہم ہو سہا کہ احتمالات کے عدم ثبوت اور نکاح و نکاح ثابت نہیں ہو سکتا فرمیں کہ یہ کہ ہمارا احتمال
ثابت نہیں مگر جب اور بھی دعویٰ ثابت نہیں تو دعویٰ اون کا اور ہمارے احتمالات ایک درجے
میں ہے فاذا قام الاحتمال لطل الاستدلال جب قائم ہو گیا برابر کا احتمال تو باطل ہو گیا استدلال
قال بلکہ جب غزوہ نبی تیمم کے قیدی پچڑے آئے اسی میں ایک عورت حضرت عائشہ باہ
تھی اقول جناب اسی کا ثبوت تو ہم امسوم میں طلب کرتے ہیں ثبوت اسکا پیش کیجیے پھر
بات ہو تو ہم التفات بھی نہیں کرتے قال جسکو بلا فایسبب اولاد ابراہیم ہوئے کے چھوڑ
کو فرمایا تھا اقول جناب حدیث میں تو ولد اسمعیل ہوئے ابراہیم کس طرح یہ کیا اور ابکی
اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سبب عتاق ہونا اسکا اولاد ابراہیم یا اسمعیل سے تھا نہ وجوب من
بجھرم آپ استفسار کرتے ہیں کہ صیغہ امر یعنی عتقہا واسطے وجوب کے ہی یا انتخاب کے اگر واسطے
وجوب کے ہو تو اور قیدی جو اولاد اسمعیل سے رفیق بنائے گئے وہ کیوں نہ چھوڑے گئے کیونکہ
علامہ صلوٰۃ عتاق کی تو ان میں بھی موجود تھی علاوہ برآن اگر امر وجوب کے واسطے ہو تو عتاق
ہی وجوب ہوا اور حکم فدا منسوخ ہو گیا اور اگر امر انتخابی ہو تو کچھ ایک جن میں مفید نہیں غایۃ
الامر یہ ثابت ہو گا کہ مرتب ہو قال کیونکہ تمام قیدی نبی تیمم کے بلا فایسبب حسان رکھا
اوی قوت چھوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مرتب لہذا میں بالتفصیل لکھا ہوا قول یہ قول مجتہد کا
بے دلیل محض اور سبب ثبوت کے اصلاً قابل توجہ اور التفات کے نہیں اور استدلال امر و لہذا یہ
پر جناب مجتہد کو ساما کرنا ہوں جیسے مجتہد ویسا ہی خدایا بن شورشوری کہ صحاب
بیغہ صبر علی بھی نہ سنوں گایا یہ نہ کلی کہ ایک ایسی غیر مذکور کتاب کی تقلید کہ کوئی مقلد بھی

اوسکو ماخذ حکام فقہین میں قرار دیتا مگر عہدہ بخرقہ تو نہیں ملتا شرابیت و جناب اس
 موہب لدنیہ کو طاق میں رکھیے بیان ایک سکہ فقہ میں بحث ہو روایت معتبر صحاح میں
 سند لائے چونکہ معینہ التزام کیا ہو کہ غیر ثابت اقوال سے نہ خود سن لائے و نہ کانہ اپنی سند
 قبول کرے و نہ کانہ اپنے جو عبارت موہب لدنیہ کی نقل کی ہو اس میں ایک ہر بھی ملاحظہ
 نہیں کرتا اور خوب یقین کرتا ہوں کہ آپ اپنے قول کے اثبات سے سرسرا عاجز ہو گئے
 قال سبی اور سبایا کا لفظ عام ہوا نہ کچھ لفظ طلاق کیا جاتا ہو جو قیدی لونڈی و غلام
 بنائے گئے ہوں اور انہ کچھ بولا جاتا ہو جو قیدی ہوں اصل میں وہ لفظ لڑائی میں جو
 لوگ کچھے جاویں اوسکے لیے موضوع ہوا ہو مگر جو کہ عرب میں ہر شہ لڑائی کے قیدی لونڈی
 و غلام بنائے جاتے تھے اس لیے سبی سے لڑائی میں کچھے ہو کہ لونڈی و غلام مراد ہو گئے
 مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیوں کی نسبت بھی مستعمل ہیں اقول آپ اس اقرار سے ثابت
 ہوا کہ لفظ سبی اگرچہ مجھو تحقیقت نہیں ہو مگر یعنی لونڈی و غلام کے بطریق مجاز متعارف
 کے مستعمل ہو جب یہ حال ہو تو آپ کے قدر اثبات اسکا موہب تھا کہ معنی متعارف مراد میں
 ہیں مگر وہ آپ سے نہو سکا قال عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہیں بولا جاتا بلکہ
 نہایت عام معنوں میں اور قیدیوں کے چھوڑ دینے میں بھی مستعمل ہوا اقول میں نے سن بات تو
 میں بتا بھی نہیں اور اوسکو لغتوں میں سمجھا اور پھر نے التفات بھی نہیں کرتا مجتہد عصر ہر دو صاحب
 کہ لغت کی رو سے اس دعویٰ کو ثابت کرتے اور اگر ایسا ہی حال ہو تو مجتہد صاحب اول
 رسالہ میں جو ایک حدیث نقل کی ہو یا خلق اللہ شیخا علی وجہ الاضطرار حب الیمن العتاق اور
 اوسکا ترجمہ کیا ہو کہ اللہ نے زمین پر جو کچھ کوئی غیر غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری چیز
 کی وہ ان ایسا ترجمہ کیوں نہیں کیا کہ عام ہوتا غرض کہ یہ قول مجتہد کا محض غلط ہو مگر ہم اس صاحب
 بطور فرض محال تسلیم کر کے کہتے ہیں کہ جس نے مانا کہ قیدیوں کو چھوڑ دینے میں بھی لفظ عتق
 حقیقہ مستعمل ہو مگر چونکہ خود آپ ہی کے اقرار سے ثابت ہو کہ غلام کے آزاد کرنے میں بھی متعل

ہوتا ہے پس ثبات امکانہ صحت میں آزادی غلام کا سبب کسی قرینہ قویہ کے مستثنیٰ ہے
 آپ کے فیہ تھا اگر آپ یہ بھی نہ ہو سکا میں یہ نہیں کہتا کہ لفظ اعتاق بمعنی اطلاق کسی مقام
 پر صحیح استعمل نہیں ہوا بلکہ میرا قول یہ ہے کہ اعتاق حقیقہ بمعنی آزاد کرنے رقیق کے ہے اور
 عرف میں بھی نہیں بمعنی مستعمل ہوا اور جب تک قرینہ ہے قائم نہ ہو کہ معنی حقیقی مراد نہیں ہے بمعنی
 حقیقی متروک نہ ہونگے اور بشرطہ کہ لفظ اسکا بدو ن قیام قرینہ مرد شجاع مراد نہیں ہو سکتا
 اسی طرح لفظ اعتاق بمعنی اطلاق مستعمل نہیں ہو سکتا چنانچہ یامرفن عانی اور اصول میں یہ نہیں
 ہو چکا ہے اقول اس سے سمجھنا کہ وہ عورت لونڈی تھی ایک بہت بڑی فاش غلطی ہے اقول
 اگر یہ بہت بڑی غلطی فاش ہے تو یہ بھی سمجھنا کہ وہ عورت قیدی تھی زیادہ تر بہت بڑی غلطی
 فاش ہے کیونکہ جب کوئی دلیل تعین الحائنین کی نہیں ہے تو اگر تعین ایک معنی کا غلطی فاش
 ہے تو تعین معنی دوسری کا بھی بہت بڑی غلطی فاش ہے پس دونوں احتمال علی السویرہ قائم رہی اور
 چونکہ آپ اس مقام میں متدل ہیں واذا قام الاحتمال الطل الاستدلال چونکہ بیان کتاب
 تقریر مجتہد صاحب کی تو مجھے استدلال میں ختم ہو چکی تو اب ہم نظر کرتے ہیں کہ مجتہد صاحب نے یہ
 سب سے مذکورہ میں کس کس امر کو ثابت کر دیا اور کس کس سے تعرض بھی کیا اسوا کوئی تقریر مذکورہ
 بالا اور ہمارے مواخذات کا ظاہر ہے کہ نسبت الاول کے تو واضح ہے صرف یہی بیان کیا کہ
 لفظ سبی مطلق لڑائی کے قیدیوں کی نسبت سے بھی متعلق ہے اور لونڈی غلام کے معنی میں بھی بطور
 متعارف کے مستعمل ہے پس ایسا حال ہے اور کوئی دلیل ارادہ قیدی کی نہیں تو دونوں احتمال
 برابر موجود ہیں بلکہ مجاز متعارف ہے کہ ترجیح ہے حیا چھ بحث اسکی فن مہول میں غصلا مرقوم ہے
 امر دوم کی بابت یہ فرمایا کہ لفظ اعتاق غلام کے آزاد کرنے میں بھی اور قیدی کے چھوڑ دینے
 میں متعلق ہے اگرچہ یہ بات غلط ہے مگر غصلا سے یہ کہہ کر بیان بھی دونوں احتمال برابر کے قائم رہے
 امر سوم کا کچھ بھی ثبوت پیش نہ کیا صرف دعویٰ ہی کر کے رہ گئے کہ وہ سب بیہنجلا اسارے
 بنی تھے اس لیے بیان سب احتمالات مخالفہ باقی رہ گئے امر چہارم کی بابت یہ تو فرمایا

کہ تمام قیدی اونی قوت چھوڑ دے گئے تھے مگر کچھ ثبوت پیش کیا آخر چھوڑ دینے سے کچھ عین
 بھی نکلیا امر مقوم کا خود قرار کیا کہ جب کلم اعتاق کا ہوا تو اس کا اولاد ابلاہیم سے چنانچہ خود لکھتے ہیں کہ
 جس کو بلا اندیہ سبب اولاد ابلاہیم سے چھوڑ دینے کو فرمایا تھا اب اہم مجتہد صاحب استغفار
 کرتے ہیں کہ بعد پش اپنے واسطے اثبات اپنے مدعا کے کیوں نہیں کی جیسے مانا کہ احتمالات
 اور مخالفہ دونوں برابر ہیں مگر حیکہ دونوں احتمال برابر کے ہیں تو آپ کا استدلال اس کیونکر
 صحیح ہو سکتا ہے جب تک آپ سبب احتمالات مخالفہ کو باطل کر دیں تب تک آپ کا مدعا کچھ ثابت نہیں
 ہوتا اور یہ رخ مہ فرسائی آپ کی بیفائدہ محض ہے اب ہم سے ٹھنیے تائیں ہمارا مدعا کی نسبت
 امر اول کے ہم کہتے ہیں کہ مراد لفظ سبب سے زیر حوالا نہیں کیونکہ محل جمع بہت میں لفظ
 حرس عمل جوتا ہے کما قال امر القیس تجاؤرت احرا ساء الیہا و معشر غلی حرا صا لویسہ و نعتلی
 اور یہ ان لفظ حرس میں بلکہ لفظ عن ہے کہ جس سے کسی طرح حرس امر و نہیں لی جاسکتی علاوہ
 بل ان حضرت عائشہ کا مکان قید خانہ تھا نہ وہ قیدیوں کی حرس پر مامور ہو سکتی ہیں پس اولاد
 ایسے احتمال بعید کا باوجود قائم ہو قریہ لفظی کے اور انتہائی اولاد کے قطعاً ممنوع ہے
 نسبت امر ثانی کے ہم کہتے ہیں کہ لفظ اعتاق قیدی کے چھوڑ دینے میں ہرگز حقیقہ مستعمل
 نہیں ہو سکتا بلکہ لفظ فاک مستعمل ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہو فلا العانی یعنی لا سائر و اطعموا
 الجائع و عو و الم یمن اور مجتہد عصر نے کوئی سن لو یعنی مطلق چھوڑ دینے کے پیش نہیں کی
 پس جب آیا کہ اس کے معنی یہی تعین ہو وین کہ آزاد کرے تو اس کو قریہ کیونکہ از رو سے
 لغت کے معنی حقیقی اعتاق کے آزاد کرنا رفیق کا ہے اور جب تک کوئی قریہ خلاف قائم نہ ہوگا
 معنی حقیقی کو ہرگز ترک کیا جاوے گا اور چونکہ خود مجتہد صاحب نے حدیث ملحق اللہ شیخا
 علی و جلالہ رضی اللہ عنہما من العتاق میں جو لفظ اعتاق ہے اس کے معنی غلام آزاد کر نے ہی
 کے لیے ہیں پس یہ ان کیوں وہی معنی مراد نہیں لیتے وہاں کیا چیز داعی تھی اور یہاں کیا چیز مانع
 ہے ہر گاہ کہ یہ دونوں امر ہمارا مدعا کو افق سے ہٹا دے تو حدیث کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ابلاہیم نے ہمیشہ حرس

رکھتا ہوں بنی تمیم کو بعد تین مصلحتوں کے جسے جو مینے سنی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے
 پہلے صلح اوسکی نسبت کہ وکیری تمام ہتھ میں زیادہ تر سخت ہیں جال پر اوٹھی انہوں کی ایک
 لونڈی عایشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہیں کہا پہلے صلح کہ آزاد کر دے تو اسکو کہ یہ اولاد اسمعیل سے ہو کر آئے تھے
 صدقات اونکے تو کہا تھا پہلے صلح کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہیں یا یہ کہا کہ یہی قوم کے
 صدقات ہیں پس اصل حدیث ہمارا دعائے بہت ہی مجاہدین کے بعد اس کے جو مجاہدین تھے ایک حدیث تھی
 الغنم کی لکھ کر اوس پر اعتراض کیا ہو تو انکو وہیں کچھ بحث نہیں مگر اس قدر شکایت مجتہد صاحب سے ہو
 کہ جیسے اوسکی نسبت فرماتے ہیں کہ یہ حدیث محض ہے جو طواف و زلف و حل اور محض نام ہے جو اگر ایسے
 لغویاں مسائل میں اللہ کی بنیاد ہو تو خدا مافوق ہر اس حدیث سے جو وہ کہتے ہیں وہ انہوں نے استدلال کیا
 ہو اوسکی نسبت بھی ہی کلمات بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فرمایا ہیں کہ یہ زیادہ سے زیادہ اس کی حج و طواف و زلف و حل
 محاورہ جو اپنے دل سے جو باندھے آگے اس مجتہد صاحب نے برپا اقوال انہوں نے نسبت میں جو اس قدر
 عرب بہت تطویل کی ہے ہمارے مذہب میں ہیں یہ اور اوسکی نسبت کچھ تعرض ضرور نہیں مگر ان کا ہر قدر
 البتہ ہم کہیں گے کہ مجتہد رحمہ کو کچھ چارہ اس میں نہیں کہ یہی مذہب بول کرین اور آپ ہی اپنے اعتراضات
 اور مطاعن کے مورد و مطعون ہوں کیونکہ انہوں نے انہوں نے صیغہ الامر حقیقی کو واسطے وجوب کے ٹھہرایا
 اور علت و سبب کی خود پٹھانی کہ انہوں نے اسمعیل سے وجوب اس علت منصوصہ کے یہ لازم آیا کہ وجوب اولاد
 اسمعیل سے ہیں اور ان کا استرقاق صلا جائز نہ ہو فرمائیے جناب مجتہد دہرہ کا کیا جواب ہو اور اگر صبیہ
 مذہب الزما اچھا نہ ہو مگر الزما تو یہ مذہب آپ ہی کا قرار پایا ہو بروقت تو خود ہی کہ اس کی تحقیر فرمادی
 قال پس ان حدیثوں اور اقوال علیہما ظاہر ہو کہ قبل نزول آیت من فی ذلک قوم عرب کی لونڈی
 وغلام بنانا الحج تھا پس بعد نزول اس آیت کے جو پہلے صلح نے سب کے حسان رکھ کر یا نہ لیکر
 جھوٹ دیا تو اس کا سبب یہ تھا کہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ اسی آیت کے حکم کی مطابق جھوٹا تھا
 اقوال سب مجتہد عصر کی غلطی ہے تمام بحث ختم کر چکے مگر ایک حدیث بھی یہ ثابت نہیں کہ کسی
 قیدی کو اوپر حالت کفر کے قیدی لیکر یا احسان رکھ کر چھوڑا ہو واللہ اساری بدر کو تو چھوڑا

اُن کے کچھ سینکڑیں جمع ہو چکے تھے۔ حضرت سید ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور عام حکام جو رسول
 مقبول نے صادر فرمائے سب کا منشا غلاموں کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا اقول
 ہم اس کا جواب مجتہد عصر کو شروع میں دے چکے ہیں ضرورت امداد نہیں قال یہاں تک کہ غزوہ
 طائف میں تم منادی کر دی تھی کہ جو غلام نکلا کر ہمارے پاس چلا آوے گا وہ آزاد ہو اقول اس وقت ہم
 مجتہد عصر کا امتحان لیتے ہیں کہ آیا وہ اپنے عہد پر قائم ہیں یا نہیں اور میں نے یہاں سے یہاں تک کہ کتاب
 معتبر کے لکھتے ہیں یا ماحول اس قسم کے کتاب کہ جس کی سند اگر فرقہ ثانی لانا ہو تو بڑی ہی طیش و
 غضب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث محض لغو اور بے جواز ہے الخ اب دیکھیے نہ مجتہد صاحب کی قال
 مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ شواہد منادی علیہ الصلوٰۃ والسلام ای عبد نزل علی الحسن
 خیر الیہا فہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کرنے والوں کے منادی کی کہ جو غلام قلمے میں
 محکم ہمارے پاس چلا آوے گا وہ آزاد ہو جس کو کہ غلاموں کو ایسے عام منادی سے آزاد کرنا تھا وہ
 آزادوں کے غلام بنانے پر بھی رضی تھا اقول اس کا جواب ہم مجتہد عصر کو بالفاظ جناب
 محمد دوم و مکرم الیس آئی سید احمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ کے دیتے ہیں کہ یہ بات محض بے جواز و
 خلاف اصول و محض نامعتبر ہے اگر ایسے لغویات پر مسائل اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ
 انتہی + الحمد للہ النکتہ اس باب میں بھی ہم مجتہد عصر کی غلط کاری اور ناواقفی و نکی علوم
 عربیہ بخوبی ثابت کر دی اور قبل شروع کرنے بحث اس باب میں بھی بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ
 بعد فتح مکہ کے بھی سبایا کو نوڈی غلام بنالیا گیا اور مجتہد عصر کا دعویٰ اسلام ثابت ہو گا
 بلکہ من و فعل بھی اس قسم کا جس کو امام ابو حنیفہ رحمہ ناجائز کہتے ہیں اور اسے مطلقاً ثابت نہوا
 اب اس سے جو اوصاف و باب ہفتم میں کچھ ہادیوں کی ہر وہ سب حرکت ہوئی ہو مگر ہم وہ دیکھ چکے
 ہیں کہ ہم اس بحث میں ان کو خوب ملبوب کرینگے لہذا اس باب ہفتم میں بھی ان کے اجتہاد کی خبر
 لیتے ہیں قال اب باب ہفتم اول حدیثوں اور روایتوں کے بیان میں جس سے نوڈی غلام
 بنانے کا فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہو تمام علماء اسلام کوئی حکم رسول خدا صلی

کا نسبت جواز مترقاق کے بیان نہیں کر سکتے اور جب اس کے بیان سے عاجز ہوتے ہیں تو
 کہتے ہیں کہ فعل سوال البدل صلیح ہے یہ حجت ہے کہ قول اس کے ہونے کا سلام اس بیان سے عاجز ہوئے ہیں ایک سے
 کس عالم انجریا کی کیا علم آیات و احادیث صحیحہ حکم مترقاق و نقل کو ثابت کر دیا ہے اور مزید بلان فعل
 رسول البدل صلیح سے کہ جب افعال امور دینیہ میں جب وجہ وحی کے واسطے ہدایت کا فرمانام کے
 ہیں اپنے مدعا کو اور آپ کے دعوے کے ابطالان کو با حسن الوجود پایا ثبات کو پہنچا دیا یا انہما
 اگر آپ اپنی کھجور کی طرف سے بند کر لیں تو مجبوری ہو قال اس بات کو تسلیم کرتے ہیں
 اور فعل سوال خد صلیح کو مثل آپ کے قول کے سر پر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں اقوال شعرا
 ای انکلاف نیرنی ازل کہ عاشق سرت پہ طوبی لاک لہ زبان تو بادل موافق ست
 قال مگر فعل کی تفتیش پر اس وقت متوجہ ہو چکے ہیں کہ قول حکم موجود نہوا قول واد کیا
 خوب اپنے فعل کی تائید فرمائی اس کا نام مماثلت ہے جس کے آپ نے عی تھے کہ فعل کو مثل قول کے
 سر پر آنکھوں پر رکھتے ہیں اس سے عدم التفات اور عدم توجہ کا نام ہے سر پر آنکھوں پر دھرتا جناب
 آپ مجتہد ہیں آیا یہی کام ہے مجتہد کا کہ صرف قول یا حکم کو دیکھے اور فعل سے غفلت کرے کیا فعل
 بی غیر میں برخلاف اقوال اور احکام کے جوتے ہیں کیا وہ مقدم لوگ کہتے کچھ نہیں کرتے
 کچھ میں خلاف ظنی لاذنی کھنڈا اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ افعال انبیای کرام تہا ستر
 مطابق احکام کے ہیں اگر ایسا نہ تو انہیں اور فساق میں کیا فرق ہے اور افعال انبیای
 کرام کے مغتہ کلام اور احکام خدای تعالیٰ کے جوتے ہیں کہ جنسے آیات و احادیث مجملہ درجہ
 اجمال سے حکم فرماتے ہوئے کے دے کو پہنچ جاتے ہیں پس کیا آپ کا اجتہاد ہے کہ ایک ٹہری
 اصل سے آپ عدا غفلت کر رہے ہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے کیا وہ حدیث متفق
 علیہ کی نظر نہیں پڑی ما بال اقوام یتنہون عن الشیء الذی اصنعه فواللہ انی اھم
 باللہ واشدھم لہ خشیتہ کیا حال ہوا ان قوموں کا جو اپنے تئیں منزه کرتے ہیں اور جن
 سے کہ جسکو میں کرتا ہوں پس قسم خدا کی کہ میں ہر ائمہ زیادہ تر جانتے والا ہوں سب خدا کو

اور سب سے زیادہ خوف خدا کا کرتا ہوں وہ آیت قرآن کی ابھی تک آپ نے نہیں سنی تھی لَقَدْ كُنَّا
لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ مُحَمَّدٍ بَشِيرًا نَبِيًّا سَوَّلَ اللَّهُ لَكَ الْقَوْلَ اَوَّلًا
یاب میں حکم قرآنی فاما متابعہ واما فلاحاً موجود ہے حسین کچھ شبہ نہیں اقول حکم قرآن کچھ
شبہ نہیں مگر وہ بھی سمجھو کہ کچھ علاج نہیں اس حکم کو بسبب واقفی کے زبان عربی سے
انہی دینیوں سمجھ سکتے غلبہ تو حجات و تقلید اگرچہ ان کو نسبت رہیں سمجھنے سے نفرت کر
ہو کیا یہ غیر خدا صلعم کا عمل اس آیت کے برخلاف تھا یہ غیر صلعم کے افعال کو مفسدہ اس آیت کا
سمجھنا چاہئے برخلاف اس کے سمجھنا چاہیے اور تشریح معنی آیت کی ہم بخوبی کر چکے ہیں تقلید
مگر ان کو اس اور پاس خاص طرہ حساب و ست بردار ہو کر اس کو ملاحظہ کیجیے اور اگر کچھ شک رہ جاوے
تو متفلسفہ کر دیجیے قال جو کام رسول خدا صلعم نے کیا ہے یا آپ کے سامنے ہوئے اور اخیر زمانہ
نبوتی تک اس کے مخالف کوئی حکم آیا نہ اس کے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی سئلہ
شرعی کے بنیاد ہو سکتے ہیں اقول ہاں اللہ الی الرشد ہم شروع سے یہی منادی کر رہے
ہیں پر آپ بات زبان کو کہتے ہیں مگر دل سے نہیں مانتے اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں قال
امس علیٰ من جین ہم بحث کر رہے ہیں یعنی نصیح قرآنی کو سند پڑا ہو اقول اول تو یہ کیجنا
لازم تھا کہ آئینہ مذکورہ وجوب من یا فامین نصیح ہو یا نہیں اور اگر نصیح ہونا معلوم ہو تو اس امر
کا لحاظ ضروری کہ آیا یہ محکم ہے یا منسوخ سو ہم دونوں شقوں پر آپ اور بحث کر چکے ہیں اور
آپ کے استدلال کو باطل ٹھہرا چکے ہیں اور آپ ایک فن بھی اس آیت کا اور آیات کا جو
اس بحث سے متعلق ہیں نہیں سمجھا قال اور یہ ثابت کیا ہو کہ اس کے بعد فعل رسول خدا
صلعم پیشہ اس آیت کے مطابق رہا ہو اور کبھی اس کے برخلاف نہیں ہوا اقول بحث پہلی مفصل
گذر چکی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس آیت کے بعد ہر تفاق اور قسمل لفعیل فرمان غیر صلعم
کے ہوا قال تو یہ کہ اس حکم کے ماقبل کے فعل رسول صلعم کی تفسیح کرنے کی ضرورت
نہیں ہے کیونکہ اس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو ہر سئلہ شرعی کی بنیاد اسی حکم سے ہے

یا اور فعل پر جو باعداوسکے ہوا ہی قائم ہوگی اقول اس حکم کا زمانہ جو اپنے خود راہی سے قائم کیا ہو محض غلط اور نئے بنیاد پر کچھ اصل و سبکی نہیں کوئی دلیل آپ نے اوپر پیش نہیں کی پس مجرد قول کا پکا شرعیات میں کب متبر ہو سکتا ہو دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور جسے اگر صحیح بالنعین تو نہیں مگر دلیل قطعی سے نزول و سکا پیش از واقعہ بدر ثبات کر دیا ہو پھر اوسکے بعد جو افعال و اقوال جناب سالت تابعہ علم کے ہیں اور جو آیات نازل ہوئی ہیں ہمیں اول کچھ سے ہیں اور بعض انہیں سے آپ کو بھی معلوم ہیں بلکہ ہم نے تو غزوہ اوطاس اور طائف جو بعض فتح مکہ کے ہی اور آپ کے قول کے مطابق بھی بعد نزول آئینہ کورہ ہو وہاں تک کہ حالات سے اور سرفراز کی اتوری ہوئی آیت اور اس قدر کے اقوال انہیں خبر خدا صلعم آپ کی تکذیب کی اور قول پیغمبر صلعم کچھ در باب ہل فارس نقل کیا ہو ثابت کر دیا ہو کہ حکم استراق تا قیاس قائم اور کچھ جو ذری آنکھیں کھول کر دیکھتے قال لیکن بالانہم ہمہ اذن حدیثوں اور روایتوں کا بھی ذکر کریں گے جسے لومٹی و غلام بنائے کا فعل جناب سوال صلعم کی نسبت قبل نزول آیت امانتا بعد اذ لا فائز کے منسوب کیا جاتا ہو اقول آپ یہاں مدعی اسکے ہوئے ہیں کہ وہ فعل قبل آیت من و فدا کے ہو اور جو دیکھو نزول آیت کا ہر وقت مکہ اپنے پیشتر کیا تھا اوسکو ثابت نہ کر سکے پس اب ہر واقعہ میں اثبات اسکا لازم ہو کہ یہ واقعہ قبل نزول آیت متلو ہو مگر عموماً ہم یہاں لکھ دیتے ہیں کہ آپ اثبات اس امر سے کہ یہ واقعہ قبل نزول آیت متلو ہو قاصر ہے ہیں قال جلیل طیف نکتہ انہیں ہیں او کو بھی بغیر بیان انہیں چھوڑیں گے اقول ماشاء اللہ کلمات قرآن کو تو سمجھتے ہی نہیں احادیث کے ترجمے اکثر غلط فرماتے ہیں کلام عرب و علم اوست کچھ بھی آگاہ نہیں بالانہم کلمات نکات اور لطائف کلام متعبد کے ضروری بیان فرماؤ لینگے البتہ فن تحریف و تشبیہ میں جو مدت گاہ کامل ہو گئی ہو اور کوئی کچھ بغیر بیان کیے چھوڑینگے قال سبب نزول اقول (الی قولہ) غزوہ تبیٰ رضی اللہ عنہ و غزوہ قبل فتح مکہ (کے ہی) اقول سلم ہو بیشک بڑا واقعہ ہو اور قبل از فتح مکہ ہی قال اور قبل نزول آیت

حیرت واقع ہوا قول اتنی ہی مجموعہ بات ہر اگر کچھ ثبوت رکھتے ہو تو بیان کرو قال
 اور کہتے ہاں ایک آئین یہ ہر کہ جو کچھ معاملہ اساری بنی قرظیہ کے ساتھ کیا گیا وہ خدا کے حکم کے
 نہیں کیا گیا تھا بلکہ موافق رسم و عادت عرب کے جو اس زمانہ میں سنی حکم فرماتے
 تھے اور یہ حکم تھا کہ نسبت بنی قرظیہ کے جو اہل اہل میں قریب نہیں ہو گئے بلکہ خود انہوں نے
 اپنے تئیں سپرد کر دیا تھا جو فیصلہ سعد بن معاذ کروں اور جو حکم وہ دین وہ کیا جاوے لیکن کچھ
 ان کے ساتھ ہوا وہ حکم سعد بن معاذ کا تھا نہ حکم خدا کا اقول کی بحث مفصل و پر گزر چکی ہے
 اور ہم سننا وٹ کی تقریر کو بخلاف باطل کر چکے ہیں ضرورت عادیہ کی نہیں مگر یہاں قول
 کی تصدیق در بیان اپنے ہاں ایک بحث کے دیکھ لیجئے کہ آپ ایک الزام تو سعد بن معاذ صحابی
 جلیل القدر پر عائد کیا کہ برخلاف حکم خدا حق ایک جماعت کا خون اپنی گزوں پر لیا اور وہاں
 استرقاق و آیت کے مرتکب ہر فرم فرم ہو و سراسر الزام آپ نے بغیر صلعم پر عائد کیا کہ اس سے ظالم کے
 فیصلے پر جو سراسر برخلاف حکم خدا تھا اور بنی بڑے عظیم تھا عمل فرما کر ایک جماعت کو قتل کر دیا
 اور ذریت کو لونڈی غلام بنایا اور اپنے صاحب پر تفسیر کر دیا وہ کیا خوب بحث ہاں ایک بیان
 کیا کہ بڑا موٹا الزام بغیر صلعم اور بڑے صحابی جلیل القدر پر دھر دیا اینٹ کے لیے سنی جاوے
 قال روایات متعلق غزوہ بنی فزارہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے (عن سلمة) قتل غزوہ
 فزارہ وعلینا ابوبکر رضی اللہ عنہ امرہ رسول اللہ صلعم علینا فلما کان بیننا و بین
 سباعۃ امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فعرسنا ثورین الفارۃ فلو د الماء فقتل من قتل
 علیہ و سباعا و انظر لہ عتق من الناس فیہم الذاری فختیتان لیسبق الی الجبل
 فرمیت السهمینہم و بین الجبل فلما راوا السهم و قضا فجت بہم اسو قمر و فیہا ثورۃ
 من بنی فزارۃ علیہا قشعر من آدم قال لقسعر النظم معھا ابنتہا لہا من حسن العرب
 فسقہم حتی اتیت بہما ابوبکر رضی اللہ عنہ فقتلنی ابوبکر رضی اللہ عنہا فقد منا المدینۃ و ما
 لہا ثوب الا لثیابی رسول اللہ صلعم فی السوق فقال یا سلمۃ ہب الی المرأة فقتلت یا رسول اللہ صلعم

لقد اعجبني وما أکشف لها ثوبا شر لقليني رسول الله صلعم من الغدا في السوق فقال
 يا سلمة هب لي الرقة الله ابوالفضلت هي لك يا رسول الله فوالله ما أکشف لها ثوبا
 بها رسول الله صلعم الى اهل مكة فقد ايماننا من المسلمين (كانوا اسرا واکتم)
 ہم نبی فرارہ سے لڑنے کو چلے اور رسول خدا صلعم ابو بکرؓ کو بھیر سڑا کیا تھا پس جبکہ باہم
 اور پانی سے تھوڑا سا فاصلہ حکم دیا ہوا ابو بکرؓ نے ٹھہر جائیگا پس صبح سے پہلے ہجرات کو اور
 پھر تفرق کیا چار طرف سے اور پانی کے لیے جمع مقابل ہوا اوسکو قتل کر ڈالا اور چھ لوگوں کو
 قید کیا اور ایک جماعت میں دیکھی کہ اس میں کچھ اور عورتیں تھیں پس مجھ کو اندیشہ ہوا کہ یہ بیکار ہوا
 ہر نہ بڑھ جادین جیسا پھر میں ایک تیر پھینکا کہ وہ اوس کے اور پہاڑ کے درمیان میں گر آئے
 اویھون تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے اسی عرصے میں میں اونکو جالیا اور اونکو سرف بھرا
 اور اس جماعت میں ایک عورت قوم نبی فرارہ سے تھی اور وہ ایک چادر چڑے کی اور تھے
 تھی اور اوس کے ساتھ ایک اوس کی بیٹی تھی نہایت خوبصورت پس مجھ کو گھیر کر میں حضرت ابو بکرؓ
 پاس آیا حضرت ابو بکرؓ نے اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اس کے بعد ہم سب مدینہ منورہ کو چلے
 آئے اور میں نے اوس لڑکی کا کپڑا تک نہیں کھولا تھا کہ پھر نہ کھولنا اشارہ ہی جماع نہ کرنے
 کی طرف اتفاقاً مدینہ کے بازار میں مجھ کو حضرت رسول خدا صلعم ملے اور شاد فرمایا کہ ای سلمہ تو وہ عورت
 مجھ کو بخش دے پس میں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت تو مجھ کو نہ پاری لگتی ہو حالانکہ میں نے ابھی تک اوس کا کپڑا بھی
 نہیں کھولا پھر دوبارہ میں نے مجھ کو رسول خدا صلعم کو سرون بازار ہی میں اور پھر فرمایا کہ ای سلمہ
 بخش دے تو مجھ کو وہ عورت تو میں نے جواب دے لیں آپ یا رسول اللہ وہ قسم ہے خدا کی کہ میں نے
 ابھی تک اوس کا کپڑا بھی نہیں کھولا پس حضرت نے اوس لیکر مکہ کو بھیج دیا اور اہل مکہ نے
 اوس کے عوض میں بہت مسلمانوں کو کفار کے قید تھے چھوڑ دیا اقول اگرچہ ترجمہ عیاش
 کا خوب صحیح نہیں ہو مگر اصل مدعا میں رسول اللہ کے نام قبیلہ میں غلطی کی ہے فرارہ بازار
 المعجمہ ثم المعجمہ کی جگہ فرارہ بالمعجمہ ثم المعجمہ لکھ دیا ہے اور کچھ غلطی نہیں ہو غرض کہ اس واقعے سے

یہ بات ثابت ہو کہ اس لڑائی میں اسرار کفار لوٹدی غلام بنائے گئے اور غیر خدا صلعم کو بھی
 اس کی اطلاع ہوئی اور غیر خدا صلعم کی فسخ استرقاق اور عدم جواز ملکیت کا صا و زعفران یا بلکہ ستم
 مالک کینر نکور سے سوال کیا کہ کینر کی جگہ کو بیہ کر دے بشراؤک کہ دلیل کامل ہو اور محبوبت ملک
 سلمہ کے نسبت کینر کا کورہ کے مجتہد عصر اوس کا یہ عذر کرتے ہیں قال اس میں شہر سے
 بھی بلال شہید مطلع ہونا رسول خدا صلعم کا اس بات کہ اسار بنی فزارہ لونڈی وغلام بنائے
 ثابت ہوتا ہو مگر خود اس حدیث کا ظاہر ہو کہ یہ واقعہ فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا تھا اور
 اس لیے ہمارے متباد میں کچھ نقصان نہیں ڈالتا اقول یہ تو ایک ایک مولیٰ عذر غیر ثابت
 ہو مگر بڑی قسمت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کہ یہاں آپ کے طعن سے بچ گئے اور نہ کچھ بعد تھا کہ اس
 کا الزام مائد سعید بن حارث کے اوپر دھر دیتے اور غیر خدا صلعم کو جائز رکھنے میں اس فعل کے
 تابع اونکی رضی اور رسم جاہلیت کا کر دیتے شہر قتل ابن خنیسہ بن شیبہ تو تقدیر نبوت
 ورنہ ہیچ ازول یہ رحم تو تفصیر نبوت ہو قال روایات غزوہ بنی المصطلق اقول بعد میں نے
 عذر مسمولی کے فرماتے ہیں قال معنی انما تفصیل اس غزوہ کے اسار کی جہان میں ملی اور
 جسد علی بن ابی طالب کو ہم جویریہ کے حال کے ساتھ بیان کر نیکی جو بخلا سبایا غزوہ ہذا سے قور
 ہوئے ہیں اقول بہت ہی جلد مجتہد صاحب اس غزوہ کے اسار کی تفصیل بھول گئے کہ ایک صفحہ
 پہلے اس سے یعنی صفحہ اہل بنو حارث بنجاری کی ابن حجر نے نقل کر چکے ہو یہاں رسول
 ہمارے کو کہتے ہیں عن ابن عمر قال لای اباسعید رضی فسالته فقال انما معی
 اللہ صلعم فی غزوۃ بنی المصطلق فاحبنا سبیا من سبی العر فی شہد النساء
 فاستدت علینا العرۃ فاحبنا العرۃ فسالنا رسول اللہ صلعم قال ما علیکم الا
 تفعلوا ما من لستمۃ کا ئنۃ الی یوم القیمۃ الا و می کا ئنۃ ابو سعید خدری کہتے ہیں
 کہ ہم غیر صلعم کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق میں گئے پھر لی یا مہنے سبایا کو سبایا عرب پرشوش
 کی مہنے عورتوں کی پس شوار ہوا ہر ہر پیر پیر کیا مہنے غزال کو ہر لوچھا مہنے رسول اللہ صلعم

جواز اشتقاق کی دلیل ہو سکتی ہے یا نہیں اقوال میں کچھ شک نہیں کہ فعل غیر صیغہ صلیحہ کا محمول و فاعل و مفعول
اور کمالہ نام شروع و ابتداء جاہلیت کندیج صحت کی یہی دلیل ہے فعل پر آپ بزرگوں کا قائم رہا جس کے جواز میں لغو
کسی طرح کوئی مسلمان کلام ہی نہیں کر سکتا قال ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہو سکتے اس لیے کہ
قرآن مجید میں یا حدیث نبوی میں تو حکم و علت اور سبب طاری ہو سکتی تھیں کالسی جگہ مذکور
نہیں ہے اقوال حکم طاری ہو سکتی تھیں کالسی حدیث میں یا صیغہ صلیحہ کا وجود ہے کہ کوئی
اس کے انکار نہیں کر سکتا اور جس صیغہ صلیحہ سے کسبایا جلوہ گردانی گئی وہ بھی بہت ظاہر ہو
اور احادیث میں مذکور ہے خود مجتہد عظمیٰ اقرار کرتے چلے آتے ہیں باقی رہا سبب قیث
اس کا دریافت کرنا ہمارا اور آپ کا کام نہیں بلکہ علمائے مجتہدین کا ہو سواونکے اقوال بھی ہم نے
مع وجوہ ثبوت کے اوپر لکھ دیے ہیں علت و سبب قیث اور ملک یا ان کی بیان کیا بحث
ہو یہاں تو یہ بحث ہو کہ فعل غیر صلیحہ کالائق اقتدار کہے ہو یا نہیں کہتے ہیں کہ نہیں ہم کہتے ہیں
کہ بیشک یہ جو کام غیر صلیحہ نے کیا اور ان کے حضور صحابہ بھی کرتے رہے اور کیا وہ اسکی علت
نہ فرمائی گئی تو جہاز اس فعل کا ہر حالت بہت ہو گیا خواہ اسکی علت یا سبب سمجھو معلوم ہو کہ
یا نہ ہو کہ حدیث متفق علیہ میں آیا ہے عن عائشہ صنع رسول اللہ صلعم شیئاً فرخص
فمنع عن قوم فیلغذ لک رسول اللہ صلعم فخطب فحمد اللہ ثم قال ما بال أقوام
تیننہ عن الشی صنع فواللہ انی لاعلمہم باللہ ولشدہم لخشیتہ اللہ عایشہ
روایت ہو کہ کیا غیر صلیحہ نے ایک کام پس اجازت دی وہ اسکی بھراپنے تیننہ بچایا اور کلام
سے کچھ لوگوں نے بھراپنے یہ بات غیر صلیحہ تک تب غیر صلیحہ خطبہ پڑھا خدا کی حمد کی بھراپنا
کہ کیا حال لوگوں کا ہو کہ اپنے تیننہ بچا ہوں اور اسکی ہم سے کہ جسکو کمین کرتا ہوں قسم یہ خدا کی کہ
میں ہر المیہ بہت زیادہ جاننے والا ہوں خدا کا نسبت انکے اور زیادہ تر خائف ہوں بہت
اونکے قرآن میں موجود ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّالَّذِينَ يَرْغَبُونَ
نیک پیروی اور قند یہ غیر صلیحہ کی ہے پس ہکو ایسے صیغہ صلیحہ میں علت و سبب و مفعول

کی کیا ضرورت ہو یا ان یہ بات مجتہدوں پر واسطے تفرق حکام غیر ضروری ہے واجب ہو سکتا ہو
 نے سبب علت سرکاپتہ لگایا ہو یا نہ ہو بحث ہوگی و فیصلہ کسی قال اور ہکو قرآن مجید یہ بات
 ثابت ہو کہ بعد شروع زمانہ اسلام بھی جب تک احکام ازدواج نازل نہیں ہوئی تھی تمام ازدواج فوق
 رسم عرب کے جو اوس زمانہ میں جاری تھی ہوتی تھی اقول ہکو قرآن ثابت ہو کہ بعد از عرب میں
 جاری تھے سب کے سب منوع تھے بہت سے اومین حضرت ابراہیم و اسمعیل ع کے عہد کے شروع چلے
 تھے اور بعض امور غیر شرعی بھی باتباع رسم آبل کے جاری ہوئے تھے جو امور کہ مبنی بر رسم ثابت
 تھے ابتداء زمانہ اسلام سے انکی اجازت نہیں دی گئی اور نہ کبھی کوئی امر خبیث ان امور کے اصل اسلام
 میں رائج ہوا اور ہم دوسرے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ بعد از قسام ناجائز نکاح کی تحنین اور طہوین
 ہا جائز اشتقاق کی تھی وہ سب ابتداء بعثت سے ہی منوع تھی قال زنداوش ترون پر جو بعد
 کو حرام ہو گئیاں تھانہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پایا اقول بعض شتون کا بیشک شبہ پہلے
 ہی خیال تھا مثلاً مانعت زوج زوجہ پر اسکا پہلے ہی خیال تھا کبھی کسی بعد از اسلام کے
 مسلمانوں میں نہیں کیا اور اگر کسی کیا تو اوس پر حکم قتل نافذ ہوا مگر بعض شتون کا خیال
 اس سے تھا کہ وہ اوائل میں شروع تھے مثلاً جمع بین الاختین اسکی کچھ مانعت شریعت پر کیا
 میں تھی پس جب تک کہ وہ بات منسوخ نہ ہوئی تب تک ہر آئینہ مشروع تھی اور مسکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ یہ
 رسم جاہلیت عرب سے بلا اجازت شارع یا خلاف مرضی خدا کے جاری تھی تحدید ازدواج میں اوائل
 اسلام میں تھی بلکہ یہ ان تک عورتیں کوئی نکاح میں لا سکتا مشروع تحنین اور شرعاً گناہ تھا یہ
 بات نہیں کہ بعد ازواج اور رسم جاہلیت کے گناہ تھا بلکہ اجازت شرعی ہی تھی اور شروع سابقہ میں
 کبھی کچھ تحدید ازدواج میں نہ ہوئی تھی قال اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازواج کے لیے
 مقرر ہوئی جس سے حقیقہ معروضیت تعدد ازواج لازم آتی ہوا اقول اگرچہ اسکا کچھ ثبوت
 مجتہد کے پاس نہیں ہو کہ عدل کا کچھ خیال تھا مگر ہم نے فرض کیا کہ بیشتر عدل کا بھی خیال
 تھا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ عدل فرض تھا کچھ کہ روزے رمضان کے فرض تھے اس سے

کسی کو او کا خیال تھا اس کچھ یہ لازم نہیں آتا کہ اتباع رحم جاہلیت پیغمبر صلعم یا کوئی مسلمان
 متحرک کسی جرم قانون قدرت کا ہو گیا اور یہ امر قابل بھی تھا کہ مجتہد عصر کو بیان میں لائے
 مگر طائر تقلید بعض کراموں طاعنین اسلام عامتہ شاہ بطرف عقیدہ عدم جواز تعدد
 نکاح کے ہو کہ جسکو خدا نے جائز رکھا ہو نظم حاشا القیاب فحاشا لہذا ضلالتہ وغیض الدمع
 فافہلت بوادعہ وکاتر للعب یوم البین منہدک وصاحب الدمع لا یخفی سرہ
 اگرچہ جی یہ چاہتا تھا کہ اس باب میں ہی جگہ مجتہد عصر کو لیسا روکا جاوے کہ آئندہ تعدد نکاح کے
 باب میں مانند غلامی کے اوسکے باب میں کوئی لکچر نہ تیار کریں مگر چونکہ غلط بحث سے بچنا اور
 تھا لہذا اسوقت اوس باب میں کچھ بحث نہیں کرتا منظر چھینچہر کا ہوں اب تو بحث ماخذ فیہ کی
 طرف رجوع کرتا ہوں مجتہد صاحب یہ دعویٰ کیا کہ متفرق کو جو پیغمبر خدا صلعم نے جائز رکھا او
 اوس کی بنا پر ماریہ قطبیدہ کو سر یہ پنا یا تو فیہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا دلیل جواز متفرق نہیں
 ہو سکتا اور بعد ازاں ایک لفظ اسلیہ لکھا تین چار حملے اوسکے بعد قوم نے کہ جنکو منہ پر
 نقل کیا ناظرین دیکھ لیں کہ ابھی کب کسی حملے سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکی کہ اتباع اول وقت
 پیغمبر صلعم کی نسبت تاں فعل کے جائز نہیں اب ایک نئی طرز پر مجتہد صاحبی قال معلوم ہوا
 کہ جناب رسول خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام خاص اس باب میں تھی اقوال عجبت واقف مجتہد
 سے کام پڑا ہو کہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ شارع عام کے کام نسبت نکاح و متفرق و عتاق
 وغیرہ شرائع کی عموماً مطابق وحی کے تھے شاذ و نادر ایسا ہوا کہ کوئی فعل اجتہاد سے بعد
 انتظار وحی کے کیا ہو مگر اوسکا بھی یہ حال ہو کہ اگر اجتہاد میں کچھ ذرا بھی ذلت لغزش ہوئی
 ہو تو بہت ہی جلد وحی اوسکے تدارک میں نازل ہوئی ہی پس سرسبز جلی مجتہد کی ہو کہ کہتے
 ہیں کہ معلوم ہوتا ہو ایسی خبر میں حیران ہوں کہ اس علم پر کیا دلیل ہو اور کس چیز سے انکو یہ
 معلوم ہوتا ہو اگر کہیں کہ قرآن میں بیشتر کچھ ذکر اسکا نہیں اس سے معلوم ہوتا ہو تو جواب اسکا
 یہ ہو کہ وحی کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ قرآن ہی میں ہو و لا انی انیت القرآن مثلاً

الحديث رواه البوداود وابن ماجه اگاه ہو کہ میں دیا گیا ہوں قرآن اور شلہ اسکے ساتھ
 اسکے قال اس لیے از دواج اور نیز سراری کا تصرف موافق اوسے رسم عربی ہوا تھا جو
 محض نے عیب اور یگانہ تھا اقول بابر کشاف کا یہ کہ مجتہد صاحب اسکے تو قال چونکہ
 تصرف سراری کا نے عیب اور یگانہ تھا آب میں یہ کہتا ہوں کہ اس اقرار سے مجتہد کے
 سبب عداوت و تمہیدات او کی خبر میرے سے ملکر گر پڑے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ رسم و عادات
 مشترک ہیں عرب و عجم بیگانہ ہی اور نے عیب کسی فعل کی ہو نہیں سکتی بلکہ حسن و قبح ہر شے کی علی
 اختلاف القولین یا عقلی یا شرعی ہوں ان دونوں کے عالی نہیں پس اگر تصرف سراری مجتہد
 جواز قریب مستحسن عقلی ہے یعنی عقلاً اوس میں کچھ عیب و گناہ نہیں اور شارع عام نے اس پر
 عمل فرمایا تو استحسان اوس کا عقلاً اور شرعاً دونوں طور پر ثابت ہو گیا اور عام
 تمہیدات شروع رسالے مجتہد عصر و تمہیدات دیگر جو بیان گذرے ہیں باطل اور نہ بنیاد
 ہو گئیں اور اگر نے عیب ہی اور یگانہ ہی امر شرعی ہے یعنی حکم شارع سے معلوم ہوتی ہے تو عین مدعا
 ہمارا ہے نیز ظاہر ہوا کہ اتحاد سراری اور ثبوت قریب ہو جب حکم شارع کے ہی اور رسم و دواج
 عرب کو جو مجتہد عصر بار بار زبان پر لائے ہیں محض لغو و فضول بات ہے کہ ثبوت نے عیب ہی اور
 بیگانہ ہی میں اوس کو کچھ دخل نہیں بہر حال بعون اللہ تعالیٰ خود مجتہد صاحب کے اقرار سے
 مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا و الحمد للہ علی ذلک فالحق یعلو ولا یعلیٰ قال بعد اسکے
 رسول خدا صلعم کی نسبت در باب ازدواج احکام صادر ہو اقول صادر ہونا احکام کا
 بذریعہ وحی قرآنی کے مستلزم سکنا نہیں ہو کہ اوس سے پیشتر مطلقاً کوئی حکم نہ ہو سکتا
 ہیں کہ بذریعہ ایسی وحی کے جو داخل قرآن نہیں ہوا فذہبے ہیں بہت احکام جو نسبت
 ازدواج پیغمبر صلعم کے قرآن میں نافذ ہوئے ہیں ان احکام سے یہ گمان کرنا کہ ابتداً احکام
 صادر ہوئے ہیں پیشتر ان سے کوئی حکم شرعی نسبت نکلے پیغمبر صلعم نہ تھا کسر خطا اور جملہ
 جن احکام کو مجتہد ابتدائی ظاہر کرتے ہیں اس سے پیشتر تو نسبت فریج زین بنت جحش کے

قرآن میں ہی حکم موجود ہے پس کمال غفلت مجتہد عصر کی ہو کہ اس حکم کو ابتدائی سمجھتے ہیں
قال اور وہ حکم یہ ہو کہ جب قدر ازواج و سراری تمہارے تصرف میں آچکے و نکو تو ہم حلال
رکھتے ہیں مگر اب کوئی عورت مت کر و اقوال جناب آپ کیسے مجتہد ہیں کہ پوچھتے بھی
علم نہیں کہ وہ آیت جس کا آپ نے ترجمہ کیا اس بنیاب میں سب سے پہلے نازل ہوئی ہو یا اس سے
پہلے اور کوئی آیت بھی اور پہلی ہو ذری آٹھ کھو لو اس آیت سے پہلے ایک اور آیت قرآن
میں لکھی ہوئی موجود ہے اور غالب ہے کہ آپ بھی اس آیت کو نزول اس آیت سے مقدم
تسمیہ کرینگے مگر آپ پر واجب تھا کہ پہلے اس کو بیان فرمایا ہوتا بعد اسکے اس آیت کا ذکر کیا
ہوتا اور علامہ برآن اس آیت کے ترجمہ میں آپ دیدہ و دستہ تحریف کو کام میں لے رہے ہیں
کہ **اَلَا مَلَكُوتُ يَنْتَهِكُ** کا ترجمہ بالکل اڑا گئے ایسے ایسے ہی جوہ سے حقیقت آپ کی جو غشی
تھی کھل گئی ترجمہ آیت کا یہ ہو کہ نہیں حلال ہیں تجھ کو عورتیں بعد انکے اور نہ یہ کہ تبدیل
تو انکے بدلے اور بیبیان اگر چہ پندرہ سچا کو سن و سنا مگر وہ کہ خشک مالک ہو وین ہاتھ
تیرے یعنی حکم نفی حل فساد سے ملکات ستھتے ہیں وہ حکم صرف نسبت ازواج ہی کی ہو
قال اس میں حکم سے صاف پایا جاتا ہے کہ واقعات سابق منہج جب ہم وجہ عرب ہو گئے تھے
اقول یہ خوب اجتہاد ہے کہ تین چار باتیں از قسم میں بائیں شائیں لکھ کر یہ لکھ دیا کہ اس سے
پایا جاتا ہے انہ وہ کون سی دلیل ہے جس سے یہ بات پائی جاتی ہو کیا صرف قرآن میں وجود
نہو نا کسی اور حکم کا دلیل اس کی ہو اگر صرف یہ ہی دلیل ہو تو یہ دلیل مثبت مدعا نہیں جیسا کہ
بیان اس کا اور پر گزر گیا اور اگر کوئی اور دلیل ہو تو اس کو کس من کے لیے دل میں رکھ
بجھوڑا ہو اس کو بیان کیجیے **قال** جیسا کہ وہ آیتیں جنہ ہنستہ لال کیا یہ ہیں
اقول استدلال کسے عوی پر ہوتا ہے اور ظاہر ادعو آپ کا یہ ہے کہ تصرف سراری پر پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ منہج جب ہم کہ اسے جاہلیت تھی یا قطع نظر اس سے
کے وہ آیات جو آپ لکھتے ہیں ان میں سے ایک کلمہ بھی اس مدعا پر دلالت نہیں کرتا جیسا کہ

بیان اوسکا آچے استلال کے قصہ میں کیا جاتا ہے کہ قال اللہ تعالیٰ سورہ اخزاب میں
 فرماتا ہے یا ایہا النبی انا اخلاک لک ازواجک اللاتۃ اثنت اثنتی ائوہن ووسا
 ملکک یمینک واما آقا اللہ علیک ای مبی یمینہ حال کہ میں میرے لیے یہ مبی مین
 جنکا ہر تو دیکھا ہوا اور جو تیرے ہاتھوں کی ملک ہو چکی ہیں ان میں سے جنکو اللہ نے تجھ کو دیا ہے
 اقول قطع نظر اور غلطیوں ترجمے کے کہ جبکہ مذکور بحث کلہ مالکیت میں ہم کہہ چکے ہیں کہ
 جگہ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے سطر جن ثبات ہوا کہ تصرف پیغمبر صلعم کا سرکاری پرچہ ہوا
 رسم جاہلیت کے تھا آیا کوئی مگر اس آیت میں اس مدعا پر دلالت کرتا ہے کہ گزشتہ میں ہرگز نہیں دیکھا
 یہاں ازواجک معطوف علیہ ہوا ملکیت معطوف کے اوصاف وضع عطف کی درجات نہ تو کسی مرتبہ
 مخالف کے مقتضی تغایر کی ہو درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے اپنے ظاہر ہوا کہ دو صنعت
 حلال تھیں ایک ازواج دوسری مملوکات اور حسب طیر ازواج میں نہ جمع عام ہی طرح ہو چکا
 بھی عام ہی حرف میں جو مابہر دخل ہی ہم اوسکو بیان کیا کہتے ہیں مجتہد دہراوسکو بغیر ضمیمہ کہتے
 ہیں ہم نے انھیں کا قول فرض کر لیا اونکے قول پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ مملوکات پر حسب طیر
 کی متعدد تھیں جس میں بعض تو تھیں غرض کہ ہر طرح مدعا ہمارا حاصل ہوا اور ثبات ہی کے خود
 پیغمبر صلعم کے پاس بھی مملوکات متعدد تھیں خواہ سرکاری ہیں ہوں یا انہوں کیونکہ ہر کسری
 سے کچھ بحث نہیں صرف ثبوت مملوکات سے بحث ہی عام اس کے وہ سرکاری ہوں یا انہوں
 اور چونکہ خود اسی آیت میں حکم قرآنی در باب جواز سرکاری کے نافذ ہے پس دعویٰ کہ سرکاری
 پیغمبر صلعم کے بموجب رسم جاہلیت کے تھی صاف صریح جھوٹا ہو گیا کہ اس سے حلال ہونا
 مملوکات کا بموجب کلمہ شریعی خدای تعالیٰ کے نہیں صریح ثابت ہوا قال ویرہ بی بی
 جنگل نسبت خدا فرمایا واما ملکک یمینک واما آقا اللہ علیک صرف حضرت پاریہ
 قبطنیہ ہیں اقول اگر مرد بی بی سے زوجہ ہو تو غلط صریح ہی اور اگر بحسب مجاورہ لفظ
 بی بی تعظیماً ہو تو تخصیص مار قبطنیہ رضی اللہ عنہا میں کلام یہ کہ چونکہ تخصیص پر کوئی دلیل نہیں

شاید کوئی اور بھی ہو قال اللہ تعالیٰ نے ہی سورۃ میں پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو حکم دیا
 لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ كُنَّ أَحِبَّاءَ
 زُرَّارًا مَّا مَلَكَتْ يَدُكَ تَحْيَيْنَ جلال میں تجکو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ دن جو رو کو کھیلے
 اور جو رو دین کرے اگر چہ او کا حسن تجکو ابھالے گا تھا ہوا قول یہاں بھی ترجمہ میں مجتہد رحمہ اللہ
 باتنا ہو کہ انسانی تحریف سے باز نہ آئے کہ ترجمہ لاکھ مملکت یحیٰن کا کیا تلم اور آگئے
 پتھر جمہ صیغہ یہ کہ نہیں جلال میں تجکو عورتیں بعد ان کے اور نہ یہ کہ ان سے بدلے اور زوجات
 اگر چہ پیدا ہوئے تجکو حسن او کا مگر جنکے مالک بنے ہیں ہاتھ تیرے اس آیت کی تفسیر صحیح
 مملکت یحیٰن میں بہت اچھی طرح لکھ چکے ہیں ضرورت تکرار کی نہیں دیکھ لو اس سے بھی عجب
 مجتہد کا کہ سہ پہنایا صرف ہو جب ہم ازواج جاہلیت عرب کے تھا ثابت نہیں ہوا کوئی کلمہ
 اس آیت میں ایسا نہیں کہ ثبوت دعو مجتہد پر دلالت کرتا ہو بلکہ جاہلہ عاہست ہو کہ باوجود یہ
 احکام ازواج میں کچھ ترمیم ہوئی اور وہ اختیارات جو آیت اولے سے حاصل تھی باقی نہ رہے مگر ما
 ملک یحیٰن میں کچھ ترمیم نہیں ہوئی بلکہ عاوکات حکم نفی حل اس آیت میں مستثنیٰ نہیں
 قال اس آیت میں جو لفظ نساء کا تھا جس کے معنی عورتوں کے ہیں ایسا عام تھا جس کا ملک
 یحیٰن سے بھی حکم امتناعی تعلق تھا تھا اس لیے خدا تعالیٰ نے اس کو مستثنیٰ فرمایا اقول مسلم
 ہم بھی کہتے ہیں کہ حکم نفی حل سے مخلوکات مستثنیٰ ہیں یعنی یہ حکم کہ آئندہ مخلوک عورتیں جلال
 نہیں مخصوص ہاتھ منکوحات کے ہو اور مخلوکات اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی نکاح آئندہ کی مانعت
 ہو اور واسطے تصرف آئندہ کے نسبت مخلوکات کی مانعت نہیں قال اور وہ جو مستثنیٰ ہوئے
 صرف حضرت ماریہ بطیہ تھیں اقول تخصیص ماریہ بطیہ رضی اللہ عنہا فرمائی ہو اس پر کیا
 قرینہ ہو لفظ عام ہر لفظ اس کو مخصوص فرد واحد کے ساتھ کرنا عام ہے یا تو اگر تقدیر یہ تھا
 الی بعد کے (التس) جیسا کہ ہم نے اوپر کی ہے نہ کیا بلکہ اور کچھ تقدیر کیا تو ماریہ سبب
 قید بعد کے حکم نفی حل سے ہر نبیہ محفوظ تھیں پھر استثنا ماریہ کا باوجود محفوظ ہونے کے معنی

بجز اسکے کہ محفوظی سے مستثنی ہوں اور یہ بات بالبرہین باطل ہے کیونکہ وہ آخر غیر صلعم
 تک اسوکی سربراہین اور حال میں محفوظ ہونے سے کسی طرح تشکی نہیں ہو سکتی بلکہ صاف
 استثنائاً یہ دفع نہیں ہو سکتی بلکہ یہ عام اجازت واسطے آئندہ کے ہے کہ تصرف ساری حکم نفی
 حل آئندہ مستثنی ہو قال اب کہ ان آیتوں کی بات ثابت ہونی کہ یہ قواعد موافق رسم
 زمانہ عرب ہوئے اور بعد وقوع ہاتھ فیصلہ جاری رکھے گئے تھے اسلئے ان کے کہ سرفاق کی دلیل
 نہیں ہو سکتی اقول جناب ہاتھ فیصلہ جاری نہ ہونے کے کیا معنی کوئی دلیل تخصیص بیان کیجیے
 ورنہ ایسے لغویات تو قابل التفات کبھی نہیں ہم ہر فقہ پر مجتہد صاحب کے تعرض کرتے چلتے
 ہیں کہ اس سے یہ دعوی ثابت نہیں ہوتا اور اب پھر کہتے ہیں کہ آیات مذکور کے کوئی لفظ سے
 یہ دعوی مجتہد صاحب کا ثابت ہوتا ہے اہل انصاف کھیلین کہ آیات میں ایک کلمہ بھی ایسا
 نہیں کہ جس سے اس دعوی مجتہد صاحب کا ثبوت متواتر ہو سکتا ہو یا نہ ثابت ہو
 میں حیران ہوں کہ مجتہد صاحب کیا خیال پلاؤ پکارے ہیں غور کرو کہ جب آخر غیر صلعم
 تک ماریق بطیلاؤکی سربراہین اور کوئی حکم مانعت سربراہان کا نافذ نہ ہوا بلکہ آیت اخیر میں چنانچہ
 اجازت عموماً واسطے آئندہ کے بھی دی گئی اور ایک ناپاک کلمہ رسم و رواج جاہلیت
 کا جو زبان پر مجتہد عصر کو کسی چیز ثابت نہیں پس جمیع امت کو جو از اقل ایسے مجتہدین کیا
 کلام ہا اور اگر فرض کیا جاوے کہ اس باب میں معاذاً جیسا کہ مجتہد کا قول ہے غیر صلعم تمام عمر ناجزیم
 جاہلیت ہے تو وہ رسم جاہلیت بھی جس کے تابع غیر صلعم ہے ہمارے حق میں سنت ہے اور وہ رسم
 ہزاران درجہ رسوم علم سے بہتر ہے آیات ان گل خمرست تو خوشنحوان پست
 از عقلست مجتہد خوشنحوان کہ خون شہیدان را از آب اولی ترست و این خطا از صد
 صواب اولی ترست و قال خصوصاً جبکہ علیہ توبہ ایلا جو نذر وہرے میں بھی تحقیق ہوتا ہے
 باعث قیت نہیں رہا اقول آپ کچھ سمجھتے بھی ہیں یا بقول انکہ شعہا حرف درویشان
 بدرد و صودون و تا بخاند بر لبی صد فسون و و لفظ فقہاء کے دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے

او نہ حرف گیری کرنے لگے شہر منطق الطیر ان خاقانی صہ بہت کو منطق الطیر
 سلیمان کی کجاست یہ کہ یہ کون کرتا ہے کہ اتنی سببیت ہی بات آپ کے کلام میں دیکھی
 کہ بیشیخان تو دیکھیں یا یہ کہ اپنے جی سے ایک بات گڑھتے ہیں جبکہ پکوتیت اور ملکیت میں
 تفریق نہ تھی کہ کیا غالب جتنا دیکھتے ہیں ہم پہلے کچھ حکم ہیں کہ سببیت کفر و بیعت
 بسبب کفر کے سبب حریت اختیار کو کچھ دیا اور بعض میں غائب کیا تو خاصا نقص نہیں ہے کہ سوا
 کہ نچھلاؤ کہ ایک خاصیت قابل التک بھی ہو اور کچھ باقی رہا اور عصمت حریت رائل ہو گئی
 پس نہ اور بہائم حشر کے قابل ہو گیا کہ جو کوئی اس پر غالب کرے کچھ لے لے ویسا مملوک ہو
 پس سببیت کفر اور سبب ملکیت استیلا ہو دیکھ لو کہ بہائم حشر اور طیور اور جانور ان آبی
 و دریا کی اگرچہ قابل التک ہیں مگر جب تک کہ کوئی ان کو کچھ نہ لے لے تب تک سبب ملکیت نہیں جب
 کسی نے ان کو کچھ لیا تو وہ اس کے مملوک ہو گئے اور یہ ایسی اصل حکم ہو کہ اسی پر غلامی بنی ہو
 اور شاخ و سکو جانور کھا ہو چنانچہ ہم سب میں شروع رسالے میں کلام فصل لکھ چکے ہیں یہ
 وہ سبب بات ہو کہ اسکے بابت ہم کہہ سکتے ہیں مثلاً کَلِمَةُ طَبِيبَةٍ كَثُرَتْ طَبِيبَةٌ أَصْلُهَا
 نَابِتٌ وَكَلِمَةُ مَحْضٍ فِي السَّمَاءِ تَوَلَّى أَكْثَرُ كُلِّ حَزِينٍ يَأْذَنُ يَهْأَبُ خِلَافَ كَيْسٍ مِلْهَمِ
 وَرَوْنِجِ جَاهِلِيَّتِ كَيْسٍ مَوْلَا بَنِي تَمِيمٍ جَمِيعُ أَمْيَا عَرَمٍ وَرَاصِلِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ سَيْفٍ هَبْنِ
 مَصْدَاقٍ مَثَلُ كَلِمَةِ خَبِيثَةٍ كَثُرَتْ خَبِيثَاتٌ لَوْ كُنْتُ مِثْلَ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا
 مِثْلُ كَمَالٍ هُوَ أَوْ يَحْوَ أَبْ فَرَمَاتِ هَبْنِ كَنْزٍ وَهَبْنِ هَبْنِ هَبْنِ هَبْنِ هَبْنِ هَبْنِ هَبْنِ هَبْنِ
 نَذْرٌ وَهَبْنِ سَبَبِ نَقْلِ مَلِكِيَّةٍ هَبْنِ سَبَبِ كَيْسٍ هَبْنِ سَبَبِ كَيْسٍ هَبْنِ سَبَبِ كَيْسٍ هَبْنِ سَبَبِ كَيْسٍ
 عِبَارَتِ نَقْلِ هَبْنِ كَيْسٍ مَوْلَا بَنِي تَمِيمٍ جَمِيعُ أَمْيَا عَرَمٍ وَرَاصِلِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ سَيْفٍ
 هَبْنِ كَمَالٍ هَبْنِ كَمَالٍ هَبْنِ كَمَالٍ هَبْنِ كَمَالٍ هَبْنِ كَمَالٍ هَبْنِ كَمَالٍ هَبْنِ كَمَالٍ
 آخر حرکت پیچہ صلیم کے تصرف میں رہیں اور بہت صاحب کوئی دلیل اس پر آئندہ کے لیے سہو
 ہذا ممنوع کیا گیا ہے کہ کسی پادشہ کی شہر میں خیر خصال بن خیر صلیم کے ہو چنانچہ بت کر کے

پس ہر کھوسا ناب میں زیادہ بحث نسبت دیگر سرکاری گمروں میں کیونکہ حکم جواز حبیب اس کے
ثابت ہو سکتا ہے ایک کسے بھی دیا ہی ثابت ہو سکتا ہے کچھ کیا ضرور ہے کہ بحث کو طول یا باوجود
جو مدعا تھا وہ ثابت ہو گیا ولہذا یہی الحق ولو کہ للبطلان آب ہم بیان ایک ربات بھی
لکھتے ہیں جس میں تین مجتہد عصر کی قطع ہوئی ہیں کہ سورہ معارج بالاتفاق مکملہ یعنی
قبل از ہجرت نازل ہوئی ہے اور حضرت تاتویہ رضی اللہ عنہ کو مقوقس نے بعد از ہجرت کشتہ پوری
میں بطور ہدایت کے پیغمبر صلعم کے پاس بھیجا تھا اور وہ کو پیغمبر صلعم نے بطور شکر کے اپنے پیغمبر
میں رکھا تو سورہ معارج میں جب بیشتر اس واقعے کے نازل ہوئی ہے اور وہ میں یہ حکم ہے وَالَّذِينَ
لَمْ يَرْجِعُوا إِلَى اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ یعنی وہ لوگ اپنے شرکگاموں کی حفاظت
کرنے والے ہیں مگر اوپر ازواج اپنی کے یا اوپر اون کے جسکے وہ مالک ہو ہیں تو وہ لوگ غیر ملات
کرہ شدہ ہیں پھر جسے سو اس کے قصد کیا وہ ہی میں زیادتی کرنے والی تو اس حکم کی رو سے
بموجب مجتہد کے تفسیر کے تو پیغمبر صلعم سب تصرف جناب تاتویہ رضی اللہ عنہ کے غیر ماورائے خراج
ہو کہ داخل عادیں ہو گئی کیونکہ مجتہد نے ملک ایما لکم کے معنی لکھے ہیں کہ مالک ہو چکے ہیں
حال آنکہ نزول آیت تک غیر خدا صلعم مالک اون کے نہ ہو چکے تھے بلکہ زمان استقبال
میں روز نزول آیت سمیت عصر کے بعد مالک ہو گئے تھے اسکا جواب بھی عزایت کیجیے قال
ذکر آنحضرت کی بعض ازواج و مطہرات کا اقوال یہ وہ باب ہے کہ حسین مجتہد عصر نے تمکنا
روایات اور حکایات تعجب انگیز کے اظہار کا دعویٰ نہ پتہ کیا تھا اور سننے و بین اونکو رکھا تھا
کہ فرمائی نہیل کہ اختلافات اور تعجب کا نام لہجہ یہ باب لائق دیکھنے کے ہے کہ اس میں
زیادہ حال بدویاتی اور تحریف اور جعلی مجتہد صاحب کا کھلتا ہے قال حضرت جوہر
بننت الحارث رحمہ آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات میں ہیں اونکا بھی کچھ ذکر اس
مقام پر لکھنا ضرور ہوا ورنہ کی ازواج کی نسبت اس قدر مختلف روایتیں ہیں کہ اونکو دیکھکر

تعجب معلوم ہوتا ہوا قول خیر بنو جناب مجتہد صاحب کیسا تعجب معلوم ہوتا ہوا ایسا تعجب
 نہیں جیسا کہ ایک کرمیہ منظر شخص نے آئینہ میں اپنا مونہ بھونڈا دیکھ کر تعجب سے
 آئینہ کو ڈر کر کل سمجھ کر پھینک دیا تھا مجھ کو تو کچھ ایسا ہی حال نظر آتا ہوں چنانچہ جو کچھ
 معاملہ ہر سامنے آیا جاتا ہوا مخفی نہ رہے کہ جناب فضیلت اب مجتہد عصر فرید و ہر کاؤ
 یہ کہ جب الزام دینے پر مسلمانوں کے کمر ہت باندھتے ہیں تو ایسی ایسی کتابوں کے
 حوالے سے الزام دیتے ہیں کہ اصلاً اہل اسلام کے نزدیک کچھ بھی قابل اعتبار کے
 نہیں کچھ کسی مجتہد فقہیہ نے اونپر اعتماد نہیں کیا بلکہ علی العموم سب علماء و لوگوں محض معتد
 ٹھہرتے چلے آئے ہیں پس جو کچھ بحوالہ ان کتابوں کے مجتہد صاحب رحمہ فرماؤ
 تو اونپر ہم کچھ بھی التفات نہ کریں گے اور اونکی بنا پر جو کچھ مجتہد صاحب لکھینگے اوسکو نہ
 محض سمجھ کر اوس سے کچھ تعرض بھی نہ کریں گے مگر ان صحاح میں جو اختلاف نکالیں گے
 تو اوسکے جوابدہی مسلمانوں کے ذمے ہر حال صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم
 ہوتا ہے کہ حضرت جویریہ قبل ہجرت مکہ میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس تھیں اور کافر
 جو غار پڑھنے میں اسحضرت صلعم کو ستاتے تھے اوسمیں اسحضرت کی مدد کرتی تھیں
 جس سے اونسے اسلام پر استدلال ہو سکتا ہوا قول خدا سے ڈرو کیا مونہ لیکر یہ بات کہتے
 الا بوجہ لیس قیدیہاؤ تم کیسے مجتہد دیانت دار ہو تم نے تو غضب ہی کیا ہو کونسا صاحب
 ایمان ہو گا کہ بعد دریافت کرنے اس تحریف و بدیانتی کے تمہاری بات پر اعتماد کرے
 شرح اس خیانت اور تحریف کی ضمن نقل حدیث میں لکھا ہو گی اور ہم نے دو حدیثیں صحیح
 اور ایک بخاری کی اور بیاب بیان غزوہ بنی المصطلق میں نقل کی ہیں اونسے بخوبی ثابت
 ہو کہ جویریہ بنت الحارث غزوہ بنی المصطلق میں کڑی آئیں تھیں قال پھر اوس صحیح
 کی دوسری حدیث میں ہے کہ اونکو بنی المصطلق کے غزوے میں جناب رسول خدا
 صلعم نے بطور لونڈی کے قیدی کیا اقول بیشک یہ روایت موجود ہے صحیح مسلم

یہ شیخ و کتاب الجہاد میں قال پھر ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 اؤنکو چھوڑ دیا پھر وہ مسلمان ہو گئیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوتسے نکاح کیا اقول یہ
 کسی روایت صحیح میں نہیں ہے کہ قال ایک روایت میں ہے کہ ثابت بن قیس کے قیدی بن
 پیرین اور انھوں نے لونڈی بنایا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اؤنکو ثابت سے مول لیا
 پھر اؤنکو نکاح کیا اقول یہ بھی صحیح روایت میں نہیں قال ایک روایت میں ہے
 کہ ثابت نے اؤنکو کتاب کیا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور مدد چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 بدل کتابت کو ادا کر دیا اور نکاح کر لیا اقول البتہ یہ روایت ابوداؤد میں ہے کہ غزوہ
 بنی المصطلق میں وہ پکڑی آئیں اوتسے غنائم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ
 کے حصہ میں آئیں اور انھوں نے اؤنکو کتاب کر دیا پھر وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مال
 بدل کتابت کا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اؤنکو اؤنکو ادا کر دیا اور پھر انکے ساتھ نکاح کر لیا چنانچہ الفاظ حدیث
 یہ ہیں قالت انا جویرۃ بنت الحارث وانا ماکان من امری ما لا یخفی علیک ولان
 وقعت فی سہم ثابت بن قیس بن شماس وانی کا ثبت علی نفسی فجمعت اسالک
 فی کتابتی فقال هل لاطالی ماہو خیر من قال و ماہو یا رسول اللہ قال و
 عندک کتابتک و اتزوجک قالت قد فعلت الحدیث اور اس حدیث اور حدیث
 مسلم میں کچھ تعارض نہیں ہے اور اس حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں اصحاب یومئذ جویرتہ اور اس
 یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خمس میں وہ آئی ہوں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سهم
 صفی میں آئی ہوں اوسکے معنی یہ ہیں کہ پایا اوس روز جویرتہ کو سواہین کچھ کھانے کے
 کہ وہ اوس روز پای گئی تھیں نسبت پائے قیدیوں کے اور قتل کرنے حمار بن کے
 اکثر بیعت امیر کے ہی کی جاتی ہے چنانچہ اسی حدیث میں ہے قتل قتالہم و سببہم
 یعنی قتل کیا اؤنکے لڑنے والوں کو اور لونڈی غلام بنایا اؤنکے سبایا کو حال آنکہ قتل
 اؤنکا اور لونڈی غلام بنانا اؤنکے سبایا کا خود نفس ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ہاتھ سے

واقع نہیں ہوا تھا ایسے ہی لفظ اصابت بھی ہر حال چنانچہ سب پریشان روئیں
اس مقام پر بھی جاتی ہیں اقول شعر چونکہ برگردی و برگرد دست و عالمی گردنہ
آید و برت و جناب مجتہد صاحب کیا خوب پریشان دیکھ رہے ہو آپ کی پریشانی آپ کے
مقلد و مقلد جمعیت پر بھی کھلی جاتی ہے مگر سیرت ہشامی اور وہابیت نیا و سہبت عاب کو جس
میں بند کر کے میز ہی پر رکھ لیجیے اور سکو بمقابلہ سلاٹوں کھیندنے لائیے ہم و سکو و پنا
استیلا مسائل فقہیہ کچھ سہند نہیں کرتے ہمارے ہاں چار اصول ہیں کتاب الحد سنت
رسول اندر جو بہ سند معتبر ثابت ہو اجماع است قیاس مجتہدین ان چار اصول سے ہر حکمت
لائیے کتب سیرت و تاریخ کی روایات کا ہم کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم آپ کے اقوال سے
جو مبنی اور روایات غیر ثابتہ کتب سیرت و تاریخ کے ہیں صلا کچھ قرمز کرینگے اور انکو محض
محل اور غیر قابل التفات سمجھینگے قال صحیح مسلم ابن مسعود فرمے یہ حدیث پور عن ابن
مسعود قال بیننا ما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عند البیت وابو جہل و
اصحابہ جلوس وقد نحت جنار بالاصص فقال ابو جہل اکیف یقوم الی سلا
جہل و بنی فلان فیما خذہ فیضدہ فی کتفی محمد اذا سجد فانبعث اشقی القوم
فاخذہ فلما سجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضعہ بین کتفیه قال فاستضحکوا وجعل بعضهم
یمیل الی بعض وانا فاشترط لکانت لی منعتہ طرحتہ عن ظہر رسول اللہ صلی
والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجد ما یوفعہ لاسہ حتی اطلق انسان فانہس فاطمہ فجات فی
وجہ یوتہ فطرحتہ عنہ ساجد وفعہ رسول خدا نزو کثرتہ کعبہ کے ناز ٹپھتے تھے
اور ابو جہل نے اپنے یاروں میں بٹھایا ہوا دیکھ رہا تھا اور وہ ان اونٹ فوج ہوئے تھے کہ
ابو جہل نے اپنے یاروں سے کہا کہ بھلا کون ایسا شخص ہے جو اونٹ کھڑکی کی اوٹھری وغیرہ
آنحضرت کے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھ دے جبکہ آنحضرت سجدے میں
جاوین ہیں ایک پٹاشتی اوٹھا اور جب آنحضرت سجدے میں گئے تو اسے وہ اوٹھری

آپ کے دو خون شانون کے درمیان میں رکھ دی اور پھر سب کے سب منہ سے اڑا دیئے۔
 کو اشارہ کرنے لگا اور عہد رس میں سے جو وہ کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا دیکھتا تھا اگر مجھ کو
 مجال نہ ہوتی تو میں اوسکو بھینک دیتا یہاں حضرت سجدہ میں تھے سر سے سبے آپ سے
 سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ ایک شخص نے حضرت فاطمہ کو خبر دی جب حضرت فاطمہ نے
 نے اوسکو بھینکا اقول اگرچہ ترجمہ بہت الفاظ کا غلط ہو گیا چونکہ وہ لفظ مار کجہ تہیہ
 ہوا ہونے تعرض نہیں کرتے مدعا مجتہد حضرت کا یہ ہے کہ جو یہ رخا مکے میں سنا ان تین
 پس جو او کا کھڑا جانا غزوہ بنی المصطلق میں اور حصے ثابت بن قیس کے میں آنا اور
 روایات میں یہ اختلاف صریح تعجب انگیز ہو اور اس حدیث کو اس عاہدہ سند لائے
 ہیں کہ اس سے ثابت ہو کہ جو یہ رخا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گئیں اور وہ حضور نے
 اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وہ اونٹنی کے بچہ دان کی چھلی جو کافرون نے حضرت مسلم
 شانون پر رکھ دی تھی اوتا کر بھینکی اور بائیں الفاظ حدیث کے نقل کی ہو۔
 (فجاءت ہی وجوہ پتہ نظر حتم) اب دیکھنا چاہیے کہ درحقیقت یہ الفاظ صحیح مسلم
 میں ہیں یا مجتہد صاحب نے ازراہ بددیانتی کے اپنی طرف گڑھ کر الفاظ حدیث کو
 بدل ڈالا تو یہ میں کہتا ہوں کہ صحیح مسلم ایسی کتاب نہیں کہ لکھا ہو کوئی ولایت ایسی
 نہ ہوگی کہ جسمیں اوسکے متعدد نسخات موجود نہ ہوں اوس میں ہرگز یہ الفاظ نہیں مجتہد
 صاحب کی تحریف ہو مسلم انوہر النسخہ مطبوعہ اور قلمی جمع کر کر دیکھ لو ان میں عبارت
 منقولہ مجتہد اصلا نہیں اصلا نہیں اصلا نہیں بلکہ یہ عبارت ہے کہ رفا خب فی لفظہ
 فجاءت وہی جیریتہ فطر تہنہ عنہ (اور اوسکے معنی یہ ہیں کہ خبر دی اوس نے
 فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پھر آئی فاطمہ اور حال فاطمہ کا یہ تھا کہ وہ چھوٹی لڑکی تھی پھر اوتا کر بھینکا
 نے اوسکو بغیر خبر اصلا سے بھلا کہاں جو یہ یہ علم غیر منصرف کہاں جو یہ یہ اصلا حضرت
 تصغیر جاریہ کہاں ہو جو یہ یہ وصل عطوف و معطوف علیہ ہوا و عطفہ کہاں

وہی جویریتہ جملہ عالیہ ہو او عالیہ پھر ایک قہر یہ تو دیکھو کہ ترجمہ طرحتہ کا لکھتے ہیں کہ فاطمہ
 اور جویریتہ نے اوسکو پھینکی مین ان الصرف کا پڑھنے والا بھی سمجھتا ہے کہ طرحت و احد
 کا صیغہ ہو فاطمہ اور جویریتہ رض و دعوتین اوسکی فاعل نہیں ہو سکتی ہیں اگر ایسا ہوتا
 تو لفظ طرحتاؤ ہوتا جس سے یہ بات بھی جاتی کہ پھینکنے والی دو دعوتین تھیں طرحتہ کہ
 صاف باعلان تمام دلالت کر رہا ہے سپر کہ پھینکنے والی صرف ایک ہی فاطمہ تھیں اب ہر
 جناب مجتہد صاحب با انہمہ بددیانتی اور تحریف کتب مقدسہ کے آپ کو کیا توقع ہے کہ
 مسلمان آپ کو اپنا خیر خواہ اور مومن صادق سمجھیں گے میں جسٹاب میں تمساح من
 کہ آپ نے کمین (وہی جویریتہ) کی جگہ (ہی جویریتہ) اصل کتاب میں تو نہیں بنا دیا
 اگر ایسا کیا ہو تو بہر خدا اوسکو صحیح کہہ دیجیے ورنہ آئندہ اسکا بڑا ہی وبال پڑے گی گردن پر
 رہے گا آدم پر ہر طلب کہ یہ بات ثابت ہوئی کہ مجتہد صاحب نے عبارت مسلم میں
 کی بڑی تحریف پناست کیا اور حقیقت میں ہی جویریتہ ہی بلکہ وہی جویریتہ ہے اور جویریتہ غیر
 جاریہ ہونے علم تو مجتہد صاحب جو بڑے لاف و کذاب سمعی اختلاف روایات ہو کر
 اوسکو معاملہ تعجب انگیز بیان فرما رہے ہیں حقیقت و ثبوت روای اور ضحین کی بڑی آئینہ کا
 قصور کچھ نہیں ہو و ثبوت ل من القرآن ما هو شفاء و رحمۃ للْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا
 یَزِیْلُ الظَّالِمِیْنَ اَلَا خَسَا لَکَہُ قَالَ با انہمہ ہم کہتے ہیں کہ وہ جو کچھ ہو قبل نزول
 آیت من وفدا ہو او اور اسلئے وہ واقعات کسی طرح پر ہو ہوں نبیاء و سلمہ استرقاق
 نہیں ہو سکتی اقول اتنا طول اور اپنے دیاعبت تھا یہی معمولی عذر پیش فرما کر خاموش
 ہو رہے ہوتے ج گفتن نہیں پس است کہ آپ میں اہل سنت و حدیث کے الفاظ میں
 آپ نے کیوں تحریف کی صرف یہی معمولی عذر پیش کر دیا ہوتا قال حضرت صفیہ بنت
 جیحی بن اخطب الیہودی اکثر روایتوں میں ہے کہ حضرت صفیہ خیمہ کی لڑائی میں پکڑی گئیں
 اور بطور لونڈی کے ویمہ کلبی کے حصے میں آئیں اونسے مول لیکر رسول خدا صلی اللہ

اونسے نکاح کیا اقول مول لینے کی تصریح تو کسی روایت میں نہیں ہو کر یہ بات ہو
 کہ صفیہ رضیہ کی لڑائی میں پڑی گئیں اور وحیدہ کلبی کے حصے میں آئیں اور پھر اونکے
 پاس پیغمبر صلیہ کے پاس گئیں خواہ بذریعہ بیچ آئی ہوں خواہ حضرت صلعم نے انکو
 اونکے بدلے انکس میں سے دوسری لونڈی دیدی ہو یا اور کسی طرح پھر حضرت صلعم نے
 اونکو آزاد کر کے اونکے ساتھ نکاح کر لیا اور آزادی اونکی اور کما حقہ مقرر ہو اچنانچہ بخاری
 میں روایت ہے عن انس رضی قال صلی اللہ علیہ وسلم الصبیہ قریباً من خبیثی و فلس
 شو قال اللہ اکبر خبیث خبیثاً اذا نزلنا لیساً حتی قوم فساء صباہ المنذبین
 فحق جوا یسعون فی السکات فقتل البنی صلعم المقاتلہ و سبی الذاریہ و کان فی البیہ
 صفیہ فصارت الی وحیتہ الکلبی ثم صارت الی البنی صلعم فجعل عتقہا فصلا
 الحدیث نماز پڑھی رسول اللہ صلعم نے صبح کی قریب خبیث کے تاریکی میں پھر کہا اسد الکبر
 خراب ہو گیا خبیث شیک ہم جب نازل ہوتے ہیں میں ان میں کسی قوم کے کو کیا بڑی بڑی صبح
 ڈرائے گیوں کی پس نکلے وہ پھرتے تھے کو چون میں پھر قتل کیا پیغمبر صلیہ نے اٹنے
 والوں کو اور لونڈی غلام بنایا ذریعہ کو اور اوس ہی میں صفیہ بھی تھیں پس ہو گئیں
 وہ وحیدہ کلبی کی بعد اوسکے ہو گئیں پیغمبر صلعم کی پھر اونکی آزادی کو پیغمبر صلعم نے اونکا
 مہر ٹھہرایا قال سب زیادہ بخاری کی حدیث ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ حضرت
 صفیہ کو کسی نے لونڈی یا مملکت یا نام میں سمجھا ہوا نہیں اقول مجتہد صاحب کی سمجھ
 غلط ہو اور بخاری کی حدیث جو معنی نقل کی ہو اوس سے ثابت ہو کہ وہ منجھہ سبایا کے تھیں
 اور پھر آزاد کر دی گئیں اور اونکی آزادی ہی اونکا مہر قرار پایا اب ہم دیکھتے ہیں کہ مجتہد صاحب کی
 حدیث مستندہ سے یہ دعویٰ و کتابت ہوتا ہو کہ صفیہ رضیہ کو کسی نے لونڈی یا مملکت
 یا نام میں سمجھا ہی نہیں یا بخلاف اوسکے ثابت ہوتا ہو اور وہ حدیث یہ ہو کہ آخیں فی
 حمید اسمع النبی بن مالک فام البنی صلعم بن خبیث والمدینہ ثلاث لیا ل

یبني عليه وصفيۃ فدعوت المسلمين الى وليته وما كان فيها من خبن ولا حرم
 وما كان فيها الا ان امر بالاحكام فبسطت فالتقى عليها التمر والاقط
 والسمن فقال المسلمون احدى امهات المؤمنين او ما مکت يمينه قالوا
 ان حجوها فحی احدى امهات المؤمنين وان لم يحجوها فحی فما مکت يمينه فلما
 ارتحل وطأ لها خلفه مسدداً الجباب ثم قیام فرمایا پیغمبر صلعم نے در میان خیبر و مدینہ
 کے تین رات زفاف کرتے تھے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا کے پس بڑا یا مکتے مسلمانوں کو اونکے
 ولیمے کے کھانیکے طرف اور نتھی و سن لیمین کوئی چیز روٹی اور گوشت سے اور کچھ بھی
 نتھا اوسین مگر یہ کہ حکم دیا پیغمبر صلعم نے ایک چمڑے کی بساط کا بلال کو کہ بچائی گئی پس
 رکھ دے گئے اوس پر خرا اور پیڑ اور کہ پس کہا مسلمانوں نے یہ ایک منجلا امات المؤمنین
 کے ہن یا ایک منجلہ ملوک مین کے ہن کہا لوگوں نے اگر پردہ میں رکھا او کو پیغمبر صلعم نے
 تو یہ ایک منجلہ امات المؤمنین ہن اور اگر نہ پردے میں رکھا تو یہ ملوک مین ہن پس جب
 کوچ کیا پیغمبر صلعم نے تو پیچھے اپنے سوار کیا او کو اور کھینچی یا پردہ مجتہد عصر نے بھی یہ حدیث
 لکھ کر ترجمہ کیا ہے مگر مجتہد کے ترجمے میں چند غلطیاں ہیں کہ ہم اس سے تعرض نہیں کرتے
 مگر ایک بات حقا و محض خلاف قاعدہ زبان عرب بھی ہم جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو
 کچھ بھی حقیقت نہ بان عرب نہیں ہوا و سکھ ہم واسطے اظہار کمال بان دانی مجتہد کے
 لکھتے ہیں اس عبارت کا (فدعوت المسلمين الى وليته) ترجمہ بطور فطانتے ہیں کہ اونکے
 ولیمے کے واسطے خود مدینہ ہی مسلمانوں کو بلایا قصر و محاسن ہر غلط ہوا بسکہ قصر کی طرف
 او کو تو جبر زیادہ ہوا اسلیے ہر جگہ او کو دخل دیتے ہیں یہاں کیا چیز ہے کہ دلالت کرنی ہے
 او قصر الصفیۃ علی الموصوف کے یہ تو نہ باب انما سعیت فی حاجتک ہے نہ کوئی حرف قصر
 کا یہاں ہر ضمیر واحد تکمل کی کچھ کہ سبب ناواقفی کے بالفاظ قصر غلط ترجمہ کر دیا اب ہم
 اصل مدعا کی طرف رجوع کرتے ہیں اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ صفیہ کی

ابتداء نہ محاکم ہوئے پرد لالت کرے یا وہ حدیث جو ہم نے بخاری سے نقل کی ہو اسکی
معارض ہو بلکہ یہ حدیث تمام مؤید اسکی ہو کہ جب وہ ابتدا میں مملوک بنائی گئی تھیں
اور پھر پیغمبر خدا صلعم نے انکے ساتھ زفاف کیا اور طعام ولیمہ کی دعوت کی تو جو لوگ
کہ انکے آزاد کر دینے سے واقف تھے انھوں نے آمین شکر کیا کہ آیا صفیہ بی بی
منکوحہ بنائی گئیں یا کہ بطور مملوکت میں کے انکے ساتھ زفاف ہوا اگر یہ قول مجتہد عصر
کا سچا ہوتا کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا مملکت یا مکمل سمجھا ہی نہیں تو صحابی غیر
صلعم و امین شکر کیوں کرتے بلکہ بالیقین یہی سمجھتے کہ یہ منکوحہ ہیں پس میں حیلین
ہوں کہ مجتہد صاحب کی سمجھ کہ ان تشریف لے گئی ہو کہ ایسی صاف بات کو غلطی میں
سمجھتے اور غایت احوال سے سیدھی بات کو اولیٰ سمجھ کر کچھ بجھی برسیدھے ہو جاتے
ہیں قال دراصل واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ انکا شوہر خیر کی لڑائی میں مارا گیا تھا
وہ گئیں ان سے حضرت نضح کر لیا اقول بیان تک بیان مجتہد کا صحیح ہوا وقع
میں انکا شوہر جنگ خیر میں مارا گیا تھا اور وہ نوع و س تھیں چنانچہ بخاری میں یہ روایت
موجود ہے اور نضح کرنا بھی حضرت صلعم کا انکے ساتھ ثابت ہوا و ہم خود اسکا اقرار کرتے
ہیں لیکن یہ مؤثر نہ اس کے نہیں کہ وہ داخل سبایا نہوں اگر داخل سبایا تھیں تو شکر
جینے کے لئے کہ طرح لگائیں کیا خیر سے کہیں اور چلی گئی تھیں اور وہاں خود بخود تشریف آئیں
تھیں اگر کچھ ثبوت اسکا مجتہد کے پاس ہو تو پیش کرتے کہ ہم اس صحیح سند و نفع میں بخاری
سے ہم نے نقل کی ہو کہ کسی طرح کا شک کریں یا دونوں حدیثوں میں کسی قسم کا تعارض ہے
یا کسی بی بی کے ہوا یا غلطی یا بناوٹ پر محمول کریں بلا وجہ موجب ثقات لوگوں پر تمت لگانا
کہ راہ لوگوں کا کام ہی حدیث کہ مجتہد عصر نے غایت تعصب و عناد سے تمت لگائی ہے چنانچہ
فرماتے ہیں قال راویوں نے انکو سبایا میں سمجھا اور اس پر قیاساً قصے بناوتے
اقول آپ کی یہ بہادری ہو کہ یہ کلمہ بلا وجہ موجب ایسے ثقات لوگوں کی نسبت کہا جا

کہ جبکہ روایت پر اکثر مسائل میں یہی ایسا بیہودہ و کلمہ نسبت اونکی کہنا گویا تمام صحیح بخاری
بلکہ تمام صحاح کو کلمے اعتبار رکھنا ہیچ اور درپردہ عداوت دین متین کی پکڑوہ احادیث جنہیں
صاف لفظ ہی کا نسبت صفیہ رضی اللہ عنہا کے وجود ہی انس بن مالک سے مروی ہیں ایک ہی
کو ثابت دوسری کو عبد العزیز جہیب انس سے روایت کرتے ہیں عبد العزیز جہیب
لفظ سمعت بیان کرتے ہیں اور ثابت یہ کہتے ہیں عن انس قال یعنی ایک راوی کہتے ہیں
کہ میں نے انس سے دوسرے کہتے ہیں کہا انس نے تو اور راویوں کا قصور کچھ نہیں معلوم
ہوتا اگر قصہ قیاسی بنایا ہوگا تو انس بن مالک انصاری صحابی خادم رسول اللہ صلی اللہ
ہی بنایا ہوگا اور جب حضرت انس جو بڑے جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ صلی اللہ
ایسے جھوٹے قصے حضرت پر بنانے لگے تو اور کس کا اعتبار رہا جناب مجتہد صاحب
کچھ تو خدا سے ڈرو کہ ان تک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متہم کیے چلے
جاؤ گے مگر انہوں کی تقلید سے ہادیان دین کو کہاں تک مطلع کر کے غنوی

بوی کبر و بوی خشم و بوی آز	در سخن گفتن بیاید چون پیاہ	گر بخوری سو گند زدن کی خود ہم
انز پیاہ و شیر تقویٰ کر دہم	آن دم سو گند غازی کند	بر دماغ ہم نشینان بزرگ
بس دعا بار و شود از بوی آن	آن دل کز می نماید زبان	آنسوا آمد جواب آن دعا
چوب دہ باشد بزرای ہر دغا	قال پس ان مختلف روایتوں سے یہ بات کہ حقیقت	

کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور کس جگہ واقع ہوا بخوبی ثابت
اور تحقیق نہیں ہوتا اقول جو واقعہ حقیقت پیش آیا اور جس طرح فعل جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہوا وہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت و تحقیق ہی ہم نہیں جانتے بخوبی ثابت ہونا
مجتہد صاحب کے نزدیک کس چیز کا نام ہے قال اور اس لیے یہ واقعات کسی سلسلہ عظیمہ میں
کی بنیاد نہیں ہو سکتے اقول واہ کیا خوب جتنا مجتہد عصر کا ہے کہ افعال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کسی سلسلہ شرعیہ کی نہیں ہو سکتے اور طریقہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا لائق اقتداء نہیں جناب مجتہد صاحب

ہمارا تو میرے ایمان اقتدا اور پیروی فداان غیر صلعم کی ہو اگر آپ سے ناراض ہیں تو آپ کو
 اختیار ہو مگر صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ بات جو پیشتر آپ نے فرمائی تھی کہ فعل رسول صلعم
 مانند قول کے ملو رنگھوں پر صرف زبانی قول لوگوں کے دکھانیکو بلا اعتقاد قلبی لگنا
 اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اللَّهُ يَكْتُمُ السَّيْرَةَ الْكَنِهِيَّةَ وَاللَّيْلِ الْمَصْنُونَةَ قَالَ
 معنی اگر فرض کیا جاوے کہ یہ بات قعات ہی میں واقع ہوئے تھے اور ستر فاق اسرار عمل
 میں آیا تھا تو بھی یہ سب واقعات ناقبل نزول آیت میں وفد کے ہیں اور اس لیے بنیاد مسئلہ
 ستر فاق اساری نہیں ہو سکتے اقول سبب اور عیبت اس قدر باتیں کھین اور کھجی
 تکلیف تحریر جواب کی دی یہی معمولی غدر و پیش کرنا تھا جس کے ہمہ جگہ نام نہادوں کرتے چلے آئے
 میں قال روایات متفرقہ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ اھل بیت
 لرسول اللہ صلعم غلاما یقال لہ صد غم یحیٰ لرحلہ لرسول اللہ صلعم اذ اصابتہ
 عاؤفقد ایک شخص نے رسول خدا صلعم کے واسطے ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جس کا نام غم ہو اس کے تہہ و نہر صلعم
 کا اس بات سے تارنا تھا کہ نگاہ اوس کے ایک مقام پر پڑا لگا اور اس سے فرمایا اقول میں نے اس کا صابہ سم عاؤفقد
 کرتے ہیں اوس کے ایک مقام پر پڑا لگا حال آنکہ یہ غم غلط ہے جو صاحب عاؤفقد کے معنی معلوم نہیں ظاہر
 (ایک مقام) جو ترجمہ میں لکھا ہے وہی معنی عاؤفقد کے تھے میں حال آنکہ عاؤفقد کے معنی ایک مقام
 نہیں بلکہ سم عاؤفقد تیر کو کہتے ہیں کہ جس کا پھینکنے والا معلوم نہ ہو ثلثہم لثقلین
 سہم عاؤفقد اصابتک وقلبی الی الحاظ علیک ناظر یعنی کہ تیر کو کہ تیر عاؤفقد
 تیرے آگاہی حال آنکہ دل میرا تیری ترجیح نگاہوں کو دیکھ رہا ہے اقول ابجوہری العالمین
 السہام والحجارة التي لا یدری من رماہ یقال سہم عاؤفقد یعنی عاؤفقد سہام و حجارة وہ ہی
 کہ نہ معلوم ہو کہ کس نے پھینکا کہا جاتا ہے صابہ سم عاؤفقد لگا اوس کے ایک تیر کہ پھینکنے
 والا اوس کا معلوم نہیں پس صحیح ترجمہ یہ ہو کہ ایک تیر جس کا پھینکنے والا معلوم نہیں لگا اؤفقد
 یہ بات امر ناخن فیہ سے کچھ تعلق نہیں رکھتی مگر ایسے ایسے امور جو ہم نے ظاہر کیے ہیں اسے

فلاح ہرگز کہ رک غلطی قابلیت اجتماع کا یعنی معصیت اور خلعت عربیت میں مجتہد عصر سے
 فائز ہو اور اسی سبب سے وہ غلطی میں پڑے ہیں قال حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہیں
 اس لیے کہ ابتداء اسلام میں جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے قول
 مگر اس حدیث سے یہ بات تو خوب معلوم ہوئی کہ ابتدا ملکیت سے نافرور مگر مدغم کہ تھوڑے
 دنوں بعد غزوہ خیبر سے وہ تیر کے زخم سے مر گیا ہو یعنی سزا بھری تاکت غیر صلعم نے اس کو
 آزاد نہیں کیا پس معلوم ہوا کہ شرائع عام کو معدوم کر دینا غلامی کا جیسا کہ مجتہد صاحب اکثر
 جگہ دعویٰ کرتے ہیں منظور تھا گو کہ جمیع دعاوی مجتہد صاحب کے یہ حدیث خلاف نہ ہو پھر بھی
 بعض دعاوی کے تو بیشک مخالف ہو بیان تک مجتہد عصر نے بحث آیات قرآن اور احادیث اور
 افعال غیر صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں کی اور بعون اسد قوتہ بمنہ ہر مقام پر اپنا خوب
 ہی مغلوب کیا یقین تو یہ ہے کہ بعد ملاحظہ اس سال کے اس بحث میں کوئی حرف زبان پر
 نہ لایا مگر اب ہکویہ بھی منظور ہے کہ نہ لایا مگر عقبت غیر صلعم کے حال سے بھی تلال
 کرین کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر انی نارک فیکم ما ان تمسکتو بملق تضلوا
 دجعا کذابا لله وعتی فی اہل بیتی میں چھوڑے جاتا ہوں تم میں وہ چیز کہ اگر اس کے
 ساتھ تسک کرتے رہو گے میرے بعد گمراہ ہو گے ایک کتاب اس کی پود و کسر عقبت میر
 اہل بیت میرے آپس کھینچا جائیے کہ اہل بیت رسول اللہ صلعم کا بعد وفات غیر صلعم کے اس باب میں
 کیا عمل ہوا اور کیا حکم رہا بالصلعم جناب علی رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ خولہ بنت جعفر بن قیس
 حنفیہ انکی سر یہ تھی کہ جس سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوا ایک روایت تیسری علی بن ابیطالب
 کی اولاد بھی لکھ چکے ہیں جناب سید الشہداء امام سلیم بن یحیٰ زناہ اجتہاد امام ہمام حسین بن علی رضی اللہ
 عنہ انکی سر یہ بانو نصریرہ جو بن شہر یار بادشاہ عجم تھیں انکا حال بالا خلافت سب کو معلوم ہے
 جناب امام ہمام امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ ان کے تصرف میں حمیدہ ام ولد تھیں کہ جسے جفا
 امام موسیٰ کاظم رحمہ منولہ ہو جناب امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ان کے پاس عجمی ام ولد تھیں کہ جسے

جناب امام علی رضا رضی اللہ عنہ پیرا جو جناب امام محمد تقی رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد دارالاسلام تھی
 تھیں جناب امام علی نقی ۴ انکے پاس بھی ام ولد تھیں جسے امام حسن عسکری متوکل کہو کہ امام حسن عسکری
 انکے پاس بھی نہ تھیں ام ولد تھیں کہ جسکے بطن سے امام محمد عسکری متوکل کہو کہ بچو یہ وہ ذوات
 مقدسہ وارث علم انبیاء ہیں کہ انکی اقتدار جو جب خبر صحابہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہماری بہت
 ونجات کی موجب ہے وہ پاک متقی ہیں کہ اگر ہم کہیں کہ سب کے سب کسی باب میں خلاف احکام
 قرآن کے مرتکب ہو تو ہماری عین شقاوت ہے یہ وہ ابواب بیتہ العالمین کہ اگر ہم کہیں کہ وہ
 آخر تک قرآن کی حیثیت کو سمجھے تو ہمارا جہل مرکب اور باعث بدبختی ہو چھوڑاں اکا برادر
 علوم ولین آخرین نے ہترقاں جائز رکھا تو بیشک شبہ جانا چاہیے کہ فی الحقیقت تفرق
 جائز ہی ہو جو انکے خلاف کہتا ہے وہ گمراہ ہوا تعرض کہ ہم قرآن وحدیث اور افعال غیر علیہ
 الاسلام اور اصحاب کرام اور عترت ذوی الاحترام سے جواز ہترقاں ثابت کر چکے اب
 اصل ثالث یعنی اجماع امت میں بحث رہی ہم یہ کہتے ہیں کہ عہد صی بہ رضی اللہ عنہم سے آج تک
 بلا خلاف جواز ہترقاں پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ ہمیں قرون ثلثہ وعشرت رسول اللہ صلعم اور
 جمیع ائمہ مجتہدین مل ہیں اور کس فی حق یہ بحث عالم نے اختلاف نہیں کیا ہے اجماع ہر بیتہ
 حجت ہوا اللہ علیہ وسلم علی ضلالہ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شد شد فی النار
 رواہ القصدی تحقیق فلاح نگر گیارہ گویا کہ ہر گز ہر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوا جو جہاد ہوا
 چھٹا گایا دوزخ میں سبوا الشواذ الاضطراب من شد شد فی النار ہر گز ہر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوا جو جہاد ہوا
 گروہ اعظم کی تحقیق جو جہاد ہوا الا گایا دوزخ میں رواہ ابن ماجہ من فارق الجماعۃ
 شدک فقد اخلع رقبۃ الاسلام عنقہ حسنہ فارق کی جماعت کی بالشت بھر پس
 تحقیق نکالار بقہ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ ابو داؤد احمد ہر چند کہ ہر جہاد ہوا
 قطعیہ حجت ہوا اجماع امت محمدیہ کا ثابت ہو اور اہل سنت اور ائمہ شیعہ اور سب فرقہ کی حجت
 ہونیکو تسلیم کرتے ہیں مگر چونکہ جہاد ہوا اس سے منکر ہیں پس ہر گز ہر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوا جو جہاد ہوا

کچھ بحث مرویدین اسلئے کہ ہم اپنا مدعا قرآن اور حدیث سے ثابت کر چکے اگر ہم یہ بنا حجت ہوتے
 اجماع است کہ کچھ بحث کریں تو ہر پرولیات بات واجب ہوگی کہ ہم قرآن و حدیث سے حجت قطعی ہونا
 اجماع کا ثابت کریں اور ایک طویل کلام بہرہ اسمین لکھنا پڑیگا پس ہم اسقدر تطویل کی کچھ
 ضرورت نہیں سمجھتے مگر ہم اس بنا پر بحث کرتے ہیں کہ آیا معنی قرآن کے قرون ثلثہ میں ایسے
 ہی سمجھے گئے جیسے کہ ہم نے سمجھے ہیں یا جیسے مجتہد عصر نے سمجھے ہیں اور علی بن ابی القیاس مجتہدین کہا
 نے معانی آیات کے ہماری تفسیر کے مطابق سمجھے یا مطابق بیان مجتہد عصر کے اس بات کو گونا
 گنا اجماع حجت ہو مگر یہ تو بیشک ماننا چاہیے کہ اصحاب رسول اند صلعم کہ اکثر اسی قوم میں تھے کہ انکے
 زبان میں قرآن نازل ہوا اور لغت عرب اور طرق استعمال کلام کو ان سے زیادہ کوئی نہیں
 جان سکتا اور بعض بعض تو انہیں ایسے تھے کہ افصح الفصحی اور ابلغہ عربیت کمزور یک سند
 چلے آتے ہیں اور بانی علوم عربیہ میں آید صبرائے مجتہدین کہا میں بھی اکثر خاص عرب بلکہ اوقوم
 کے تھے کہ جبکہ زبان قرآن نازل ہوا اور یہ بھی مسلم ہو کہ اصحاب رسول اند صلعم اور ائمہ اہلبیت اور
 ائمہ مجتہدین فاسق فاجر بھی تھے کہ کسی غرض سے کتاب اسد کو بخلاف اس کی مراد کے محمول کرتے
 اور یہ بھی مسلم ہو کہ قرآن مجید ہمیشہ ان کی فراولت و تلاوت میں رہتا تھا اور وہی جامع قرآن بھی
 تھے پس اب دیکھنا چاہیے کہ انھوں نے معنی قرآن ایسے ہی سمجھے ہیں جیسے کہ ہم نے سمجھے یا
 کہ آپ کچھ شک نہیں کہ اساری کے مترقاق کا کہیں انکار نہیں کیا اور اسی پر عمل ہوتا
 رہا چنانچہ آپ بھی صفحہ ۱۶۰ پر اس کے معترف ہیں اس جمیع مدعا ہمارا تھا کہ آیا جوامنا بعد ولانا فداؤ
 میں ہوا اتفاق اہل زبان اور اتفاق اون لوگوں کے جبکہ زبان میں قرآن نازل ہوا بھی
 سبطل مترقاق و مفید حصہ یہاں کہ ایک دعویٰ ہو نہیں سکتا کہ سب اتفاق اہل زبان اور اتفاق
 ائمہ قریش کہ جبکہ زبان میں قرآن نازل ہوا ہو لفظ امام کے معنی ہمارا موافق ثابت ہوئے تو
 برخلاف لغت کے معنی امام کے بیان کرنے اور اس کے مطابق قرآن کے تحریف پر اتباع
 و تقلید گمراہ لوگوں کے آمادہ ہونا صاف صریح ضلالت ہے آپ ہم بعض اقوال مجتہدین

اس باب میں متوجہ ہوتے ہیں قال اگرچہ ہمارے اس تحریر سے بخوبی متغی ہوتی ہے کہ جناب سید محمد
 نے غلامی کو مذہب امام سے معدوم کر دیا تب بھی بلاشبہ مسلمانوں کے دل میں دو شبہ پیدا
 ہو گئے اقول جھوٹی بات تو ہم سنا بھی نہیں کرتے ہم قتل مجتہد کا جھوٹا ہونا ثابت کرنا
 ہیں قال یہ کو حکام مذہبی بجا لائیں اول قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیے پھر حدیث پر پھر قیاس
 اعداء پر اور اجتہاد پر اقول یہ سچ ہے کہ اول انہی مومنین قرآن کو مقدم رکھنا چاہیے پھر حدیث
 مگر اس کلام پر قیاس اجماع پر مقدم ہونا اجماع قیاس پر مقدم ہونا مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیاس
 اجماع ترک کیا جاوے گا مجتہد عصر بخلاف اوسکے فرماتے ہیں بہر حال یہ بحث دوسری ہے اس میں
 گفتگو ضرور نہیں اس جگہ جیسا مجتہد عصر فرماتے ہیں اسی کو فرض کر لیا جائے فرض کرنا اس کے
 ہم کہتے ہیں یہ اس شخص کے حق میں ہے جو قرآن و حدیث اور قیاس اور علما منصوصہ اور غیر منصوصہ
 سمجھتا ہو اور جو شخص آپ کے مانند ہیں کہ صرف کچھ نہیں سمجھ سکتے زبان عربی آگاہ نیز
 جو یہ تصنیف جاریہ کو نام جو یہ علم المومنین کا سمجھتے ہیں طرحت میں مؤثرت واحد کو صیغہ متنیہ
 مؤثرت کا سمجھتے ہیں اصابتہ سہم غایر کے معنی کہتے ہیں کہ ایک جگہ تیرا کمالی غیر ذلک پس
 اجتہاد کرنا کسی طرح نہیں ہو سکتا اور نہ تو ہر ائمہ تقلید علما ہی واجب ہے کہ وہ دلائل متعز
 یہ نظر کرنے سے بسببنا واقعی اور عقلی کے معذور ہیں اور مرد ہمارے تقلید سے یہ کہہ کر مفسد
 پیش آئے اوس میں کسی عالم شرائع سے دریافت کرے کہ میں حکم شریعت عزا کا کیا ہوا اور چونکہ وہ خود
 کلام خدا اور خدا کے رسول کو نہیں سمجھ سکتا پس اس کو اس علم کے قوی عمل ضرور ہو جائے گا
 اھل الدین گویا کہ گفتو لا تعالو و دیکھئے کہ آپ حدیث اعمان کہنے قبیلہ بنی تمیم میں تواتر
 بخاری سے نقل کی کہ اعتقیدنا فانما من لدن رسول اس حدیث میں علت اعمان منصوص ہے چنانچہ
 آپ بھی اوسکی علت کے معترف ہیں جیسا کہ آپ ترجمے سے ظاہر ہو باوجود اسکے اور بھی باوجود
 معمول کرنا صیغہ امر کے موجب ہے پھر آپ ایسی فاش غلطی میں پڑے کہ اولاد اسمعیل کے کو باوجود
 منصوصہ ہونے کے علت علق قرار نہیں دیتے اور اسی بنا پر قول قدیم شفی اور فخر رازی پر تعرض ہوئے

ایسے ناواقف غلط کار کو ہرگز اجتماع درویشین ہو قال پھر جب کہ ہم ساری کی نسبت نصیح
 قرآن مجید میں پائی فریدی بران ثابت ہوتا ہے کہ روز وفات تک اسوی پر رسول خدا صلی علیہ وسلم
 رہا ہر تو اب ہم کو اس بات کی تفتیش کی کہ خلفاء راشدین کے زمانے میں کیا ہوا کچھ حاجت نہیں
 رہی اقول یہاں تو آپ یہ فرماتے ہیں کہ نصیح یہ پائے ہیں جو مسرت سے یعنی صفحہ ۱۶۰ کے نصف
 آخر سطر ۱۴ میں لکھتے ہو کہ او نکالو نڈی و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہیں باطل کیا گیا تھا
 آپ کے نزدیک کلمات غیر ظاہر لہذا لہ کا نام مرض ٹھہرا لیکن اہل تحقیق و اہل عقل کے نزدیک
 اس کا نام نص نہیں ہی بلکہ ایسے کلمات کو نفی کا محل کہتے ہیں آپ خود اس باب میں مذکور ہوتا
 ہیں کبھی کبھی کہہ دیتے ہیں کبھی کبھی کہہ دیتے ہیں ایسے ہی ایسے امور کی بنا پر تو ہم کہتے ہیں کہ
 آپ قرآن و حدیث کو نہیں سمجھ سکتے پس آپ کو ضرور سمجھو کہ جو سلسلہ پیش آئے اس میں کسی علم کی تعلیم
 کریں جو عمل روز وفات تک سوال اسد صلح کا ہوا وہ بھی آپ کو تسری مار قیطیلہ و واقعات اسکا
 ہوا زان اول و وطن غیر ہمارے حالات کے دریافت کرنے سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس فی الحقیقت
 زیادہ تفتیش کی ضرورت تھی مگر نظر فرید احتیاط مناسب ہو کر دیکھا جاوے گا یا کہیں خلفاء
 راشدین میں سے کسی تو اس کے خلاف نہیں کیا اور غنی آیت کے ویسے ہی سمجھتے رہے ہیں جیسا کہ
 حیات جناب صحتی باب میں ملے گی سن سمجھتے تھے یا اس کے خلاف اگر وہی سمجھتے رہے ہیں
 اور وہی سمجھ کر غلط فرماتے رہے ہیں تو ہمارے قول کے نزدیک کیا یہ ہوئی اور اگر بالفرض آپ کے
 قول کے موافق کیا ہو تو آپ کی فی الجملہ ایک محبت ہاتھ لگی سواس نظر سے قطع نظر اس قدر
 اس کے عمل کو بھی سمجھ لیجیے قال کیونکہ او تنہا نہیں سمجھ رہی ہوا اور کچھ ہی اسکا سبب لہذا دیا جاوے
 پھر تو اپنے محبوب سول کی پیروی ضرور ہوگی اقول مع غوی محبت کا زبانی ہر کوئی نہیں سے
 اسی نکتہ لاف میفرمائی نزل کہ عاشق مست جو طوبی لکے زبان تو بادل موافق مست جو محبان
 صادق کی جو علامات ہیں غم و غمین لوگوں میں دیکھتے ہیں کہ جنکے افعال سے آپ پر اتانافر
 ہو رہے ہیں آپ میں ان کی نسبت ایک ذرہ بھی نہیں پاتے دیکھ تو لو کہ انہوں نے کیسی پیروی

کی ہوا یا بسا نام آپ کی ہی پیروی کی ہو یا واقعی پیروی کی ہو قال اور مسئلہ سلام کا تو یہی
 قرار ہو گیا جو قرآن مجید میں ہے اور کوئی اقوال واقعی یہ بات ہوگی دیکھ لو کہ اگر وہ
 نے اس مسئلہ کو قرآن کے موافق جاری رکھا ہے یا خلاف قرآن کے قال مگر مشکل یہ کہ
 جو محاربات کہ خلفائے خمسہ راشدین کے وقت میں ہو ان پر لائق اعتماد اور طماننت کے اطلاع حاصل
 ہو نہ کیا کوئی ذریعہ موجود نہیں ہے اقوال یہ دوسری بات ہے پہلے ہی سے یہ بات کیوں نہیں
 فرمائی اس واسطے اور مخالفت کے جو پیشتر سے کرتے چلے آئے کیا حاصل ہو عمل خلفائے راشدین کو
 جیسا کچھ کہ تھا جسکو ثابت کرنا منظور ہو گانا ثابت کر دیکھا اسی صفحے کے نصف اخیر کی سطر ان پر بلاز
 داب کر اوسکا اقرار کرتے ہو چنانچہ لکھتے ہو صحابہ کے زمانے میں وسیع خیالی نہ ہونا جو بات مذکور
 بالکتاب تفسیر کی بات نہیں ہے مگر مذکور کتاب حارث بن محمد بن حنفیہ کا مستزاد عدم ثبوت
 چیز مذکور کا نہیں اگر با حنا متواترہ زبانی لوگوں کے متواتر کوئی بات ثابت ہو جائے تو ہرگز مفید
 یقین ہو مثلاً پکڑا جانا بانو خنسر کی کاغزوہ فارس میں وارد یا جانا انکا جناب یہ راشد
 ریضائے الجنتہ سبط رسول صلعم امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور متولد ہونا جناب
 امام المؤمنین قدوة العارفین سید الدات امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اول سے باخبر
 متواترہ ثابت ہو سکتے یقینی ہونے میں کیا شک و شبہ ہے یقین تو یہ ہے کہ آپ بھی اسکا انکار فرمائیے
 اور اپنے تئیں انھیں کی اولاد میں سے ظاہر کریں گے قال دیو حال تبسیر و توحید کے کہ و نئے تو بجز
 چند واقعات ناقابل الاشتبہ کے وقوع کے اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اقوال ہم
 بھی یہی کہتے ہیں کہ اول سے استدلال صحیح نہیں چنانچہ ہم نے اب تک اونسے کسی واقعہ پر استدلال
 نہیں کیا اور نہ کہیں نہ کریں گے مگر دیو حال جناب سامی کہ ابتدا سے فرماتے تو یہی ہے لیکن
 استدلال بھی اونسے کرتے رہے فعل کچا ایک قول کی ابتدا سے خلاف ہی رہا آپ یہ فرمائیے
 کہ وہ چند واقعات ناقابل الاشتبہ جبکہ آپ نے مذکورہ فرمایا کون کون سے ہیں کچھ تفصیل سے معلوم ہو تو
 فرمائیے باوجود اکی راہ پر غرض میں ہو کہ آپ قابل الاشتبہ فرماویں وہ قابل الاشتبہ ہو جاویں

اور جنکو شنبہ قرار دینا شنبہ ہو جاوین یا کوئی ضابطہ شنبہ اور غیر شنبہ کے دریافت کر لیا
 مقرر ہو کر کوئی ضابطہ ہو تو ایسا ہی ضابطہ ہو جسے لکھا ہو یعنی تو اتر اخبار یا اور کچھ ہو اگر اور
 کچھ ہو تو اسکو میان کیجیے قال اگر اوں کتابوں کو ہم تنباط مسائل منہ ہی میں داخل دین
 تو ہم صاف صاف ہندوؤں کے مقلد ہوں گے جنھوں نے مہابھارت کو اپنے ہاں کتب مقدسہ
 میں داخل کر لیا ہوا قول ہم اس قول کو آپ کے بہت جانج دل سے پسند کرتے ہیں اور اسل
 کا یہی مقولہ ہمیشہ سے چلا آتا ہوا ہے ہمارا قرآن اور احادیث نبویہ بھی یہی بات ثابت ہو اور اسل
 ہمارا علمائے متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اخبار کے معاملہ میں بہت چھان کچھوڑ کی ہو اور روایت کے
 حال کی بہت ہی تحقیق کی ہو اور کما ہم بہت شکر ادا کرتے ہیں کہ وہ انکی تحقیقات سے ہم خبر صحیحہ و مفید
 اور موضوع میں ہر وقت تمیز کر سکتے ہیں مگر کچا یہ قول صرف زبانی ہی ہو کہ عمل اسکے برخلاف ہو
 چنانچہ مباحثہ سابقہ سے خوب ظاہر ہو رہا ہے حال مہابھارت کا سو کیفیت و سلی یہ ہو کہ اسکے
 مولف یعنی بیاس جی کو دے لوگ صاحب جی والہام بتاتے ہیں اور اسکے اعتقاد میں یہ ہو
 کہ مہابھارت و بھاگوت وغیرہ اٹھارہ پوران وحی الہام کے کھے گئے ہیں چنانچہ اسی مہابھارت
 میں لکھا ہو کہ بیاس جی کو نارائن کھجواگر وہ نارائن نہوتے تو مہابھارت وغیرہ کو سطر جن تالیف کرتے
 اس باب میں اعتقاد ہندو کا مجموعہ الوجوہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اچکا اعتقاد ہو در بات تالیف کے متنبیل
 کے کہ آپ بھی انکے تالیف کو محمول اوپر ایسے لوگوں کے فرماتے ہیں کہ جو نبی تو نہیں مگر صاحب
 الہام ہیں اور جو حال کہ معدوم ہو سلسلہ روایت کا بیاس جی تک اور ثبات ہونا اسکا بہت
 صحیح فروع متصل بیاس جی ہندو میں ہو اس لئے کہ وہ اخبار کتب میں کما ہی غرض ہماری اس تحریر سے نصرت
 صرف کچا اطلاع دینا ہو کہ ہم آپ کے اس مقولے کو تعلیقات تبیین الکلام میں محبت پڑھیں گے
 اور اسی قول کی بنا پر آپ سے مواخذہ عظیم کریں گے یا دیکھو قال دوسرے نہ تو نہایت ہی لغو ہو
 اور بالاین التفات ہو اقول دوسرے نہ یہ طابق انکی تحریر کے یہ ہو کہ تیرھویں صدی میں تمام
 اہل قبلہ اور جماع اس کے برخلاف ہیں کہ کیونکر تسلیم ہو سکتا ہو مراد انکی یہ ہو کہ معنی قرآن جو تمام

اہل قبیلتہ السور سے برابر ایک خط پر سمجھتے رہے ہیں اور انہیں بکڑے زبان دان محاورہ دان
 عالم لغت قرآن و تفسیر متوقع نزول اہل دیانت میں اور ان معانی میں کیسے اختلاف نہیں
 کیا آج ایک شخص ناواقف بی علم کے کہنے سے ان معانی کو ہم کیونکر بدل سکتے ہیں یہ بات تو بہت
 ہی بچی اور سچی اور سہ آئینہ قابل التفات ہے کہ آپ کو کس طرح لغت اور غیر قابل التفات فرما ہیں قال میں سنا
 کہ جماعت ہست کوئی حکم شرعی قائم مثل حکم مثل میں اشد قائم ہو جاتا ہے غلط محض ہر اقوال کو
 کہتا ہے کہ ہر حکم جماعتی حکم مثل میں اسد کہتے ہیں مگر ان یہ کہتے ہیں کہ جماعت تمام ہست مہدیہ کا یہ جو بہت
 منجبر صادق کے گمراہی اور غلط بات پر نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہو تو خبر منجبر صادق کی غلط ہو جاتا اور
 محال ہے کہ جماعت ہست کا گمراہی اور غلط بات پر بھی محال ہے قال لا تجتمع امتی علی الضلۃ
 اور من سکا شکا فی النار کی صحت کی تسلیم کر نیکے بعد بھی کبھی انہی طلب کے خدا یا رسول خدا
 نے جماعت کو دوسرا شرعی یا موجد حکم نہ رہا بنایا تھا یا اسکو معصوم یا ناقابل سہو و غلط
 ٹھہرا تھا یا نہ تھا اقوال آپ و کتب بطور فرض تسلیم نہ کیجیے وال دھیں میں گفتگو کر لیجیے خواہ
 مطابق اور ضابطہ کے جواب پر تقلید شاہ ولی اسد و شاہ عبدالغفری رحمۃ اللہ علیہما کے قائم
 کیا ہے خواہ مطابق اور کسی ضابطہ کے ان احادیث میں گفتگو کر لیجیے کوئی بات باقی نہ رہے
 دل کی حیرت میں بھی بیکار نکال لیجیے سہل انون کے ضوابط عقلانیہ بہت احبار کے ایسے نہیں
 کہ کوئی صاحب عقل انہیں کچھ ستر نہ کمال سکھ اور یہ جو اپنے ماتے ہیں کہ خدا یا رسول خدا نے انہیں
 اسکو بھیجیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انیکہ اللہ علی الجماعت من سکا شکا فی النار کہ خدا
 ہاتھ جماعت پر ہے جو اس علیہ وہا وہ دفع میں ڈالا جاوے گا غور کر لیجیے کہ جس پر خدا کا ہاتھ
 ہو یا اسکا غلطی میں پڑ جائے یا نہیں اور اگر وہ غلطی میں پڑ جائے تو اسکا مخالف جو حق پر ہے
 دفع میں کس طرح پڑ سکتا ہے اسکو سمجھ کر چاہے خدا کے ہاتھ کے پیچھے آئیے خواہ میں تانی اختیار
 فرمائیے اور قیل و قال ضرور نہیں و ما علینا الا البلاغ اللہین قال اسکی بحث کے یہاں کہ میں
 رسالہ چاہیے اقوال دوسرا اساکھی تحریر فرمائیے ہاتھ میں قائم موجود نہ مانع مراحم کوئی نہیں اسکو

کہہ سکتا ہو کیسے مجتہد اسلام ہو کہ عزت رسول صلعم اور اصحاب رسول صلعم کو باوجود انکی
شدید کج طاعت مذکورہ کے ایت مذکورہ سے غافل بنا کر ان سب کو مصدق آیت و
الذین ہم عنہم ایما ناعافون کا ٹھہرتے ہو وہ نیک لوگ تھاری طرح بی علم اور ناصم تھے
کہ عین وقت ضرورت شدید میں حکم خدا سے غافل ہوتے فرض کرو کہ ابو بکر صدیق غافل
ہو گئے تھے تو عمر بن خطابؓ اور عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالبؓ اور جیسے صحابہ کبار
پر کیا یہ دفع غفلت کا پڑ گیا تھا اس قدر جم غفیر کا غافل ہو جانا ایک ایسے حکم سے کہ قبول کیے
نص صریح ہو آئینہ عادتہ محال اور متنع ہو ذری ذری سی بات پر تو بایک گم گفتگو اور شو کا بیان
کرتے تھے اور برابر قرآن و حدیث سے متسک کرتے تھے ایسی نص صریح سے ہر ہر شخص
کہ ہر اہل رب و نوبت پر پہنچتی کیونکر غافل ہو گئے کسی طرح یہ بات کسی صاحب عقل کے سمجھ
میں نہیں آ سکتی اور پھر دلیل اسکی کیا ہو کہ وہ سب کے سب غافل ہو گئے بلا وجہ و جواز غفلت کا
ایسے ایسے اہل ارادہ و اختیار مت پر وہ نہ سخت ناروا ہی سے آتش گزنا بہت این روحانیت
جان سی گشت دروان مرد و وحیست کو طرفہ یہ کہ یہ بنی جذعہ کی لڑائی کے بیان میں پیشتر
اس سے خود دیکھ چکے ہو کہ بہت کم صحابہ کا قتل ساری انکار کرنا دلیل اسکی ہو کہ وہ نزول آیت میں
و فل سے واقعہ تھے یہاں برخلاف اسکے یہ کہتے ہو کہ اسل جماع کا سبب اتفاق فیہ طبعی ایسا
تھا کہ ناخستہ اس آیت سے غفلت ہو گئی کہ میں ان کو واقف ٹھہرتے ہو کہ میں ناواقف
بناتے ہو عجبال ہو آپکا اپنی غلطی کا اقرار کیوں نہیں کرتے جو اوہ ہر الزام غفلت کا دھرتے
ہو قال جن روز اتفاق غفلت رہی اقول خدا سے ڈرو خود اقرار کرتے ہو کہ تم میں سے
خلافت عدل ہی ان میں برس کو بلفظ جنت روز جو تعبیر کرتے ہو کچھ بھی خدا کا خوف ہو
بڑا تعجب ہو کہ ایسے ایسے عاقل ایسے ایسے خدا کا کلام سمجھنے والے قرآن کے حج کرنے والے
احکام قرآن کے بشدت تمام جاری کرنے والے متقی متوجہ تہذیب سے تک غفلت اتفاق میں
پڑے ہیں قال وہس نہا کے بعد کے لوگوں نے اوسنی ہول کو اور قصدی اور لادھی سمجھا

اقول ہول کا ثبوت بھی کچھ ہو یا پیدلین جودل میں آتا ہو کچھ ہے ہو واقع میں ہول
تھا بلکہ عین مدعا قرآن تھا جس پر دھونے اجماع کر کے عمل فرمایا اور واقع میں اوس زمانہ کے
لوگوں نے اونکے فعل کو امر مقصدی اور ارادی ہی سمجھا تھا اور حبیب او دھونے سمجھا تھا حقیقت
میں ایسا ہی تھا اگر تھائے پاس کوئی دلیل غفلت کی ہو تو پیش کیوں نہیں کرتے قال
اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا میں اندھیرا کر دیا اقول قبل ظلمت تقلید تو اندھیرا تھا
اوس زمانہ میں اگر کہیں اصحاب کہا کہ یہ خلاف مدعا آیت کا سمجھا تھا تو اسے کیوں نہیں
مشعل روشن کی مگر نبی اک اپنے بارادہ اطفال نور قدیم کے جلالی ہوئے ہیں یونہی لطف
لَقَدْ اَنذَرْتَهُمْ بَاۡفَاۡهُمْ وَ اَللّٰهُ فُتِمُ نُوْرٌ وَّلَکُوْنُ الْکَافِرُوْنَ ۝ اَیْکِی وِہی شل ہو جو قرآن میں
وارد ہو مثلاً لَمَّا اَشْرَقْنَا نَارًا فَلَمَّا اُتِیْنَا مَآحِقَ الْكُفْرِ اَنۡذَرْتَهُمْ لَکَذٰبِ اللّٰهِ
یَنْۢزِلُ دُھُوْرًا فَمِنْ کُفْرٍ فِی ظُلُمٰتٍ لَّیۡلٍ مُّجْشِرٍ وَاَنۡذَرْتَهُمْ نَارًا مُّجْشِرَةً فَمِنْ کُفْرٍ فِی ظُلُمٰتٍ لَّیۡلٍ مُّجْشِرَةٍ
پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ باب تقلید تو بہت مدت بعد کھلا ہوا ائمہ مجتہدین تو قلعہ صحابہ تھے امام
شافعی رحمہ اللہ علیہ تو صحابی کی تقلید سے قیاس کو بھی ترک نہیں کرتے چنانچہ وہ فرماتے
ہیں کہ نحن جال ہم جال ہم بھی آدمی ہیں اور وہ بھی آدمی تھے بھلا ایسا شخص جو قیاس کو بھی
صحابی کے قول پر قدم رکھتا ہو نص صریح کے مقابل میں اصحاب کی تقلید کس طرح کر سکتا ہو
ہاں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ بہت زیادہ تر متوجہ بظرف تقلید اصحاب رسول صلعم کے ہیں
سو وہ بھی اس قدر جانز رکھتے ہیں کہ قیاس کو انکی تقلید سے چھوڑ دیا ہو نہ کہ نص صریح کے مقابل
میں بھی تقلید صحابی کی کی جاوے چونکہ ائمہ اربعہ تک تقلید کا تذکرہ بھی بہت ہی کم تھا اور بعد اونکے
بھی ایک مدت مدتی تک علمائے ایسے ہیستے رہے کہ بابت تقلید تھے بلکہ اکثر ائمہ اربعہ سے مسائل
میں خلاف کرتے تھے پس قول مجتہد کا کہ اوسکے بعد دنیا میں ظلمت تقلید نے اندھیرا کر دیا صاف
غلط اور محض حکما بازی اور ضلالت اور ضلال ہے قال اور از خود بلا قصد اجماع اس پر
اجماع ہو گیا اقول بھلا کوئی شخص بجز مجتہدین یا سفیہ کے یہ بات کر سکتا ہو کہ بلا قصد اجماع

ہو گیا کیا یہ قول مجتہدین علیہ السلام است و باب جواز استرقاق بلا قصد جالت خواب میں اونکی
 زبان سے نکلے تھے یا بطور نہل کے اونھوں نے کہے تھے جو یہ کہا جاوے کہ بلا قصد اجتماع ہو گیا ان
 اغلو طات کچھ حاصل نہیں قال تفصیل و سکی یہ ہوا قول اجمال تو دیکھا گیا کہ اس سے
 سرسراھا و مجتہد کا یہ اعتقاد تفصیل کو بھی کھینا چاہیے کہ اس دیکھیے کیا گندہ پیتی ہوا قال
 عرب میں رواج لونڈی غلام کا اور لڑکی کے قیدیوں کو لونڈی و غلام بنایا گیا ایسا قدیم
 چلا آتا تھا اور ایسا عجیب سمجھا جاتا تھا کہ کسی کے دل میں اسکا خیال بھی تھا کہ وہ سکی موقوف
 ہوگی اقول ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ شرع علیہ السلام ہر طرح کے رواج غلامی کو جائز نہیں
 رکھا صرف اسی غلامی کو جو مبنی بر قواعد عقلیہ تھے جائز رکھا اور باقی کو بذریعہ حکم صاف کے
 بند کر دیا اور وہ غلامی جو جائز رکھی گئی تھی صرف یہی تھی جو کفار عرب یا یکدیگر لڑکر راز و بی علم
 و استیلا کے ایک دوسروں کو یا اونکی ذریت کو قید کر لاوین چنا پڑا تب اس طرح علی غلامی شرعاً
 باتفاق علما جائز ہو اور یہ قول کہ ایسا قدیم چلا آتا تھا اگر تصاف غلام پر مجتہد صاحب نے اب تک
 کوئی دلیل اس پر پیش نہیں کی اور بلا دلیل تو ہم دیکھی بات پر اعتماد نہیں کرتے علاوہ بران قدمت تلزم اسکا نیز
 کہ کسی کے دل میں خیال اسکی موقوفی کا نگزرے اگر اس ملازم پر مجتہد صاحب کوئی دلیل پیش
 ہوں تو ہمیشہ کریں سوا اسکے اور بہت سبب جہاں جہاں قیدی کی عرب میں تھیں اور نے عجیب شمار کی
 جاتی تھیں یک نخت موقوف ہو گئیں علاوہ برسوم جہاں جہاں بعض امور جو شرائع سابقہ میں بھی جائز
 تھے اور قدیم سے چلا آتے تھے ہجرو ایک حکم کے ایک آن میں موقوف ہو گئیں قدمت کسی چیز کی
 مستلزم اسکی نہیں کہ کسی کے دل میں خیال اسکی موقوفی کا نہ اسے اور پھر نگندہ نا خیال
 موقوفی کا کسی کے دل میں مستلزم اسکا نہیں کہ بروقت حدود و حکم تحریم کے موقوف نہ ہو جاوے
 قال اس خیال کو بعض افہات اہل آراء اسلام نے نص میں لڑائی کے قیدیوں کو بطور
 زناہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اور کفر مذہب اسلام کے ان احکام تحریم سے وہ لونڈی و غلام جو
 قبل از ولایت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے کہ

متعدد احکام اور انکی نسبت قرآن وحدیث میں موجود تھے اور بھی زیادہ محکم اور سچہ کر دیا تھا
 اقول اس بنا وٹ کی تقریر سے جو سب الفاظ مجہول ہو چکے ہیں علامت نہوا یہ جو کہتے ہو کہ لڑائی کے
 قیدیوں کو بطور سزا مذقیر اور مذبی وغلام سمجھا اس سمجھا کا فاعل کون ہو یعنی یہ سمجھنے والا کو
 ہو یا یہ جو جہل میں یا کوئی اور ہو اگر یہ غیر صلیہ میں تو ہم پوچھتے ہیں کہ انھوں نے مطابق حکم خدا
 ایسا سمجھا یا برخلاف حکم خدا کے اگر مطابق حکم خدا کے سمجھا تو میں شریعت اور واجب الاتباع
 ہو اور اگر کوئی شخص غیر خدا کی ایسی سمجھ کو برخلاف حکم خدا کے سمجھا تو ہر آئینہ کافرونہ دین حق
 اور اگر وہ سمجھنے والا کوئی اور ہو تو اسکی ایسی جاہلیت کی سمجھ کی قدر میں غیر صلیہ کیوں کی غور تو
 کیجیے کہ جو شخص کہ باعلان تمام یہ فرمے اَنْفَضَ النَّاسُ لِيْ لِلّٰهِ صِدْقٌ فِي الْاَسْوَءِ سَنَةٍ
 الجاہلیہ مبعوض ترین آدمیوں کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہو جو اسلام میں رسم جاہلیت کا
 خواہان ہو بھلا وہ شخص کس طرح کسی کی تجویز کی ہوئی اور سمجھی ہوئی رسم جاہلیت کے اجرا کا رونا
 ہو سکتا ہو جسکو حکم صریح ہوا اَنْفَضَ النَّاسُ لِيْ اَلْكِتَابُ بِالْحَقِّ لِيُحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا
 اَرَادَ اللّٰهُ فَوَلَدَ لِيْ لِيُحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَادَ اللّٰهُ فَوَلَدَ لِيْ لِيُحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَادَ اللّٰهُ
 آدمیوں میں مطابق اس کے جو خدا نے تجا و کھایا ہو اور نہ تو خیانت کرنے والوں کی طرف سے
 جھگڑنے والا یعنی خیانت کرنے والوں کا مددگار نہ جسکو حکم صریح ہوا اِنْ اَحْكُمْتُمْ بَيْنَهُمْ
 بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اِنْ يُّفْلِقُوا عَنْ نَّبْعٍ مَّا اَنْزَلَ
 اللّٰهُ اِلَيْكَ اور یہ کہ حکم کر تو درمیان لوگوں کے مطابق اس کے جو خدا نے نازل کیا ہو اور نہ پوری
 کیجیو تو انکی خواہشوں کی اور ہتھیار ہوا و ناسے کہ محکموں میں نہ ڈالیں یعنی نہ ہٹا دیں بعض
 اوس چیز سے کہ خدا نے اتاری ہو تجھ پر قیامت آگئی کہ باہر نہ تہ کی بات شدیدہ شخص خائنین
 اور مجاہد کی پیروی کرے اور خدا کا حکم نہ مانے نَكَادُ السَّمَوَاتِ يَنْقَطِعْنَ مِنْهُ وَكَانَتْ
 الْاَشْجَارُ وَتَحْتِهَا الْاَنْبِيَالُ حُلْدًا اَتْرَكِبُ بِكُمْ بِحَبْطِ بُرَيْجِ السَّمَانِ اَنْتَ اَوْ يَحْبِطُ جَاوِسْ
 زمین اور اگر نہیں بہار شروع ہو کر اور یہ جو کہتے ہو کہ نہ ہو سب المم کے ان حکام سے جن کو

لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے
 تسلیم کیے گئے تھے آپ ہی فرمائیے کہ یہ احکام قرآن و حدیث کے جسکی ترقیت اون ترقیق کی
 تسلیم کی گئی تھی کسی تھی یا خدا ہی کی تھی یا کسی اور کی تھی اگر خدا کی تھی تو جب بموجب احکام خدا
 ترقیت تسلیم کی گئی اور جب اون احکام تسلیم تھیں تو اس احکام ہوا تو یہ جو آپ دعویٰ کرتے تھے کہ
 بموجب نسخہ ماننے کے تسلیم کی گئی تھی صاف مجھوٹا ہو گیا اور جب بموجب احکام خدا کے ترقیت تسلیم
 کی گئی تو تسلیم عین شریعت ہو کر جب تک تسلیم مکملات نفس منسوخ نہ ہو گئی تب تک ابد الابد قائم
 و دائم رہیگی لا یموت ولا ینزل الحکمہ اوسکے حکم کا کوئی بدلنے والا نہیں اور یہ جو آپ فرماتے ہیں
 متعدد احکام ان کی نسبت قرآن و حدیث میں موجود تھے آئے اس مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا
 یعنی بعد ان سب و س کے معاملہ ترقیت کا محض رسم و خیال ہی نہ بلکہ حسب احکام قرآن و حدیث انکی
 نسبت متعدد و صا در ہوئے اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر نے اس کے کو لونڈی غلام بنایا تو اس کا ملہ
 شرعی ہو گیا اور خیال و رسم کا جو شبہ ہوتا تھا وہ بھی جاتا رہا اور معاملہ بجا شریعتی عمل و معاملہ
 شریعی کے بچتے ہو گیا یہاں ایک بات اور بھی قابل بیان ہے جو محدثہ دہر اور پکا ہے کہ اس جماع کا سبب
 کوئی حکم احکام مذہبی سے تھا بلکہ ایک اتفاق طبعی ایسا سبب تھا کہ ناؤستہ اس سے غفلت
 ہو گئی یہاں یہ فرماتے ہیں مذہب اسلام کے ان احکام نے جن کو لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت
 حریت لونڈی و غلام ہو گئے تھے بطور لونڈی غلام کے تسلیم کیے گئے اور متعدد احکام انکی نسبت
 قرآن و حدیث میں موجود تھے اس تقریر سے مجتہد و ہر کی تقریر سابقہ صاف باطل ہو گئی اور ظاہر
 ہو گیا کہ سبب جماع ہی احکام مذہبی مخصوصہ قرآن و حدیث ہیں اور جماعت سبب نہیں احکام
 کے اپنے عقد ہوا کہ ترقیت با قید زمان کے عموماً شریعت جابر ہے اور احکام مخصوصہ مخصوص کسی
 زمانہ کے ساتھ نہیں ہیں پس جو شخص کہ مدعی خصوصیت احکام مذکورہ کا ساتھ زمانہ بدوہ اسلام
 کے ہی ہرگز نہ مخالف جماعت و جماع کے ہوا تو قول اسکا سبب مخالفت اجماع ہرگز نہ مردود ہو
 قال اخیر غزوات میں آیت من و فدا نازل ہوئی اقول یہ بات غیر مسلم کے کہ اخیر غزوات میں نازل

ہوئی اشد تحریر طویل مجتہد عصر نے کی مگر اب تک اس کے اثبات پر کوئی دلیل شرعی بجز توہمات و
 تخيلات فاسدہ کے پیش نہیں کی مگر تسلیم اس کی ہم یہ کہتے ہیں کہ پھر بھی تو اس کا کالونڈری وغلام
 بنانا غیر مسلم کے جائز رکھا اور قتل بھی جائز رکھا چنانچہ موزن کے ایک آدمی کو پکڑا اور قتل کر دیا
 اور ذرات میں سے خمس آپ لیا اور باقی کو اصحاب تقسیم کر دیا اور خمس میں ایک یا دو لوگ کیا ان
 عمر بن خطاب کو عطا فرمائیں اور غزوہ اوطاس میں جس قدر سبایا غنیمت میں آئیں ان کو عطا
 کو بانٹ دیا چنانچہ یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ہم نے ثابت کر دیے ہیں پس بعد اس آیت کے بھی حکم
 جواز قنیت میں بعد جناب رسالت مآب صلعم کچھ فرق نہ آیا اور بدستور بموجب فرمان غیر صلعم
 کے جاری و نافذ رہا قال و اس آیت میں بھی قیدیوں کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوئی قول
 میں احکام محصورہ کو نہیں سمجھا ایسا یہ کوئی قسم احکام کی ہو جیسا منصوصہ و مفسرہ اور محکمہ
 اور ظاہرہ یا کچھ اور اس کے آپ کی کیا مراد ہو غنایت فرما کر اس کی شرح فرمادیجیے قال اور ان کا لوند
 و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہیں بلکہ بوجہ صریح بطل کیا گیا اقول ہر گاہ کہ قبول مجتہد کے
 رسم غلامی رسم قدیم تھی اور اس کے متروک ہو جانیکا کیسے خوشیاں بھی تھا اور احکام قرآن و احادیث
 اور افعال غیر صلعم سے زیادہ تر احکام و سکا ہو گیا تھا ایسے قضای بلاغت قرآن و مقتضا
 حال تو یہ تھا کہ اس کے ترک اور مانعیت کا حکم بہت تصریح سے الفاظ صریح بہت ہی تاکید کے
 ساتھ نافذ ہوتا جس طرح حکم حرمت خمر و زنا نافذ ہوا ہوتا یہ کہ الفاظ صریح محکمہ غیب سے آگیا ہوا
 کہ احکام جواز قنیت ایسی مخصوص و مفسرہ اور صاف جواز قنیت پر دلالت کرتی ہیں کہ ان میں
 کسی بان دان کو شک نہ شبہ نہیں رہا یعنی اس سے نہیں کہ وہ احکام دالہ اوپر جواز قنیت کے
 منسوخ ہو گئی یا بدستور باقی ہیں اگر بدستور باقی ہیں تو دعوی بطلان کا باطل ہے اور اگر نسخ
 ہو گئی تو یہ آیت ان کی مانع ٹھہری اور چونکہ آپ خود تحریر میں کہ ابطال استرقاق بالفاظ صریح نہیں
 ایسے آیت کس طرح مانع احکام منصوصہ و مفسرہ کے جو ایسے صریح ہیں کہ ان کی صریحت میں آپ
 کو بھی شبہ نہیں ہو اور انھیں احکام کی بنا پر آپ بھی قنیت نہیں کہ ابتدا سے اسلام میں

رقت اسلام میں بھی تسلیم کی گئی نہیں ہو سکتی کیونکہ جو احکام فہرست صاف ہیں وہ فی لیل
 مجمل اور غبی سے منسوخ نہیں ہو سکتے آپ رہا حصر سواو سکا بھی یہ حال کہ کوئی لفظ اس آیت میں
 ایسا نہیں کہ حصر پر لالت کرتا ہو اگر آپ یہ کہیں کہ کلام انا واسطے حصر کے ہو تو ہم کہیں گے کہ غلط
 بات ہو تھے اور پڑا تے کر دیا ہو کہ وہ مادہ مانعہ الجمع میں بھی جیسا کہ یہاں ہے استعمال ہوتا ہو اور اگر
 معافی میں بھی ہو حصر کے استعمال ہو پس اس دعا حصر بلا دلیل باطل ہو اگر آپ کہیں کہ فخر رازی نے
 لکھا ہو کہ انا واسطے حصر کے ہو تو ہم کہیں گے کہ لغت عرب میں جیسے آپ ویسے فخر رازی فرق
 اتنا ہی ہو کہ وہ بلکہ رخصہ عراق جمع کے ہیں آپ بلکہ دہلی ہندوستان کے ہیں کسی عرب عرب کا
 قول سند لائے پاسی نحوی یا عالم لغت کے قول سے استدلال فرمائیے اور ہر گاہ اہل حجاز قریش
 اور دیگر عرب عرب کا کلام انا کو مفید حصہ نہیں سمجھا تو بالیقین جانتا چاہیے کہ وہ کلمہ ہرگز واسطے
 حصر کے نہیں اگر واقع میں وہ کلمہ مخصوص واسطے حصر کے ہوتا تو اہل زبان کہ تکلی زبان میں قرآن
 نازل ہوا ہو بلا شک ایسا ہی سمجھتے اور بقضائے حصر کے عمل فرماتے اور جو ہر سترفاق کے بالقرین
 اجماع نہ کرتے تھے اور ورون کا توند کو رہی کیا ہو خود صاحب جی نے بھی کہ جنسے زیادہ کوئی قرآن کو
 نہیں سمجھتا اما کو اس آیت میں مفید حصہ نہیں سمجھا اگر ایسا سمجھتے تو اس کا ہوا زن اور او طاس
 وغیرہما کو کیوں فریق بنا لیتے اور بعض ہوا زن کو کیوں قتل کر دیتے قال بعد نزول اس آیت
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ تمام اسرار پرین و فدا کیا الہا جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا
 تھا اس سبب خیال حصر کو جوہر آیت پر نہوا اقول سر اس جوہر شبہ بات ہو اسرار مذکور کو فدیہ لیکر
 چھوڑا تھا اور کچھ حکم سرچ مانع کا نافذ ہوا اور پھر کسی محارب مقابل کو فدیہ لیکر چھوڑا نہ ہوا
 لکھا بلکہ فدیہ چھوڑا چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر گئی اور مجتہد عصر جو یہ فرماتے ہیں خیال حصر موجودہ
 آیت پر نہوا تکذیب اس قول کی خود انہیں کے قول سے جو بیان جنگ بنی جذیمین فرمایا ہے
 اس قول سے ظاہر ہو کہ اکثر اصحاب کو اس پر تعجب علم تھا اور اجماعی طور پر اس آیت کے سمجھے تھے علامہ
 ہم کہتے ہیں کہ خیال حصر کے کیا معنی یہ خلاف ہر شے عمل میں آتا ہے قصیدہ شریف جناب مجتہد دہلی کا

کہ (جو کہ قبل نزول آیت کے بھی ایسا ہوتا تھا اس سبب خیال حضور وجود آیت پر نہ ہوا) عجیب
 قضیہ قابل تماشہ کہ مقدم کو تا کی سطحی حیرت از منہ میں یعنی ہونا عمل کا اور قتل و استرقاق اور من و فدا
 کے قبل از نزول آیت عدم جواز قتل و استرقاق و حضور جواز من و فدا کے مستلزم سکنا
 ہرگز نہ گز نہیں کہ عدم جواز قتل و استرقاق اور حضور جواز من و فدا پر خیال نہ ہو و دیکھو قبل از نزول آیت
 تجرید کج و منع جمع بین الاختین کے عمل اور از دواج مافوق الاربع اور اداون الاربع اور جمع
 بین الاختین اور عدم جمع پر ہوتا تھا اگر عمل سابقہ موجب عدم لحاظ ہوتا تو لازم آتا کہ جسطرح قبل
 مجتہد آیت من و فدا میں خیال حضور پر ہوا ایسی ہی ان آیات میں تحریم مافوق الاربع اور تحریم جمع
 بین الاختین پر بھی خیال نہ ہوتا و الا لازم باطل فالملزوم مثلاً غرض کہ سبب تفسیر لائل مجتہد و بہرے
 تمام وہی بات بر خلاف منوال علم اصول میزان و مناظرہ کے اور سبب ہیچ و پوچھ میں بھی ہم
 یہ دریافت کرتے ہیں کہ حضور پر کس کو خیال نہوا یا پیغمبر صلعم کو نہوا یا اصحاب کو نہوا اگر پیغمبر صلعم کو خیال
 نہوا تو وصاف ثابت ہو کہ واقع میں دعا حضور غلط اور خلاف مراد صاحب حق کے ہو اور اگر اصحاب
 کو خیال نہوا تو پیغمبر صلعم نے کیوں خیال نہ کر لیا اور کیوں خیال نہوا کیا تبلیغ اور سنن کی باعلان
 تمام مثل تبلیغ دیگر آیات قرآن کے نہ فرمائی گئی تھی اور تعمیل حکم کیا تھا اَللّٰہُ شَاقُّ بَلِیْغٌ مَّا
 اَنْزَلَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابٍ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَاَبْلَغْتَ رَسَالَتِیْ کہ پیغمبر صلعم کی کئی دیکھو تو عمل
 علم معانی و بیان آیت کی تفسیر میں کس خوبی کے ساتھ تین کلمات آیت کس بات کو ثابت
 فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلعم فری سنیات کی تبلیغ میں بھی طبعی حکمت غفلت نہیں کی اور جو احکام نازل ہوئے
 اور کیا ایسا اعلان کیا کہ طبعی حکمت شک شبہ تبلیغ میں نہ رہا چنانچہ بتائید اور کتب بخاری روایت
 کرتے ہیں عن عائشۃ قالت من حدّثک ان محمداً علیہ السلام حدّثک بشیء مما انزل علیہ
 فقد کذب و حدّث یقول یا ایہا النّسول بلغ ما انزل الیک من ربک الایہ عائشۃ
 فرماتی ہیں کہ جس نے یہ بات تجھے کہی کہ محمد علیہ السلام نے اوس میں جو خدا نے اوپر اتاری ہے
 بھی چھپا یا تو اسے جو خدا نے انشان یہ کہ خدا فرماتا ہے رسول بھی طبعی حسہ ہو سکتا ہو گو کہ کوئی

اور سچ کو جو تجھ پر تری ہو تیرے پروردگار کی طرف سے اور اگر ایسا نکلیا تو تو نے اس کی پیغمبری کی کچھ
 سچی تبلیغ کئی اور اگر حقیقت تبلیغ کامل ہو گئی تھی تو باوجود سمجھ لینے حکم اور تبلیغ کامل کے کیا وجہ
 تھی کہ کسی کو بھی خیال نہ ہو اپنا سچ حال سے غالی نہیں کہ یا کلامہ یا کالہ از رو لغت عرب کے مفید حضرت
 یادر با حصہ کے اوسین کچھ اجمال ہو یا یہ کہ حکم صریح جو بنی نہیں پایا کہ یہ دواستہ اوس حکم کی تعمیل نہیں
 کی یا یہ کہ دوجہنی اما سے وائفت تھے صورت خامسہ تو نہایت مستبعد ہو بلکہ مستغنی ہو کہ وہ ایک اصحاب
 پیغمبر صلعم خاص تھے اور ان میں اکثر لوگ قریش تھے کہ جنکی زبان میں قرآن نازل ہوا ہو فائدہ کا
 کسیر تا کہ بلسا لکھتے الآیہ صورت رابعہ کے قابل کو نہ سخت بدوین اور ملی سمجھتے ہیں اور واقع
 میں اسکا قابل ایسا ہی ہو کہ پیغمبر صلعم اور حبلہ اصحاب کبار اور حیار راست کو دنیا خیر القرون ہونا بخیر
 منجہ صادق ثابت ہو چکا ہو انکو فاسق اور شر القرون کہنا جو صورت ثالثہ ہمارے مفید ہو اور صورت
 ثانیہ بھی اسکا مدعا کی مفید ہو کیونکہ صورت اجمال کے اصحاب رضوان اللہ علیہم پر بھی مرد واجب تھا
 کہ اوس اجمال کی تفسیر بیان قولی یا فعلی صاحب حی علیہ السلام دریافت کر لے اور چونکہ بیان فعلی
 واقعہ ہوا زن اور لو طاس وغیرہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ اما واسطے حصہ کے نہیں تو جواز تفریق
 پر جواز و نھوں عمل فرمایا ہے نہ عمل او حکام مطابق آیت ففسرہ ہو اور صورت اولیٰ عین مدعا ہمارا ہے
 قال اور اس کے بعد قلیل طائیف میں رسول خدا صلی علیہ وسلم طاعت فرمائی اقول اگر قلت اصنافی مراد ہو تو ہوتا
 انتہا تک خود راہ دنیا ہی قلیل اور چند روز ہو اور اگر فی نفسہ و من مانہ کو دیکھیے کہ جس روز سے آپ عی
 غیثا بہت نزول آیت کا کرتے ہیں تا روز وفات پیغمبر صلعم کہنا ہو تو دو برس اور چار مہینے ہوتے ہیں
 یہ کچھ زمانہ قلیل تھا اس میں مدینہ متبعہ بار بار سورہ محمد صلعم نماز میں اور ملاوت میں اصحاب پیغمبر صلعم نے سنی
 اور پڑھی ہوگی اور چونکہ یہ آیت بہ نسبت ایک امر اہم تعلق جہاد کے نازل ہوئی تھی اور اس عرصہ میں
 جہاد سے سرایا اور بیعت حضرت خیمہ جہاد کے واسطے بھیجے ممکن تھا کہ اس حکم سے جو نچلا امور متعلقہ
 جہاد تھا سرایا اور بیعت اور امیر ان لشکر کو اطلاع نہ دی ہو کہ جسے جو حکام نازل ہوئے ہیں وہی تو
 بہت اعلان کیا تھا نہادی فرمائی گئی احکام سورہ برات کے واسطے ابوبکر صدیق اور علی رضی اللہ عنہما

حکم اجر احکام نافذ ہوا۔ اصحاب میں ایسا کوئی نہ رہا کہ جس نے حکم حرمت سمجھا اور ایت تحریم سے پہلے کہ
 ایت وہ ہی جو سورہ نسا میں ہے چنانچہ یہ بات حدیث ابوداؤد سے ثابت ہے اور وہ ایت یہ ہے اَلَّذِي
 الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَقْرُبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۝۴۰
 مومنو! اپنے نماز کے احوال میں کہ تم نشہ میں نہ ہو جب تک کہ سمجھنے لگو اور من بات کو جو تم کہتے ہو وہ
 اس کے کچھ حرمت عمر کی ثابت نہیں ہوتی صرف حکم ہے کہ جب تک نشہ میں نہ ہو تب تک نماز کو نافذ اور نہ
 یہ ہے بلکہ حکم کچھ ممانعت فرمائی تھی چنانچہ بعض اصحاب نے کہتے تھے اور حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کی اطلاع تھی اگر منع
 و حرام ہوتی ہوتی تو بیشک پیغمبر صلوات اللہ علیہ وسلم اس کا تذکرہ کرتے اور ضبط جبر و نزول ایت تحریم کے منافی تشریح د
 فرمایا پہلے ہی ایسا تشریح اور منادی کر لے البتہ یہ قدر شکیک ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیزوں کے متعلق
 میں بغور و فساد آجاتا ہے اور موثر غفلت میں ہمیشہ محتر زربہ میں نہ ہو کہ اور وہ اس کے حق میں قبل تحریم
 مباح سمجھتے تھے پھر بھی کہ وہ جانتے تھے مگر قبل از نزول ایت تحریم حکم تحریم کا نہیں دیا اگر بطور فرض حال میں
 بھی فرض کر کے پہلے کسی سے منع فرما دیا ہوتا تو اس کی سبب کسی قسم کے اجمال کے کسینے حرمت سے کیا تھی اور نہ محتاج بیان کی
 رہی و جب ان کا ایت ثابت ہو گیا تو وہ کبھی نہ ہو سکتی تھی یہاں تک کہ عارفین نے یہ تحریم فرمائی کہ یہ بات
 ثابت ہوئی کہ ایت من و فدا اور باب وجوب من و فدا کے محمل ہے جو شرط ہے تحریم محمل تھی اور محتاج بیان کی
 ان کی جگہ کہ بیان اس کا قول آیا فعلاً شائع ہو گیا ہے کہ ایت تحریم فرمائی کہ ہو گیا یا نہ ہو
 نہ ہو تو قضا بہات میں داخل رہی اور عل و عل و عل و عل ہو گیا اور اگر بیان ہو گیا ہو تو غصہ ہو گئی سو ہم کو
 کرتے ہیں کہ اگر وہ بیان فعلی کے واقعہ ہوا زن اول و طاس و بنی قریظہ وغیرہ وغیرہ کے بیان اس کا
 ہو گیا اور من و فدا و اجنب ٹھہرا ہے کوئی بیان ایسا کہ جس سے وجوب من و فدا ثابت ہو نہایت نہیں کیا
 پس یہ نظریہ کہ یہاں تک کہ عارفین نے کہ کوئی کلام ایسا ہو جو سب کو اہل زبان نے
 خوب سمجھا ہو مگر اہل زبان کے سمجھنے کے واسطے کوئی امر جو مانع فہم لغت ہو نہ ہو نہ ضروری ہو نہ دیکھو و نہ سمجھو
 مصرعہ صدر قال بیع اموات والا ممنوع ہونے پر بعد از عمر خلافت حضرت عمرؓ کا بیع ہوا تھا
 اقول اس ایک مدعا ثابت نہیں ہو سکتی ایک مدعا تو ثابت ہے کہ جب صحابہ کا اجماع حضرت عمرؓ

کی خلافت تک اس پر ہوتا کہ بیع اموات اولاد جائز ہو اور چونکہ اجماع صحابہ کا اس پر بھی نہیں ہوا بلکہ دو تین ہی
 کا یہ گمان تھا کہ بیع اموات اولاد جائز ہو اور ان تک وہ حکم تحریم نہیں ہو چکا تھا اور اور صحابہ کرام
 حکم سے مطلع ہو گئے تھے لہذا واقفیت دو تین آدمی کی تھی نہ ہزاروں آدمیوں کے کچھ تبعہ نہیں بن سکتے
 مانع کہ یہ کہہ دو باعتہ ان کے کولی بھی قائل و جواب من و قدا کا نہیں ہوا علاوہ ہر ان وہ خبر جبر
 حرمانت اموات اولاد کی پرستو از نہیں بلکہ بیشتر مورخین بھی نہیں یہ یوں بحالت عدم تواتر کے ناقصیت
 دو تین یا دس کی بجائے ہزاروں کچھ تبعہ نہیں مگر چونکہ آیت من و قداستواتر ہو اس کا واقعی حلالہ صحابہ
 بینہ صبر سلم کی بالبدیدہ باطل اور قال متعہ کے غیر منع ہو پتہ متعدد صحابہ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی
 خیال تھا اقول کلام میں بعینہ وہی کلام ہے جو بیع اموات اولاد میں گذرا مگر یہ بات غلط ہے کہ حضرت
 علیؑ کو بھی خیال تھا کیونکہ بخاری اور مسلم اور مطہرین راوی حدیث متعہ کے خود جناب علی رضی اللہ عنہ
 عنہ ہیں اور کتب احادیث اثنا عشر میں بھی روایت حرمت متعہ کی خود انھیں علی جناب ہے گو کہ
 وہ کسی طرح پر محمول ہوا اور سیدنا کو کسی طرح نظیر ناواقف مسئلہ مانع فیہ کے نہیں ہو سکتا کیونکہ ان تک اس مسئلہ
 میں جملہ اسلام کا اختلاف باقی ہے ایک فریق اس کو جائز دوسرے فریق ناجائز کہتا ہے اور اس مسئلہ پر انعقاد
 اجماع صحابہ میں بھی باہم کلام ہے قال خلفا راشدین کے زمانہ میں سب جنہا انہو نکاح کیجی سب ہوا کہ ان کے
 وقت میں اس مسئلہ پر بحث ہو چکا ہے کہ موقع ملا اقول اول تو دعویٰ نہ خیال ہو چکا ہے باطل اور
 اوپر مجتہد صاحب کے پاس کیا دلیل ہے جو سب برابر حکم ستر قاق جاری رہا تو نہ خیال انہو مجتہد صاحب کا
 خیال باطل ہے ثانیاً غلط موقع کا دعویٰ بھی سراسر باطل ہے موقع بحث کا احکام علی جہاد میں جہاں وقت
 خلیفہ جہاد جو خلفا راشدین کے ہی وقت میں تھا کو انسان زیادہ ہو سکتا ہے اگر آیت من و قدا کا مطلب عافیت
 خیال باطل مجتہد کے ہوتا تو شیک شہرہ بھی وقت تھا کہ اس وقت میں نہ وہ بحث واقع ہوتی تو اس زیادہ
 ضرورت بحث کو وقت تک لو کوئی بھی پیش نہیں کیا تا نکاشا اسیران ہی جاذبہ کے بحث میں خود اقرار
 کرتے ہیں کہ بہت صحابہ آیت من و قدا سے واقف تھے اور انھی سب سے اونھو وقت قتل اسیران کا کیا تھا
 میں حیران ہوں کہ یہاں برخلاف اسکے دعویٰ خیال غلطی کا کس زبان و وہاں غلطی نہیں پس ظاہر ہوا

کہ یہ بیخاطلط محبت کا بتقلید لایا ہوگا کہ جو بس قال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تین کچھ طبع
 کہ نہ بین جن ہم کو گئی اقوال جو بھی بات اور سربراہی ہو تو تین کے لئے روبرو معاملہ یا فتوح شام اور جزیرہ
 و بلاد و قس و بعض ملایا اور وہ بہ سپہ سالاری خالد بن لید کے کی خلافت میں ظہور میں آئی مائشا، اللہ جناب
 مجھے کہ جو جیسا اور علوم میں زیادہ تر دخل ہو غلط تاریخ و سیر میں بھی اور کچھ کم نہیں علاوہ برائے عرف
 رہنا بطرف مرتدین کے مانع اسکا نہیں کہ احکام قرآن کے اجر سے غفلت کی جاکو اور فو کو صغیر کیا
 بھی محو کر دیا جاکو اثر نہ رہا رون احکام شریعت جاری کیے جاتے تھے تعجب ہو کہ صرف یہ ایک حکم اجر میں
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کو غفلت ہو گئی قال حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ میں غلطی خلافت
 سے بہت دور دور کا فاصلہ پر لڑیاں ہوئیں ماقول اس سے عدم توجہی یا نہ ملنا موقع بحث کا آیت میں
 خدا پر کس طرح لازم آیا سنن و تجات پر توجہ یا مسائل میں بحث کا موقع ملتا رہا کیا وجہ تھی کہ صرف
 اسی ایک امر اہم کی نسبت کسی بات کا موقع نکلا اور بر خلاف اسکے عمل فرماتے رہے ایسے خلیفہ نامی کہ
 جاری کرنا اور احکام قرآن کو بشدت و کد و جہد عالم میں معروف و مشہور ہو کہ کس طرح رواد جاری
 رہے ایک امر مشروع کے جو قرآن سے ممنوع ہو ہو قال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت آپسکے جھگڑے
 میں انجام ہوئی اقوال شاید جو عصر کے ذہن میں یہ ہو کہ تمام مدت خلافت میں کبھی انھوں نے
 ختم قرآن نہ فرمایا اور پہلے اس جو قرآن پڑھا تھا یا سنا تھا وہ کبھی وہ جھگڑے میں بھول گئے کہ
 قرآنی خیال میں بھی نہ ہی قال ولما حمس علیؑ لام کی خلافت تو آفتاب یوم باران کا منہ تھی
 اقوال جناب مجتہد صاحب کا ان وجوہ فاسدہ تو یہ بات لازم آئی کہ موقع توجہ کا صرف اس آیت
 کی طرف توجہ نہ ہو بلکہ ایسا جھگڑے بھی مانع توجہ کے ہیں غالی ٹھینا بھی مانع توجہ ہو جہاد و پرورداری
 اور کفار بلا و قریبہ بھی مانع ہو بلا و بعد پر جہاد کے لیے لشکر بھیجا بھی مانع توجہ ہو تھوڑے دنوں کی
 خلافت بھی مانع بہت دنوں تک کی خلافت بھی مانع ہو ایک حکایت ایک نیل گو دو حواری
 والے کی کہ صورت شیر کی پسینہ جسم کچھ لپٹا چاہتا تھا آپ نے اس بھی نہیں اور وہ بھی نہیں پر یاد آئی کہ
 کہ کھتا ہوں مہش نو می این حکایت لہذا صاحب بیان در طریق و عادت قمر و میان

بر تن و دست گفتا بید رنگ	میز ننداز صورت شیر و لپک	بر چنان صورت پیا پیر گوند
از سر سوزن کبود میازند	سوی لاک بشد قزوین	که کبود مزن بگو شیر بن
گفت چه صورت زخم و بهلوان	گفت بر زن صورت شیر بیان	طالع شمیرت نقش شیر زن
بهمکن رنگ کبودی شیر زن	گفت بر تنی وضعت صورت زخم	گفت بر شان کیم زن آن رقم
چونکه از سوزن فرو بردن گرفت	در دآن در شان کیم سگ گرفت	بهلوان دنا له آمد کای سنی
مهر انشی چه صورت میزنی	گفت آخر شیر سوزودی مرا	گفت از چغنه سو کردی ابتدا
گفت از و نگاه آغازیده ام	گفت دُم بگردانی و دیده ام	از دُم دُم گاد شیر موم گرفت
دُم که او دُم هم محکم گرفت	شیر بر دُم باش گوا شیر ساد	که دُم سستی گرفت از زخم کاز
جانب دیگر گرفت آن شخص زخم	بیجا با و مو اسای و جسم	بالک کروش که چنان دست از و
گفت این گوش است ای موی کو	گفت گو گوشش نباشد بهما	اگو ش را بگذارد و کوه کن کلام
جانب دیگر خنشل آفت زد کرد	باز قزوینی فغان را ساز کرد	اکیں سوم جانب چند است تیز
گفت نیست اشکم شیرای غریز	گفت تا اشکم نباشد شیر را	گشت افزون در دلم زان صفا
خیره شد و لاک لبس حیران همانند	تا بدیرا گشت در دندان همانند	بر زن ز سوزن از شرم و ستاد
گفت در عالم کسی را این فتاد	شیر بن گوش و دُم و لاک دید	ببینین شیری خدا خود نا فرید
چون نداری طاق سوزن نهون	از چنین شیر بیان بس دُم مزن	بجانب مجتهد صاحب الما پانچ

صحابیون کی نسبت تو اپنے عذرات بدتر از گناه پیش کیے مگر بیرون مرد و بیرون عورت کہ زمین
 بٹھیرے فقیر و فقیرہ تعین اور کچھ خیال کن چیکا کیا غدر ہو ذری ذری سی باتون پر لیک ایک عورت خفا
 حمد سے مسئلہ شرعیین خوب چھکرتی تھی باہم مسائل شرعیہ اور متنباط قرآن پر بہت گفتگو تھی لکڑیں
 آیت میں انا مفید معنی صحتا تو کیا وجہ ہے کہ اور وں بھی جواز مسئلہ استرقان پر کہ خبری دھوم دھام
 جاری تھا اعتراض پیش کیا اور وں کی طرف بھی تو کچھ عذر پیش کیجیے عبد الباقی عمر اور دیگر صحابہ کی جنگی
 نسبت در بیان جنگ بنی جذیہ کی بھی فرماتے ہیں کہ وہ نزول آیت میں وہی اسے و افعتھ انھیں کا

خلاف ثابت کر دیجیہ حالانکہ وہی خود راوی ہیں اور حدیث کے جمیع صحیح دیرے جانے چھو کر یوں کی
 خمس میں پنجہ غنیمت ہوا ان کے اوپر گذر گئی ہر علاوہ ہر ان میں مابین موالی بہت کم کیے چھنے والے
 تھے اور وہیں اکثر تو ایسے ایسے فقیر تھے کہ فقاہت و فنی مسائل الثبوت ہی بھلا اسرار کو کچھ تو بوجہ سبب
 توجہ غرضی کے مولیٰ تو مولیٰ موالی کا اس امر کی طرف متوجہ ہونا اور ہر بنا اس امر کے دعویٰ کیا گیا
 نہ کہ انسانیست بعد اور خلاف قیاس یہ صفا یہ ہر کہ تقلید مگر امون کی بگو مگر ہی میں ڈال رہی ہو
 جیسا وہ لوگ اپنی نادانی سے تجویز کرتے ہیں ان کی تجویز پر پارہ تقلید محض کے ایمان لاکر مستعد اسکے ہوتے
 ہیں کہ شرح کو تابع اون کے مگر ایہوں کا کیا جاوے مگر علی غم الف مبطلان کیہ بھی ہو سکیگا و کو اشیعہ المحدث
 اھوا اھو لھسکات السموک والاحرض ومن فیہن بل آئینا علم بدی کو کچھ فہم نہ ہو
 مگر ضنون اگر تابع ہوتا اس وقت ان کی تو اشیو کا تو ہر بنیہ فاسد ہو جا آسمان و زمین اور جو کچھ زمین پر
 بلکہ دیا ہنسنے و لکھنا پس وی اپنے ذکر سے روگردانی کرنے والے ہیں قال یہ بڑی قوی اسباب تھے
 جن کے سبب سے آیت من و خدا کا حصر خیال سے خارج ہوا قول جھوٹی باتیں بنا کر یہ کہہ دینا کہ یہ بد قوی اسباب
 تھے الخ بجز دھوکے کے کچھ غمیدہ نہیں جہتہ آپ نے باتیں کہہ رہے ہیں ان کی بات قابل بھی تھی کہ صلاحیت
 عدم توحی کے بظرف صبر کے کہے جہاں آنا اوسکو سہاقتی ٹھہرایا جاوے اور جناب اسباب صبر پانچویں
 آدمیوں کی نسبت آپ نے بیان کیا اور ان کی نسبت تو کچھ بھی بہت عذرات آپ نے پیش نہیں کیے ہیں بل سے
 تو احتجاج میں ہمارے غل نہیں چرکتا اور نسبت ان پانچوں کے بھی قطع نظر اور امور کے ہم ہر کہتے ہیں
 کہ ہمیں خیال و توجہ کی ضرورت بھی کیا تھی جیسا کہ لفظ صاف و پر ایک معنی کے طالات کرتا ہے تو خیال
 دان جہتہ اوسکو سننے کا یا پڑھنے کا بجز پڑھنے یا سننے کے اوسکا ذہن ان معانی کی طرف ارتحال
 کر گیا اس میں کچھ فکر اور مزید توجہ اور خیال کی ضرورت بھی کیا ہے اگر آپ کے افادہ حصر میں غماز کہ اہل زبان
 اوسکو بمعنی حصر لغیر توجہ تمام اور انضمام دیگر قرآن و در حقوق میان شان کے نہیں سمجھ سکتے تھے یا آپ کے
 ذہن میں یہ ہر کہ یہ پانچوں آدمی جس برس کے حصے میں تمام قرآن کے معنی سمجھنے سے سبب ہر توجہ مذکور
 قاصر ہو گئے تھے کیونکہ اسباقی مذکورہ تو کچھ مخصوص لفظ آہی کے واسطے تھے اگر تھے تو جمیع الفاظ کے واسطے

کہ حکم حکم اور نص صریح کو اپنی ہوا باطل کی تائید کیلئے منہ پر ڈھیرا بڑا نشانہ نہ بنیم فیہ کہ سلطان تم وادام
 زندگیاں لکشاں لکشاں ہزار منہ پہنچ پاپس کوئی قرن قرون نشانہ سے ایسا نہ رہا کہ محمد صاحب کی طرح سے پہنچا ہو
 اور درجہ بدرجہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قرن تک مجتہد ہر سب ہی پر کیا نہ و اشارہ و صراحت طعنہ و تشنیع دیا وہ
 الی اللہ کو کچھ کا شکوہ نہیں جس کا وہ ہونے جو خود آفتالی کو ہی بتقلید خوشامدرا ہوں کہ مطعون کیا
 کہ اس نے تورات میں اجازت غلامی کی جو اربع القباہ اور غیر تمام یہ یون کی اور خلاف قانون قدرت کہی
 دی اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اصی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع اور علماء اور صلحا کشا میں نہ گئے پس اپنے اجتہاد اور
 کوشش میں تو حتی الوسع اور ہوش کچھ تو ہائی نہیں کی اب نہ منتظر اور متوقع حلول عید و کیک کا ہے نہ
 سکاٹھ الی ایسی کہ کے نہیں پس قال اب حال جو کچھ ہوا اس کی نسبت یہ بات تسلیم ہو سکتی ہے کہ اس
 زمانے کے لوگوں کی غلامی نسبت یہ کہ اتھی گروہ را اندہ ہب اللہ کا مسئلہ اور حکم منزل میں انہیں قرار
 پاسکتا اقول جناب ہمارا ہی تھی وہ را منہی و پر آریات محکم سا و احادیث صحیحہ و اوضاع پیغمبر
 کے تھی اور یہ مسئلہ ہر حال میں مطابقت و حقیقت میں اس کے ہوا اور مخالفت اس کی مخالفت خدا اور رسول و جمیع انبیاء
 علیہم السلام اور جمیع کتب ہادیہ کی ہوا اور آپ کے اس قرار سے ثابت ہو گیا کہ انہی حضرتوں کا ایسا ہوتا
 تو اس آقوں شمشکی بالاتفاق اس کے خلاف پر کیونکہ ہو سکتی تھی آیا اون ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں
 کوئی ایک بھی فسق سے خالی تھا قال اور نہ اسلام پر اون لوگوں کی اس سے کچھ داغ لگ سکتا ہوا قول
 امین کیا شک ہوا کہ مل تو قدیم سے منور تھے پس ان کی را ایسی تھی کہ اس اسلام اور شیوایان
 اسلام اور جمیع انبیاء علیہم السلام اور خود ملک عالم پر داغ لگ سکے مائدا اللہ یہ تو آپ ہی کی نئی آگ کی
 چمکاریاں ہیں کہ جس سے خدا کی را اختیار و ابراز تاک کوئی بھی داغ و جہد و نفع نہیں سکتا قال ملو با
 ظاہر کی کہ بخت جو ہنہ شروع کی ایک بحث ہو کہ سارے بارہ سو برس کے درمیان میں شاید کہ سیسے نہیں کی
 اور بلاشبہ ہر وقت ہر خرق اجماع اور خلاف اجماعت کا الزام لگایا جاتا ہوا قول جناب آپ نے نہایت
 کفری اور تزلزل اس قول میں کام میں لایا کچھ اور تعلق کیجیے صریح بالاکن کہ ازانی ہر روز ساڑھے
 بارہ سو نہیں بلکہ عبد اللہ علیہم السلام فرمائیے کہ جس کو کوئی ہزار برس گزرے اور شاید کہ کیا موقع ہو

قیاساً فرمایئے کہ بیشک کسی نے زمین کی اور ادا م مخالفت جماع پر بھی اتنا نہ کیجیے بلکہ مخالفت نصوص
 محلی اور سکے ساتھ شامل کی لہجی اور کج جو ان تک کتب سماویہ اور تواریخ سے معلوم ہوا تو اس بنیاد پر ہم بھی
 کہہ سکتے ہیں کہ واقعہ میں ایسی بحث خلاف نصوص جماع ابن ابی شیبہ اور ہم عمر یا آپ کی ہی ایک اشخاص نے
 خلاف جماع ملا لگا اور نص کے ابتداء میں لیش دوم و ہم کے وقت کی صحیح سو ا اسکے اور کوئی بحث نہ ہوا
 جو آپ سے مباحث کا اہم جز نہ نہ دیکھا گیا دسنا گیا قال مگر جو کہ مسلمانوں کا مقرر کیا ہوا ایک مسئلہ
 ہو کہ جماع ثانی جماع اول کو منسوخ کر دیتا ہو یا قولیں مسئلہ مسلمہ جمہور فقہاء میں ہی بلکہ صرف فخر الاسلام
 اسکے قائل ہیں مگر ہم نے سکوت کیا قال اور جماع ثانی شروع ہوئے کے لیے ضرور کہ کوئی نہ کوئی شخص
 جماع اول اختلاف کرے اقول یہ کچھ اہل کفریت و ماہیت جماع اصطلاح سے جماع کا نام
 لیا کہ جس میں مجملہ مجتہدین است مجملہ ایک مسئلہ پر متفق ہوں پس اگر ایک عصر کے مجتہدین کا اتفاق نہ ہوا
 اور جماع منعقد نہ ہوا اور اگر وہ ان میں جیسے کہ آپ ہیں کسی مسئلہ پر متفق ہوئے اور نسے بھی جماع منعقد
 نہیں ہو سکتا اور اگر اسو اعلیٰ است محمدیہ کے کچھ لوگ جو خارج از امت ہوں متفق کسی مسئلہ پر ہوئے
 تب بھی جماع منعقد نہیں ہو سکتا پس اگر شخص لے اگر جماع سابقہ اختلاف کیا اور جماع جملہ مجتہدان عصر
 او میں نہ ہوا تو اسکا قول و ہیوت مردود ہو گیا اور وہ قول نہ اس وقت نہ آئیں کہ کبھی قبول ہو سکتا ہو
 اور مصلحتاً قابلیت احتجاج اور تہاد کی واسطے انعقاد جماع آئندہ کے نہیں لکھتا ہاں اگر اسی زمانہ میں
 مجتہدین است اسے اتفاق کر لیں تو جماع ثانی منعقد ہو سکتا ہی اور یہ صورت جماع کی نہیں آج
 ایک مسئلہ کے خلاف جماع اول کچھ کہا ہیچ بعد دو سرے یہ جماع نہیں ہو بلکہ اقوال فردی فردی مثلاً جماع
 ہوا کہ کچھ لے دیا دیکھ لے اس وقت بسبب مخالفت جماع اول کے مردود ہو جائینگے اور جماع ثانی ایک
 صورت پر عین ممکن بالذات ہو اب مع عصر میں کہ علماء اسلام شرق سے غرب تک و متباعدہ میں جن مشرک جماع
 ثانی خلاف جماع اول کے عادیہ متعطلوں بلکہ محال معلوم ہوا ہو جیسا کہ اس وقت یہ پاؤں مخالف جماع
 یا ایک یا بعض اگر آپ مجتہدان است محمدیہ سے بھی ہوں تب بھی یہ قول یکا بسبب انفراد کے ایسا مردود ہو کہ نہ
 ہیوت اور نہ کبھی آئیں وہ باب انعقاد جماع آئندہ کے کوثر ہو قال اس دفع شخص میں ہوں اقول احتجاج

خاتم الطبع

بنیاد بیغایت یزد و تعالیٰ و اعانت لاناہیت قاف و ذوالجلال کتاب ہدایت نصاب
روالشقاق فی جواز الاسترقاق تصنیف نحر علامہ میر قیام محمد علیہ السلام
مقدمہ ناظرین ہر دو الزامی القصائد جناب کالات استا و لانا مولوی محمد علی صاحب
تحصیل دار پر گد بلاری نصلح مراد آباد کو جواب ہفتوں دفعہ شہادت رسالہ
تبرئۃ الاسلام عن مشین الامتہ والغلام کہ مصنف مدوح الصدق نے نصیب
قطعیہ قرآنہ اور عادت مجتہدہ قبیحہ قلع جمع بنیاد و کالات
ایک لکھت ہو کہ کچھ طرق جو بیابا باغلا طاق
کے مصنف تبرئۃ الاسلام ثابت کہ ہیں آری مشین و نظیر
جو اب ایوان اسطی و فہم شہادت منکر جہاد شہادت
کے کتابت ہا فاعلم آفرغ خدشات
متوہم کہ چھت طبع ہو مطبع
واقع کانپور ہا ہتمام

امیدار رحمت رب غفور راجز محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد رشید خان سب روز عشرہ اولی شعبان المظفر ۱۲۹۱
مین تصدیق و نظر ثانی مصنف علامہ مطبوع ہوئی ہونید مخلصین کو پسند و غور ہوئے فی الحمد للہ رب العالمین

وجہ تسمیہ بر خاتمہ

و اسطی سند ہدایت کہ کہ کتاب لا جواب مطبوع ہو علیہ السلام
چھپی ہوئی مطبع قلعہ کی ہو ہو ہو مستند و متعمد کہ کہ کہ کہ

محمد رشید خان خانی
محمد عبدالرحمن بن حاجی

الکعب
محمد رشید خان محمد رشید خان محمد رشید خان محمد رشید خان

صحت نامہ روز الشفا

صحت	عناط	صحیح	صحیح	صحت	عناط	صحیح	صحیح
۴	۱	نووی	۱۵۵	۲	لائیق	عناط	صحیح
۵۳	۶	غیر	۱۶۱	۲۰	لکھن	لکھن	صحیح
=	۹	مکون	۱۸۱	۱۳	بین	بین	صحیح
۶۳	۲۲	لا	۱۹۳	۱۹	الرسول	الرسول	صحیح
۷۲	۹۰	متبع	۱۹۷	۱	تمام	تمام	صحیح
۹۵	۲۱	قطعہ	۲۰۰	۱۲	قابل	قابل	صحیح
۱۰۲	۹	بالکھو	۲۲۲	۱۳	مقتلاً	مقتلاً	صحیح
۱۰۵	۲۱	مسل	=	۱۵	ترجیع	ترجیع	صحیح
۱۱۰	۱۶	لہاء	۲۶۰	۱۰	آیت	آیت	صحیح
۱۱۷	۱۱	قبو	۲۶۲	۱۹	می	می	صحیح
۱۲۱	۱۲	فی	۲۸۰	۱۱	احیات	احیات	صحیح
=	۱۹	نہین	۱۶۲	۱۰	تجذیب	تجذیب	صحیح
۱۲۳	۱۲	اکثر	۱۶۷	۱۲	اسیڑن کے	اسیڑن کے	صحیح
۱۲۹	۷	تجدید	=	۱۲	تجدید	تجدید	صحیح
۱۳۲	۱۵	قابل	۲۸۷	۱۲	اصابت	اصابت	صحیح
۱۳۶	۱۵	اوسکا	۲۹۲	۳	لاکیتع	لاکیتع	صحیح
۱۳۳	۱۷	ایسی	۲۹۹	۱۶	مکھو	مکھو	صحیح
۱۴۹	۹	مکت	۳۰۰	۵	تجدید	تجدید	صحیح
۱۵۰	۶	نہو	=	۹	ہول میزان	ہول میزان	صحیح

صفحہ	۳۰۴	۹	حدیث	محرم	صفحہ	۳۱۰	۱۲	کیونکہ	کئی واسطے	صحیح
------	-----	---	------	------	------	-----	----	--------	-----------	------

انتباہ

صفحہ ۲۱۲ سطر ۵ لغایت ۵۱ پر جو حدیث مع شرح نقل ہوئی ہے اس کی شرح و متن کے تمیز کے نشان اسی صفحہ کی سطر ۴۴ میں ہوتے تھے مگر چونکہ چھاپے کے وقت وہ علامات زمین کی کسب ازیر خط جو عبارت ہنر آوریں سطر ۱۳ کی اس وقت در عبارت کا اٹک گئے تھے
 الخمس الکثر من ذلک
 عبارت متن سمجھنی
 چھاپا اور باقی عبارت
 شرح نقطہ

Checked
1987

قطعة تاریخ طبع

از طبع گشت قابل تحسین و آفرین

روا شقاق بجز زیارات منکرین

روا شقاق دافع برہان ملحدین
 ۱۲۹۱ھ

ہاتف مرغیب دادندا بحر سال طبع